اسکو نہایت وثوق احادیث پر حاصل ہوگا اور بخوبی دلائل مذہب حنفیہ سے مطلع ہوجاویگا چھٹا
فائدہ یہ ہی کہ یہ کتاب حجت ہی اون لوگون کیواسطے جو مقلد ہین مذہب حنفیہ کے ساتوان فائدہ یہ ہی کہ یہ کتاب
حجت ہی اون لوگون پر جو طعن کرتے ہین مذہب حنفی پر آٹھوان فائدہ یہ ہی کہ کتاب نافع ہی اوس شخص کو
جو عالم ہوویگا کیونکہ فی الفور وقت نزاع کے ہر حدیث متعلق اوس مسئلے کی نکال سکتا ہی اور جو شخص اردو عبارت
پڑھ سکتا ہی اوسکو بھی نفع ہوگا نوان فائدہ یہ ہی کہ اکثر مقامات مین جو مسئلے مشکل ہین اونکی تفصیل کر دی ہی
کہ ناظر کو ملال نہووے دسوان فائدہ یہ ہی کہ باوجود رعایت ان سب باتون کے رعایت اختصار بھی کی ہی
تاکہ کتاب نہایت دراز نہو جاوے اور اتنا اختصار بھی نہین کیا کہ سمجھ مین نہ آوے گیارھوان فائدہ یہ ہی کہ
جو مسئلے مشہور ہین اور اونمین غیر مقلدین بہت نزاع کرتے ہین اوسمین لفظ حدیث بھی ذکر کیا ہی اور تفصیل لکھی ہی تاکہ
بخوبی حجت ہو جاوے اونپر بارھوان فائدہ یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین مذکور ہین سب کی تخریج کر دی ہی اور بے نشان
حدیث نہین لکھی تاکہ کوئی طعن نکر سکے تیرھوان فائدہ یہ ہی کہ جو حدیث موضوع ہی اوسکو نہین ذکر کیا اور اگر کہین ذکر کیا
تو لکھ دیا ہی کہ یہ حدیث موضوع ہی اور اتفاق ہی محدثین کا اس بات پر کہ حدیث موضوع کا لکھنا جائز نہین مگر جبکہ لکھدیوے
کہ یہ حدیث موضوع ہی ذکر کیا اسکو امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ الحدیث بالسنۃ یعنی جو شخص جھوٹھ بولے میرے اوپر قصدا تو چاہیے کہ
بنالیوے ٹھکانا اپنا جہنم مین نکالا اسکو صحاح ستہ والون نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور بعضون نے اسکو متواتر کہا ہی اور
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حدیث بیان کرے مجسے اور وہ جانتا ہی کہ یہ حدیث کذب ہی تو چاہیے کہ مقرر کرے
مقام اپنا جہنم مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح بعض واعظ جو حدیثین بے نشان بیان کرتے ہین اور قصے
اسی طرح کے جھوٹھ بناتے ہین سو وعید شدید ہی اونکے واسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے قرآن مین
اپنی عقل سے کہا تو چاہیے کہ مقرر کرے مقام اپنا جہنم مین اور ایک روایت مین ہی کہ جس شخص نے قرآن مین کہا بے جانے بوجھے تو چاہیے
کہ مقرر کرے اپنا مقام جہنم مین اور قرآن کے معنی بیان کرنے مین نہایت احتیاط لازم ہی اور اگر کوئی معنی قرآن کے اپنے تئین نہ معلوم ہون
اور وہ منقول احادیث اور تفاسیر معتبرہ سے نہون تو بیان کرنا اونکا بھی خوب نہین ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس
شخص نے قرآن شریف مین عقل سے کہا اور اوسنے ٹھیک کہا تو بھی اوسنے خطا کی روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداؤد نے

بیان تعریف حدیث اور اقسام حدیث کا

حدیث اوسکو کہتے ہین کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یا خود کیا یا جو فعل حضرت کے سامنے
ہوا اور آپنے اوس سے منع نکیا تو جو زبان سے فرمایا اوسکو حدیث قولی کہتے ہین اور جو کیا ہی اوسکو حدیث فعلی کہتے ہین اور جو آپکے سامنے
[illegible] حدیث دو قسم ہوتی ہی متواتر اور آحاد متواتر اوسکو کہتے ہین جسکو ہر زمانے مین اتنے لوگون نے روایت کیا ہو
[illegible] اوسکو کہتے ہین جسکے [illegible]

عزیز وہ ہی جسکو ہر زمانے مین دو راویون نے روایت کی ہو اور غریب وہ ہی جسکی روایت کسی زمانے مین ایک ہی راوی
سے ہووے تو اب جاننا چاہیے کہ متواتر حدیث سے ہر شخص کو علم یقینی حاصل ہوتا ہی اور احتمال شک کا بالکل زائل ہوتا ہی
اور آحاد روایت سے علم ظنی حاصل ہوتا ہی اور بعضی صورت مین جنکو معرفت حدیث حاصل ہی علم یقینی بھی اوس سے حاصل ہوتا ہی
اور آحاد مین بعضی روایت مقبول ہی اور بعضی مردود اگر راوی کی راستی اور صدق معلوم ہووے تو مقبول ورنہ مردود ہی
فائدہ متواتر حدیث بعضون نے کہا ہی کہ کوئی موجود نہین اور بعضون نے کہا کہ ہی اور صحیح قول اول ہی کذا فی بعض الکتب
فائدہ جو آحاد مقبول ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک صحیح اور ایک حسن صحیح اسکو کہتے ہین جسکو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے
والے لوگون نے ہر زمانے مین برابر روایت کیا ہو اور نہ اوسمین کوئی پوشیدہ عیب ہو اور معتبر لوگون کی مخالفت بھی نہو اور صحیح
حدیث کے کئی درجے ہین پہلا درجہ یہ ہی کہ اتفاق کیا ہو اوسپر بخاری و مسلم نے یعنی دونونکی کتابون مین وہ حدیث موجود
ہووے دوسرا درجہ یہ ہی کہ فقط بخاری نے اوسکو روایت کیا ہو تیسرا درجہ یہ ہی کہ فقط مسلم نے اوسکو روایت کیا ہو چوتھے
وہ جو بخاری مسلم کی شرط اور اونکے طریقے پر ہووے پانچوین وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہووے چھٹے وہ جو صرف مسلم کے طور پر ہووے
ساتوین وہ جو سوا بخاری اور مسلم کے اور حدیث کے امامون نے اوسکو صحیح جانا ہو فائدہ بعضون کے نزدیک شرط بخاری اور مسلم
کی یہ ہی کہ حدیث کے راوی خوب ضبط کرنے والے اور پرہیزگار ہون غفلت اور مخالفت ثقات وغیرہ سے خالی ہووین
اور بعضون کے نزدیک شرط مسلم کی یہ ہی کہ جو حدیث ایسی ہو کہ دو تابعی ثقہ نے دو صحابیون سے روایت کیا ہو اور اسی طرح
اون دو تابعی سے دو تبع تابعی نے روایت کیا ہو اسیطرح سب طبقون مین دو شخص ثقہ روایت کرتے چلے آئے ہون اور مضمون
حدیث کی کتابون مین مذکور ہی اور حسن اوس حدیث کو کہتے ہین جو صحیح کی طرح پر ہووے لیکن اوسکے راویونکا درجہ حفظ دیانت
وغیرہ مین صحیح کے راویون سے کم ہو اور عمل کرنے مین دونون برابر ہین اور دونون حجت ہین لیکن رتبے مین صحیح حدیث زیادہ ہی
حسن سے اور ضعیف حدیث اوسکو کہتے ہین جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو یا اوسکے راوی مین کوئی وجہ ضعف کی مثلا نقصان
حفظ یا فسق یا جہالت یا بدعت وغیرہ پائی جاتی ہو یا اوسکا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہووے یا اوسکے راوی پر لوگ طعن کرتے
ہون تو اگر اول سے کوئی راوی ساقط ہی تو اوسکا نام معلق ہی اور اگر انتہا سے ساقط ہووے مثلا نام صحابی کا مذکور نہووے اور
تابعی حدیث بیان کرے تو اوسکو مرسل کہتے ہین اور اگر دو راوی برابر ساقط ہون تو معضل ہی اور نہین تو منقطع
اور کبھی منقطع کو مرسل بولتے ہین اور مرسل کو منقطع بولتے ہین اور طعن کے معنی یہ ہین کہ اوسکا راوی جھوٹھا ہووے تو اوس حدیث
کو موضوع کہتے ہین یا اوسپر تہمت جھوٹھ کی لگی ہووے تو اوسکو متروک کہتے ہین یا غلطی بہت کرتا ہو یا غافل ہو یا اوسکو
وہم بہت ہووے یا اچھے لوگون کی روایت کے مخالف اوسکی روایت ہووے یا فاسق یا بدعتی ہووے تو اوسکو منکر کہتے ہین
فائدہ صحابی اوسکو کہتے ہین جسنے حالت ایمان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ سے دیکھا ہووے اور پھر ایمان پر اون سے
انتقال کیا ہووے اور تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے صحابی کو دیکھا ہی اور تبع تابعی اوسکو کہتے ہین جسنے تابعی کو دیکھا ہووے
فائدہ یہ ضعف اور توثیق سب راویون مین محدثین بیان کرتے ہین لیکن صحابی تو سب ثقہ ہین کوئی ضعیف نہین اور نہ اون مین
کسیطرح کا طعن ہی فائدہ ایک قسم حدیث کی مدلس ہی یعنی وہ حدیث جسمین راوی نے اپنے شیخ کو چھپایا ہووے اور اوسکا

نام رکھا ہو یا کسی حدیث سے اور ایک متن دوسری سند سے ملا دیا ہو یا حدیث میں

کچھ اپنا کلام بھی حدیث میں شامل کر دیا ہو ٹو ایک قسم **معنعن** ہے یعنی برابر ایک نے دوسرے سے روایت کیا

فائدہ اور **شاذ** اوسکو کہتے ہین جو حدیث مخالف روایت معتمد لوگون کے ہو اور **معلول** اوس حدیث کو کہتے ہین

جسمین کسی طرح کی علت پوشیدہ جو صحت حدیث مین قدح کرتی ہو پائی جاوے اور **متابع** اوسکو کہتے ہین کہ ایک راوی نے

ایک حدیث دوسرے راوی کے موافق روایت کی اور اسیکو **شاہد** بھی کہتے ہین اور **مرفوع** حدیث جو کلام رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یا فعل آپکا ہو وے اور **موقوف** وہ حدیث ہے جو صحابی کا فعل یا قول ہووے اور وقف کہتے ہین صحابی کا قول یا فعل

ذکر کرنے کو اور رفع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ذکر کرنے کو **فائدہ** اور ان قسمون کے سوا اور بھی قسمین حدیث کی

ہین لیکن اس جا پر بوجہ اختصار کے ترک کیا **فائدہ** حدیث کی مشہور کتابین چھ ہین اور اونکو صحاح ستہ کہتے ہین صحیح بخاری

اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور سنن ابن ماجہ اور بعضون کے نزدیک ابن ماجہ صحاح مین داخل نہین اور

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحاح مین داخل ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جتنی حدیثین ہین صحیح ہین یا حسن ہین ضعیف

حدیث اونمین نہین پائی جاتی اور باقی چارون کتابون مین سب قسم کی حدیثین صحیح اور حسن اور ضعیف ہین اور صحاح اونکا

نام اسواسطے ہے کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین اور ان کتابون کے سوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین اور

اونمین بھی صحیح حدیثین موجود ہین مثلاً معاجم ثلثہ طبرانی اور سنن دار قطنی اور مستدرک حاکم کی اور مصنف ابن ابی شیبہ اور

عبد الرزاق کا اور مسند دارمی کی اور حال ان سب کا بالتفصیل بستان المحدثین مین مذکور ہے اور ہم اس جا پر صحاح ستہ والون کا حال مختصر کچھ لکھ دیتے ہین

احوال بخاری کا

نام و نسب انکا ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ ہے قد و قامت انکا میانہ تھا نحیف

یعنی دُبلے آدمی تھے اور حالت طفولیت مین دونون آنکھین جاتی رہین تھین اس سبب سے انکی والدہ کو نہایت

ملال تھا خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے تیرے بیٹے کی آنکھونمین روشنی عنایت کی

اور یہ تیری گریہ و زاری کا بدلہ ہے صبح کو جب اونھین دیکھا کہ آنکھین لڑکے کی روشن ہین اور جب دس برس کے تھے مکتب مین جہان حدیث

کو سنتے یاد کر لیتے اور اوسی سن مین شغل حدیث کا اونکو تھا اور جب مکتب سے فارغ ہوے ایک شخص کو بخارا مین سنا کہ وہ محدث

تھا اور داخلی اونکا نام تھا بخاری نے اونکے پاس آمد و رفت شروع کی ایک روز داخلی اپنی کتاب سے احادیث پڑھ رہے تھے کہ

یکایک اونکی زبان سے نکلا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ اوسیوقت بخاری نے کہا کہ ابو الزبیر نے ابراہیم سے

نہین سنا داخلی رحمۃ اللہ علیہ نے اونکو سرزنش کی پھر بخاری نے کہا کہ اصل نسخے مین دیکھنا چاہیے سو داخلی گھر مین گئے

اور اصل نسخہ لائے اور بخاری کو بلا کے کہا کہ بھلا مینے تو غلط پڑھا آپ صحیح کیا ہے کہا بخاری نے کہ صحیح سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ

بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ہے داخلی حیران ہوے اور اپنے نسخے کو جسمین پڑھتے تھے صحیح کیا اور جب سولہ برس کے ہوے

تمام کتابین حدیث کی انکو یاد تھین حامد بن اسمعیل ایک بزرگ کہ بخاری کے زمانے مین تھے کہتے ہین کہ بخاری حدیث کے

اوستادون کے پاس بلا دوات و قلم کے جلسے آتے تھے تو ہم لوگون نے کہا کہ تمکو کیا فائدہ ہے اس سے جو تم سنتے ہو بھول جاتے ہو

اسی طرح سب لوگون نے اونکو اسنا شروع کیا سولھوین دن بخاری نے کہا کہ تمنے مجھے تنگ کیا اب جو تمنے لکھا ہی اوسکو سامنے
لاؤ اور میری یاد کو اوس سے مقابلہ کرو اس عرصے مین پندرہ ہزار حدیث سب لوگون نے لکھین تھین بخاری نے سب یاد سے پڑھنا
شروع کین اور ایسا خوب یاد تھا کہ سبنے اپنی حدیثون کو اوس سے صحیح کر لیا پھر کہا بخاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ مین بے فائدہ
محنت کرتا ہون تو ہم لوگون نے اوس روز سے جانا کہ یہ شخص شدنی ہی اسکی برابری کوئی نکر سکیگا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ سبب ہی
کہ ایک روز اسحق بن راہویہ کی مجلس مین یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثون کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ لوگ اوسپر
عمل کرنے لگین بخاری کے دل مین یہ بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثین اونکے پاس تھین اونکا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت
صحیح پائی اوسکو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور معمول یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی تحریر کے واسطے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور دعا کرتے
کہ یا الٰہی مجھسے خطا نہووے آخر اسیطرح سولہ برس کامل محنت کرکے مسجد کے اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف
کے بیچ مین صحیح بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بخاری نے خرتنگ مین کہ ایک گانون ہی دو فرسخ سمرقند سے وقت
نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ۲۵۶ ہجری مین اونکو دفن کیا اور باسٹھ ۶۲ برس کی عمر آئی تھی

بیان مسلم کے احوال کا

انکے باپ کا نام حجاج ہی اور کنیت اونکی ابو الحسین اور لقب اونکا عساکر الدین ہی نیشاپور جو ایک شہر ہی خراسان مین وہان
کے رہنے والے ہین ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم نے جو اجلہ محدثین مین سے ہین اونکی جلالت اور امامت پر گواہی دی ہی
اور صحیح مسلم اونکی نہایت عمدہ کتاب ہی تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہی اور بعضون نے اسکو صحیح بخاری پر
مقدم رکھا ہی کہا حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہین ابو حاتم رازی نے
کہ اجلہ محدثین مین سے ہین مسلم کو خواب مین دیکھا اور اونکا حال پوچھا مسلم نے کہا کہ اللہ تعالی نے جنت کو میرے اوپر مباح کیا ہی جہان
چاہتا ہون رہتا ہون اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر مین کسیکی غیبت نہین کی اور نہ کسیکو مارا اور نہ کسیکو برا کہا اور پیدا ہوئے تھے
سال دو سو اور دو مین اور بعضون نے کہا ہی کہ دو سو چار مین اور بعضون نے کہا کہ دو سو چھ مین اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار
کیا ہی اور وفات اونکی یکشنبے کو شام کے وقت اور دوشنبے کے دن پچیسوین تاریخ کو رجب مین سال دو سو اکسٹھ ۲۶۱ مین مدفون ہوئے
اور وفات اونکی اس طرح پر ہوئی کہ ایک مجلس مین لوگون نے آپسے ایک حدیث پوچھی انھون نے اوسکو نہ پہچانا اور اپنے
گھر آکے سب کتابون مین تلاش کرنا شروع کیا اور لوگون نے سامنے اونکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپ ایک ایک
خرما کھاتے جاتے تھے یہان تک کہ وہ حدیث نہ ملی اور خرمے تمام ہو گئے اور یہ اونکے انتقال کا سبب ہوا اللھم اغفر لنا ولہ ولجمیع المؤمنین

احوال ابو داؤد کا

نام انکا سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہی اور سجستان معرب ہی سیستان کا اور
سیستان ایک ملک ہی سند اور ہرات کے بیچ مین متصل ہی قندہار کے اور وہ جو ابن خلکان نے کہا ہی کہ سجستان ایک قریہ ہی قریب
بصرے کے خطا ہی تولد اونکا سنہ دو سو اور دو ہجری مین ہوا اور اکثر بلاد اسلام مین مانند مصر اور شام اور حجاز اور عراق
اور خراسان وغیرہا مین سیر کی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور تقوی اور صلاح مین ایک فرد کامل تھے

اور آپ ایک آستین کشادہ رکھتے تھے اور ایک تنگ لوگون نے اس حال کو اونسے دریافت کیا فرمایا کہ دامن کشادہ واسطے کتابون حدیث کے ہی اور دوسرے دامن کے کشادہ رکھنے کی کچھ حاجت نہین اسراف ہی اور موسی بن ہارون کہ ایک بزرگان وقت مین سے تھے فرماتے کہ ابو داؤد دنیا واسطے حدیث کے پیدا ہوئے اور آخرت مین اسواسطے جنت کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے امام احمد کے پاس لے گئے اونھون نے اوسکو دیکھکے بہت پسند کیا اور ابو داؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثون سے انتخاب کیا ہی اور کل حدیثین اس کتاب مین چار ہزار آٹھ سو حدیثین ہین التزام کیا ہی اس بات کا کہ حدیث صحیح ہووے یا حسن اور اسیواسطے یہ کتاب بعد صحیحین کے سب کتابون سے زیادہ مشہور ہی اور وفات ابو داؤد کی سولھوین تاریخ شوال سے سال دوسو پچہتر ہجری مین ہوئی اور بصرے مین مدفون ہوئے اور عمر آپکی تہتر سال ہوئی

احوال ترمذی کا

کنیت انکی ابو عیسی ہی اور نام و نسب محمد بن عیسی بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی ہی اور ترمذ نام ایک شہر کا ہی اور ترمذی شاگرد ہین بخاری کے اور مسلم اور ابو داؤد سے بھی روایت کرتے ہین برسون طلب علم حدیث مین صرف کیے اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدون پر نسبت اور کتابون کے زیادہ مشتمل ہی اول ترتیب اسکی خوب ہی دوسرے تکرار کم ہی تیسرے ہر مقام مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال ہر ایک کی ذکر لیے ہین چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہی پانچوین ضعف اور توثیق راویون سے بھی تعرض ہی اور انکو خلیفہ بخاری کا کہتے ہین اور تورع اور زہد اور خوف اونکا بیحد تھا خوف الہی سے برسون روتے رہے آخر اندھے ہو گئے اور ایک حکایت عجیب اونکی یہ ہی کہ مکے کی راہ مین ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اوس شخص سے دو جز حدیث لکھے تھے اور فرصت قرات کی نہین پائی تھی ترمذی نے اوسوقت اونسے قرات طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جز نکال ترمذی نے جو اونکو تلاش کیا تو وہ نہ ملے اور گم ہو گئے تھے دو جز و سفید کاغذ سادہ کے نکال کے حدیث اونسے سنی ناگہ شیخ کی نگاہ جو اوس کاغذ پر پڑی غصے ہوکے بولے کہ کیا تم مجھسے ہنسی کرتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہین میرے اون جزونکو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے اون جزون کی یاد ہین شیخ نے تعجب سے کہا کہ پڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھدیا اور کہین نہ بھولے اور سب حدیثین سنادین شیخ نے کہا کہ اسکا مجکو یقین نہین آتا سابق سے تمنے یاد کرلی ہونگی ترمذی نے کہا امتحان فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثین غریب نکالکے اونکو ایکبار سنادین ترمذی نے اون حدیثون کو بعینہ ایکجا بھی نہ بھولے اور سنادیا اور ایسے ایسے امتحان اونکے حافظے کے اکثر ہوا کیے اور کہتے ہین کہ جب مین اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلے اس کتاب کو علماء حجاز کے سامنے پیش کیا سبنے پسند کیا بعد اوسکے علماء عراق کے سامنے وہ بھی خوش ہوئے بعد اوسکے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات اونکی ترمذ مین دوشنبے کی رات کو ستائیسوین رجب مین سال دوسو اوناسی ہجری مین ہوئی

احوال نسائی کا

نام انکا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ہی اور یہ نسبت ہی طرف نسا کے کہ نام ایک شہر کا ہی خراسان مین پیدا ہوئے سال دوسو اور چودہ ہجری مین اور بڑے بڑے شیخون کو اور عالمونکو حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے نہایت قوی اور زبردست تھے چار بیبیان تھین ہر رات کو ایک کے پاس جاتے تھے اور لونڈیان بھی بہت تھین اور پہلے ایک کتاب حدیث کی ہی اور نام اوسکا سنن کبری رکھا جب اوسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ایک امیر نے اونسے پوچھا کہ جتنی حدیثین اس کتاب مین ہین سب صحیح ہین انھون نے کہا کہ صحیح بھی ہین حسن بھی ہین سب قسم کی

محدثین رملہ مین اوس امیر نے عرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجیے جسمین سب حدیثین صحیح ہووین تب انھون نے اوسکو خلاصہ کرکے
صحیح حدیثین منتخب کین اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی اس زمانے مین
مشہور ہی یہی سنن صغری ہی اور سبب انکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی رضی کی مناقب مین ایک کتاب انھون نے تصنیف کی
بعد فراغت کے انھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج
کی طرف میل رکھتے ہین کچھ تھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین معاویہ رض کے مناقب مین بھی
کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ رض کو یہی کافی ہی کہ نجات پاجاوین اونکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک
اونکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین اسیطرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اونکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ
اونکے فوطون مین پہونچی کہ اوسکے سبب سے آپ نیم جان ہو گئے خادمون نے اونکو اوٹھا کے گھر مین لائے انھون نے کہا کہ مجھکو اسیوقت مکہ معظمہ مین لیچلو
کہ یا وہان جاکے مرون یا راستے مین مر جاؤن غرض مکے مین پہونچے اور صفا اور مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اونکی دوشنبہ تاریخ ۱۳ صفر مین
سال تین سو تین مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ راہ مین اونکا انتقال ہوا اور وہان سے لاش اونکی مکے مین لے گئے

احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ بن ماجہ قزوینی ربعی ہی اور ربعی نسبت ہی طرف ربیعہ کے کہ نام ایک قبیلے کا ہی
اور قزوین نام ایک شہر کا ہی عراق عجم مین اور یہ کتاب اونکی عمدہ تصانیف مین سے ہی اور صحاح ستہ مین بقول راجح داخل ہی اور جب
اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرعہ رازی کے پاس لے گئے اونھون نے اس سنن کو دیکھکے کہا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگی تو
اکثر کتابین فن حدیث کی بیکار ہو جاوینگی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار مین بے نظیر ہی اور ابو زرعہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی
اور کہا کہ غالب ہی کہ اوس مین کوئی حدیث نہایت ضعیف موضوع نہوگی اور اس سنن مین بتیس کتابین ہین اونمین ایک ہزار پانسو باب ہین اور سب
حدیثین اوسکی چار ہزار ہین اور صحیح یہ ہی کہ ماجہ انکی ماں کا نام تھا اور عبد اللہ دادا انکے صحابی تھے سنہ دو سو اور نو ہجری مین پیدا ہوئے
اور بہت مشائخ حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دوشنبہ کے روز سنہ دو سو تہتر ہجری مین بائیسوین تاریخ رمضان کی ہوئی فقط

بیان تقلید کا

جاننا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ مین سے واجب کیا ہی اور بعضون نے مستحسن تو موافقت اون دونون قول کی لیکن
اسی طور پر ہی کہ جو شخص عالم فن حدیث کا ہووے چارون مذہب کے ماخذ اور اصول مین واقف ہو کلام اللہ کی آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ
اور معانی اونکی مین بخوبی مطلع ہووے اور معرفت ضعف حدیث اور صحت مین بہرہ تام ہو کیفیت رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث
اوسکو مستحضر ہون اکثر کتابین حدیث کی اوسکے مطالعے سے گذری ہون تو ان سب صورتون کا جو شخص جامع ہووے اوسکو تقلید مذہب
معین کرنا مستحسن ہی اور جس شخص مین یہ شرائط متحقق نہین تقلید کا وجوب اوسیکے حق مین ہی اور اس زمانے مین ایسا شخص جو اون شرائط
مذکورہ کا جامع ہووے اکثر مقامون مین متحقق نہین اگرچہ ممکن الوجود بامکان عقلی ہی اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ مین درحقیقت
اطاعت خدا اور رسول مین داخل ہی فرمایا اللہ تعالی نے أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اسیواسطے مفسرین نے أُولِي
الْأَمْرِ مِنْكُمْ سے امرا اور سلاطین مسلمین مراد لیے ہین نہ مجتہدین شریعت چنانچہ بیضاوی مین ہی کہ اسکی تائید کرتا ہی قول اللہ تعالی کا

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اسواسطے کہ مقلد کو جائز نہین کہ نزاع کرے مجتہد سے اوسکے حکم
بخلاف لڑکے اور عبارت اوسکی یہ ہی وَهُوَ يُؤَيِّدُ الْوَجْهَ الْاَوَّلَ اِذْ لَيْسَ لِلْمُقَلِّدِ اَنْ يُّنَازِعَ الْمُجْتَهِدَ
فِيْ حُكْمِهٖ بِخِلَافِ الْمَرْؤُسِ انتہی کیونکہ اطاعت علمائے اہل اجتہاد کی اطاعت خدا اور رسول کی ہوگی حالانکہ وہ لوگ
حاملان علم نبوت اور شارحان کتاب و سنت ہین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اور
عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اسی مضمون پر دلالت کرتا ہی اور وہ جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین کہ تقلید حنفیہ
اور شافعیہ وغیرہا کی ایسی ہی جیسے مشرکین تقلید اپنے آبا و اجداد کی کرتے ہین جواب اوسکا یہ ہی کہ قیاس اس تقلید کا مشرکین کی
تقلید پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ مقلدین مجتہدین کو وسائط بلوغ علم نبوت اور وسائل حصول احکام شریعت سمجھکر تقلید کرتے ہین
بالاستقلال اونکو مصدر احکام نہین جانتے ہین امام ابو جعفر نے بسند متصل نقل کیا ہی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم
اخذ کرتے ہین اول ساتھ کتاب کے پھر ساتھ سنت کے پھر ساتھ قضایا صحابہ کے اور عمل کرتے ہین ہم جسپر اتفاق ہوتا ہی صحابہ کا اور
جسمین کہ اختلاف ہوتا ہی صحابہ کا اوسکو قیاس کرتے ہین اور مسئلے پر اور روایت کیا بیہقی نے مدخل مین بسند صحیح حضرت امام
ابو حنیفہ سے عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اِذَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ وَاِذَا جَاءَ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْتَارُ مِنْ قَوْلِهِمْ
وَاِذَا جَاءَ مِنَ التَّابِعِيْنَ زَاحَمْنَاهُمْ یعنی جو حدیث کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ سر اور آنکھون پر اور جو قول صحابہ سے
اوسمین اختیار کرتے ہین ہم اور جو قول تابعین سے آیا ہووے تو اونکی مزاحمت کرتے ہین یعنی اوسمین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل
دیتے ہین اور کس طرح حضرت امام صاحب تابعین کے قول مین مزاحمت نہ کرینگے کیونکہ خود بھی تابعین مین سے ہین اور روضۃ العلما
مذکور ہی اُتْرُكُوْا قَوْلِيْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی فرمایا امام صاحب نے ترک کرو قول میرا ساتھ حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرمایا اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ یعنی جب صحیح ہو جاوے حدیث تو وہی میرا مذہب ہی
اور صراط مستقیم مین ہی کہ اصحاب ابو حنیفہ کے متفق ہین کہ حدیث ہر چند اسناد اوسکا ضعیف ہو مقدم اور اولیٰ ہی قیاس
اور اجتہاد سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدون ضرورت کے عمل قیاس پر ہرگز نہین کیا اور میزان شعرانی مین ہی وَمَا طَعَنَ
اَحَدٌ فِيْ قَوْلٍ مِّنْ اَقْوَالِهِمْ اِلَّا لِجَهْلِهٖ بِهٖ اِمَّا مِنْ حَيْثُ دَلِيْلِهٖ وَاِمَّا مِنْ حَيْثُ دِقَّةِ مَدَارِكِهٖ عَلَيْهِ
لَا سِيَّمَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ الَّذِيْ اَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰى عِلْمِهٖ وَوَرَعِهٖ وَعِبَادَتِهٖ وَ
مَدَارِكِهٖ وَاسْتِنْبَاطَاتِهٖ وَحَاشَاهُ مِنَ الْقَوْلِ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ بِالرَّاْيِ الَّذِيْ لَا يَشْهَدُ لَهٗ ظَاهِرُ كِتَابٍ
وَّلَا سُنَّةٍ یعنی نہین طعن کیا کسینے بیچ کسی قول کے اقوال مجتہدین سے مگر جاہلون نے اوس قول کے کہ جاہل رہے اوسکی دلیل سے یا دقت
باریکی اوسکی سے خصوصًا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اجماع کیا سلف اور خلف نے اونکے علم اور ورع اور عبادت اور
مدارک اور استنباطات اونکے پر اور بچے قول سے دین خدا مین اوس رائے سے کہ نہین شہادت کی ہو اوسکی کتاب یا سنت نے اور اوپر
وجوب تقلید کا واسطے غیر مجتہد کے تو اتفاق کیا اوپر علمائے امت نے کہا جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع مین يَجِبُ عَلَى
الْعَامِيِّ وَغَيْرِهٖ مِمَّنْ لَّمْ يَبْلُغْ مَرْتَبَةَ الْاِجْتِهَادِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ مِّنْ مَّذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِيْنَ انتہی

واجب ہی عامی اور غیر عامی پر جو نہ پونہچا ہو درجۂ اجتہاد کو التزام ایک مذہب معین کا مجتہدین مذاہب سے اور کہا شیخ محی الدین
نووی نے روضۃ الطالبین مین اَمَّا الاِجتِہادُ المُطلَقُ فَقالُوا اختُتِمَ بِالاَئمۃِ الاَربَعۃِ حَتّٰی اَوجَبُوا تَقلِیدَ
واحِدٍ مِّن ھٰؤُلاءِ عَلیٰ الاُمّۃِ وَنَقَلَ اِمامُ الحَرَمَینِ الاِجماعَ عَلَیہِ یعنی اجتہاد مطلق تو ختم ہو گیا ساتھ ائمہ
اربعہ کے اور واجب ہی تقلید ایک کی ان مین سے امت پر اور نقل کیا امام الحرمین نے اجماع اسپر اور بحر العلوم نے شرح تحریر ابن الہمام
مین لکھا ہی غَیرُ المُجتَہِدِ المُطلَقِ یَلزَمُہُ تَقلِیدُ مُجتَہِدٍ مَّا مِنَ المُجتَہِدِینَ المُطلَقِینَ یعنی جو مجتہد
مطلق نہو اوسکو لازم ہی تقلید کسی مجتہد مطلق کی تو اگر کوئی اسمقام پر کہے کہ ان اقوال سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ تقلید کسی کی ائمہ اربعہ مین سے واجب ہی
اور ہم بھی کسی مسئلے مین جو مخالف ائمہ اربعہ کے ہو عمل نہین کرتے بلکہ کوئی مسئلے پر موافق ابو حنیفہ کے اور کسی پر موافق شافعی کے اسیطرح پر عمل کرتے
ہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ باعث اسکا یا تو حصول درجۂ اجتہاد ہی کہ جسکا قول صحیح موافق احادیث کے پاتے ہین اوسپر عمل کرتے ہین تو اس صورت مین تقلید کی
کیا حاجت ہی اور اگر بغیر حصول اجتہاد کے یہ امر ہی تو مخالف حق اور باطل ہی کیونکہ اتفاق کیا علما نے اس بات پر کہ نہین جائز ہی غیر مجتہد کو کہ عمل کرے ایک
مسئلے مین رائے ابو حنیفہ پر اور دوسرے مین رائے شافعی پر کہا ملا علی قاری نے رسالے مین اپنے کہ تالیف کیا ہی اوسکو قفال کے رد مین بَل وَجَبَ
عَلَیہِ اَن یُّعَیِّنَ مَذہَبًا مِّنَ المَذاہِبِ اِمّا مَذہَبَ الشّافِعِیِّ فِی جَمِیعِ الفُرُوعِ وَالوَقائِعِ وَاِمّا مَذہَبَ
مالِکٍ وَاِمّا مَذہَبَ اَبِی حَنِیفَۃَ وَغَیرِہِم وَلَیسَ اَن یَّنتَحِلَ مِن مَذہَبِ الشّافِعِیِّ ما یَہواہُ وَمِن
مَذہَبِ اَبِی حَنِیفَۃَ ما یَرضاہُ لِاَنّا لَو جَوَّزنا ذٰلِکَ لَاَدّیٰ اِلَی الخَبطِ وَالخُرُوجِ عَنِ الضَّبطِ
حاصِلُہٗ یَرجِعُ اِلیٰ نَفیِ التَّکلِیفِ لِاَنَّ مَذہَبَ الشّافِعِیِّ اِذا اقتَضیٰ تَحرِیمَ الشَّیءِ وَمَذہَبَ اَبِی حَنِیفَۃَ
مَثَلًا اِباحَۃَ ذٰلِکَ الشَّیءِ بِعَینِہٖ اَو عَکسَ ذٰلِکَ فَہُوَ اِن شاءَ مالَ اِلَی الحَلالِ وَاِن شاءَ مالَ اِلَی
الحَرامِ فَلا یَتَحَقَّقُ الحِلَّۃُ وَالحُرمَۃُ وَفِی ذٰلِکَ اِعدامُ التَّکلِیفِ وَاِبطالُ فائِدَتِہٖ وَاستِیصالُ قاعِدَتِہٖ
وَذٰلِکَ باطِلٌ اِنتَہیٰ ما ذُکِرَ بلکہ واجب ہی اوسپر تعیین ایک مذہب کی یا مذہب شافعی کی جمیع فروع اور وقائع مین
یا مذہب مالک کی یا مذہب ابو حنیفہ کی اور یہ نہین کہ جو چاہے مذہب شافعی سے اختیار کرلے اور جو چاہے مذہب ابی حنیفہ سے کیونکہ
جواز مین اسکے کام مودی ہو گا طرف خبط کے اور نکلنے کے ضبط سے اور حاصل اسکا نفی تکلیف ہی کیونکہ جب مذہب شافعی مقتضی تحریم کسی
امر کے ہی اور مذہب ابو حنیفہ کا مثلا اوسکی تحلیل کو تو جب چاہے مائل ہو طرف حرام کے اور جب چاہے طرف حلال کے تو حلت
وحرمت کا تحقق و تقرر جاتا رہا اور اسمین صریح اعدام تکلیف ہی اور ابطال ہی اوسکے فائدے کا اور استیصال ہی اوسکی بنا کا
اور یہ باطل ہی اور کہا تصحیح مین لَا خَیرَ فِی اَن یَّکُونَ حَنَفِیًّا فِی بَعضِ المَسائِلِ وَشافِعِیًّا فِی بَعضٍ اُخَر
نہین بہتر ہی کہ حنفی ہو بعض مسائل مین اور شافعی بعض مین اور شرح عین العلم مین ہی فَلَوِ التَزَمَ اَحَدٌ مَّذہَبًا کَاَبِی حَنِیفَۃَ
وَالشّافِعِیِّ فَلَزِمَ عَلَیہِ الاِستِمرارُ فَلا یُقَلِّدُ غَیرَہٗ فِی مَسئَلَۃٍ مِّنَ المَسائِلِ یعنی جسنے لازم پکڑا ایک مذہب مثلا
مذہب ابو حنیفہ یا مذہب شافعی کا تو واجب ہی کہ ہمیشہ اوسی مذہب پر رہے اور سوا اوسکے کسی مسئلے مین غیر کی تقلید نہ کرے اور کہا
ابن عبد البر نے اِنَّ تَتَبُّعَ رُخَصِ المَذاہِبِ غَیرُ جائِزٍ بِالاِجماعِ یعنی تلاش رخصتون کا ہر مذہب سے ممنوع ہی بالاجماع اور
تفسیر احمدی مین ہی اِذا التَزَمَ مَذہَبًا یَجِبُ عَلَیہِ اَن یَّدُومَ عَلیٰ مَذہَبٍ التَزَمَہٗ وَلا یَنتَقِلُ عَنہُ اِلیٰ مَذہَبٍ آخَرَ

یعنی جس مذہب کو التزام کرے تو چاہیے کہ مداومت کرے اوسپر اور نہ پھر جاوے طرف دوسرے مذہب کے انتقال ان روایات و اقوال سے بخوبی واضح ہو کہ جو شخص پایہ اجتہاد کا نہ رکھتا ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامی تقلید مذہب معین کی اوسکو واجب ہو اور وجوب حقیت تقلید پر بہت سی دلیلین ہین کہ اونکا اس مقام مین ذکر کرنا مناسب ہو **دلیل پہلی** یہ ہو جو ہمنے اس مقام مین قول اکابر علماے امت اس باب مین بیان کیے **دلیل دوسری** ایسی ہو کہ اوسمین خصم کو جاے کلام نہین وہ یہ ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب ارشاد فرمایا کہ مسائل میرے ماخوذ ہین احادیث اور آیات سے تو دو حال سے خالی نہین یا اس قول کی تصدیق کرتے ہو یا انکار کرتے ہو اور اوسکو کذب جانتے ہو بر تقدیر اول تو تابعداری اس مذہب کی جمیع مسائل مین واجب ہوگی اور تقدیر ثانی مین اگر احتمال کذب کا جیسے امام صاحب کی طرف ہو اسی طرح جائز ہو کہ احتمال کذب کا بخاری مسلم کی طرف ہووے مثلا جب امام صاحب کہ مصداق خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ہین یون فرماوین کہ مسائل بیان کیے ہوے ہمارے ماخوذ ہین کتاب و سنت اور قضایاے صحابہ سے تو قول اونکا لائق اعتماد نہوا اور جب بخاری مسلم وغیرہما کہ اونسے نہایت متاخر ہین فرماوین کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہو تو قول اونکا بغیر گفتگو مقبول ہو جاوے تو جیسا جائز ہو کہ امام اعظم نے کذبا یہ کہا ہو کہ مسائل بیان کیے ہوے میرے ماخوذ ہین کتاب اور سنت سے اور واقع مین وہ مسائل اختراعی اور عقلی ہون اسیطرح جائز ہو کہ بخاری مسلم وغیرہ نے کذبا کہا ہو کہ یہ حدیث ہمکو فلانے سے پہونچی ہو تو ایک کی بات کو صادق جاننا اور دوسرے کی بات کو باوجود بزرگی اور فضل کے کذب شمار کرنا ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہو **دلیل تیسری** یہ ہو کہ اس زمانے مین اکثر غیر مقلد جو علما سے سن لیتے ہین کہ یہ قول موافق حدیث کے ہو اور اوسپر عمل کرتے ہین تو تعجب ہو کہ قول اون علما کا جنکو امام صاحب کی نسبت بالکل وقوف نہین لائق اعتبار ہو جاوے اور امام صاحب کا قول لائق اعتماد اور عمل کے نہووے اور یہ نہایت درجے کا جہل ہو **دلیل چوتھی** یہ ہو کہ اکثر علما اور فضلا اور اولیاء اللہ اس امت مین اتباع مذہب حنفیہ کرتے چلے آئے ہین تو احتمال بطلان اس مذہب کا ایک شخص کے قول سے کس طرح جائز ہوگا **بیت** ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را + **دلیل پانچوین** یہ ہو کہ حدیث صحیح مین وارد ہو اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی اطاعت کرو بڑے گروہ کی اور جو اوسمین سے نکل جاوے نکالا دوزخ مین اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ؀ یعنی جو شخص مومنون کی راہ کے سوا اور راہ طلب کرے پھیر دینگے ہم اوسکو جس طرف پھرا اور داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور بری ہو وہ جگہ پھیر جانے کی اور حال انکہ اکثر لوگ امت کے تقلید مذہب ابو حنیفہ پر ہین اور بعض باقی اور پر مذاہب ثلثہ باقیہ کے کہا ملا علی قاری نے وَاَمَّا اتِّبَاعُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَدِيْمًا وَّحَدِيْثًا فَفِي الْاِزْدِيَادِ فِيْ جَمِيْعِ الْبِلَادِ سِيَّمَا فِيْ بِلَادِ الرُّوْمِ وَمَا وَرَآءَ النَّهْرِ وَوِلَايَةِ الْهِنْدِ وَالسِّنْدِ وَاَكْثَرِ اَهْلِ خُرَاسَانَ وَعِرَاقٍ مَعَ وُجُوْدِ كَثِيْرٍ فِيْ بِلَادِ الْعَرَبِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاَظُنُّ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ ثُلُثَيِ الْمُسْلِمِيْنَ بَلْ اَكْثَرَ عِنْدَ الْمُهَنْدِسِيْنَ بِالْاِتِّفَاقِ یعنی اتباع مذہب ابی حنیفہ کا تو زیادتی پر ہو قدیم سے اور جدید سے تمام شہرونمین خاص کرکے روم کے ملکون مین اور ما وراء النہر کے اور ولایت ہندوستان اور سندھ اور اکثر اہل خراسان اور عراق مین باوجودیکہ بہت لوگ ہین عرب مین بالاتفاق اور جانتا ہون مین کہ ہونگے وہ دو ثلث مسلمانون سے بلکہ

اکثر نزدیک مہندسین کے بالاتفاق اور اکثر اولیاء اللہ اور کاملین اسی مذہب کے مقلد رہے در مختار میں ہی وَقَدِ اتَّبَعَهُ عَلَی مَذْهَبِهِ كَثِيرٌ مِنْ أَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ مِمَّنِ اتَّصَفَ بِثَبَاتِ الْمُجَاهَدَةِ وَرَكَضَ فِي مَيْدَانِ الْمُشَاهَدَةِ كَإِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ وَشَقِيقِ الْبَلْخِيِّ وَمَعْرُوفٍ الْكَرْخِيِّ وَأَبِي يَزِيدَ الْبِسْطَامِيِّ وَفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ وَدَاوُدَ الطَّائِيِّ وَأَبِي حَامِدٍ اللَّفَّافِ وَخَلَفِ بْنِ أَيُّوبَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ وَأَبِي بَكْرٍ الْوَرَّاقِ وَغَيْرِهِمْ آخر تک اور ایسا ہی ذکر کیا اکثر علما نے اور کہا اہل کشف نے کہ جیسا مذہب امام ابوحنیفہ کا قدیم ہی اسی طرح آخر تک رہیگا اور دیکھنے کی بات ہی کہ امام اعظم صاحب اتباع حدیث مین اور ون سے زیادہ ہین کہ حدیث مرسل کو قبول کرتے ہین اور قیاس کو اوسکے مقابلے مین جائز نہین رکھتے تو افسوس ہی اون لوگون سے کہ باوجود مشاہدے ان امورات کے اور اس احتیاط بلیغ کے ان لوگون کو اصحاب رائے سے شمار کرتے ہین اور اس مذہب کے مسائل کو اپنے زعم باطل کے موافق خلاف احادیث اور آیات کے سمجھتے ہین اور اونکے تابعدارون کو کہ سواد اعظم مین داخل ہین گمراہ اور خاطی کہتے ہین مثل مشہور ہی کہ چاند پر خاک ڈالنے سے اپنے ہی موئنہ پر خاک پڑتی ہی جن لوگون کو اللہ تعالی نے نور ہدایت دیا ہی وہ لوگ کبھی حشر تک اتباع اس طریقہ سے باز نہ آوینگے اور بعض لوگ جو مصداق يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ہین باغوائی مفسدین کے شاید اس سے محروم رہین يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ وسلیم طبعی یہی کہ بوقت تسلیم کے جب کوئی مسئلہ مسائل حنفیہ مین سے اس قسم کا نکالدو کہ جسکی کوئی دلیل حدیث ضعیف یا صحیح یا آیت قرآن سے نہو تو اوس صورت مین اگر خاص اوس مسئلے مین کلام کرو اور اوسپر عمل نکرو تو قول تمھارا لائق قبول ہوگا اور وہ جو مسئلہ رفع یدین یا قراءت مین پیچھے امام کے یا قلتین کے مسئلے مین کلام کرتے ہین سب مسائل کو ہمنے فضل الہی سے اس کتاب مین تفصیل سے بیان کیا ہی اور تمامی مطاعن کے جوابات تحریر کیے ہین دیکھنے سے ظاہر ہوگا حالانکہ امام شافعی کے مذہب مین بھی بہت سے ایسے مسئلے ہین جنکی دلیلین ضعیف اور اون مین کلام ہی مثلا جہر بسم اللہ اور حدث نہونا خون اور پیپ کا اور کھانا اوس ذبیحے کا جسپر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو قصدا اور کوئی مذہب ایسا نہین کہ جسکے مسئلے مین اوسکی ادلہ قویہ ہون سب قسم کے مسائل تے ہین بلکہ ایسا قول نہ جو مخالف صحیح حدیث کے ہو اور کسی دلیل سے اوسمین تمسک نہو واللہ اعلم و علمہ اتم

جواب اون مطاعن کا جنکو اکثر غیر مقلدین بیان کیا کرتے ہین

طعن پہلا ہم لوگ احادیث کے اوپر عمل کیا کرتے ہین اور تعجب ہی کہ قول ابوحنیفہ کا تو قابل قبول ہو اور قول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل عمل کے نہووے جواب احادیث پر عمل کرنا تو عین ہمارا مطلوب ہی مگر یہ کہ جس شخص کو معرفت حدیث کی اور ناسخ و منسوخ کی ہووے اور معانی حدیث سمجھتا ہووے اور طریقہ استنباط جانتا ہووے تو اوس شخص کو عمل بالحدیث جائز ہی اور جسمین یہ شروط متحقق نہین اوسکو عمل کرنا احادیث پر دیکھکے جائز نہین تقریر شرح تحریر مین ہی وَلَيْسَ لِلْعَامِيِّ الْأَخْذُ بِظَاهِرِ الْحَدِيثِ لِجَوَازِ كَوْنِهِ مَصْرُوفًا عَنْ ظَاهِرِهِ أَوْ مَنْسُوخًا بَلْ عَلَيْهِ الرُّجُوعُ إِلَى الْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ الِاهْتِدَاءِ فِي حَقِّهِ إِلَى مَعْرِفَةِ صَحِيحِ الْأَخْبَارِ وَسَقِيمِهَا وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوخِهَا فَإِذَا اعْتَمَدَ كَانَ تَارِكًا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِ انتہی یعنی نہین جائز ہی عامی کو تمسک کرنا ساتھ ظاہر حدیث کے بسبب جواز مصروف ہونے اوسکے ظاہر سے یا منسوخ ہونے اوسکے بلکہ لازم ہی عامی کو رجوع طرف فقہا کے جہت عدم اہتدا کے حق مین اوسکی طرف معرفت صحیح احادیث اور سقیم اور ناسخ اور منسوخ کے پس اگر اعتماد کریگا

ظاہر حدیث پر تو ہوگا تارک اوس چیز کا جو واجب ہی اوس پر اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی العامی اذا سمع حدیثا
لیس له ان یأخذ بظاهره لجواز ان یکون مصروفا عن ظاهره او منسوخا بخلاف الفتوی اور معنی
اوسکے وہی ہین جو اوپر بیان کیے اور بھی کفایے مین مرقوم ہی ان المفتی ینبغی ان یکون ممن یؤخذ عنه الفقه
ویعتمد علیه فی البلدة فی الفتوی فاذا کان المفتی علی هذه الصفة فعلی العامی تقلیده وان کان
المفتی اخطأ فی ذلک ولا یعتبر بغیره هکذا روی الحسن عن ابی حنیفة وابن رستم عن محمد
وبشر عن ابی یوسف انتهی یعنی چاہیے کہ مفتی ہو اونمین سے کہ لی جاتی ہی اوس سے فقہ اور اعتماد کیا جاتا ہی اوس پر شہر مین
بیچ فتوے کے اور جبکہ ہو مفتی اس صفت پر پس عامی پر لازم ہی تقلید اوسکی اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو اوس مسئلے مین اور نہ اعتبار کر
ساتھ غیر اوس مفتی کے ایسا ہی روایت کیا ہی حسن نے ابو حنیفہ سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے امام ابو یوسف سے
اور مسلم الثبوت مین ہی کہ اجماع کیا ہی محققین نے اوپر منع عوام کے تقلید صحابہ سے بلکہ اونپر لازم ہی اتباع اون لوگون کا کہ جنہوں نے دی ہی اونہون
نے اور باب باب کیا ہی اونہون نے پس مہذب اور منقح کیا ہی اونہون نے اور جمع کیا ہی اونہون نے اور اسی پر بنا کیا ہی ابن الصلاح نے منع
تقلید سے سوا چار اماموں کے کیونکہ یہ بات نہیں جانی گئی ہی غیر مین ان چار کے اور اوسمین کلام ہی اور وہ جو بعض لوگ کہتے ہین کہ اللہ اور
رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین اس معنی کر صحیح ہی کہ اصل مضامین اوسکے ایسے نہیں ہین کہ بیان کیے سے سمجھ مین ہر خاص و عام کے
نہ آوین مثل مطالب منطق اور علوم فلسفہ کے اور ان معنی کر غلط ہی کہ اوسکے مضامین کو سمجھ کر عبارت سے نکال لینا اور بیان کر دینا
ہر امی اور ان پڑھے کو آسان ہی بلکہ بعض مضامین ظاہر مین نہایت آسان اور سہل ہوتے ہین لیکن حقیقت اوسکی سوا اون کے اور کو
نہین کھلتے پس اگر ظاہر پر ایسے مضمون کے یہ شخص بدون تحقیق کے واقفون سے باوجود استطاعت اور قدرت سوال کے عمل کریگا تو عجب نہیں کہ
مواخذہ دار ہووے علاوہ اسکے قول امام ابو حنیفہ پر ہم اسطرح سے عمل نہین کرتے کہ یہ بالذات اونہیں کا قول ہی بلکہ اسطرح پر کہ یہ قول
اونکا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہی اور موافق شریعت کے ہی تو قول ابو حنیفہ اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کچھ
منافات نہیں بلکہ کوئی قول ابو حنیفہ کا اس قسم سے نہین پایا جاتا جسکی دلیل کچھ احادیث و آیات سے نہووے اور پھر درصورتیکہ عمل عامی کا
ظاہر حدیث پر منع ہووے اور قول ابو حنیفہ کا موافق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے عمل کرنا احادیث پر اپنی رائے کے موافق اور
ترک کرنا تقلید ابو حنیفہ کی نہایت عقل و انصاف سے بعید ہی اور ابو شامہ سے جو منع تقلید مین مروی ہی تو بر تقدیر صحت نقل کے وہ طعن نسبت اون
لوگون کے ہی کہ جنہوں نے حرام کہا ہو نظر کرنے کو کتب احادیث مین اور ہم لوگ اسکو ہرگز حرام نہین کہتے بلکہ موجب اجر جزیل اور ثواب کا
جانتے ہین اور مشارق الانوار مین جو خلاف حدیث کے چلنے سے منع کیا ہی بعد متفق ہوجانے اوس بات کے کہ یہ مخالف ہی اوس حدیث کے
سو وہ کچھ مخالف ہمارے نہین ہی اور علی ہذا القیاس یہی مراد ہی ان قولون سے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین
لکھا ہی کہ مصلحت اور قرار داد علما کا آخر زمانے مین تعیین اور تخصیص مذہب ہی کہ ضبط اور ربط کار دین و دنیا اسی مین ہی پہلے سے مخیر
جسکو اختیار کرے ہوسکتا ہی اور بعد اختیار ایک مذہب کے دوسرے مذہب کیطرف جانا بے توہم سوء ظن اور تفرق کے اعمال و احوال
مین نہوگا پس قرار داد متاخرین مختار ہی اور اوسی مین خیر ہی اب کبھی مجتہد کے تابع کو نہین پہنچتا ہی کہ اگر کوئی حدیث مخالف
اپنے مذہب کے پاوے تو اپنے مذہب کو چھوڑ دے اور اوس حدیث پر عمل کرے یہ طریقہ متقدمین کا ہی علما کو اس زمانے مین سوا متابعت

مجتہدین سے کوئی طریقہ نہین ہی اور حکم مجتہد کا درحقیقت حکم کتاب و سنت ہی اور کلام صاحب فتح العزیز یعنی مولانا شاہ عبد العزیز
اس آیت کی تفسیر مین بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ آبَاءَنَا کی منع مین اوس تقلید کے کہ مشرکین اوسکو مقابلے مین حکم خدا و رسول کے
پیش کرتے تھے ہی نہ منع مین اس تقلید کے کہ فی الحقیقت اطاعت خدا و رسول کی ہی اور کسطرح مولانا صاحب منع کرتے اس تقلید کے
حال آنکہ خود بھی مقلد تھے اور خود ہی تفسیر مین وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا کے تحت مین فرماتے ہین کہ اون لوگون مین سے جنکی اطاعت
بحکم خدا فرض ہی مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت ہین کہ حکم اونکا بھی واجب الاتباع ہی عوام امت پر کیونکہ فہم اسرار شریعت اور
دقائق طریقت انکو میسر ہی فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پوچھ لو نصیحت والون سے
اگر تم نہین جانتے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید مین لکھا ہی کہ جان تو بیشک تمسک کرنے مین ساتھ ان مذاہب اربعہ کے
مصلحت عظیمہ ہی اور اعراض مین اوس سے بڑا مفسدہ ہی اور ہم بیان کرینگے اوسکو کئی وجہون سے انتہی طعن دوسرا دیکھو صحاح ستہ
کی کتابین جو احادیث کے فن مین اور کتابون سے زیادہ معتبر ہین اکثر جا حدیثین شافعیہ کے موافق ہین اور حنفیہ کے مخالف تو اونکے
اس صورت مین عدم اتباع مذہب حنفیہ ہوگا جواب صحاح ستہ کے ماسوا اور بہت سی کتابین حدیث کی ہین کہ جنکو محدثین نے
بیان کیا ہی مثلاً معاجم طبرانی کی موطا امام محمد کی مصنف ابن ابی شیبہ کا کتابین دارقطنی کی تصانیف طحاوی کی تصانیف ابن حبان
و حاکم کی وغیرہا اور صحاح ستہ کی شہرت مبنی ہی اس بات پر کہ اکثر حدیثین ان کتابون کی صحیح ہین جیسا کہ انکا ذکر اوپر ہم کر چکے
اور یہ لازم نہین کہ جو حدیث ان کتابون مین نہو وہ صحیح نہووے سیکڑون حدیثین صحیح ایسی ہین بخاری مسلم کی شرط پر
کہ ان کتابون مین موجود نہین طعن تیسرا حنفی مذہب کو چونکہ یہ لوگ اکثر جا مخالفت حدیث کی کرتے ہین اور قیاس اور رائے
کو دخل دیتے ہین اسواسطے نام انکا اہل الرای ہوا اور یہ نام انکا قدیم سے ہی ترمذی مین جا بجا دیکھو مسائل مذہب حنفیہ کو لکھا ہی
وَھُوَ قَوْلُ اَھْلِ الرَّاْیِ جواب ظاہرا اہل رای کہنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ امام ابو حنیفہ صاحب کے وقت مدارک اور باریکی استنباطات
اس قسم کی تھی کہ بعض اہل عصر کی سمجھ مین قول اونکا بلا تامل و فکر نہین آتا تھا اس وجہ سے بعض لوگون نے اونکو اہل رای کہنا شروع کیا
اور یہ نام وجہ طعن نہین ہو سکتا الا اوس صورت مین کہ مسائل انکے صرف رای اور اختراع عقل پر مبنی ہون حال آنکہ کوئی مسئلہ انکا اس
قسم کا نہین جسکے ساتھ اور مجتہد نے بھی تمسک کیا ہو اور کیونکر اہل رای یہ لوگ ہو گئے حال آنکہ انکے نزدیک حدیث ضعیف مرسل
مقدم تر اور اولی تر ہی قیاس اور اجتہاد سے برخلاف امام شافعی کے کہ وہ حدیث مرسل کو قبول نہین کرتے تو اگر کسی نے از راہ تعصب
یا کسی اور وجہ سے کوئی کلمہ خلاف اونکی شان کے کہا تو اوسپر اعتبار کرنا درصورتیکہ وہ مطابق واقع اور نفس الامر کے نہووے نہایت جہالت ہی
اور کوئی ایسا شخص جو کسی فن مین کامل ہووے نہین گذرا کہ کسی نے اوسکے کلام مین رد و قدح نہ کیا ہو اور اوسکی شان مین کچھ نہ کہا ہو
یہان تک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ باتفاق مشائخ طریقت اور علمای شریعت کے اولیای کبار مین سے ہین اور کسیکو
اہل حق مین سے اونکی ولایت اور علو درجہ مین کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث رح نے کیا کیا اونکی شان مین کہا ہی اور اسی قبیل سے محاربات
و مشاجرات و منازعات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سمجھنا چاہیے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جانب کو برا کہنے لگے مثلاً
ترمذی رح نے امام ابو حنیفہ رح کی شان مین جو بیان کیا تو اب ترمذی کی برائی کرنا ہمکو لازم نہین یا ابن الجوزی نے از راہ خطا کے غوث اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کہا اوس سے ابن الجوزی رحمہ اللہ کی برائی کرنا اور اونپر طعن کرنا لازم نہین طعن چوتھا یہ جو چار مذہب

لوگون نے مقرر کر لیے ہین اسکا حکم کچھ خدا اور رسول نے نہین فرمایا ہی بلکہ ان لوگون نے اپنے دل سے چار مذہب مشہور اکے حوالے اون
حصر کیا اور جو قول کہ اونکے مخالف ہی اوسکو باطل بتایا پس دلیل شرعی اس باب مین کوئی پائی نہین جاتی جواب دلیلین شرع
مین چار ہین ایک اون مین اجماع امت بھی ہی اور اطاعت اہل اجماع کی فرض ہی اور اجماع کیا امت محمدی علی صاحبہا الصلوة والسلام
نے ان چار مذہبون پر اور اتفاق کیا اس بات پر کہ جو ان چارون کے مخالف ہو باطل ہی اشباہ مین ہی وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّةَ
الْاَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيْرِ اَنَّ الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ
الْاَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اَتْبَاعِهِمْ یعنی جو حکم مخالف ہو ان چار امامون کے قول کے سو وہ اجماع کے
مخالف ہی اور تصریح کی ہی ابن الہمام نے تحریر مین کہ تمام علما کا اجماع ہوا ہی عمل کرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہی ان چار امامون کے
اسواسطے کہ ان امامون کا مذہب ضبط اور آراستہ ہوا ہی اور انکے اتباع کرنے والے بہت لوگ ہین حاصل یہ ہی کہ ان امامون کے
مقلدین سواد اعظم مین داخل ہین اور سواد اعظم کی متابعت کرنے کو حدیث مین حکم ہی اور اسکا بیان گذرا اور نہایۃ المرادین مرقوم ہے
وَفِي زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيْدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ
وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيْهِ اَيْضًا قَالَ الْمَنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ لَا يَجُوْزُ الْيَوْمَ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ
فِي قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہمارے اس زمانے مین منحصر ہوئی ہی تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار
کے سوا اور کسی کی تقلید جائز نہین اور کہا مناوی نے جامع صغیر کی شرح مین جائز نہین ہی اس زمانے مین تقلید کرنی سوا ان چار
امامون کے نہ تو قضا مین نہ فتوے مین یعنی قاضی کو درست نہین کہ ان مذاہب کے سوا اور کا حکم کرے اور مفتی کو درست نہین کہ
برخلاف انکے فتوی دے اور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا يَجُوْزُ لِلْاَرْبَعَةِ فَلَا يَجُوْزُ
الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا مُخَالِفًا لَهُمْ یعنی بیشک اجماع ہوا ہی اس بات پر کہ اتباع سوا انہین چار مذہبون کے کسی کا
جائز نہین سو نہین جائز ہی اتباع اوس شخص کا جو نیا مجتہد مخالف انکے نکلے اور اوسی کتاب مین ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ انْحِصَارَ
الْمَذَاهِبِ فِي الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِيٌّ وَقَبُوْلِيَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا مَجَالَ فِيْهِ لِلتَّوْجِيْهَاتِ
وَالْاَدِلَّةِ یعنی انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبون کا ان چار مین اور اتباع انکا فضل الٰہی ہی اور مقبولیت ہی اوسکی نزدیک اللہ تعالی کے اور اس باب
مین دلیل اور توجیہ کو دخل نہین طعن پانچوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث
کو پاتے تھے اوسی طرح پر عمل کرتے تھے مجتہد ہو یا عامی نہ یہ کہ کسی صحابی معین کی جو مجتہد ہو تا صرف اوسکی تقلید پر اقتصار
کرتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل مین لاتے تھے تو اب اس زمانے مین بھی موافق اوسکے عمل کرنا صواب ہی کچھ حرج نہین جواب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یا اوس زمانے مین جو آپ کی وفات سے قریب تھا اکثر لوگ صحابی موجود تھے کسی حدیث کو
جو غیر معتبر ہو کبھی بیان نہین کرتے تھے احتمال کذب کا اونکی نسبت ہرگز نتھا اسی واسطے جو شخص کہ کوئی حدیث کسی صحابی یا تابعی
مقبول سے سنتا تھا بوجہ اعتبار کے اوس پر عمل کرتا تھا برخلاف اس زمانے کے کہ ہزارون قسم کی حدیثین اور قصے لوگون نے
جھوٹھ ایجاد کر لیے ہین راوی حدیث کے سبب تسم کے ہونے لگے تو اس صورت مین ہر شخص کے کہے کے موافق عمل کرنا جائز ہوا
جو لوگ کہ حال کیفیت روات اور احادیث سے واقف تھے وہ اور لوگون کو بتلا دیتے تھے اور لوگ اونکی تقلید کرتے تھے

تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا اس زمانے کا حماقت ہی اور بہت سے مطاعن جو غیر مقلد بیان کرتے ہین اونکا جواب
بھی ان جوابات سے نکل آویگا اور جب تو طعنون کا یہ حال ہوا تو معلوم نہین کہ جو اور طعن ہین وہ کیسے ہونگے مسلمانون کو لازم ہی
کہ انکی باتون کی طرف خیال نکرین اور جس طریقے پر کہ اکابر علماے امت اور ہزارون اولیاء اللہ محبوب خدا کے چلتے رہے اوسی پر چلین
اور ایک مکر اس فرقے کا یہ ہی کہ نام اپنا بمقابلہ حنفی شافعی کے محمدی رکھا ہی اس وجہ سے کہ ہم لوگ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
اختیار کرتے ہین اور اوسکی پیروی کرتے ہین برخلاف مقلدین کے کہ اون لوگون نے خلاف طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو حنیفہ
اور شافعی کا طریقہ اختیار کر لیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو ترک کیا ہی اور یہ نہین سمجھتے کہ طریقہ ابو حنیفہ
یا شافعی کا بعینہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کچھ اوسکے مخالف نہین اور تسمیہ انکا ان نسبتون کے ساتھ بوجہ تقلید مذہب
معین کے ہی ورنہ تمامی اہل حق محمدی ہین حاجت انکی تخصیص کی کیا ہی اور دوسرے یہ کہ اس زمانے مین جو معروف کتابین مشتہر اور رواج
پا گئی ہین مثل مشکوۃ شریف وغیرہ کے اونمین اپنے مذہب کے موافق احادیث نکال کے عوام مقلدین سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حدیثین صحیح ان کتابون مین
منحصر ہین اور تمہارے مسائل صریح مخالف ان احادیث کے ہین تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑ کے قول ابو حنیفہ اختیار کرتے ہو اور یہ نہین جانتے کہ بہت سی
کتابین ایسی حدیث کی ہین کہ انھون نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہونگی اور ہزارون حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ان کتابون مین موجود ہین

فصل چند اصطلاحات کتاب کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صاحبین کا لفظ اس کتاب مین جہان آیا ہی مراد اوس سے امام محمد اور امام ابو یوسف ہین اور طرفین سے
امام محمد اور امام ابو حنیفہ اور شیخین سے امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ اور اس کتاب مین حرف صاد سے جو قلم جلی سے لکھا ہی
مراد کتاب اصل شرح وقایہ ہی اور حرف فا سے زیادات اور جو احادیث ہین کہ زائد مضمون اصل کتاب پر ہین بطریق فوائد کے
مراد ہین اور جہان مطلق امام ہی مراد امام ابو حنیفہ ہین اور ائمہ اربعہ سے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور
امام احمد رحمہم اللہ مراد ہین اور لفظ شیخین سے ذکر احادیث مین بخاری اور مسلم مقصود ہین اور جماعت سے چارون علماے
باقیہ یعنی ابن ماجہ اور ابو داؤد و نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ منظور ہین اور مقصود اصلی تصنیف و تالیف اس کتاب سے
فائدہ خلق اللہ ہی نہ کسیکا رد اور نہ کسیکا اظہار خطا منظور ہی تو اب یہ بندہ عاصی پر معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج رحمت
ایزد منان محمد وحید الزمان ولد مولوی محمد مسیح الزمان لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اسکا اون صاحبون کی خدمت
مین جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہون عرض رسا ہی کہ جس جگہہ پر از راہ خطاے انسانی کے کوئی قسم کی
لغزش دیکھین تو پردۂ عفو سے چھپاوین اور مجھ گنہگار اور میرے والدین اور تمامی عزیز و اقارب اور عامہ مسلمین کے واسطے دعاے
خیر کرین اور اس کتاب کے پڑھنے کا یہ طریقہ رکھین کہ جس جگہہ پر نام مبارک حضرت سیدنا و مولانا و رسولنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم کا آوے آپ پر صلوۃ و سلام بھیجین کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جس شخص پر ذکر کیا جاوے نام میرا اور وہ درود نہ بھیجے
مجھپر تو وہ بڑا بخیل ہی اور حقیقت مین بڑے افسوس کی بات ہی کہ جو دنیا مین کسی کا دوست ہوتا ہی اوسکے ذکر کے وقت مدح اور
ثنا مین اوسکی مشغول ہوتا ہی اور جب محبوب خدا شافع روز جزا پیغمبر حق جناب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جاوے
اور پھر لوگ محروم ثواب صلوۃ و سلام سے رہین اور جس کسیکا آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے ذکر آوے اونپر کلمہ

رضی اللہ عنہ کا کہنا ضرور چاہئیں اور تابعین کو اور اور علما کو کہکر رحمۃ اللہ علیہ اکتفا کریں اور قبل شروع اس کتاب کے
باادب بیٹھ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف تین بار اور سورۂ اخلاص تین بار اور الحمد ایکبار پڑھیں اور ثواب اوسکا
تمام صحابہ اور علما اور سب بزرگان دین کو تو بخشا دین بعد اوسکے کتاب کو مطالعہ کرینا اور پھر بعد فراغ کی بھی ایسا ہی کرینا اور یہ
تصور کرتے رہیں کہ جیتنا علم ہم سیکھتے ہیں یا سکھلاتے ہیں وہ سب فقط خدا کیواسطے اور اوسکی رضامندی کے لیے اور عمل
کرنے کے لیے کرتے ہیں اور غرض دنیا اور تحصیل مال کبھی علم سے نرکھے کہ بعد رعایت ان سب شرائط کے ضرور اللہ تعالی اوسکے علم میں
برکت دیگا اور توفیق عمل کی عطا فرماویگا اللّٰھم وفق لنا بالخیر واجعل خواتمنا مقاصدنا بالخیر اللّٰھم یسر
علینا مھمات العلم واعطنا علما نافعا وفھما کاملا وقلبا خاشعا وبطنا
مشبعا وعملا متقبلا اللّٰھم اغفر لنا ولوالدینا ولجمیع المسلمین
والمسلمات الاحیاء منھم والاموات آمین یا رب
العلمین تمت مقدمۃ الکتاب ویتلوھا
کتاب الطھارۃ قال اللّٰھم تمم بالخیر
یا کریم یا وھاب
فقط

فہرست نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجزء الاول کتاب الطہارۃ

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم طرف نماز کے پس دھو لو
اپنے مونھ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سر کا اور دھوؤ پانوؤں کو ٹخنوں تک فرض وضو میں چار
چیزیں ہیں پہلے دھونا مونھ کا پیشانی سے تھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک
اور شمس الائمہ کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسارے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کافی ہے جیسا کہ کہا ہے ابو یوسف
نے کہ وضو کرنے والا اگر تر کرے سب اعضائے وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علما نے معنی اسکے یوں بیان
کیے ہیں کہ ہر عضو سے دو تین قطرے جاری ہوویں اگرچہ پے در پے نہ بہیں دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنیوں
سمیت تیسرے دھونا دونوں پیروں کا ٹخنوں سمیت اور امام زفر کے نزدیک کہنیاں اور ٹخنے دھونا فرض نہیں اور ٹخنا
روایت میں ہشام کی امام محمد سے وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم میں ہے نزدیک گٹھے جوتی کے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ ہڈی
اونچی ہے جس پر پنڈلی کی ہڈی ختم ہوتی ہے چوتھے مسح کرنا چوتھائی سر کا **ف** کیونکہ روایت کیا مسلم اور طبرانی اور
ابو داود اور بغوی نے مغیرہ بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسح کیا اوپر پیشانی
اپنی کے اور اوپر عمامے اور موزوں کے اور پیشانی آگے سے چوتھائی سر کے برابر ہوتی ہے اور روایت کیا ابو داود اور حاکم نے
انس سے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے اور انکے سر پر عمامہ تھا پس لائے ہاتھ اپنا نیچے عمامے کے
اور مسح کیا مقدم سر کو اور مقدم سر آگے سے چوتھائی سر کو کہتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی بیہقی نے عطا سے اور شافعی
نے اور آگے سے چوتھائی سر کا مسح کرنا حضرت عثمان رض سے مروی ہے روایت کیا اسکو سعید بن منصور نے اور ابن عمر رض سے
صحیح ہوا ہے کہ اکتفا کیا انھوں نے ساتھ مسح بعض سر کے روایت کیا اسکو ابن المنذر نے اور کسی صحابی سے انکار اسکا

صحت کو نہین پونہچا یہ مضمون مستنبط البارئی مین ہے ص مگر امام شافعی کے نزدیک اگر ایک بال یا دو بال کا بھی مسح
کرلیگا درست ہو جاویگا اور امام مالک کے نزدیک تمام سر کا مسح فرض ہے اور مسح چوتھائی ڈاڑھی کا امام اعظم صاحب کے
نزدیک فرض ہے اور امام ابی یوسف کے نزدیک تمام داڑھی کا مسح فرض ہے اور مشہور روایت مین امام ابوحنیفہ سے ساری داڑھی
کا مسح فرض ہے اور وہی صحیح اور مختار ہے اور مسح کہتے ہین تر ہاتھ کو اوس عضو پر جسکا مسح کرنا ہے تو پونہچانا چاہیے نیا پانی برتن سے
لیے یا جو تری اعضا کے دھونے سے باقی ہو اوس سے مسح کرے اور جو تری ہاتھ مین بعد مسح کرنے کسی عضو کے باقی رہے یا ہاتھ کو
اعضاے مغسولہ یا ممسوحہ سے ترکیا اور اوس سے مسح کرے جائز نہوگا اور ایسا ہی موزے کے مسح مین اور اگر بعد مسح کے سر منڈوا وین دوبارہ
مسح کرنا لازم نہ آویگا یا وضو کیا اور پھر ناخون کٹوائے اوتنی جگہہ کا پھر دھونا واجب نہین اور سنت وضو مین چودہ ہین پہلے
دھونا ہاتھ کا بند دست تک ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاگے تم مین سے کوئی تو نہ ڈالے اپنا ہاتھ پانی مین
جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا ہاتھ اوسکا یعنی پاک جگہہ یا ناپاک جگہہ روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے ص اور یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک قبل استنجے کے ہے اور بعضون کے نزدیک بعد استنجے کے
اور بعضون کے نزدیک قبل استنجے کے بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ف درمختار مین اسیکو اختیار کیا ہے کہ قبل
استنجے کے بھی دھووے اور بعد اوسکے بھی دھووے ص اور دھونے کا طریق یہ ہے کہ برتن کو پہلے بائین ہاتھ مین لیکر داہنا
ہاتھ دھووے اور پھر داہنے مین لیکر بائین ہاتھ کو دھووے تین تین بار اگر برتن چھوٹا ہو اور اوٹھ سکے اور اگر برتن بڑا ہے کہ اوٹھانا
اوسکا ممکن نہین تو کسی چھوٹے برتن سے پانی نکالکے دھووے جیسا کہ اوپر ذکر کیا اور اگر چھوٹا برتن نہو تو بائین ہاتھ کی انگلیون کو
ملاکے اوسمین ڈالے اور ہتھیلی داخل نکرے اور پانی نکالکے داہنے ہاتھ پر ڈالے اور انگلیون کو آپس مین خوب ملے اسی طرح
تین بار کرے بعد اوسکے داہنے ہاتھ کو اچھی طرح ڈالکے پانی نکالے اور اس حدیث مین جو ہاتھ ڈالنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع کیا ہے یہ جب ہے کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اوسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو لیکن جب کہ برتن بڑا ہو اور اوسکے ساتھ
چھوٹا برتن نہو تو منع یہ ہے کہ خوب مبالغے کے ساتھ ہاتھ ڈالکے پانی کو نکالے یہ سب صورتین جب ہین کہ اوسکے ہاتھ مین نجاست نہو
اور اگر نجاست ہو تو ہاتھون کو دھونا نجاست سے بغیر اس بات کے کہ پانی نجس ہو ضرور ہے دوسرے شروع مین وضو کے اللہ کا نام لینا ف جیسے
بسم اللہ العظیم یا الحمد للہ علی دین الاسلام کہنا ایسا ہی ہے درمختار مین کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جسنے اول وضو مین ذکر خدا کا کیا پاک ہو ویگا تمام بدن اوسکا اور جو ذکر خدا کا نکیا پاک نہو ویگا مگر مقام وضو اوسکے کا روایت کیا
اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ سے اور ابوالشیخ نے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور دارقطنی نے عبداللہ ابن مسعود سے اور ضعیف کیا اسکو
اور روایت کیا ان دونون نے اسکو ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو اور شیرازی نے القاب مین مانند اسکے ابن مسعود سے کچھ زیادہ
کرکے اور اوسکو بھی ضعیف کیا اہل حدیث نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو نہین اوسکا جسنے نہ ذکر کیا نام اللہ کا
اوسپر روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے اور دارمی نے مانند اسکے اور مراد اس سے یہ ہے کہ
وضو اوسکا کامل نہین اور ہدایہ مین اسکو مستحب لکھا ہے اور اس باب مین روایت ہے چند صحابہ سے ص تیسرے مسواک کرنا
ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مسواک کیا کرتے تھے اور فرمایا حضرت نے کہ اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ

حاکم کیا مین اونکو ساتھ مسواک کے نزدیک ہر وضو کے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن خزیمہ نے اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث
صحیح ہے اور یہ روایت کیا اسکو بخاری نے بغیر اسناد کے اور جب مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتون کو ملے اور یہ حدیث مین ثابت ہے
کذا فی الہدایة ص چوتھے تین بار کلی کرنا پانچوین تین بار ناک مین پانی ڈالنا اور کلی کے واسطے تین بار جدا پانی لے
اور پھر ناک مین ڈالنے کے واسطے تین بار نئے اور امام شافعی کے نزدیک کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے ایک چلو سے پھر اسیطرح
پھر اسیطرح تین بار ف دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی سے کہ اونھون نے وضو کیا سو دھوئے
دونون کف یہانتک کہ صاف کیا اونکو پھر کلی کی تین بار اور ناک مین پانی ڈالا تین بار آخر تک کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن
صحیح ہے اور روایت کیا ابوداود نے طلحہ کے دادا سے کہا کہ داخل ہوا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ وضو کرتے تھے اور پانی
بہتا تھا مونھ اور داڑھی اونکی سے پس دیکھا مینے اونکو کہ آپ جدائی کرتے تھے درمیان کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے اور روایت
کیا اسکو طبرانی نے اور وضو کے باب مین بائیس صحابیون سے روایت کی گئی ہے اور وہ یہ ہین عبداللہ بیٹے زید کے روایت کیا انسے
بخاری مسلم ابوداود نسائی ابن ماجہ نے اور عثمان روایت کیا انسے بخاری مسلم نے اور ابن عباس روایت کیا انسے بخاری نے اور مغیرہ
روایت کیا انسے بخاری نے اور حضرت علی روایت کیا انسے ابوداود نسائی وغیرہما نے اور مقدام روایت کیا انسے ابوداود نے اور ابو مالک
اشعری روایت کیا انسے عبدالرزاق اور احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابن سکن نے اور ابو بکر روایت کیا انسے بزار نے اور ابوہریرہ روایت کیا
انسے احمد اور ابو یعلی نے اور وائل بن حجر روایت کیا انسے ترمذی نے اور جبیر بن نفیر روایت کیا انسے ابن حبان نے اور ابو امامہ
روایت کیا انسے احمد نے اور ابو کاہل اور ربیع بیٹی معوذ کے روایت کیا انسے ابوداود نے اور عائشہ روایت کیا انسے دار قطنی
نے اور عبداللہ بن انیس روایت کیا انسے طبرانی نے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص روایت کیا انسے ابوداود نے اور باقی صحابیون کے
نام اور تفصیل فتح القدیر مین ہے ص چھٹے داڑھی کا خلال کرنا ف اس طرح پر کہ انگلیون کو نیچے داڑھی کے کرکے
باہر نکالے کیونکہ روایت کیا ترمذی نے عثمان سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ حدیث اصح ہے اس باب مین اور صحیح کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے اور یہ حدیث عثمان کی کہا احمد نے کہ صحیح تر ہے سب حدیثون کی اور ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ اسناد مین
اسکی اسرائیل ہے اور وہ قوی نہین اور ایک مقام مین کہا ہے کہ عامر بن شقیق بھی اوسکی اسناد مین ضعیف ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ
اسرائیل بیٹا یونس کا حجت پکڑی ہے اوس سے بخاری مسلم نے اور باقی ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ثقہ کہا ہے اوسکو
ائمہ نے اور کہا ابو حاتم نے کہ ثقہ ہے اصحاب ابی اسحق سے اور توثیق کی ہے اوسکی ایک جماعت نقادین حدیث نے مثل یحیی بن معین اور احمد بن حنبل
کے اور احمد تعجب کرتے تھے اونکے حفظ اور یاد سے اور ابن حزم کو یہ دھوکا ہوا کہ امام احمد نے کہا ہے کہ روایت بیٹے اسرائیل کی اسرائیل سے
انھون نے ابی اسحق سے اوسمین ضعف ہے اور اخیر عمر مین سنا ہے اور یہ حدیث تو اوسکے بیٹے کی روایت سے نہین تو حجت ہوگی اور عامر بیٹا شقیق کا
کہا نسائی نے کہ کچھ حرج نہین ساتھ اوسکے اور روایت کی اوس سے چارون عالمون نے اور یحیی ابن معین اور ابو حاتم نے ضعیف کیا اوسکو
اور بخاری اور احمد اور حاکم نے صحیح کیا حدیث کو اور حاکم نے ذکر کیا اسکے واسطے اور شیخ ابن ہمام کی حدیث کا انس سے اور عائشہ سے پھر آگے اسکی روایتین
نقل کین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کی ابوداود نے انس سے کہ تھے جب حضرت وضو کرتے

لیتے تھے ایک کف پانی اور لاتے تھے اوسکو نیچے ٹھوڑی اپنی کے اور خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی حکم کیا مجکو خدا نے اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے بھی جیسا کہ آگے آویگا اور ابن حزم نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ اسناد مین اسکے ولید بیٹا زوران کا مجہول ہی اور ایسا ہی کہا ابن القطان نے اور یہ تعلیل ضعیف ہی کیونکہ روایت کیا ابن ولید سے جعفر بن برقان اور حجاج بن منہال اور بہت لوگون نے اور کسی طرح کی جرح اوسمین معلوم نہین ہوئی اور روایت کیا اس حدیث کو محمد بن یحیی ذہلی نے کتاب علل حدیث زہری مین کہا انھون نے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ الصَّفَّارُ مِنْ اَصْلِهٖ وَكَانَ صَدُوْقًا ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ اَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اَصَابِعَهٗ تَحْتَ لِحْيَتِهٖ فَخَلَّلَهَا بِاَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ کہا ابن القیم نے شرح سنن ابو داود مین هٰذَا الْاِسْنَادُ صَحِيْحٌ یعنی یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا طبرانی نے معجم کبیر مین انس سے اس حدیث کو روایت ابی حفص عبدی سے انھون نے ثابت سے انھون نے انس سے اور ابو حفص ثقہ کہا اوسکو احمد نے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین نے اور کہا عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہ ثقہ ہی اور زیادہ ہی ثقہ سے اور تین طریقے اس حدیث کے اچھے بیان ہوے اور تین طریقے اس حدیث کے ضعیف ہین پہلا طریقہ جو روایت ہی سنن ابن ماجہ مین حضرت انس سے کہ تھے حضرت جب وضو کرتے تو خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور کھولتے تھے انگلیون اپنی کو دو بار تو اسناد مین اس حدیث کی دارقطنی نے کہا کہ ابو النضر ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور کہا نسائی نے کہ یزید رقاشی متروک ہی دوسرا طریقہ جو روایت کیا ابن عدی نے ہاشم بن سعد سے انھون نے محمد بن زیاد سے انھون نے انس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر حدیث تک پھر کہا ابن عدی نے کہ ہاشم اتنا کہ روایت کرتا ہی اوسکو نہین متابعت کیا جاویگا اوسپر تیسرا طریقہ جو روایت کیا بیہقی نے اپنے سنن مین ابراہیم صائغ سے انھون نے ابی حازم سے انھون نے انس سے جیسا کہ گذرا اور اسمین ابو حازم مجہول ہی اور روایت کی گئی حدیث ابن عباس کی روایت نافع سے کہا عقیلی نے کہ نہین متابعت کی جاویگی اوسکے اوپر اور کہا ابو حاتم نے کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط مین اور روایت ہی ابن عمرؓ سے ایسا ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور کہا سیوطی نے جامع صغیر مین کہ روایت کیا اسکو طبرانی نے بھی اوسط مین لیکن کہا دارقطنی نے کہ صحیح یہی ہی کہ یہ حدیث موقوف ہی عبد اللہ بیٹے عمرؓ پر اور روایت ہی ابو ایوب انصاریؓ سے کہا انھون نے دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور خلال کیا اپنی داڑھی کا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور اسناد مین اوسکے ابو سورہ راوی ضعیف ہی کہا ترمذی نے کتاب العلل مین کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا کہ کچھ نہین لاشی ہی سو مینے کہا کہ ابو سورہ کا نام کیا ہی بخاری نے کہا کہ مین نہین جانتا وہ کیا کرتا ہی اوسکے پاس حدیثین منکر ہین اور کہا ترمذی نے اپنی جامع مین وَاَبُوْ سَوْرَةَ الرَّاوِيْ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی ابو سورہ راوی ضعیف کیا جاتا ہی حدیث مین اور بھی سماع ابو سورہ کو ابو ایوب سے ثابت نہین کہا ابن الہمام نے وَهُوَ ضَعِيْفٌ اور بھی روایت ہی ابی امامہ سے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین حدیث ابی غالب سے انھون نے ابی امامہؓ سے اور ابو غالب ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور توثیق کی اوسکی دارقطنی نے اور کہا یحیی بن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور صحیح کیا واسطے اوسکے ترمذی نے اور کہا سیوطی نے کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی امامہ سے اور روایت کیا ابن عدی نے جابرؓ سے کہ وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار سو دیکھا مینے اونکو کہ خلال کرتے تھے داڑھی اپنی کا ساتھ انگلیون کے مانند دندانون کنگھے کے اور

اسناد میں اسکی اصرم بن غیاث نیشاپوری کا متروک ہے کہا ابن القیم نے شرح ابو داود میں وَحَدِیْثُ جَابِرٍ ضَعِیْفٌ جِدًّا یعنی حدیث جابر کی بہت ضعیف ہے اور روایت کیا ابن عدی نے یاسین الزیات سے انھون نے رقبہ بن خراش سے انھون نے جریر سے جو صحابی ہین اور یاسین ترک کردی گئی ہے حدیث اسکی ترک کیا اوسکو نسائی نے اور جابر نے اور عائشہ کی حدیث اسی باب مین مروی ہے مسند امام احمد مین اور وہ بھی ضعیف ہے اور بھی روایت کیا طبرانی نے ابو الدرداء اور ام سلمہ اور ابن ابی اوفی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے خلال کرتے داڑھی اپنی کا اور یہ سب حدیثین ضعیف ہین اور روایت کیا بزار نے ابو بکرہ سے کہا آنحضرت نے وضو کیا اور خلال کیا اور بھی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین انس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام سو کہا کہ اے محمد خلال کر داڑھی اپنی کا اور اسناد مین اوسکی ہیثم راوی ضعیف ہے اور روایت ہے عمار سے کہا انھون نے دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی روایت کیا طبرانی نے عبد الرزاق سے اونھون نے ابن عیینہ سے انھون نے عبد الکریم سے انھون نے حسان بن بلال سے کہ عمار نے وضو کیا سو خلال کیا اپنی داڑھی کا سو کہا گیا کہ کیا ہے یہ فعل کہا انھون نے کہ دیکھا مین نے حضرت کو کہ خلال کرتے تھے اپنی داڑھی کا اور ابن حزم نے کہا کہ حسان راوی اسکا مجہول ہے اور یہ قول باطل ہے کیونکہ حسان سے بہت لوگون نے روایت کیا کہا علی بن المدینی نے کہ وہ ثقہ تھا اور کسی نے اوسکو ضعیف نہین کیا اور لیکن عبد الکریم ضعیف ہے اور اوس نے حسان سے نہین سنا اس حدیث کو کہا ابن عیینہ نے اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے بخاری سے مانند اسکے اور کہا امام احمد نے کہ نہین ثابت ہے بیچ خلال کرنے داڑھی کے کوئی حدیث اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے قتادہ سے انھون نے حسان سے اس حدیث کو اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کہا ابن ماجہ نے سنن مین وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ ثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَہٗ اور اسناد اسکا صحیح ہے نزدیک میرے واللہ اعلم اور روایت کیا ابو عبید نے حجاج سے انھون نے شعبہ سے انھون نے عمر بن ابی وہب خزاعی سے انھون نے موسی بن مروان بجلی سے انھون نے طلحہ بن عبید اللہ سے انھون نے عائشہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے خلال کرتے اپنی داڑھی کا اور یہ حدیث مسند امام احمد مین مروی ہے جیسا کہ اوپر گذرا **ص** ساتوین خلال دونون ہاتھون کی انگلیون کا کرنا آٹھوین خلال دونون پیر کی انگلیون کا کرنا **ف** اسطرح پر کہ بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے داہنے پاؤن کی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور نسائی نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرے تو تو کامل کر اپنا وضو اور خلال کر انگلیونکا اور مبالغہ کر ناک کے اندر پانی پہنچانے مین اگر روزہ دار نہو تو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہدایہ مین جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ خلال کرو انگلیون کو تا خلال کرے آگ جہنم کی درمیان انکے سو اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اور اس باب مین روایت ہے ابن عباس سے روایت کیا انسے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور مستورد بیٹے شداد سے روایت کیا انسے ابن خزیمہ اور حاکم اور احمد اور ترمذی نے **ص** نوین ہر عضو کو تین بار دھونا **ف** کیونکہ روایت کیا نسائی اور ابن خزیمہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق وضو کا پوچھا پس کھلایا وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دھویا ہر عضو کو تین تین بار بعد فرمایا

کہ ایسا ہی وضو تھا اور جسنے کہ زیادہ کیا اوپر اسکے برا کیا اور جور اور ظلم کیا اور روایت کیا ابو نعیم بن حماد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو ایکبار یا دو بار یا تین بار ہیں اگر کم کیا اسسے یا زیادہ کیا تین بار دھونے پر سوا اوسنے خطا کی اور سند اسکی صحیح ہے ایسا ہی ہے مواہب اللدنیہ میں اور انکے سوا بہت سی حدیثیں ہر عضو کے تین بار دھونے میں آئی ہیں اور ہدایہ میں جو اس مقام پر حدیث لکھی ہے تو وہ پائی نہیں گئی کچھ تکرار اوسکا دار قطنی نے ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضہ سے اور دونوں سندیں ضعیف ہیں **ص** دسوین سارے سر کا مسح کرنا ایک بار اور امام شافعی کے نزدیک تین بار سارے سر کا مسح سنت ہے اور جامع ترمذی میں حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ انھون نے وضو کیا اور مسح سر کا ایکبار کیا اور کہا کہ ایسا ہی تھا وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **ف** اس حدیث کو ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی کہا ابن الہمام نے اور بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار کرتے تھے اور سفر السعادت میں ہے کہ حضرت مسح کی تکرار کبھی نہیں کرتے تھے اور ایک حدیث میں تکرار مسح کی آئی ہے لیکن وہ حدیث ضعیف ہے انتہی اور ہدایہ میں جو لکھا ہے کہ حضرت انس رضہ نے وضو کیا تین تین بار اور مسح کیا سر کا ایک بار اور کہا کہ یہ ہی وضو حضرت کا ہے یہ حدیث زیلعی نے کہا کہ مینے نہیں پائی اور بعض لوگون نے کہا ہے کہ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہے اور معجم طبرانی میں اس حدیث کا کہیں نشان نہیں ایسا ہی کہا زیلعی نے اور یہ غلط ہے کیونکہ یہ حدیث معجم اوسط میں طبرانی کے موجود ہے مسند ابراہیم بغوی سے **ص** گیارھوین دونوں کانون کا مسح کرنا سر کے مسح کے پانی سے **ف** یعنی جو تری ہاتھوں میں مسح سر سے باقی ہو وہی سے دونوں کانون کا مسح کر اور نیا پانی نہ لیوے کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دار قطنی نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عبد اللہ بن زید اور ابن عباس رضہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونوں کان سر میں سے ہیں یعنی سر میں داخل ہیں اور جب سر میں داخل ہوئے تو سر ہی میں جس پانی سے مسح کیا ہو اوسی پانی سے کانون کا بھی مسح کرے اور موطا میں اور سنن نسائی میں روایت ہے عبد اللہ صنابحی سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرتا ہے بندہ مومن باہر آتے ہیں وقت کلی کرنے کے گناہ اوسکے موہنہ سے اور ناک میں پانی ڈالنے سے ناک سے اور موہنہ دھونے سے موہنہ سے یہان تک کہ پلکون کے نیچے سے بھی اور ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے یہان تک کہ ناخنون کے نیچے سے بھی اور مسح سر سے یہان تک کہ کانون سے بھی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ کان بھی سر میں داخل ہے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور پہلی حدیث کو ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی ابو امامہ رضہ سے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی شہر بن حوشب کا ہے اور ضعیف کیا ہے اوسکو بعض لوگون نے اور ثقہ کہا ہے اوسکو اکثر لوگون نے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کے واسطے نیا پانی لیوے بارھوین نیت کرنا وضو کی شروع کرنے کے وقت **ف** یعنی نیت کرنا اس بات کی کہ مین وضو کرتا ہون واسطے رفع حدث کے اور پڑھنے نماز کے یا چھونے مصحف کے وغیرہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی سوا اسکے نہین کہ ثواب عملون کا ساتھ نیت کے ہی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے حضرت عمر رضہ سے **ص** تیرھوین ترتیب کرنا وضو کا اسطرح پر کہ پہلے موہنہ کو دھووے پھر ہاتھ کو اسی طرح اخیر تک **ف** کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے **ص** اور امام شافعی کے نزدیک نیت اور ترتیب دونوں فرض ہیں چودھوین پے در پے دھونا اعضائے وضو کا کہ ایک خشک نہو جاوے اور امام مالک رح کے نزدیک یہ فرض ہے اور ان سب کے سنت ہونے پر ہمیشگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت ہے اور مستحب

وضو مین وہ چیزین مین پہلے شروع کرنا دھونے مین ہمنا کے داہنی طرف سے اور اسکا نام تیامن ہی **ف** مثلاً پہلے داہنا ہاتھ دھووے پھر بایان ہاتھ اسطرح کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہی تیامن کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو مین اور جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عایشہ سے اور روایت کیا ابوداود اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کرو تم سو شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ سنتون مین داخل ہی **ص** دوسرے گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت نے مسح کیا ہی گردن پر **ف** پیٹ سے دونون ہاتھون کی انگلیون کے کذا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی نے وائل سے حجر کہ حضرت نے مسح کیا سر کا پھر کانون کا تین بار پھر ظاہر گردن کا تین بار اور یہ حدیث چند طریقون سے مروی ہی تو حسن ہوئی لیس مسح گردن کا مستحب ہے ایسا ہی ہی فتح القدیر مین ۱۲

فصل بیان مین اون چیزون کے جو وضو کو باطل کرتی ہین

جو چیز وضو کو توڑتی ہی اوسکو ناقض وضو کہتے ہین اور ناقض وضو کی بارہ چیزین ہین **ص** پہلے نکلنا کسی چیز کا آگے سے یا پیچھے سے برابر ہی کہ وہ چیز معتاد ہو **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت جیسے کہ پیچھے سے بائی یا کیڑا نکلے **ص** یا غیر معتاد **ف** یعنی اوسکے نکلنے کی عادت نہو **ص** جیسے کیڑا یا ریح قبل سے یا ذکر سے نکلے اور اسمین اختلاف مشایخ کا ہی **ف** درمختار مین اسکو اختیار کیا ہی کہ سب صورتون مین ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ یعنی ٹوٹ جاتا ہی وضو جب کہ آیا ہو تم مین سے کوئی پیخانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِیْحٍ یعنی نہین ہی وضو مگر آواز سے یا بو سے بائی کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی ابی ہریرہ سے اور آیت دلالت کرتی ہی کہ جو معتاد ہی اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی نہ غیر معتاد سے اور امام مالک کا مذہب یہی ہی کہ غیر معتاد سے نہین ٹوٹتا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگون کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ روایت کی بخاری مسلم ابوداود وغیرہم نے عایشہ سے بیچ استحاضہ کے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فاطمہ بیٹی حبیش کو کہ دھولینے سے خون اور وضو کرو واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہی اور اسناد مین اوسکی دو شخص ضعیف ہین اور اسیطرح مین جو حدیث لکھی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدث کیا چیز ہی فرمایا جو نکلے آگے پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہی اور اوسکے مخرج کا نام نہین معلوم ہوا **ص** دوسرے نکلنا کسی چیز کا اگر نجس ہو سوا ان دو راہون کے مانند خون اور پیپ کے جب بہ آوے اوس جگہہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل مین واجب ہی **ف** کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے عایشہ سے کہا کہ آئین فاطمہ بیٹی ابی حبیش کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا کہ مین مستحاضہ ہوتی ہون اور نہین پاک ہوتی ہون کس طرح کیا چھوڑ دون مین نماز کو فرمایا حضرت نے نہین اور یہ ایک رگ ہی اور حیض نہین پس جب کہ حیض آوے تو چھوڑ دے تو نماز کو اور جب دن حیض کے ختم ہون پس دھو تو لینے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب کہ آوے وقت تو حضرت نے دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہہ کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ تو حضرت نے سو واسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور ماسوا ان دو راہون کے جو نکلے اوسکی تایید مین یہ حدیث نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ اول تو قیاس کیا جنے اور جلد کے خون کو اس

خون پر اور اگر نما نو تو دلیل لاتے ہیں ہم ساتھ اوسکے جو روایت کیا امام مالک نے موطا میں ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بن عمرؓ سے
کہ اونکی نکسیر پھوٹتی تھی تو وہ پھرتے تھے اور وضو کرتے تھے پھر بنا کرتے تھے اوس نماز پر جو پڑھی تھی اور ایسا ہی روایت ہی علی ابن
ابی بکر اور سلمان اور ابن عباسؓ سے اور ایسا ہی روایت کیا مالک نے سعید بن المسیب سے اور حدیثین جتنی اس باب مین آئی ہین سب
ضعیف ہین اور وہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وضو ہر خون بہنے والے سے ہی سو روایت کیا ہی اوسکو دارقطنی
اور ابن عدی نے اور دونون کی سندین ضعیف ہین اور دوسری حدیث جو ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے جو شخص قی کرے
یا نکسیر پھوٹے نماز مین اوسکی بس چاہیے کہ پھرے اور بنا کرے اپنی نماز پر جب تک کہ بات نکرے اوسکو ابن ماجہ نے عایشہؓ سے روایت
کیا ہی اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور دارقطنی نے روایت کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو اور عبد الرزاق نے مصنف مین مانند اسکے
روایت کیا حضرت علیؓ سے اور وہ بھی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی حارث ہی کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہی ص اور
امام شافعی کے نزدیک جوان دو راہون کے سوا اور جگہہ سے نکلے اوس سے وضو نہین ٹوٹتا ف اور یہی مذہب امام مالک کا ہی
اور امام احمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر تھوڑا ہو تو نہین ٹوٹتا اور بہت ہو تو ٹوٹ جاویگا امام شافعی کی طرف سے کہتے ہین روایت ہی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قی کی اور وضو نکیا اور یہی حدیث ہدایہ مین لکھی ہی جواب ہی کہ اس حدیث کا پتا نہین کہ کس کتاب مین ہی
اور کہتے ہین کہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اور وضو نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلنے سے وضو
نہین جاتا جواب یہ ہی کہ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہی اور اوسکی اسناد مین صالح بیٹا مقاتل کا
ضعیف ہی کہا دارقطنی نے کہ قوی نہین اور کہا ائمہ حدیث نے کہ ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے
نہین ہی ایک قطرے یا دو قطرے خون مین وضو مگر یہ کہ ہو بہتا ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے خون نکلنے سے وضو نہین جواب
یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابی ہریرہؓ سے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی محمد بیٹا فضل بیٹا عطیہ کا کہا احمد اور
یحیی اور ابن حبان نے کہ وہ کذاب ہی اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی اَلْقَلْسُ حَدَثٌ یعنی قی حدث ہی تو روایت کیا اوسکو
دارقطنی نے دو طریقون سے اور دونون طریقے ضعیف ہین تو اب جاننا چاہیے کہ اس باب مین حدیث عبد اللہ بیٹے عمرؓ کے
جو اوپر ذکر کی وہی حدیث صحیح ہی اور بھی امام شافعی کی طرف سے دلیل لاتے ہین کہ روایت ہی سعید بن المسیب سے جو بڑے
تابعین مین سے ہین کہ نکسیر پھوٹتی تھی اونکی یہان تک کہ رنگین ہو جاتی تھین اونگلیان اونکی خون سے اور وہ نماز پڑھتے تھے اور
وضو نہین کرتے تھے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ اسکو روایت کیا مالک نے موطا مین اور امام مالک نے ایک روایت مین اسکے خلاف
سعید بن المسیب سے نقل کیا ہی اور جب دونون متعارض ہوئین تو احتیاط جسمین ہو اوس پر عمل کرنا چاہیے اور احتیاط اسمین ہی کہ
وضو کرے ص تو اگر نہ بہے بلکہ اپنے مقام پر جم جاوے تو وضو نہ ٹوٹیگا اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا ف ہمارے
نزدیک اسواسطے وضو نہین ٹوٹیگا کہ خون نکلنے مین یہ بھی شرط ہی کہ بہتا ہوا ہو اور نجس ہو اور یہ خون نجس نہین ص اور اگر
زخم کو دبایا اور اوس سے خون نکلا اور تجاوز کر گیا اور اگر نہ نچوڑتا تو تجاوز نکرتا وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر کسی چیز کو دانت سے کاٹا اور اثر
خون کا دیکھا یا خلال کیا اور لکڑی پر خون ظاہر ہوا یا ناک مین اونگلی کی اور اونگلی پر خون دیکھا یا ناک جھاڑی اور اوس مین سے خون
جما ہوا مثل دانے مسور کے نکلا ان سب صورتون مین وضو نہ ٹوٹے گا ف اسواسطے کہ بہتا ہوا نہین ہی اور نجس وہی خون ہی

جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا یا خون بہتا ہوا ص اور امام زفر کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اسیطرح
اگر سوئی چبھووے اور خون اپنے مقام تک چڑھ آیا لیکن بہا نہیں وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر بہا تو ٹوٹ جاویگا کیونکہ نجس وہی
خون ہے جو بہتا ہوا ہے اور اسیطرح اگر آنکھ کے اندر آبلہ ہوا اور اوسپر سے پوست اوتار ڈالے اور نہ نکلے مگر آنکھ کے اندر رہے
وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر باہر نکل آوے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ جو اندر آنکھ کے ہے اوسکا پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں
واجب نہیں اور اگر فصد لی اور نکلا بہت سا خون لیکن زخم کی جگہ نہ بھری تو وضو ٹوٹ جاویگا ہمارے نزدیک تیسرے اگر خون
تھوک کے برابر ہو اسطرح پر کہ تھوک سرخ ہو جاوے اور اگر تھوک خون سے زیادہ ہووے اور تھوک زرد ہو جاوے وضو نہ ٹوٹیگا چوتھے نکلنا
یا خون بندھا ہوا اور مونہہ بھر کے ہووے اور اگر بلغم اوترے یا پیٹ سے چڑھے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پیٹ سے
چڑھے اور مونہہ بھر کے ہووے وضو ٹوٹ جاویگا لیکن اگر سر سے اوترے تو اونکے نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا ف وضو قے سے
اسواسطے ٹوٹ جاتا ہے کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھہ سند صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق آنحضرت نے
قے کی پس وضو کیا معدان کہتے ہیں کہ میں نے ملاقات کی ثوبان کی مسجد دمشق میں سو میں نے اونسے یہ ذکر کیا کہا انھوں نے کہ سچ کہا
ابوالدرداء نے میں نے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی بیچ اس باب کے اور امام شافعی
اور مالک کے نزدیک قے سے وضو لازم نہیں جیساکہ گذرا وہ دلیل لاتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق حضرت نے قے کی پس
پانی منگوایا پھر وضو کیا تو میں نے کہا کہ اے رسول اللہ کیا فرض ہے وضو قے سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو پاتا تو اوسکو قرآن میں
تو اس سے معلوم ہوا کہ قے کرنے سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو نہ کریگا نماز درست ہو جاویگی تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کو دارقطنی
نے روایت کیا ہے اور اوسکی اسناد میں عتبہ بن السکن کا حدیث اوسکی ترک کردی گئی ہے کہا بیہقی نے کہ اوسکی طرف نسبت وضع حدیث
کی ہے اور بلغم سے اسواسطے وضو نہیں کہ وہ مانند تھوک وغیرہ کے ہے ص پوشیدہ نرہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی قے کی ایسی کہ جمع
کی جاوے تو مونہہ بھر کے ہووے سو امام ابی یوسف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک مجلس میں ہووے وضو ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے
نزدیک اگر ایک متلی سے ہوگی تو ٹوٹ جاویگا اور اسکی چار صورتیں ہیں اگر مجلس اور متلی دونوں ایک ہوں امام ابی یوسف اور امام محمد
دونوں کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور اگر مجلس اور متلی دونوں مختلف ہوں سب کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور مجلس ایک ہو اور متلی بدل جاوے
امام ابی یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور متلی ایک ہو اور مجلس بدل جاوے امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاویگا
اور امام ابی یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹیگا اور جو چیز ایسی ہے کہ اوسکے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس بھی نہیں ہے تو خون جب
مقام زخم سے جدا نہووے پاک ہے اور اسیطرح تھوڑی سی قے بھی اور ایک روایت میں امام محمد کے نجس ہے کیونکہ نجاست میں کچھہ
تاثیر نہیں اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ
مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا الآیۃ ترجمہ کہدو تم اے محمد کہ میں نہیں پاتا بیچ اسمیں کہ بھیجا گیا طرف میرے حرام کسی کھانے والے پر کہ کھاوے
اوسکو مگر یہکہ ہو مردہ یا خون سفوح یعنی جاری بہتا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون سفوح نہیں حرام نہیں تو نجس نہ ہوگا اور خون جو
مقام زخم سے نہیں بہا تو نجس بھی نہ ہوگا پانچویں پہلو پر لیٹ کر سونا چھٹے اس طرح پر سونا کہ سر اپنا دونوں زانو پر رکھے یا دونوں ہاتھ پر
رکھے یا ایک سرین پر سوتا ہو اس طرح پر کہ مقعد اوسکا زمین سے جدا ہو ساتویں سونا کسی چیز پر تکیہ کر کے کہ اگر وہ چیز ہٹالی جاوے تو سو رہا

گر پڑے اول کو اضطجاع کہتے ہین اور دوسرے کو اتکا کہتے ہین اور تیسرے کو استناد **ف** کیونکر روایت کیا عبد اللہ بن احمد نے
ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے اوسپر جو سویا سجدے مین وضو یہان تک کہ مضطجع لیٹے کیونکہ جب
لیٹتا ہی مضطجع سست ہو جاتے ہین جوڑ اوسکے اور روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی نے اور اوسمین ہی کہ نہین وضو ہی اوسپر
جو سو جاوے بیٹھا ہوا اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اور اوسمین ہی کہ نہین واجب ہی وضو اوسپر جو سو جاوے بیٹھے یا کھڑے
یا سجدے مین اور امام شافعی کے نزدیک اگر کھڑا بھی سو جاوے تو ٹوٹ جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اگر سجدے یا رکوع مین
سو جاوے تو بھی ٹوٹ جاویگا اور امام احمد کے نزدیک جس ہیئت پر سو جاوے دیر تک وضو ٹوٹ جاویگا اور ہماری دلیل یہ حدیث ہی
اور بعض شافعیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور کہا ہی کہ اسناد مین اسکی یزید بیٹا ابی خالد دالانی کا ہی ابن حبان نے کہا کہ
بہت خطا کرتا ہی اور اسیطرح اور لوگون نے جواب اوسکا یہ ہی کہ صحیح جو ذہبی نے کہا ہی کہ حدیث اوسکی حسن ہی اور کہا احمد نے کہ
نہین حرج ہی ساتھ حدیث اوسکی کے اور نہین کلام کیا اس حدیث مین ترمذی نے کچھ اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی وضو اوس شخص پر جو سو جاوے کھڑا یا بیٹھا یہان تک کہ سووے پہلو پر اور
روایت ہی حذیفہ رض سے کہ مین مسجد مین بیٹھا ہوا سو رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے مجکو پیچھے سے پکڑا تو مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ہین پس کہا مینے یا رسول اللہ آیا وضو واجب ہوا مجپر فرمایا نہین یہان تک کہ رکھے تو پہلو اپنے زمین پر روایت کیا
اسکو ابن عدی نے اور یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اسکی بحیی بیٹا کثیر کا سقا ضعیف ہی اور اگر پہلو پر لیٹا یا تکیہ لگا کے سب کے
نزدیک وضو ٹوٹ جاویگا کیونکہ حضرت نے فرمایا لیکن وضو ٹوٹتا ہی پیخانے اور پیشاب اور سونے سے روایت کیا اوسکو ابن خزیمہ نے
اور صحیح کیا اوسکو اور ترمذی نے صفوان بیٹے عسال سے اور روایت کیا ترمذی نے حضرت انس رض سے کہا انھون نے کہ تھے اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے تھے یعنی بیٹھے بیٹھے پھر کھڑے ہوتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہین کرتے تھے کہا
ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور یہی قول ہی عبد اللہ بن المبارک کا اور سفیان ثوری اور احمد کا **ص** اور ان تین طرح کے سوا
اگر سووے وضو نہین جاتا مثلا کھڑے یا بیٹھے یا رکوع یا سجدے **ف** کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے سوتے تھے
اور وضو نہین کرتے تھے اور نماز پڑھتے تھے جیسا کہ گذرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہین ہی وضو اوسپر جو سو جاوے
کھڑا یا بیٹھا یہان تک کہ سووے پہلو پر روایت کیا اسکو ابن عدی نے جیسا کہ گذرا اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بزار نے بسند صحیح کے کہ تھے
اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار کرتے تھے نماز کا پس رکھتے تھے پہلو اپنے زمین پر سو بعض اونمین سے سو جاتے تھے اور وضو
نہین کرتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے جواب اسکا یہ ہی کہ مراد اس سونے سے اونگھ ہی اور نہین تو مخالفت ہوگی اون حدیثون کی جو اوپر گذرین
اور تمسکات ایمہ اربعہ کے مطابق نہین اس روایت کے اور اگر کوئی کہے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس رض سے کہ مین سویا نزدیک
خالہ اپنی میمونہ رض کے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آخر حدیث تک یہان تک کہ پھر سوئے اور لیٹے اور پھر آئے بلال رض سو
خبر دی اونکو نماز کی تو کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی اور وضو نکیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر لیٹ کے سوئے تب بھی وضو نہین جاتا جواب
یہ ہی کہ یہ حضرت کی خصوصیات مین سے تھا چنانچہ ایک روایت مین آیا ہی تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی یعنی سوتی ہین میری دونون
آنکھین اور نہین سوتا ہی دل میرا تو یہ اور کسیکے واسطے نہین ہو سکتا غرض کہ اس باب مین امام ابو حنیفہ کا مذہب بہت صحیح ہی

ص آٹھوین بیہوشی نوین جنون اور بیہوشی مین مستی بھی داخل ہی کہ چلنے مین پیر اوسکا لغزش کرے ف اسکی جز اسی
ہو واسطے وضو جاتا رہتا ہی کہ جب سونے سے وضو جاتا رہا غفلت کے سبب سے تو اسمین بھی جو سونے سے زیادہ غفلت ہوتی ہی ص
گیارھوین قہقہہ نماز پڑھنے والے بالغ کا اوس نماز مین جسمین رکوع اور سجدہ ہی ف کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے نیچ قصے
اندھے کے کہ فرمایا حضرت نے جسنے تم مین سے قہقہہ کیا تو چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا یہ حدیث معبد خزاعی جو صحابی ہین اونسے
مروی ہی اور انکے راویوں مین امام ابوحنیفہ بھی ہین ابن الجوزی نے وہم کیا جو کہا انھون نے کہ وہم کیا اوسمین ابوحنیفہ نے اور روایت کیا
امام ابوحنیفہ نے معبد بن ابی معبد خزاعی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز مین تھے یکایک ایک اندھا آیا ارادہ کرتا تھا نماز کا
پس گر پڑا کنوئین مین اور ہنسی آئی قوم کو یعنی اون لوگون کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے پس قہقہہ کیا انھون نے
تو جس وقت فارغ ہوئے آپ نماز سے فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے قہقہہ کیا ہو اوسنے تو وہ اعادہ کرے وضو کا اور نماز کا اس جگہ پر بعض
لوگون نے اعتراض کیا ہی کہ معبد تابعی ہین نہ صحابی جواب ہی کہ معبد جو تابعی ہین وہ اور ہین بصرے کے رہنے والے جہنی اور یہ معبد خزاعی ہین
اور یہ صحابی ہین اور ایسا ہی صحیح ہی اور اگر مرسل ہو ابی العالیہ پر جو بڑے تابعی ہین تو بھی کچھ حرج نہین کیونکہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی
جیسا کہ کہا اکثر محدثین نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت نے جو کوئی ہنسے
نماز مین پس چاہیے کہ اعادہ کرے وضو اور نماز کا اگر کوئی کہے کہ اسناد مین اسکی بقیہ بیٹا ولید کا ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ بقیہ کی
روایت اگر مشہور شخصون سے حدثنا کرکے ہو تو مقبول ہی اور مسلم نے اوس سے روایت کیا ہی متابعۃً تو اب حدیث مین کسیطرح کا خلل نہین
امام شافعی کہتے ہین کہ روایت ہی جابر سے کہ فرمایا حضرت نے ہنسی توڑتی ہی نماز کو اور نہین توڑتی وضو کو تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قہقہے
سے وضو نہین ٹوٹتا جواب یہ ہی کہ اسکی اسناد مین عبدالرحمن بیٹا اسحق کا جسکی کنیت ابوشیبہ ہی ضعیف ہی ایسا ہی کہا یحیی نے اور کہا احمد نے
کہ حدیث اوسکی منکر ہی اور وہ کچھ نہین ص اور اگر لڑکا قہقہہ کرے تو وضو اوسکا نہین ٹوٹتا اور اگر نماز جنازہ مین کوئی بالغ
قہقہہ کرے وضو نہین ٹوٹتا اسیطرح سجدۂ تلاوت مین قہقہہ جو ایسی نماز ہی کہ اسمین رکوع اور سجدہ نہین اوسمین قہقہہ کرنے سے وضو نہین ٹوٹتا بلکہ نماز ٹوٹ جاویگی
اور قہقہہ نماز کو جب توڑتا ہی کہ جب وہ شخص جاگتا ہو تو اگر نماز مین سوتے ہوئے قہقہہ کیا تو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی کے نزدیک وضو قہقہے سے کبھی نہین ٹوٹتا جاگتا ہو
یا سوتا ہنسی کی تین قسمین ہین پہلے قہقہہ اسطرح ہنسے کہ اوسکو اور اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اور یہ نماز اور وضو دونون کو توڑتا ہی دوسرے ضحک
اسطرح ہنسے کہ فقط اوسکو سنائی دیوے اور اوسکے پاس والون کو سنائی نہ دیوے اس سے نماز ٹوٹتی ہی وضو نہین ٹوٹتا تیسرے تبسم اس طرح پر ہنسے
کہ نہ اوسکو اور نہ اوسکے پاس والون کو سنائی دیوے اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہی اور نہ نماز بارھوین مباشرت فاحشہ اور وہ یہ ہی کہ مرد و عورت
دونون ننگے ہون اور ایک کا بدن دوسرے کے بدن سے چھو جاوے اور آلت مرد کی کھڑی ہووے اور عورت کی فرج سے چھو جاوے ف
امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ وضو کرو اونٹ کے گوشت سے روایت
کیا اوسکو ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے براء سے اور صحیح کیا اسکو محدثین نے اور روایت کیا مسلم نے
مثل اسکے جابر سے اور احمد نے مانند اسکے اسید بیٹے حضیر سے تو جواب یہ ہی کہ روایت کیا بخاری مسلم ابوداود نے حضرت ابن عباس سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نکیا یہ حدیث تو دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ بکری کے گوشت
کھانے سے وضو نہین جاتا اور پہلے ابتدائے اسلام مین حضرت نے فرمایا تھا توضؤا مما مست النار یعنی وضو کرو اوس

جسکو لگی آگ اور یہ حدیث منسوخ ہوگئی بالاتفاق تو یہ بھی حکم ابتدائے اسلام مین تھا اور اب نہین رہا اور یہ جو بعض لوگون نے کہا ہے
کہ روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو اوس سے ہی جو نکلے اور نہین ہی اوس سے
جو داخل ہووے تو یہ حدیث ضعیف ہی جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کیا **ص** اور امام محمد کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو
نہین ٹوٹتا اگر کیڑا زخم سے نکلے تو وضو کو نہین توڑتا اسواسطے کہ وہ پاک ہی اور جو اوسپر نجاست ہی وہ تھوڑی ہی اور اسیطرح
اگر مرد کے ذکر سے کیڑا نکلے وضو نہ ٹوٹیگا اور اگر دُبر سے نکلے تو ٹوٹ جاویگا اسواسطے کہ دُبر سے نکلنا تھوڑے کا بھی ناقض ہی اور
اگر قُبل سے عورت کی نکلے تو اسمین اختلاف ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر گوشت زخم سے جدا ہو کر گر پڑے وضو نہ ٹوٹیگا اور وضو کو
نہین توڑتا ہی چھونا عورت کا **ف** یعنی مثلا بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اوسکا چھوا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
وضو نہین ٹوٹیگا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹوٹ جاویگا اگر ہتیلی سے چھوا ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھوا ہو تو اونکے
نزدیک بھی نہ ٹوٹیگا اور امام مالک کی نزدیک اور شافعی سے ایک روایت مین اور لیث اور اسحق کے نزدیک اگر چھونا شہوت سے ہو اور
عورت کو بھی اوسوقت شہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاویگا اور اگر ایسا نہین تو نہ ٹوٹیگا امام شافعی حجت پکڑتے ہین اس باب مین کہ عورت کا
چھونا شہوت سے وضو کو توڑتا ہی اوس سے کہ روایت کیا ابن الجوزی نے معاذ بن جبل رض سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے
کہ ایک شخص آیا اونکے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اوس شخص مین جو پونہچا کسی عورت سے سب کچھ سوا جماع کے یعنی قبلہ
اور معانقہ اور پیار سب کیا سوائے جماع کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکے لیے کہ وضو کر اچھا وضو پھر کھڑا ہو پھر نماز پڑھ
سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسکے لیے وضو کا
حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ حضرت نے فرمایا اوس سے کہ نماز پڑھ کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ نماز پڑھنا
تو واجب نہین ہوتا اور بفرض تسلیم کے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وہ شخص مباشرت فاحشہ کا بھی مرتکب ہوا ہو کیونکہ مباشرت فاحشہ سے
ہمارے مذہب مین بھی وضو لازم آتا ہی اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کی بخاری مسلم نے عایشہ رض سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نماز پڑھتے تھے اور مین حضرت کے سامنے چت لیٹی تھی پس جب حضرت سجدہ کرتے تھے دبا دیتے تھے مجکو سو مین اپنے پیر ہٹا لیتی اور
ایک روایت مین ہی کہ گھرون مین اوس دن چراغ نہ تھا اور روایت کی بخاری نے اونھین سے کہ مینے ایک رات گم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
تو مینے چھو لیا اونکو ساتھ ہاتھ اپنے کے پس گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت سجدے مین تھے اور فرماتے تھے
پناہ مانگتا ہون مین بہ رضا تیری سے غصّے تیرے سے آخر حدیث تک اور روایت کیا بخاری نے عایشہ رض سے کہ وہ کنگھی کرتی تھین حضرت کے
اور حضرت اعتکاف مین تھے اور اعتکاف مین مسجد مین ظاہر ہی کہ حضرت با وضو تھے اور روایت ہی عایشہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے
میری گود مین اور مین حائض تھی پس پڑھتے تھے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عایشہ رض کی گود مین اور عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی
کہ حضرت نے وفات بے وضو کی ہو یہ حدیثین کہ سب صحیح ہین حجت اون لوگون پر ہین جو کہتے ہین کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو
توڑتا ہی اور حدیثین ایسی بہت ہین لیکن جو لوگ کہتے ہین کہ چھونے سے عورت کے اگر بشہوت ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہی وہ دلیل یہ بھی
لاتے ہین کہ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے مین داخل ہی تو اوس سے وضو کرو روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور روایت
ہی ابن عمر رض سے کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اوسکا لمس سے ہی جو بوسہ لے عورت اپنی کا یا چھوئے اوسکو

نیچے ہاتھ سے تو اوسپر وضو ہے اور روایت ہے ابن شہاب تابعی سے کہ وہ کہتے تھے کہ بوسہ لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہے روایت کیا
ان دونوں کو مالک نے موطا میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی عبیدہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا ہے کہ بوسہ
لینے سے مرد کے عورت اپنی کو وضو ہے اور ابو عبیدہ نے عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا اور روایت کیا اوسکو امام مالک نے
موطا میں بغیر اسناد کے جواب اسکا یہ ہے کہ روایت ہے حضرت عایشہ رضی سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ لیا بعض عورتوں
اپنی کا پھر نکلے طرف نماز کے اور وضو نکیا روایت کیا اوسکو بزار نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور روایت کیا اسکو ترمذی
اور ابن ماجہ نے اور ابو داود نے بھی عایشہ رضی سے اگر کوئی کہے کہ بخاری نے ضعیف کیا اسکو اور یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ یہ کچھ نہیں
اور کہا کہ حبیب نے اسکی اسناد میں عروہ سے نہیں سنا جواب اوسکا یہ ہے کہ روایت کرنے والے اس حدیث کے سب ثقہ ہیں اور نفی کی
گواہی دینا نفی پر گواہی ہے اور دوسرا جواب یہ ہے بصورت تسلیم کہ روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے زینب سہمیہ سے انھوں نے عایشہ رضی سے
اگر کوئی کہے کہ زینب مجہول ہے اور تقریب میں لکھا ہے کہ حال اسکا معلوم نہیں ہے جواب یہ ہے کہ مجہول قرن ثانی یعنی تابعین میں مقبول ہے
پھر اگر کوئی کہے کہ حجاج ضعیف ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ اوزاعی جو بڑے امام ہیں وہ بھی اوسکے ساتھ ہیں دارقطنی کی روایت میں اور وہ
بڑے ثقہ ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے روایت کیا اسکو سفیان ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے
انھوں نے عایشہ رضی سے اگر کوئی کہے کہ ابراہیم تیمی نے عایشہ رضی سے نہیں سنا جیسا کہ کہا ترمذی اور ابو داود نے کہ اس باب میں حضرت سے کچھ
صحیح نہیں ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ ابراہیم تابعی ثقہ ہیں اگر بالفرض سنا بھی ہو تو بھی حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے
دوسرا جواب یہ ہے کہ دارقطنی نے علل میں کہا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم نے ثوری سے انھوں نے ابی روق سے انھوں نے ابراہیم تیمی سے
انھوں نے اپنے باپ سے تو اب یہ حدیث موصول ہو گئی اور ترمذی کے قول سے یہ نہیں لازم آتا کہ جہان میں کسیکے نزدیک کوئی حدیث صحیح
نہیں ہے کیا جائز ہے کہ ترمذی کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہ پہنچی ہو پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو ابراہیم تیمی سے ابو حنیفہ اور ثوری
نے روایت کیا ابو حنیفہ نے تو ملایا حفصہ سے اور ثوری نے عایشہ رضی سے تو اختلاف اسمین ہوا جواب اوسکا یہ ہے کہ ثوری اور ابو حنیفہ
دونوں بڑے اماموں سے ہیں اور ممکن ہے یہ بات کہ ابراہیم تیمی کو ایک حدیث حفصہ رضی سے پہنچی ہو اور دوسری عایشہ رضی سے ثوری نے عایشہ رضی
کی نقل کی اور ابو حنیفہ نے حفصہ کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کے لفظوں میں اختلاف ہے عثمان بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت
بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور سوا عثمان کے اور لوگوں نے کہا کہ بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے جواب اوسکا یہ ہے
کہ یہ امر بعد ثقہ ہونے راویوں کے کچھ برا نہیں اور جائز ہے کہ یہ دو حدیثیں ہوں اور روایت کیا دارقطنی نے عایشہ رضی سے کہ پہنچا اونکو قول
ابن عمر رضی کا کہ بیچ بوسے کے وضو ہے سو کہا انھوں نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ بوسہ لیتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور وضو نہیں
کرتے تھے اور اس حدیث کو صحیح کیا بعض لوگوں نے اور کہا شافعی نے کہ روایت کیا سعید بن نباتہ نے محمد بن عمرو بن عطا سے انھوں نے
عایشہ رضی سے انھوں نے حضرت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے کہا شافعی نے کہ سعید کا حال میں نہیں جانتا
پس اگر ثقہ ہو تو حجت ہے جو روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ اس حدیث کو بیہقی نے خلافیات میں دس طریقوں سے
روایت کیا ہے اور ضعیف کیا ان سبھوں کو جواب یہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی جب دس بار وہ جگہوں سے روایت کی جاوے تو وہ حسن ہو جاتی ہے
اور یہ جو بعض شافعیوں نے حجت پکڑی ہے کہ روایت ہے ابو امامہ رضی سے کہا انھوں نے کہا میں نے کہا اے رسول خدا مرد وضو کرے واسطے نماز کے

پھر بوسہ لے اہل اپنے کا اور کھیلے اوس سے کیا ٹوٹ جاتا ہی وضو اوس سے فرمایا نہین تو یہ حجت ضعیف ہی کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو
دار قطنی نے اور اسناد مین اوسکی رکن بیٹا عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہی حدیث اوسکی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے مسند اپنی مین
ابن عباس رضی سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا تو جب
اتنی حدیثین اس باب مین ضعیف اور صحیح آئین تو یہ بات اوسکے نزدیک جو منصف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہین کرتے تھے
بوسے وغیرہ سے اور یہی مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھونا عورت کا بشہوت کبھی ناقض
وضو ہوتا البتہ حضرت کے ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ اونکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرنے مین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مخالطت اونکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسا کہ روایت کیا حاکم نے عائشہ رض سے کہ نہین ہوتا تھا کوئی دن لیکن
حضرت او سدن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوتے تھے ہمکو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب عورت کے
چھونے سے وضو نہین جاتا تو پھر اللہ تعالی کے قول مین لمس سے کیا مراد ہی فرمایا اللہ تعالی نے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی تیمم کرو
اگر نپاؤ پانی جب کہ چھوؤ تم عورتون کو جواب اوسکا یہ ہی کہ لمس سے مراد اس جگہ جماع ہی جیسا کہ کہا عبد اللہ بن عباس رضی نے واللہ اعلم
ص اور چھونا ذکر کا بھی وضو کو نہین توڑتا ف کیونکہ روایت کیا نسائی اور ترمذی اور ابو داود نے طلق بن علی سے
کہ حضرت پوچھے گئے اوس شخص سے جو چھوئے ذکر اپنا پھر وضو نکرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہی وہ مگر ٹکڑا تم مین سے اور روایت کیا
اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہی حدیثون کی اس
باب مین اور طحاوی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اسناد اسکا مستقیم ہی نہ مضطرب اور روایت کیا طحاوی نے ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا کہ
آگے آویگا ص اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونون سے ٹوٹ جاتا ہی ف دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی بسرہ بنت صفوان
سے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا ہی ترمذی نے
اور صحیح کیا اوسکو احمد اور دار قطنی اور یحیی اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد ہین بخاری کے کہا انہون نے
کہ طلق کی حدیث اچھی ہی ہمارے نزدیک بسرہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور کہا عمرو بیٹے علی فلاس نے کہ حدیث طلق کی
ہمارے نزدیک ثابت تر ہی حدیث بسرہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہی کہ نووی جو شافعی مذہب ہین لکھتے
ہین کہ مطابقت حدیثون مین جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہی تو اس جگہ دونون حدیثین طرفین کی صحیح ہوئین مطابقت اس طور پر ہو سکتی ہی کہ
حدیث بسرہ مین وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہی تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا مستحب ہی اور اگر کوئی کہے کہ مطابقت جب واجب ہی کہ دونون
حدیثین جانبین کی قوی ہون اور اس جگہ حدیث طلق کی ضعیف ہی جواب یہ ہی کہ حدیث طلق کے راوی جتنے ہین سب ثقہ ہین تو جس وقت
علی بن المدینی اور عمرو فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن حزم اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کرین تو پھر احتمال ضعف کا
نکالنا صرف وہم ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے سوا اور بہت سی حدیثین ہین جواب اوسکا یہ ہی کہ
ماسوا ان دونون حدیثون کے دونون طرف حدیثین ہین لیکن سب ضعیف ہین اور حدیثین امام شافعی کے مذہب کی یہ ہین روایت ہی
ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد مین اسکی اسحق بن عبد اللہ متروک ہی اور
ایسا ہی سفیان بیٹا وکیع کا اور روایت ہی ام حبیبہ سے کہا کہ سنا مین نے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو بس چاہیے کہ

وضو کرے اور اسناد میں اوسکی علا بیٹا حارث کا نسبت کیا گیا ہی طرف قدر کے اور مختلط ہو گیا تھا آخر میں علاوہ اسکے بخاری نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا ترمذی نے کہ اسنے اس حدیث کو صحیح نہیں دیکھا اور مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور وہ بھی ضعیف ہی اور روایت کیا ابن عدی نے جابر سے روایت کیا وہ بھی ضعیف ہی اسناد میں اوسکی عقبہ بیٹا عبد الرحمن کا مجہول ہی اور ایک روایت عبداللہ نافع مدنی کا ضعیف ہی اور روایت کیا احمد اور ابن ابی شیبہ نے زید بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ یعنی جو شخص کہ چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور روایت کیا احمد اور دارقطنی اور اسحاق بن راہویہ نے مسند اپنی مین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص چھوئے ذکر اپنے کو تو وضو کرے اور جو عورت کہ چھوئے فرج اپنی کو تو وضو کرے اور ہمارے مذہب کی حدیثین یہ ہین ابی امامہ کی روایت کہ پوچھے گئے حضرت چھونے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ ٹکڑا ہی تجھسے یعنی اوسکے چھونے سے وضو نہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث ضعیف ہی اسناد مین اوسکی جعفر بیٹا زبیر کا ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور ایسا ہی روایت ہی عصمہ بن مالک اور عائشہ وغیرہما سے روایت کی ابو یعلی موصلی نے عائشہ رضہ سے کہ سنا مینے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین پرواہ رکھتا ہون مین اوسکو چھوؤن یا ناک اپنی کو اور اسناد مین اوسکی وہی جعفر بیٹا زبیر کا متروک ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا حاکم نے قاسم سے انھون نے عائشہ رضہ سے کہ جب چھوئے عورت فرج اپنی کو ہاتھ اپنے سے سوا اوسپر وضو ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ فتوی راوی کا بخلاف روایت کے باطل ہی نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثین ضعیف ہین تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر بسرہ کی اور ہماری طرف مگر طلق کی اور یہ جو بعض علما شافعیہ نے لکھا ہی کہ ابو ہریرہ رضہ نے روایت کی حضرت سے کہ جو چھوئے ذکر اپنا وضو کرے روایت کیا اسکو شافعی اور حاکم اور دارقطنی نے اور ابو ہریرہ پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلق کی حدیث منسوخ ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ طلق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہین آتی کہ طلق پیچھے نہ سنے ہون اور نہ اونکو صحبت رہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی یزید بیٹا عبد الملک کا ہی اور وہ ضعیف ہی تو اب کچھ حجت نہین اگر کوئی کہے کہ جب حدیثین مختلف ہوئین تو ایسا اقوال صحابہ سے تمسک ضرور ہی جواب یہ ہی کہ یہ تو ہمارا مطلوب ہی روایت کیا طحاوی نے حضرت علی اور سعد اور ابن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہین ٹوٹتا اور یہی مذہب ہی عمار اور حذیفہ اور سعید بن المسیب اور عطا اور عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کا روایت کیا امام محمد نے موطا مین اور ابن ابی شیبہ نے علی اور ابن عباس اور حذیفہ اور عمران بن حصین سے کہ اون سب نے کہا کہ مین نہین پرواہ رکھتا ہون کہ چھوؤن ذکر کو یا اپنی ناک کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمار سے کہ وہ پوچھے گئے چھونے ذکر سے بیچ نماز کے پس کہا کہ نہین ہی وہ مگر ٹکڑا تجھسے اور روایت کیا محمد نے ابی الدردا سے مانند اسکے اور روایت کیا سعید بن منصور نے انھین سے ایسا ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہی حضرت علی سے کہ وہ پوچھے گئے اوس سے سو کہا کہ نہین حرج ہی ساتھ اوسکے اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی روایت کیا اور اوسی نے سعد سے مانند اسکے روایت کیا اور روایت کیا محمد نے علقمہ سے کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعود رضہ کے سو کہا کہ چھوا مینے ذکر اپنے کو نماز مین تو عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہین ہی مگر مانند سارے بدن تیرے کے اور روایت کیا محمد نے کہ ایک شخص نے پوچھا عطا رحمہ سے اور کہا کہ اے ابا محمد وہ شخص کہ چھوئے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ عبداللہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہی تو کاٹ ڈال اوسکو کہا عطا نے کہ یہی قول ہی عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہین ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور ابو ایوب اور زید بن ثابت اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عایشہ وغیرہم

باب غسل کے بیان مین

غسل مین تین چیزین فرض ہین پہلے پانی مونہہ مین ڈالنا دوسرے ناک مین پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونون چیزین غسل مین سنت ہین **ف** دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا یعنی اگر ہو تم جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو لفظ مبالغے کا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ کلی وغیرہ بھی فرض ہی اور اسواسطے کہ فرمایا حضرت نے نیچے ہر بال کے جنابت ہی سو تر کرو اور صاف کرو بدن کو روایت کیا اسکو ابو داود نے اور یہ جو حدیث ہدایہ مین لکھی ہی کہ فرمایا حضرت نے کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین تو یہ حدیث مینے نہین پائی اور شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین اس حدیث کو بیان نہین کیا لیکن روایت کیا ابن عدی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنا تین بار فرض ہین غسل مین اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہین کیونکہ کہا ابن حبان اور دارقطنی نے کہ اس حدیث کو برکۃ بیٹے محمد حلبی نے بنایا ہی اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنا سنت ہین وضو مین اور فرض ہین غسل مین نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونون مین سنت ہین اور امام احمد کے نزدیک دونون وضو اور غسل مین واجب ہین دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہی کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ انھون نے وضو کیا بغیر مضمضے اور استنشاق کے (کلی کرنا ۱۲ ناک مین پانی ڈالنا ۱۲) اور کہا کہ مینے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول مین بروایت ابی داود ایک روایت مین ہی کہ اوسمین ذکر مضمضے اور استنشاق کا نہین ہی اور دلیل امام احمد کی یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس کلی کر اور روایت کیا دارقطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھون نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضے اور استنشاق کے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کلی کے اوسکے دانتون مین کھانا رہا غسل درست ہوجاویگا **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہونچ جاتا ہی **ص** تیسرے پہونچانا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہین **ف** کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فَاطَّهَّرُوا یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تَحْتَ کُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ یعنی نیچے ہر بال کے جنابت ہی رواہ ابو داود اور ملنا کچھہ دھونے مین داخل نہین تو جب شارع نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوس سے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہی ہر عاقل پر **ص** مگر امام مالک کے نزدیک واجب ہی تو اگر آٹا ناخون مین باقی رہا غسل درست نہوگا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہوگا اور اگر میل ہی یا مٹی یا رنگ یا حنا وغیرہ درست ہوجاویگا اسواسطے کہ پانی اوسمین سما جاتا ہی اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائز ہی اگرچہ روغن پانی کو قبول نہین کرتا اور اگر وہ جانتا ہی کہ بالی کے چھیدمین بغیر بالی ہلائے پانی نہ پہونچیگا ہلاوے اور اگر بالی سوراخ مین نہین ہی اور وہ جانتا ہی کہ بے تکلف پانی سوراخ مین پہونچیگا تکلف نکرے اور اگر جانتا ہی کہ بغیر تکلف کے نہین پہونچیگا تکلف کرے اور اگر بعد بالی نکلنے کے سوراخ بند ہوگیا ہی اور جانتا ہی کہ اگر پانی گذریگا داخل ہوویگا اور اگر غافل ہوگا نہ گذریگا پانی اور نہ داخل ہوگا پانی کو اوس سے گذارے اور لکڑی وغیرہ کے داخل کرنے سے تکلف نکرے اور اگر اوسکی اونگلی مین تنگ انگوٹھی ہی واجب ہی کہ وضو اور غسل مین اوسکو ہلاوے تاکہ پانی وہان پہونچ جاوے

اور جس کسیکا ختنہ نہوا ہووے اوسکو غسل میں قلفے کے اندر پانی پونہچانا بعضوں کے نزدیک واجب ہی اور بعضوں کے نزدیک نہین
باوجود اسکے کہ اگر پیشاب قلفے تک آجاوے اور باہر نہ نکلے وضو جاتا رہتا ہی غسل مین سنت پانچ چیزین ہین پہلے دہونا دونون
ہاتھہ کا دوسرے دہونا فرج کا تیسرے دور کرنا نجاست کا بدن سے بعد فرج کے دہونے کے چوتھے وضو کرنا لیکن اگر غسل کی جگہ مین
پانی مستعمل جمع ہوتا ہو پاؤن کے دہونے مین تاخیر کرے اور بعد غسل کے دوسری جگہہ دہووے تو اگر غسل کرتا ہی کسی لوح یا پتہر پر کہ پانی
اوسپر سے بہتا جاتا ہی تو وہین پیر دہو لیوے پانچوین تین بار تمام بدن پر پانی بہا دینا **ف** کیونکہ روایت کی بخاری مسلم نے میمونہ
سے کہ رکہا مینے واسطے حضرت کے پانی سو ملا پانسے اونکو ساتہہ ایک کپڑے کے تو حضرت نے پانی ڈالا اپنے دونون ہاتھون پر سو دہویا
انکو پہر ڈالا دونون ہاتھون پر پہر دہویا اونکو پہر ڈالا اپنے ہاتھہ سے بائین پر سو دہوئی فرج اپنی پہر مارا ہاتھہ اپنا زمین پر اور پہیرا
اوسکو زمین پر پہر دہویا اوسکو سو کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور دہویا مونہہ کو اور کہنیون تک ہاتھون اپنے کو پہر ڈالا پانی سر پر اپنے
اور سارے بدن پر ہو گیا پہر ایک کونے مین ہٹ گئے سو دہوئے پیر اپنے تو دیا مینے اونکو ایک کپڑا پس نلیا اوسکو اور چلے اور وہ جہاڑتے تھے
دونون ہاتھہ اپنے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور یہ لفظ بخاری کے ہین اور ابوداود نے بھی روایت کیا ہی اسکو اور روایت کی ابوداود
اور بخاری مسلم وغیرہم نے عایشہؓ سے اور یہان الفاظ ابوداود کے مذکور ہین ساتھہ سند صحیح کے کہ تھے حضرت جب غسل کرتے تھے جنابت سے
دہوتے تھے دونون ہاتھہ اپنے اور ڈالتے تھے برتن کو داہنے ہاتھہ پر پہر دونون ہاتھہ سے لیکر دہوتے تھے فرج اپنی کو پہر وضو کرتے تھے
جیسا کہ وضو ہی واسطے نماز کے پہر داخل کرتے تھے ہاتھہ اپنا برتن مین پہر کنگہی کرتے تھے بالون اپنے کو یہان تک کہ جب دیکہتے کہ
پانی پہونچ گیا بدن کو اور صاف ہو گیا ڈالتے پانی سر پر تین بار تو اگر کچہہ پانی بچ رہتا ڈال لیتے تھے اوسکو اپنے اوپر **ص** حرج عورتون
جب نہین کہا ہی تو کہولین بلکہ بالون کی جڑ کو تر کرلین کیونکہ حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا کہ کافی ہی تجکو جب پانی تیرے بالون کی جڑ مین
پہونچ جاوے اور اسی طرح تر کرنا بہی سب بالون کا واجب نہین اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ تر کرے گیسوؤن کو اور نچوڑ ڈالے **ف**
بہ حدیث ان لفظون سے صحاح مین روایت کیا مسلم نے ام سلمہ سے کہا انہون نے کہا مینے یا رسول اللہ مین عورت ہون کہ باندہتی ہون
چوٹی کیا مین کہولا کرون اوسکو واسطے غسل جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین کافی ہی تجکو یہ کہ ڈالے تو سر پر اپنے تین بار تین لپ پانی
پہر ڈالے تو اپنے اوپر پانی تو پاک ہو جاویگی تو روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے بہی اور اسیطرح روایت ہی کہ عبداللہ بن عمرو
بن العاص حکم کرتے تھے عورتون کو اس بات کا کہ جب غسل کرین تو کہولین چوٹیان اپنی سو حضرت عایشہؓ نے کہا تعجب ہی عبداللہ
بن عمرو حکم کرتے ہین عورتون کو چوٹی کہولنے کا کیا نہین حکم کرتے اونکو کہ منڈا ڈالین وہ سر اپنا تحقیق مین اور حضرت غسل کرتے تھے ایک
برتن سے اور مین نہین زیادہ کرتی تہی تین لپون پہ یہ روایت صحیح مسلم مین ہی اور ایسا ہی جو غسل حیض سے ہو کیونکہ ایک روایت مین مسلم کی یہ بہی ہی
کہ کیا مین کہولون چوٹی کو واسطے حیض اور جنابت کے فرمایا حضرت نے نہین اور اسی طرح بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین **ص**
اور یہ سب تب ہین جب بال کہے رہتے گندہے ہوتے ہون اور لیکن جب کہلے ہون تو اسکو دہونے مین کچہہ حرج نہین جیسا کہ مرد بال سب دہووے گا کچہہ حرج نہین
اور مرد اگر اپنی چوٹی باندہے ہو تو کہولنا واجب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ واجب نہین لیکن احتیاط اسی مین ہی کہ کہولے **ق** در مختار مین اسکو لکہا ہی کہ کہولنا مرد کو واجب

فصل بیان مین اون چیزون کے جن سے غسل لازم آتا ہی

اور اونکو موجبات غسل کہتے ہین اور وہ چار چیزین ہین **ص** پہلے نکلنا منی کا اپنی جگہہ سے کود کرکے شہوت سے تو اگر بغیر شہوت کے

انزال ہوا غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا **ف** امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے ہے یعنی منی کے نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ
عنہ سے اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو شہوت سے نکلے کیونکہ الف لام
إِنَّمَا الْمَاءُ میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور بھی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث
بیان کی ہمسے محمد بن یحییٰ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے ابو حنیفہ نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہمسے عکرمہ نے
انھون نے عبد اللہ بن مجالی سے اونھون نے اپنی مان سے کہ پوچھا اونکی مان نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے مذی کو پس کہا کہ ہر مذی کرتا ہے
اور تحقیق کہ ایک مذی ہے اور ایک ودی اور ایک منی لیکن مذی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کھیلے سو ظاہر ہو جاوے اوسکے اوپر کچھ یعنی کچھ پانی
تو دھووے ذکر اپنے کو اور خصیون کو پھر وضو کرے اور غسل نکرے اور لیکن ودی تو وہ ہوتی ہے بعد پیشاب کے دھووے ذکر اپنے کو اور وضو
کرے اور غسل نکرے اور لیکن منی تو وہ پانی بڑا ہے اوس سے شہوت ہے اور اوسمین غسل ہے اور عبد الرزاق نے مصنف مین قتادہ اور عکرمہ
سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط سر عضو سے بشہوت نکلے اگرچہ وقت جدا ہونے کے
شہوت نہو تو اگر منی اپنی جگہ یعنی پیٹ سے بشہوت جدا ہوئی اور اوس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر عضو کا تھاما یہان تک کہ شہوت جاتی رہی بعد
اوسکے منی بغیر شہوت کے نکلی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا
اور اگر پیشاب سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ منی نکلی طرفین کے نزدیک غسل واجب ہوگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہوگا
اور ایسا ہی اگر خواب مین ہووے غسل واجب ہوگا اور مرد و عورت سب برابر ہین اور ایک روایت مین امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو
احتلام اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تری نہ دیکھے غسل واجب ہے اور شمس الائمہ نے کہا کہ اس روایت پر عمل نکیا جاویگا **ف** اگر سوتے مین ایسا نہو
یعنی جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اوسکا بیان آگے آتا ہے اور اگر سوتے مین یہ باتین سب دیکھین تھین تو اوسکو احتلام کہتے ہین تو اس صورت مین اگر
تری دیکھے گا غسل واجب ہوگا برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کیونکہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے
کہ اے رسول اللہ اللہ نہین حیا رکھتا ہے حق سے سو کیا عورت پر ہے جبکہ دیکھے غسل فرمایا کہ ہان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک اور روایت ہے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب مین جیسا کہ دیکھتا ہے مرد خواب مین سو فرمایا
آپ نے کہ جب ہو اوس سے جو ہوتا ہے مرد سے سو چاہیے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ معنی اسکے یہ ہین
کہ اوس سے منی نکلے جیسا کہ مرد جیسا اوس سے منی نکلتی ہے غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانون کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہو اور تری دیکھے
غسل لازم آویگا اور روایت کیا ابن ماجہ اور بیہقی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک
تم مین کا خواب مین سے اور تری دیکھے اور احتلام اوسکو یاد نہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو اوسپر غسل
لازم نہین اور سیوطی جمع الجوامع مین لائے ہین کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاوے عورت
بیچ خواب کے جو پاتا ہے مرد تو غسل کرے روایت کیا اسکو سمویہ نے اور ایک روایت اوسمین ہے خولہ بیٹی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے عورت پر غسل یہان تک کہ انزال ہو جیسا کہ نہین مرد پر غسل جب تک کہ انزال نہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
اور روایت کیا احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھے ایک تم عورتون مین سے

اور انزال کرے تو چاہیے کہ غسل کرے اور وہ جو بعضے روایت نقل کی ہے کہ جب عورت لذت وغیرہ دیکھے خواب میں اور تری نہ دیکھے
تو غسل واجب نہیں اور ہے کہ شمس الائمہ نے کہا کہ اسپر عمل کیا جاویگا تو دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے
پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت دیکھے جب خواب میں جو مرد دیکھتا ہے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھے تو
غسل کرے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ مراد اس سے جو مرد دیکھتا ہے یعنی منی بھی دیکھے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح آیا اوسکی ام سلمہ
رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرے جب دیکھے پانی کو واللہ اعلم وعلمہ اتم ص دوسرے ڈوبنا ذکر کا عورت یا
مرد کا قبل یا دبر میں اس صورت میں غسل دونوں پر یعنی فاعل و مفعول پر واجب ہوگا ف کیونکہ روایت ہے سنن ابن ماجہ میں
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاویں دونوں ختنے غسل واجب ہوتا ہے اور روایت کیا طحاوی نے
عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ملتے تھے دونوں ختنے نہاتے تھے اور صحیحین میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھا ایک تم میں کا درمیان چاروں کونوں کے یعنی اپنی عورت کے پھر جماع کرے اوس سے
تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور اگرچہ انزال نہ ہوا اور روایت کیا ابوداود اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اسکے اور روایت کیا
ایسا ہی ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے رافع بن خدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کیا شیرازی نے القاب میں مانند اسکے
اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول اوسکا اور روایت کیا دارقطنی نے افراد میں ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تجاوز کر جاوے ختنہ ختنے سے انزال ہو یا نہو تو تحقیق کہ غسل واجب ہوا اور سعید ابن منصور نے اپنے مسند میں
مانند حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کیا ہے اور یہ جو حدیث ہدایہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مل جاوے
ختنہ ختنے سے اور غائب ہو جاوے سر ذکر تو تحقیق غسل اسمیں واجب ہوا انزال ہو یا نہو تو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن وہب نے مسند اپنی میں اور روایت کیا احمد نے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مل جاوے ختنہ ختنے سے اور چھپ جاوے سر ذکر تو تحقیق کہ غسل واجب ہے اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ
نے اپنی مصنف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اوس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی غسل پانی
سے ہے یعنی منی نکلنے سے ہے روایت کیا اسکو ابوداود اور ترمذی اور مسلم اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب اوسکا یہ ہے
کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب یہ حدیث منسوخ ہو گئی اوس سے جو روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ یہ حکم کہ پانی پانی سے ہے تھا رخصت اول اسلام میں پھر منع کیا گیا اس سے یعنی رخصت
جاتی رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا اسماعیلی نے کہ وہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اس جگہ اگر کوئی کہے کہ ابن حبان
اور دارقطنی نے تعیین کیا اور کہا کہ زہری نے نہیں سنا اس حدیث کو سہل سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کتاب ابوداود میں ایسا واقع ہوا کہ
معلوم ہوتا ہے اوس سے یہ حدیث منقطع ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ سند ابوداود کی صحیح ہے اسواسطے کہ تعجب کرے کہ خبر دی مجھکو ایک ثقہ نے
یا اوس سے جس سے میں راضی ہوں یہ حدیث صحیح ہو گئی اور یہ بات اوسکو مستلزم نہیں کہ سند ابن ماجہ اور احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ زہری نے سنا ہو اوسکو کسی ثقہ کے واسطے سے
سہل سے پھر ملاقات کی سہل کی اور حدیث کی اون سے تو اب اعتراض دفع ہو گیا و باللہ التوفیق وبہ تیسرا فرض ص دیکھنا جاگنے والے کا منی یا مذی کا
اگرچہ یاد نہ ہووے احتلام ف کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ جب جاگے ایک تم میں کا اور دیکھے تری اور احتلام یاد نہ ہو تو اوسپر غسل ہے روایت کیا اسکو مانند اسکے ابن ماجہ اور ابوداود

اور ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور مرد عورت سب اسمین برابر ہین اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق تری ارشاد فرمائی
تو اس سے معلوم ہوا کہ مذی ہو یا منی کیونکہ دونون مین تری ہوتی ہی اور کیونکہ احتمال ہی کہ منی بسبب حرارت بدن کے رقیق ہو گئی ہو اور
مثل مذی کے دکھائی دینے لگی ہو اور تفصیل اسکی خوب اوپر گذری **ص** چوتھے منقطع ہونا حیض اور نفاس کا **ف**
بیان حیض و نفاس کا آگے آویگا اور منقطع ہونے سے مراد یہ ہی کہ جب عورت حیض اور نفاس سے پاک ہووے تو غسل کرنا اوسپر فرض ہوتا ہی
اور یہ حکم اسواسطے ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطَّهَّرْنَ ساتھ تشدید طا کے اور ہا کے یعنی نہ قریب ہو تم اونسے
یہان تک کہ وے خوب پاک ہو لین یعنی غسل کرین اور یہ قرارت عاصم اور کسائی کی ہی اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک اس قرارت مین بھی
اور جب یہ آیت بہ تخفیف پڑھی جاتی ہی معنی یہی ہوتے ہین کہ یہان تک کہ غسل کرین اور یہ آیت تو دلیل اس بات کی ہوئی کہ حیض سے
غسل فرض ہی لیکن نفاس سے تو بسبب اس بات کے کہ اسپر اجماع ہی اور اجماع حجت قاطع ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِيْ
عَلَى الضَّلَالَةِ یعنی نہین جمع ہوگی امت میری گمراہی پر اور اسی طرح معلوم ہو چکا ہی کتب اصول سے اور روایت کیا اس حدیث
کو طبرانی اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ابی عاصم اور حافظ ضیا اور ابن جریر اور حاکم اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اور احمد اور
ابن ابی خیثم نے ابو مالک اشعری اور ابن عمر اور ابی بصرہ غفاری وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ جسکو مسلمان قبیح دیکھین وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہی اور جسکو مسلمان اچھا دیکھین وہ اللہ کے
نزدیک بھی اچھا ہی روایت کیا اسکو بزار اور ابوداود طیالسی اور ابونعیم اور بیہقی نے اور روایت کیا احمد نے دوسرے جملے کو فقط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ **ص** اور اگر عورت کافرہ بعد انقطاع یعنی بند ہونے خون کے مسلمان ہوئی غسل اوسکے اوپر واجب نہوگا اور بعد جنابت کے
اگر مسلمان ہوئی غسل واجب ہوگا **ف** دلیل اسکی شرح وقایہ عربی مین مذکور ہی **ص** اور چار بات کے وطی کرنے سے غسل اوسپر نہوگا
اور غسل مستحب ہی واسطے جمعے کے یعنی نماز جمعے کے نہ واسطے دن جمعے کے اور یہی صحیح ہی **ف** امام شافعی و امام ابوحنیفہ صاحب
کے نزدیک غسل دن جمعے کے سنت ہی اور یہی روایت ہی احمد سے اور امام مالک کے نزدیک واجب ہی امام مالک کہتے کہ روایت ہی یعنی صحیحین اور
جامع ترمذی اور موطا اور سنن نسائی مین عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ آوے تم مین سے دن
جمعے کے تو چاہیے کہ غسل کرے اور روایت کی بخاری اور مسلم اور ابوداود اور نسائی نے حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غسل جمعے کا واجب ہی ہر بالغ پر اور سنن ابن ماجہ مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے بیچ ایک جمعے کے
جمعون سے کہ اے گروہ مسلمانون کے یہ وہ دن ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو عید کیا ہی سو غسل کرو آخر حدیث تک اور روایت کی مالک نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونھون نے کہ غسل دن جمعے کا واجب ہی اوپر ہر بالغ کے مانند غسل جنابت کے اور یہ سب حدیثین
صحیح ہین اور روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح مسلم مین کئی طریقون سے اور کہا مجد الدین فیروزابادی نے کہ حدیث
واجب ہونے غسل کی بہت صحیح ہی اور مالک نے نافع سے اونھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اوس حدیث کو کہا بخاری
رحمہ اللہ نے کہ یہ اصح الاسانید ہی اور یہ تو دلیلین اونکی ہین جو کہتے ہین کہ غسل دن جمعے کے واجب ہی اور جو کہتے ہین کہ واجب نہین
حجت پکڑتے ہین اوس سے کہ روایت کیا ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عبد البر نے
استذکار مین سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے وضو کیا دن جمعے کے تو خوب کیا اور جسنے غسل کیا

نیک کیا اور غسل افضل ہی کہا ترمذی نے کہ اس باب مین روایت ہی ابی ہریرہ اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ کی حسن ہی اور روایت کیا ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داود رحمہم اللہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے دن جمعے کے کہ ناگاہ ایک شخص آیا مہاجرین سے اور ایک روایت مین ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو پکارا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ یہ کیا وقت ہی آنے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام نے مجھکو مشغول کیا تھا آج کے روز اور مین گھر نہین گیا تھا کہ ناگاہ آواز اذان کی سنی اوسی راہ سے مین مسجد مین آیا اور کچھ دیر نکی مینے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ نے کہا کہ فقط وضو ہی تمنے کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر نہ لوٹے اور نماز پڑھی اور عمر رضی اللہ عنہ نے لوٹنے کا حکم نہین کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی اور ایک حدیث سنن ابو داود مین ثابت ہی کہ کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا غسل دن جمعے کے واجب سمجھتے ہو تم فرمایا کہ نہین اور لیکن غسل زیادہ پاک کرنے والا ہی اور بہتر ہی اوسکے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نکرے تو کچھ اوسپر واجب نہین آخر حدیث تک اور کہتے ہین کہ مراد واجب سے اون حدیثون مین ضروری ہی نہ واجب اصطلاحی فقہی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین لکھا ہی

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ حَمَّادٌ سَاَلْتُهٗ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْحِجَامَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيْدَيْنِ قَالَ اِنِ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَاِنْ تَرَكْتَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ

الحکم یعنی خبر دی مجھکو محمد بن ابان بیٹے صالح نے اونھون نے سنا حماد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پوچھا مینے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ سے غسل دن جمعے اور حجامت اور عیدین سے اونھون نے کہا کہ اگر غسل کرے تو اچھا ہی اور اگر ترک کرے تو تو کچھ تیرے اوپر نہین آوے گا ۱۲ اور بھی روایت کیا صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ وضو کیا سو اچھا کیا وضو کو پھر آیا جمعے کو اور سنا یعنی خطبہ اور چپ رہا بخشا جائیگا اوسکے لیے جو کچھ کہ درمیان اوسکے اور درمیان جمعے کے ہی اور زیادہ تین دن آخر حدیث تک اور روایت کیا ابو داود نے ابن عباس سے روایت کیا ہی سند اوسکی صحیح ہی میرے نزدیک اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر نہاتے تھے دن جمعے کے اور ترک کرتے تھے اوسکو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہی واللہ اعلم اور کچھ بیان اوسکا باب جمعے مین آویگا اور اس جگہ بہت سی روایتین ہین کہ ذکر کرنا اونکا خالی طول سے نہین **ص** اور غسل کرنا دونون عیدون کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید اضحی

ف سمجھنا چاہیے کہ عیدین کے غسل مین کئی حدیثین ہین لیکن ضعف سے خالی نہین ہین چنانچہ تو یہ کہ روایت ہی فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہ صحابی ہونا اونکا مشہور ہی کہا اونھون نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعے اور دن عید فطر کے اور دن نحر اور روز عرفے کے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داود اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور سنن ابن ماجہ مین اور مسند بزار مین بھی ہی شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہی ایسا ہی ذکر کیا نووی نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید اضحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی اور سیوطی نے جمع الجوامع مین لکھا ہی کہ زاذان سے مروی ہی کہا ایک قوم کو کہ جو فعل مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہی تمسے دیکھا مگر یہ کہ تم غسل نہین کرتے ہو بیچ عید کے روایت کیا اسکو ابن منیع نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہی عیاض سے اور زیادہ کرنا محفوظ نہین انتہی تو اسمین یہ کلام ہی کہ ابن عساکر

کی روایات کا بھی اعتبار نہیں جب تک رجال سند معلوم نہوں اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہوا کرتی ہیں ان کتابوں میں اور
مجد الدین فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ اس باب میں دو حدیثیں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباسؓ کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی
جو دونوں ہمنے اوپر نقل کیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ ہمنے سوا حدیث عباسؓ اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب
میں نہیں پائی البتہ روایت ہے موطا میں ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ بیٹے عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلتے تھے غسل
کرتے تھے پہلے اسکے کہ جائیں لیکن یہ بات ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور ذراسی بات
بھی جو حضرت نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروز آبادی
نے کہا لکن صح عن ابن عمر رضي الله عنهما انه كان يغتسل لكل عيد وشدة مبالغته بمتابعة السنة
يقتضي ان الحديث في هذا الباب صحيح یعنی صحیح ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور
شدت مبالغہ اونکا واسطے متابعت سنت کے چاہتا ہے اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہے فقط واللہ اعلم اگر کوئی کہے کہ روایت کی
ترمذی اور دارمی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہے کہ حضرت نے کپڑے اوتارے واسطے جاندار ہونیکے (یعنی واسطے احرام کے) اور غسل کیا تو اس سے سنت ہونا
اوسکا ثابت ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ عموم اسمیں نہیں بلکہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک بار کیا تو غسل مستحب ہو جاویگا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر میں هذا ما ظهر لي الا ان لعل الله يحدث بعد ذلك امرا **ص** تیسرے واسطے احرام کے
ف احرام کے واسطے غسل کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مسنون ہے اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان اسکا حج کے
باب میں آویگا **ص** چوتھے دن عرفہ کے **ف** کیونکہ اوپر ہمنے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعہ کے
اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو بزار نے اور طبرانی نے اور ابن ماجہ نے اور ابو داود اور احمد وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین نے اور یہ بھی ضعیف ہے

باب پانی کے بیان میں جس سے وضو جائز ہے اور جس سے جائز نہیں

جائز ہے وضو مینہہ کے پانی سے اور چشمے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کوئیں وغیرہ کے **ف** سو واسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وينزل عليكم من السماء ماء ليطهركم به یعنی اور اللہ تعالی اوتارتا ہے پانی آسمان سے تاکہ پاک کرے تمکو اوس سے
اور فرمایا وانزلنا من السماء ماء طهورا اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں آسمان
کے پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی پاک ہونے پر کوئیں میں دلیل یہ ہے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
کہ پوچھا گیا حضرت سے کہ کیا وضو کریں ہم کوئیں بضاعہ سے اور وہ کنواں ہے کہ ڈالے جاتے ہیں اوسمیں لتے اور کپڑے حیض کے اور بدبودار چیزیں
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہے نہیں نجس کرتی ہے اوسکو کوئی چیز اور حسن کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن القطان
رحمۃ اللہ علیہما نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور نجاست پر اوسکے دلیل اجماع ہے جیسا کہ آگے آویگا اور یہ بیچ میں جو حدیث لکھی ہے کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہے نہیں نجس کرتی اوسکو کوئی چیز مگر جب بدل جاوے رنگ یا بو یا مزہ اوسکا تو روایت کیا
اسکو بیہقی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ آگے آویگا اور پانی دریا کے پاک ہونے پر دلیل یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابو داؤد اور نسائی نے تحقیق کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم سوار ہوتے ہیں دریا
میں اور اٹھاتے ہیں اپنے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر وضو کریں ہم پیاسے ہوں کیا وضو کریں ہم دریا کے پانی سے تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

دریا کی پانی اوسکا اور حلال ہی مردہ اوسکا کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے محمد بن اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو تو کہا انہون نے
کہ حدیث صحیح ہی اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین لکھی ہی ص اور برف کے پانی سے
اگر جما ہوا نہو اور اگر جما ہو تو جائز نہین ف کیونکہ جس صورت مین برف مانند پانی کے ہی تو حکم اوسکا پانی کا سا ہی وضو
جائز ہوگا اور جس صورت مین جمی ہوئی ہی تو وہ پانی مین داخل نہین کیونکہ پانی کی حقیقت مین بہنا بھی داخل ہی ص جائز ہی
وضو اوس پانی سے جو مدت تک رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا اوسکے کسی وصف کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشنان یا صابون یا زعفران کے
بدل دیا ہو ف اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہی اور روایت کیا نسائی نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا
روز فتح کے ایک برتن سے کہ اوسمین اثر آٹے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر مین ہی ص اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز ایسی ہی
کہ پاک کرنا اوس سے مقصود ہوتا ہی تو وضو اوس سے جائز ہی اگرچہ کہ غالب ہو جاوے اوپر پانی کے مثل اشنان کے اگر ڈالا کریں اور اوسکی رقت اور سیلان
یعنی بہنے کو کھووے تو وضو اوس سے جائز نہین اور اگر وہ چیز ایسی نہو یعنی اوس سے پاک کرنا مقصود نہو تو اس صورت مین اوسمے دونون صورتین
ہین ایک روایت مین غلبہ شرط ہی یعنی اگر غلبہ پانی پر نکرے تو وضو جائز ہی اور ایک روایت مین غلبہ شرط نہین یعنی چاہیے غالب ہو جاوے
نہو تو بھی اوس سے جائز نہین اور امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز کہ پانی مین مل گئی ہی زمین کی قسم سے نہین تو وضو اوس پانی سے جائز نہین اگرچہ
غالب نہووے ف اور احتیاط اسمین ہی جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہی ص اگر پانی جاری مین کوئی چیز نجس جا پڑے
اور اثر اوسکا یعنی رنگ بو مزہ نہ بدلے وضو اوس سے جائز ہی ف اسواسطے کہ نجاست اوسمین نہ ٹھہریگی بلکہ بہ جائیگی ایسا ہی
ہدایہ مین ہی واللہ اعلم بالصواب ص پوشیدہ نرہے کہ جاری کسکو کہتے ہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک پانی جاری اوسکو
کہتے ہین کہ گھانس اور تنکے وغیرہ کو بہا لیجاوے ف اسی کو صاحب شرح وقایہ نے اختیار کیا ہی اور بعضون نے کہا کہ جاری وہ ہی کہ جسکو
لوگ جاری سمجھین اور اسیکو درمختار متن مین اختیار کیا ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ جاری اوسے کہتے ہین کہ مطلق جریان اوسمین پایا
جاتا ہو اگرچہ کیسا ہی ضعیف ہو واللہ اعلم ص تو اگر ندی اوپر سے روک دی جاوے اور پانی رسان رسان نکلتا ہی وضو اوس سے جائز ہی
کیونکہ وہ پانی جاری ہی اور پانی ضعیف مین جو آہستہ بہتا ہی اس طرح پر وضو کرے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ اوٹھا لیوے یا دو چلو مین
اتنی دیر کرے کہ پانی مستعمل بہ جاوے اور مستعمل پانی کا بیان آگے آجاویگا ف کیونکہ پانی مستعمل نجس ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک اور اوسکا ذکر آگے ہم کرینگے ص اگر حوض دہ در دہ سے کم ہو اور ایک طرف سے اوسمین پانی آتا ہی اور دوسری طرف سے
نکلتا جاتا ہی ہر طرف مین اوس حوض کے وضو جائز ہی اور اسی پر فتوی ہی ف درمختار مین ہی بہ یفتی یعنی اسی پر فتوی ہی
ص اور بعضون کے نزدیک اگر چار در چار ہی یا کم تو جائز ہی اور اس سے زیادہ مین جائز نہین اور اگر پانی بدبودار ہووے اور معلوم
ہو جاوے کہ بو اوسکی نجاست سے ہی وضو اوس سے درست نہین اور اگر معلوم نہووے تو وضو جائز ہی کیونکہ کبھی بو بسبب زیادہ رکھنے کے
ہو جاتی ہی واللہ اعلم اور اگر مرا ہوا کتا رواں ندی مین پڑا اور اوسکے عرض کو بند کیا اور پانی کتے کے اوپر جاری ہی اگر وہ
پانی جو کتے سے ملا ہوا ہی کم ہی اوس پانی سے جو کتے سے الگ ہی اوسکے نشیب سے وضو جائز ہی ورنہ نہین جائز ہی فقیہ ابو جعفر
نے کہا ہی کہ مینے اسی پر اپنے مشائخ کو پایا ہی اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ اگر کوئی دست پانی کا نہین چلتا ہو اوس سے وضو کرنے مین
کچھ خوف نہین اور اگر پانی مین ایسا جانور مرجاوے کہ پانی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسمین جیتا ہی جیسے مچھلی اور مینڈک وضو اوس سے جائز ہی

ف ان چیزون کے مرنے سے اسواسطے پانی نہیں نجس ہوتا کہ ان جانورون کی جگہ بھی پانی ہی ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور یہ قول مخفی نہ رہے کہ اس سے لازم آتا ہی کہ اگر درندہ خشکی مین مرجاوے تو چاہیے کہ نجس ہو کیونکہ درندے کا مقام خشکی ہی لیکن اسکا جواب
یون ہوسکتا ہی کہ معدن سے مراد وہ ہی کہ بغیر اوسکے جی نہیں سکتا اور ایسا معدن درندے کا خشکی نہیں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور دوسری دلیل
ہدایہ مین اسکی یہ لکھی ہی کہ انمین خون نہیں کیونکہ جو جانور کہ دموی ہی پانی مین نہیں رہتا ہی اور جب خون نہ تھا تو پانی نجس نہوگا کیونکہ خون ہی
نجس کرنے والا ہی کہا شیخ ابن الہمام نے ہٰذَا التَّعْلِیْلُ ھُوَ الْاَصَحُّ اور اگر پانی کے سوا اور مین مثل سرکے وغیرہ کے اگر یہ چیزین مرجاوین
تو بعضون نے کہا کہ سوا مچھلی کے اور مین نجس ہوجائیگا اور بعضون نے کہا ہی کہ کسی مین نجس نہیں ہوگا اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ ص اور
اگر پانی مین ایسا جانور مرا جسمین بہتا خون نہیں جیسے مچھر اور مکھی وضوا اوس سے جائز ہی کیونکہ خون جو نجس ہی وہ بہتا ہی خون ہی
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمھارے پانی مین مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اوسکو ڈبو دے پھر اوسکو نکال ڈالے
اسواسطے کہ ایک پر مین اوسکے مرض ہی اور دوسرے پر مین شفا ہی روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حیوان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور یہ دلیل لانا اوس سے
اچھا ہی جو دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضوا اوس سے
اور پوری حدیث یون ہی کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا پڑجاوے
اوسمین وہ جانور جسمین خون نہین اور مرجاوے اوسمین تو وہ حلال ہی کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضوا اوس سے کہا دارقطنی نے نہیں مرفوع کیا
اس حدیث کو مگر بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی سے اور وہ ضعیف ہی اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ مجہول ہی شیخ ابن الہمام نے کہا کہ یہ
بقیہ بیٹا ولید کا ہی روایت کی اس سے بہت اماموں نے مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن عیینہ اور وکیع اور اوزاعی
اور اسحٰق بن راہویہ اور شعبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے مگر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مین کہتا ہون کہ پوچھے گئے
یحییٰ بن معین بقیہ اور اسمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کَانَا صَالِحَیْنِ یعنی دونون اچھے ہین اور کہا ابوزرعہ رازی نے کہ بقیہ میرے
نزدیک اچھا ہی اسمعیل بن عیاش سے اور سعید بن سعید سے کہا ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اونکے باپ کا
عبدالجبار ہی اور وہ ثقہ تھے تو اب جہالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن سے کم نہوگی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث
جو اوپر ہمنے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پانی نجس ہوجاتا ہی
ف اور قول اول جو مذہب امام صاحب کا ہی صحیح ہی ص جو پانی درخت یا میوے سے نچوڑا جاوے جیسے پانی ریواج کا درخت سے
نچوڑا جاتا ہی اور پانی سیب اور انار کا کہ میوے سے نچوڑا جاتا ہی وضوا اوس سے جائز نہیں اور اگر خود درخت سے ٹپکے جائز ہی ف
کیونکہ اسپر پانی مطلق نہیں بولا جاتا ہی مثلاً جو کوئی سرکہ پیے تو یہ نہیں کہا جاویگا کہ فلانے نے پانی پیا اور قرآن شریف مین حکم ہی
کہ جب پانی نپاؤ تو تیمم کرو ص اور وضوا اوس پانی سے جسپر کوئی چیز غالب آجاوے اسطرح کہ پانی کو اوسکی طبیعت سے نکال دیوے
پکانے کے سبب سے غالب ہوجاوے جیسے کہ پانی باقلے کا ف ہدایہ مین ہی کہ باقلے کے پانی سے مراد وہ ہی جو پانی کہ غالب ہوگئی ہو
اوسپر کوئی چیز پکانے کے سبب سے ص یا شوربا جائز نہیں اور اگر پتے درخت کے پانی مین پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا
وضوا اوس سے جائز نہیں کیونکہ وہ مانند پانی باقلے کے ہی ف ہدایہ مین ہی کہ جو پانی بغیر پکنے کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز

اور بلقطے کے معنی جو صاحب ہدایہ نے بیان کیے شاید وہ شارح وقایہ نے مراد نہیں لیے واللہ اعلم **ص** اور جو پانی بہتا نہیں ہے یعنی
اگر نجاست پڑی برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت دہ در دہ سے جائز نہیں **ف** جاننا چاہیے کہ یہاں تین مذہب ہیں پہلے تو یہ کہ
پانی جو جاری نہیں ہے اوس میں اگر نجاست پڑیگی تو نجس ہو جائیگا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جبکہ وہ حوض دہ در دہ ہو اور اوسکا ذکر آگے
آویگا تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ اگر دو قلہ پانی ہو تو نجس نہوگا اور یہ مذہب
امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اوسکا کوئی وصف نہ بدلے پانی نجس نہوگا اور
یہ مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم اور ترمذی
اور ابو داود رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کا بیچ اوس
پانی کے جو جاری نہو پھر غسل کرے اوس میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سے بیچ پانی دائم کے اور وہ جنب ہو
کہا کس طرح کرے اے ابا ہریرہ کہا کہ لے اوس سے لینے کر یعنی کسی برتن سے مثلا لیکر اپنے اوپر پانی ڈالے اور حضرت نے منع کیا ہے ٹھہرے ہوئے پانی
میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا ہے لوگوں نے روایت کیا اسکو مسلم نے
کئی طریقوں سے اور بخاری نے بھی اور ابن حبان نے اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ جو پانی جاری نہیں وہ نجس ہو جاتا ہے ورنہ منع کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا اور بھی روایت ہے صحیحین میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جاگے کوئی تم میں سے اپنے خواب سے نہ ڈالے ہاتھ اپنا بیچ برتن کے یہاں تک کہ دھووے اوسکو تین بار کیونکہ نہیں جانتا
کہ کہاں رہا ہاتھ اوسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے دس طریقوں سے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے
اور کہا کہ حسن صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہے ابن عمر اور جابر اور عایشہ رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی
اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور یہ بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایتیں موید اسکی کوئیں کے باب میں آوینگی اور امام شافعی کے مذہب کی دلیل یہ ہے
کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اونھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پانی سے جو کہ ہوتا ہے جنگلوں میں
اور پہنچتے ہیں اوس پر پانی چارپائے درندے فرمایا آپ نے کہ جب ہو پانی قلتین نہ اوٹھاویگا ناپاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود
اور ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ
عنہ اور جابر اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داود کی ہے کہ وہ نجس نہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے
اول کتاب میں چونکہ مسندوں سے ہے تو مسندوں میں اس لفظ سے لائے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً یعنی جب ہووے پانی
چالیس قلہ اول ان دونوں کا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقوں میں
لم ینجس ہے اور بعضوں میں لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور پینتالیس اور طریقے ہیں ایک اونمیں سے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ
اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
ساتھ اس لفظ کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض
روایتوں میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعضوں میں عن ابن عمر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور چالیس قلوں کی روایت ابن منکدر نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے قلتین اور ثلاثا یعنی قلتین ہوں یا تین

اور بھی روایت کیا ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہونچ جاوے پانی چالیس قلے تک نہ احتمال
رکھے گا نجاست کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہین خلط کیا اسمین قاسم بن عبد اللہ عمری نے اور سیوطی نے اوسکا استدراک کیا
اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اوسکو عقیل نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ سند
صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً لَمْ یَنْجُسْ یعنی جب پہنچے پانی چالیس قلے نجس نہین ہوگا
اور بعض روایتون مین ہی اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا اور بعضون مین اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا سو اس حدیث کے لفظون مین اضطراب ہوا اور بھی بعض
حدیثون مین آیا ہی لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ اور بعضون مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ اور بھی سند مین اسکی اختلاف سے اختلاف ہی ابی اسامہ
کبھی تو کہتے ہین عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اور کبھی کہتے ہین عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ
الزُّبَیْرِ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابی اسامہ نے دونون سے سنا ہو اور بھی اس حدیث مین ابی اسامہ نے کہا
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور وہ ہی عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اور اسکا یہ جواب ہی کہ وہ دونون بیٹے
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہین اون دونون نے روایت کیا ہوگا اور بھی ان حدیثون مین ایک روایت
مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ایک مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جواب اسکا یہ ہی کہ جائز ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہو اور آپ بھی سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
لیکن اضطراب لفظی اس حدیث مین بیشک بہت ہی کسی مین ہی قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ قُلَّۃً کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ غَرْبًا
کسی مین ہی اَرْبَعِیْنَ دَلْوًا کہا امام طحاوی نے وَلِاَنَّہٗ رُوِیَ قُلَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا عَلَی الشَّکِّ یعنی ترک کیا ہمنے حدیث قلتین کو
اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہی دو قلہ اور تین اگر کوئی کہے کہ چالیس قلون کی روایت ضعیف ہی تو اعتبار اوسی دو قلتین کا ہی جو اکثر روایات
مین ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ دارقطنی نے تو مسندون مین اربعین قلہ ذکر کیا ہی اونمین سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہی اور
ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو اوسمین پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگون نے بیان کیا ہی
اور کہا ہی کہ ایک روایت مین ہی لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ یعنی نجس نکریگا اوسکو کچھ اور ایک مین لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ یعنی نہ اوٹھائیگا نجاست کو
یعنی نجس نہوگا تو یہ کچھ نہین کیونکہ اکثر روایات کے یہ معنی کہنا مخالف ہی اور بعید ہی کیونکہ نجاست کا موقوف کرنا قلتین ہونے پر اسکی کچھ وجہ نہین
واللہ اعلم تو ایک اضطراب سے یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اسمین بعض لوگون نے بیان کیا ہی کہا صاحب ہدایہ نے ضعیف
ضَعَّفَہٗ اَبُوْ دَاوٗدَ اور بعض نسخ ہدایہ مین فی سننہ بھی ہی اور وہ غلط ہی کیونکہ سنن مین ابوداود کے کہین اسکا ذکر نہین
کہا شیخ ابن الہمام نے وَقِیْلَ لَعَلَّہٗ فِیْ غَیْرِ سُنَنِہٖ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن مین ابوداود کے ہی واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین وَمِمَّنْ ضَعَّفَہُ الْحَافِظُ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالْقَاضِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَاَبُوْ بَکْرِ
بْنُ الْعَرَبِیِّ الْمَالِکِیُّوْنَ یعنی جنھون نے ضعیف کیا اس حدیث کو اونمین سے ہین حافظ بن عبد البر اور قاضی اسمعیل بن ابی اسحق
اور ابوبکر بن العربی مالکی لوگون نے یعنی ان لوگون نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہی اور بدائع مین ہی عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ لَا یَثْبُتُ حَدِیْثُ
الْقُلَّتَیْنِ یعنی روایت ہی ابن المدینی سے کہا انھون نے ثابت نہین ہوتی حدیث قلتین کی اور کہا صاحب قاموس نے سفر السعادت مین
بَابُ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَۃٌ لَمْ یَصِحَّ فِیْہِ حَدِیْثٌ یعنی باب قلتین مین کہا جماعت نے

کہ صحیح نہیں ہوئی اوسمین کوئی حدیث اور بعضون نے کہا ہی کہ سفر السعادت مین ہی ضَعَّفَهُ بَعْضُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَصَحَّحَهُ بَعْضُهُمْ
اور یہ غلط ہی کیونکہ سفر السعادت مین کہین اسکا نشان نہین پوری عبارت اوسکی یون ہی بَابُ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ
لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا قَالَ جَمَاعَةٌ يَصِحُّ فِيْهِ حَدِيْثٌ وَجَمَاعَةٌ قَالُوْا يَصِحُّ وَقَدْ أَوْرَدَهُ أَكَابِرُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ
فِيْ مُصَنَّفَاتِهِمْ انتہی اور زیلعی نے کہا حَدِيْثُ قُلَّتَيْنِ ضَعِيْفٌ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةُ الْمُحَدِّثِيْنَ حَتّٰى قَالَ
الْبَيْهَقِيُّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ إِنَّهُ غَيْرُ قَوِيٍّ وَتَرَكَهُ الْغَزَالِيُّ وَالرُّوْيَانِيُّ مَعَ شِدَّةِ اتِّبَاعِهِمَا لِلشَّافِعِيِّ
رَحِمَهُ اللّٰهُ لِضَعْفِهِ یعنی حدیث قلتین کی ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ایک جماعت نے محدثین کی یہان تک کہ کہا بیہقی نے
کہ وہ قوی نہین اور ترک کیا اوسکو امام غزالی اور رویانی نے باوجود شدت اتباع اونکی کے واسطے امام شافعی رحمہ اللہ کے واسطے
ضعف اوسکے کے اور تمہید مین ہی مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ مِنْ حَدِيْثِ قُلَّتَيْنِ مَذْهَبٌ ضَعِيْفٌ یعنی جس طرف
شافعی گئے ہین حدیث قلتین سے مذہب ضعیف ہی اور استذکار مین ابو عمر نے کہا ہی وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ اور وہ حدیث ضعیف ہی
اور ان قولون مین ایک نظر ہی وہ یہ ہی کہ اس حدیث کا ضعف بسبب ضعف رجال کے ان لوگون نے مراد لیا ہی یا ضعف بسبب ضطراب کے
اگر ضعف بسبب اضطراب کے ہی تو مسلم ہی اور ضعف بسبب رجال کے ہرگز مسلم نہین کہا طحاوی نے خَبَرُ الْقُلَّتَيْنِ صَحِيْحٌ وَإِسْنَادُهُ
ثَابِتٌ یعنی خبر قلتین کی صحیح ہی اور اسناد اوسکی ثابت ہی اور کہا حاکم نے مستدرک مین صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ
یعنی یہ حدیث صحیح ہی اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور کہا بیہقی نے هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ مَوْصُوْلٌ یہ اسناد صحیح ہی موصول ہی
اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور کہا شیخ ابن القیم نے شرح ابی داود مین أَمَّا صِحَّةُ سَنَدِهٖ فَقَدْ وُجِدَتْ لِأَنَّ رُوَاتَهُ
ثِقَاتٌ لَيْسَ فِيْهِمْ مَجْرُوْحٌ وَلَا مُتَّهَمٌ وَقَدْ سَمِعَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَلِهٰذَا صَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ
وَالطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهُمْ یعنی صحت سند اوسکی تو پائی گئی اسواسطے کہ روایت کرنے والے اوسکے سب ثقہ ہین نہین ہی اونمین
کوئی مجروح اور متہم اور سنا بعض اونکے نے بعض سے اور اسی واسطے صحیح کیا ہی اوسکو ابن خزیمہ اور حاکم اور طحاوی وغیرہم نے انتہی
البتہ اضطراب لفظی اسمین بہت واقع ہی اور وہ جو ہمنے چالیس قلون کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن منکدر کی روایت سے نقل کی
بعض لوگون نے کہا ہی کہ جابر کونا غلط ہی بلکہ صحیح عبداللہ بن عمرو بن العاص ہی اور یہ غلطی قاسم عمری سے جو اوسکی اسناد مین ہی واقع ہوئی ہی
کیونکہ وہ ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو احمد اور بخاری اور یحیی ابن معین وغیرہم نے کہا بیہقی نے أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ الدَّقَّاقَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً خَطَأٌ وَالصَّحِيْحُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو یعنی خبر دی
مجکو ابو عبداللہ حافظ نے اونھون نے کہا سنا مینے ابا علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ حدیث محمد بن منکدر کی جابر رضی اللہ عنہ سے خطا ہی
اور صحیح محمد بن المنکدر سے اونھون نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ہی انتہی اور عبدالرزاق نے مصنف مین روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن منکدر سے اونھون نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا عبدالرزاق نے أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اور بھی روایت کی یزید بن ہارون نے عاصم بن منذر سے کہا کہ داخل ہوا مین ساتھ عبید اللہ
بن عبداللہ بن عمر کے ایک باغ کو کہ اوسمین پانی تھا اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی پڑی تھی سو وضو کیا اوس سے پس کہا مینے

کیا اونسکو رسے ہو تم اوس سے اور اوسمین ایک کھال مردہ اونٹ کی ہی سو حدیث بیان کی ہمنے اپنے باپ سے اونھون نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جب پہونچ جاوے پانی برابر دو قلے کے یا تین کے نجس نہ کریگا اوسکو کچھ اور روایت کیا ابو بکر نیشاپوری نے
کما حَدَّثَنِي اَبُو حُمَيْدِ الْمِصِّيْصِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي لُوْطٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
قَالَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہ جب ہو پانی قلتین یا زیادہ نہ نجس کریگا
اوسکو کچھ اور روایت کیا اوسکو ابو بکر بن عیاش نے ابان سے اونھون نے ابو یحیی سے اونھون نے ابن عباس سے ایسا ہی قول اونکا اور ایک
وجہ ترک کی اس حدیث کی یہ بھی ہے کہ قلہ کے بہت سے لغت مین معنی ہین اور معلوم نہین کہ اس جگہہ پر کون سے معنی مراد ہین قلے کے
معنی لغت مین مشک کے ہین اور مٹکے کے اور چوٹی پہاڑ کے اور ہر چیز بلند کے اور معتبر اس مقام مین امام شافعی کے نزدیک دو قلے
یعنی مٹکے ہجر کے ہین کہ نام ایک شہر کا ہے کہ وہان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور اسکی تصریح حدیث مین آئی ہے جیسا کہ کہا
شافعی نے اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِاِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي ذِكْرُهُ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قَالَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ خَبَثًا وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ بِقِلَالِ هَجَرَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَاَيْتُ
قِلَالَ هَجَرَ فَالْقُلَّةُ تَسَعُ قِرْبَتَيْنِ اَوْ قِرْبَتَيْنِ وَشَيْئًا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو پانی دو قلے نہ اوٹھائیگا نجاست کو
اور کہا بیچ حدیث کے کہ قلے ہجر کے کہا ابن جریج نے دیکھا مینے قلون ہجر کو پس قلہ سماتا تھا دو مشکون کو یا کچھ زیادہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ ہمنے کچھ زیادہ کے گننے کے موافق اڑھائی مشک کر لی واسطے احتیاط کے اور بعضون نے دو مشک اور تہائی رکھا ہے اور امام شافعی صاحب
کے مذہب مین موافق دو قلون کے پانچ مشکین ہوئین اور مشک بحساب شرع کے پچاس سیر پانی ہے تو قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا اور بعضون نے
کہا ہے کہ مقدار ایک مشک کا سو رطل عراقی ہین اور رطل عراقی برابر ایک سو اٹھائیس درہم کے ہوتا ہے واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس روایت کو
اخراج کیا ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ہو پانی قلتین قلون ہجر سے نہین نجس کریگا اوسکو
کچھ اور ضعیف کیا اسکو ابن عدی نے اور کہا کہ یہ قول من قلال ہجر محفوظ نہین نہین ذکر کیا جاتا مگر اسی حدیث مین اور مغیرہ بن سقلاب
کنیت اوسکی ابو بشر منکر الحدیث ہے علاوہ اسکے روایت کیا اسکو دار قطنی نے ایک سند سے کہ اوسمین ابن جریج ہین اور قلال ہجر کا کچھ
اوسمین ذکر نہین اور یہ جو امام شافعی نے روایت کی ہے اول تو خالی اسناد سے ہے دوسرے یہ کہ مسلم بن خالد زنجی شیخ امام شافعی کا قَالَ
اَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ
وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْوَلِيْدِ كَانَ فَقِيْهًا عَابِدًا يَصُوْمُ الدَّهْرَ
تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَمِائَةٍ وَكَانَ كَثِيْرَ الْغَلَطِ فِي حَدِيْثِهٖ اِلٰى اٰخِرِ مَا قَالَ یعنی کہا ابو حاتم نے
کہ وہ قوی نہین حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہے نہین لکھی جائیگی حدیث اوسکی نہین حجت پکڑی جائیگی اوس سے اور کہا بخاری نے
کہ حدیث اوسکی خلاف روایت ثقات کے ہے اور کہا علی ابن المدینی نے کہ وہ کچھ نہین اور کہا احمد بن محمد بن الولید نے کہ وہ فقیہ عابد تھا
روزہ رکھتا تھا ہمیشہ وفات کی بیچ مکے کے سن اسی اور سو مین اور بہت غلطی کرتا تھا حدیث مین اگر کوئی کہے کہ ثقہ کہا اسکو یحیی ابن معین
نے اور کہا ابن ابی حاتم نے مُسْلِمٌ الزَّنْجِيُّ اِمَامٌ فِي الْفِقْهِ یعنی مسلم زنجی امام ہے فقہ مین اور کہا ابن عدی نے کہ وہ حسن الحدیث ہے
وغیر ذلک تو جواب اوسکا یہ ہے کہ جب ضعیف کہین اوسکو لوگ مانند علی بن المدینی اور بخاری اور ابو حاتم اور امثال انکے تو ضعف اوسکا

بسبب قلت کے جس لوگون نے نہین جانا ہو اور اگر مانئے بھی تو بھی یہ حدیث بغیر اسناد کی ہے تو خصم تسلیم نہین کریگا واللہ اعلم اور کہا
ابن جریج نے اخبرنا محمد عن یحیی بن عقیل اخبرہ ان یحیی بن یعمر اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اذا کان الماء قلتین لم یحمل نجسا ولا باسا قال فقلت لیحیی بن عقیل ای قلال قال قلال ہجر
قال فاظن کل قلۃ تأخذ قربتین یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہو پانی دو مشک تو نہو گا نجاست اور
گندگی کو کہا محمد نے کہ پوچھا مینے یحیی بن عقیل سے کہ مراد یہان قلے ہجر کے ہین کہا کہ قلے ہجر کے کہا کہ گمان کرتا ہون مین کہ ہر قلہ ایسا ہوگا
دو مشکین اور اس حدیث مین حضرت کا قول قلال ہجر نہین ہے تو حجت نہوگا تو اس حدیث مین اب قلے کے معنی معلوم نہوئے تو حدیث ضعیف
ہوگی جیسا کہ امام طحاوی نے کہا انما ترکناہ لانا لا نعلم ما القلتان یعنی ہمنے ترک کردیا اس حدیث کو واسطے کہ ہم
نہین جانتے کہ کیا ہین قلے اور پوشیدہ نرہے کہ جس صورت مین چالیس قلون کی حدیث پر عمل کیا جائیگا تو امام ابو حنیفہ صاحب کا
بھی مذہب متحقق ہوجائیگا کیونکہ جب یہ ٹھہرا کہ قلتین دو سو پچاس سیر پانی ہوا موافق قول مختار کے تو چالیس قلون کا پانچ ہزار سیر
پانی ہوا جیسا کہ حساب سے معلوم ہوجائیگا اور اتنے پانی مین حوض دہ در دہ اور پانی موافق ایک بالشت کے پورا ہوجاویگا تو مشکون مین
بچھیا ہی آرہا یا نہین گیا واللہ اعلم اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین ہذا تلخیص ما ذکرہ الشیخ تقی الدین فی
الامام وبہ ترجح ضعف الحدیث عندہ الی اخر ما قال یہ خلاصہ ہے اوسکا جو ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے بیچ امام
کے اور اسی سے مرجح ہوا ضعیف حدیث کا نزدیک اونکے تو وجہین ضعف کی اس حدیث مین کل دو ہین ایک تو اضطراب لفظی دوسرا اشتراک اور باقی
اور جو ضعف لوگون نے بیان کیے ہین خالی ضعف سے نہین جیسا کہ اوپر ہمنے بعض وجوہ کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور شیخ شمس الدین نے
شرح ابی داود مین اس بحث کی بہت تفصیل کی ہے جسکو دیکھنا ہو دیکھے یہ بیان تھا سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تھا اب دلیلین
مذہب امام مالک کی بیان کرتے ہین لیکن بطور اختصار تاکہ کتاب بطول نہو جاوے دلیلین امام مالک کی یہ ہین کہ روایت کی ابی داود اور
ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا لوگون نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرین ہم کنوین بضاعہ سے اور اوس مین
ڈالے جاتے ہین کپڑے حیضون کے اور نجاستین اور گوشت کتون کے فرمایا آپ نے پانی پاک ہے نہین کرتا اوسکو نجس کچھ اور ترمذی نے اس حدیث
کو کہا حدیث حسن اور امام احمد نے تصحیح اسکی کی ہے اور یہ حدیث اگرچہ مطلق ہے ظاہر مین تھوڑے پانی اور بہت مین لیکن الفاظ حدیث مین
جو الماء مین اشارہ ہے اوسی طرف بیر بضاعہ کی خصوصیت کے علاوہ اسکے پانی بیر بضاعہ کا جاری تھا جیسا کہ حدیث مین ہے الذی
رواہ مالک فی بیر بضاعۃ وماؤھا کان جاریا فی البساتین اور جو کہ روایت کیا اوسکو مالک نے وارد ہے
بیر بضاعہ مین اور پانی اوسکا جاری تھا باغون مین اور فتح القدیر مین ہے کما رواہ الطحاوی عن ابن عمر عن ابی عبد اللہ
محمد بن شجاع الثلجی بالمثلثۃ عن الواقدی قال کانت بیر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین وھذا
یقوم بہ الحجۃ عندنا اذ وثقنا الواقدی اما عند المخالف فلا لتضعیفہ ایاہ الی اخرہ یعنی جیسا کہ
روایت کیا طحاوی نے ابن عمر سے انھون نے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع ثلجی سے انھون نے واقدی سے کہا انھون نے کہ تھا کنوان بضاعہ کا رستہ
واسطے پانی کے طرف باغون کے اور اس سے حجت قائم ہوگئی ہمارے نزدیک اور لیکن نزدیک مخالف کے تو نہین واسطے ضعیف کرنے اونکے
واقدی کو آخر تک اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اون حوضون سے جو درمیان

ف ۱ شافعی المذہب مالکی المذہب شیخ تقی الدین ابن دقیق العید محدث اور امام کی کتاب کا نام ہے ۱۲ منہ

مکہ شریف اور مدینہ طیبہ سکے بیچ مین وارد ہوتے ہین اونپر درندے اور کتے اور گدھے اور پوچھے گئے وضو سے اون حوضون مین سے سو فرمایا آپ نے کہ واسطے اونکے ہی جو اوٹھایا انھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے ہمارے ہی جو باقی رہگیا پانی اور روایت کیا ابن ماجہ نے جابر سے بھی ایسا ہی اور اوسمین یہ بھی ہی اِنَّ الْمَآءَ لَا یُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین باسناد اپنے کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهٗ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَدِيْرٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الْكِلَابَ تَلَغُ فِيْهِ وَالسِّبَاعَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلسَّبُعِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ وَلِلْكَلْبِ مَا اَخَذَ فِيْ بَطْنِهٖ فَاشْرَبُوْا وَتَوَضَّئُوْا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا كَانَ عَشْرًا فِيْ عَشْرٍ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَرِيْحُهٗ وَلَوْنُهٗ یعنی گذر حضرت ایک گڑھے پر سو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ کتے مونہہ ڈالتے ہین اوسمین اور درندے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درندون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین اور واسطے کتون کے ہی جو لیا انھون نے اپنے پیٹون مین سو پیو اور وضو کرو کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہین حرج ہی ساتھ اوسکے جب کہ ہو وہ دہ در دہ جب تک کہ بدلے مزہ اوسکا اور بو اور رنگ تو ان حدیثون سے امام مالک بھی تمسک نہین کر سکتے ہین کیونکہ احتمال ہی کہ یہ سب گڑھے دہ در دہ ہون اور پانی کا جب ایک رنگ مزہ یا بو بدل جاوے تو پھر اوس سے کسیکے نزدیک وضو جائز نہین کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ اور دار قطنی نے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہین نجس کرتا ہی اوسکو کچھ مگر جب کہ غالب ہو جاوے اوسکی بو پر یا مزہ پر یا رنگ پر کوئی چیز اور دار قطنی کا لفظ یہ ہی اِلَّا مَا غَيَّرَ رِيْحَهٗ وَطَعْمَهٗ اور اسناد مین اس حدیث کی رشدین بیٹا سعد کا ضعیف ہی ضعیف کیا اوسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ علیہم نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو بیہقی نے اور دو طریقون سے کہ اونمین رشدین بن سعد نہین ایک طریقہ ابی امامہ سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ الْمَآءَ طَاهِرٌ اِلَّا اَنْ يَّتَغَيَّرَ رِيْحُهٗ اَوْ طَعْمُهٗ اَوْ لَوْنُهٗ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيْهِ یعنی پانی پاک ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ اوسکا یا بو یا رنگ ساتھ نجاست کے کہ حادث ہووے اوس پانی مین اور دوسرے طریقے مین اَلْمَآءُ لَا يَنْجُسُ اِلَّا مَا غَيَّرَ طَعْمَهٗ اَوْ رِيْحَهٗ یعنی پانی نہین نجس ہوتا ہی مگر یہ کہ بدل جاوے مزہ یا بو اوسکی کہا بیہقی نے وَالْحَدِيْثُ غَيْرُ قَوِيٍّ یہ حدیث قوی نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اس استثنا کی حدیث قوی نہین آئی ہی واللہ اعلم اور حدیث اَلْمَآءُ طَهُوْرٌ کو روایت کیا بغوی نے اَخْبَرَنَا اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ اَنَا اَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيْمٍ نَا اَبُو الْمُوَجِّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُتَوَضَّاُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُلْقٰى فِيْهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَآءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ اور معنی اس حدیث کے اوپر گذرے اور ایک جواب بعض لوگون نے یہ دیا ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہین اور لاچار ذکر کیا قول زہری کا قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَاْسَ بِهٖ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمٌ اَوْ رِيْحٌ اَوْ لَوْنٌ یعنی کہا زہری نے

نگر پاک نہین کرتا نجس کو ف اسی کو در مختار مین اختیار کیا ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی مشائخ عراق نے اور محیط مین ہی کہ یہی مشہور ہی
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تو اب وضو اوس سے جائز نہوگا کیونکہ یہ پاک نہین کرتا اگرچہ خود پاک ہی اور صاحب ہدایہ اسکے نجس
نہین ہونے پر دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تم مین کا اوس پانی مین جو جاری
نہین اور نہ غسل کرے اوسمین جنابت سے اور اس حدیث کا بیان گذرا اور اس سے حجت پکڑنا ضعیف ہی کیونکہ اسمین یہ بات نکلتی ہی کہ غسل جنابت سے
تھہرے پانی مین جائز نہین کراہت تحریمی کر اور پانی مستعمل کے نجس ہو جانے پر کچھ دلالت نہین واللہ اعلم ص اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک قول
قدیم مین وہ پاک ہی اور پاک کرتا بھی ہی اور ہم کہتے ہین کہ اگر پاک ہوا اور پاک کرے بھی تو جائز ہوگا غسل و وضو اوس سے پھر پانا اوس سے اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا

فصل دباغت کے بیان مین

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہی مگر سور اور آدمی کی ف دباغت کے معنی آگے بیان ہونگے تو کتے کی بھی کھال
پاک ہو جاویگی کیونکہ وہ جس ماسوا ان دونون مین داخل ہی اور صاحب ہدایہ نے اسکی دلیل یہ بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کھال کہ دباغت کی جاوے سو پاک ہو جاویگی اور اسمین کتا داخل ہی اور سور اس واسطے پاک نہین ہوتا کہ وہ نجس عین ہی بخلاف کتے کے
کیونکہ اوس سے شکار کیا جاتا ہی اور نگہبانی کرائی جاتی ہی اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا مسلم وغیرہ نے اس حدیث کو اس لفظ سے اذا دبغ الاهاب فقد طهر اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی اور اس جگہ پر شیعہ اعتراض کرتے ہین حنفیون پر کہ وہ کتے کی کھال کو کہتے ہین کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہی اور
جواب اوسکا تحفہ اثنا عشریہ کے صدر ہو سیوم مین ہی کہ مذکور ہی علماء اسکے من لا یحضرہ الفقیہ مین جو اونکے مذہب کی کتاب ہی
ایک روایت لایا ہی کہ اگر کھال سور سے ایک ڈول بناوین اور اوس ڈول سے پانی کھینچین وضو اوس پانی سے جائز ہی تو اب دیکھنا چاہیے کہ سور
کی کھال زیادہ نجس ہی یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہین ہوتی بسبب حرمت اوسکی کے ایسا ہی ہی ہدایہ مین کہا شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ نے
کہ عنایہ مین ہی کہ جب دباغت کیجاوے کھال آدمی کی پاک ہو جاویگی لیکن نفع لینا اوس سے جائز نہین اور حق میرے نزدیک یہی ہی کیونکہ کرامت
اور حرمت کو نہ پاک ہونے مین کیا دخل ہی البتہ انتفاع مین ہی تو انتفاع اوس سے جائز نہوگا اور مردہ جانور کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاتی
کیونکہ روایت کیا ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اونھون نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ہدیہ کیا گیا
واسطے ایک لونڈی آزاد ہماری کے ایک بکری صدقہ سے سو وہ مر گئی تو گذرے اوس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا کیون نہ دباغت کر لیا
تمنے کھال اوسکی کو سو کہا اونھون نے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حرام کیا گیا
مگر کھانا اوسکا یعنی مردے کا کھانا حرام ہی نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کیا ابو داود نے ساتھ سند صحیح کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا یہ کہ فائدہ لیا جاوے ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین اور روایت کیا اسمین ابو داود نے
سلمہ بن المحبق سے بھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دباغت کرنا مردے کا پاک کرنا ہی اوسکو اور بھی روایت کیا عالیہ بنت سبیع رضی
اللہ عنہا سے اسی باب مین اور روایت کیا دارقطنی نے بسند عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اونھون نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لیو
ساتھ کھالون مردے کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور اسناد مین اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے جھوٹ نہین
اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مردے کی دباغت مین پاک نہوویگی کیونکہ روایت کیا ابو داود اور ترمذی رحمہما اللہ نے

اور کہا کہ حسن ہی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبداللہ بن عکیم سے کہ پڑھی گئی ہمپر کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ
زمین جہینہ کے اور مین لڑکا جوان تہا یہ کہ نہ فائدہ اوٹہاؤ مردے سے ساتھ کہال اور پٹھے کے اور اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہی
اوسیواسطے امام احمد رحمہ اللہ علیہ قائل تھے پہلے ساتھ اوس حدیث کے پھر ترک کیا اوسکو بسبب اضطراب اسناد اوسکی کے اور دوسرے
یہ کہ بعضون نے کہا ہی انہیں سے ثابت ہی یہ کہ صحبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی واسطے عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کے اور یہ حدیث
مرسل ہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا اسکو ابو داود نے خالد رضی اللہ عنہ سے انھون نے حکم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ گئے اور لوگ ساتھ اونکے
طرف عبداللہ بن عکیم کے کہا حکم نے کہ وہ داخل ہوئے اور بیٹھا مین اوپر دروازے کے سو نکلے میری طرف اور خبر کیا مجھکو کہ
عبداللہ بن عکیم نے خبر دی اونکو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکہا طرف جہینہ کے قبل موت اپنی کے ایک مہینے یہ کہ نہ نفع لو
مردے سے ساتھ کہال اور پٹھے کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جنسے حکم بن عتبہ نے سنا وہ لوگ مجہول ہین علاوہ اسکے عبداللہ بن عکیم
رضی اللہ عنہ کو بعض لوگون نے تابعی کہا ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور دوسرا جواب یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا
أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ اور اہاب کہال کو قبل دباغت کے کہتے ہین اور بعد دباغت کے
عربی ہین اوسکو شن یا قربہ بولتے ہین جیسا کہ سنن ابو داود مین ہی قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَإِذَا
دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ إِهَابٌ إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً یعنی کہا نضر بن شمیل نے کہ اہاب جبتک کہال کی دباغت نہین ہوتی
کہتے ہین اور بعد دباغت کے اوسکو شن اور قربہ کہتے ہین انتہی اگر کوئی کہے کہ روایت کیا طبرانی نے اوسط مین اس حدیث کو اس لفظ سے
كُنْتُ رَخَّصْتُ لَكُمْ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَلَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِجِلْدٍ وَلَا عَصَبٍ یعنی مینے رخصت دی تہی
تمکو بیچ کہالون مردے کے سو نہ نفع اوٹہاؤ ساتھ کہال اور پٹھے کے اور اوسمین تو لفظ اہاب کا نہین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ سند مین اس
حدیث کی فضالہ بن مفضل ضعیف ہی اور زہری کا مذہب یہ ہی کہ دباغت کی بھی کچھ حاجت نہین بلکہ قبل دباغت کے بھی فائدہ اوٹہانا اوس سے
درست ہی اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیح کے ہی کیونکہ حدیثون مین دباغت کی قید واسطے طہارت کے لگی ہی واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب **ص** اور دباغت کہتے ہین نجاست دور کرنے کو کہال سے تو اگر دوائیون سے ہو مانند قرظ اور نمک اور اوسکی کے
تو ایسی دباغت مین کہال پاک ہو جاویگی اور پھر کبھی اوسمین نجاست نہین آتی اور اگر خاک یا آفتاب سے ہو تو اوس صورت مین جب تک
کہال سوکھی رہتی ہی پاک رہتی ہی اور پھر اگر اوسکو پانی پہونچے تو اسمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین نجس
ہو جاتی ہی اور دوسری روایت مین نہین نجس ہوتی اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر ایسی آفتاب سے سوکھی ہی کہ اوسکے چھوڑ دینے سے
سڑ جاویگی تو پھر نجاست اوسکی نہ لوٹے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ کہال مردے کی اگر سوکھ جاوے اور پھر پڑے پانی مین
نجس نہوگی اور نافہ مشک کا اگر کوئی اوسکو لیے نماز پڑھتا ہو تو صحیح یہ ہی کہ جائز ہی اور وہ پاک ہی تر ہو یا خشک وہ جانور ذبح کیا ہوا
یا نہو **ف** درمختار مین اسی کو اختیار کیا ہی اور یہی صحیح ہی **ص** جسکی کہال دباغت سے پاک ہوتی ہی اوسکی کہال بھی
اور گوشت ذبح سے پاک ہوتا ہی خواہ مسلمان ذبح کرے یا اہل کتاب **ف** جیسے یہود اور نصاری تو مشرک کا ذبح کیا ہوا
پاک نہوگا **ص** مگر قصدا اللہ کے نام کو چھوڑے **ف** اور اگر بھولے سے چھوڑ دیگا تو پاک ہو جاویگا **ص**
اگرچہ گوشت اوسکا کہایا نہ جاتا ہو یعنی حرام ہو اور جسکی کہال دباغت سے پاک نہین ہوتی ذبح سے بھی پاک نہین ہوتی **ف**

یہ جو کہا ہی کہ گوشت اوس جانور کا جو کھایا نہین جاتا ذبح کرنے سے پاک ہو جاویگا اسپر فتوی نہین بلکہ فتوی اسپر ہی کہ کھال اوسکی پاک ہو جاتی ہی اور گوشت نہین پاک ہوتا جیسا کہ درمختار مین ہی هٰذَا اَصَحُّ مَا يُفْتٰى بِهٖ وَاِنْ قَالَ فِي الْفَيْضِ فَتْوٰى عَلٰى طَهَارَتِهٖ یعنی صحیح یہ ہی جو فتوی دیا جاتا ہی ساتھ اوسکے اور اگرچہ کہا فیض مین کہ فتوی اوپر پاکی اوسکی کے ہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہی صحیح ہی اور اسی کو اختیار کیا ہی شارحین نے مانند صاحب عنایہ اور صاحب نہایہ کے **ص** پانچ چیزین مردے کی پاک ہین بال اور ہڈی اور کھر اور سینگ اور پٹھے اور آدمی کے بال اور ہڈی بھی پاک ہی **ف** کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہم سے کہ حرام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے سے گوشت اوسکا لیکن کھال اور صوف سو نہین ہی حرج ساتھ اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ ضعف عبد الجبار بن مسلم کے اور یہ ممنوع ہی کیونکہ ذکر کیا انکو ابن حبان نے ثقات مین سو حدیث درجہ حسن سے نہین اوترےگی پھر نکالا اوسکو دارقطنی نے ابی بکر ہذلی سے انھون نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے کہا اونھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْمَيْتَةِ حَلَالٌ اِلَّا مَآ اُكِلَ مِنْهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ وَالْقَرْنُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ وَالسِّنُّ وَالْعَظْمُ فَكُلُّهٗ حَلَالٌ لِاَنَّهٗ لَا يُذَكّٰى یعنی لیکن کھال اور سینگ اور بال اور صوف اور دانت اور ہڈی سو کل اوسکا حلال ہی اسواسطے کہ وہ تزکیہ نہین کیے جاتے اور کہا دارقطنی نے کہ ابو بکر یہ متروک ہی اور بھی روایت کی دارقطنی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین حرج ہی ساتھ مسک مردہ کے اور نہین حرج ہی ساتھ صوف کے اور بال اور سینگ اوسکے کے جب دھو لیا جاوے ساتھ پانی کے اور ضعیف کیا اسکو ساتھ ابی یوسف بن ابی السفر کے اور روایت کیا بقیہ نے عمر بن خالد سے انھون نے قتادہ سے انھون نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے ساتھ عاج کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور حق یہ ہی کہ عاج سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرتے تھے اور روایت ہی ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ خریدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ہار عصب سے اور دو کنگن عاج کے اور اسکی اسناد مین حمید اور سلیمان دونون راوی مجہول ہین اور ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقا کہا زہری نے بیچ ہڈی مردے کے مانند ہاتھی وغیرہ کے کہ پایا مینے بہت لوگون کو علماے سلف سے کہ کنگھی کرتے تھے اوس سے اور تیل ڈالتے تھے اوسمین اور کچھ حرج نہین دیکھتے تھے اوسمین اور سلاف زہری کے وہ صحابہ ہین یا بڑے بڑے تابعین اور کہا حماد نے کہ نہین حرج ہی ساتھ ریشون مردے کے اور کہا ابن سیرین اور ابراہیم نے نہین حرج ہی ساتھ تجارت عاج کے اور روایت بقیہ کی اپنے شیوخ مجہولین سے ضعیف ہی اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ چیزین نجس ہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابن عمر رض کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کرو ناخون اور خون اور بالون کو اسواسطے کہ وہ مردہ ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اسناد مین اسکی عبد اللہ بن عزیز ہی کہا ابو حاتم نے کہ حدیثین اوسکی منکرہ کذب ہین اور نہین محل اوسکا صدق نزدیک ہمارے اور کہا ایسا ہی علی بن الحسین نے اور ایک حدیث یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین نفع لیا جائیگا مردے سے ساتھ کسی چیز کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہی واللہ اعلم **ص** اور جس شخص نے اپنے ٹوٹے دانت کو پھر موہنہ مین رکھ لیا اور نماز پڑھی نماز اوسکی جائز ہی اگرچہ درم سے بڑھ جاوے اور امام محمد کے نزدیک اگر درم سے زیادہ ہوگا نماز نہیں درست ہوگی **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے نماز جائز ہوگی کہ دانت ہڈی ہی اور ہڈی انسان کی پاک ہی

فصل کوئین کے بیان مین

ف بابا چاہیے کہ مسائل کوئین کے مبنی ہین اتباع آثار تابعین اور صحابہ پر اور حدیثین صحیح صریح اس مسئلہ مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہین آئین اور قیاس کو بھی اسمین کچھ دخل نہین تو اب جو بعض جہلا اعتراض کرتے ہین حنفیون پر بسبب تشنیع دل
جو اگر ... سے نکلے تو کیا ہوا ایک کہ پانی تو اوسکا اب بھی اوسمین باقی ہے دفع ہوگیا اسواسطے کہ اس امر مین تابعداری اقوال صحابہ
اور تابعین کی ہے اور وہ جو کہتے ہین کہ کیا کوئین کے پانی سے ملائکہ اوتار لاتے ہین بے ادبی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور تابعین
رضی اللہ عنہم سے کیونکہ ہر مسئلہ ایسا نہین کہ اوسمین قیاس کو دخل ہووے مثلا قہقہہ کرنے سے وضو ٹوٹ جانا اسمین قیاس کو دخل نہین
مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثور ہے اوسی طرح رکھا گیا اور امام شافعی صاحب کے نزدیک تو کوئین مین کیسی ہی نجاست پڑے پانی پاک
رہیگا کیونکہ جب پانی دو قلے برابر ہو نہین نجس کرتا اوسکو کچھ یا اونکا مذہب ہے جیسا کہ اوپر بیان اوسکا تفصیل سے گذرا **اص** اگر کوئین
مین نجاست پڑے یا کوئی حیوان مرجاوے اور پھول یا پھٹ جاوے یا آدمی یا بکری اور کتا مرجاوے سب پانی اوسکا کھینچ ڈالا جاویگا

ف مطلب اسکا یہ ہے کہ کوئی حیوان اگر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی کھینچنا واجب ہوگا اور اگر فقط مرجاوے تو اگر آدمی ہے یا کتا
یا بکری یا جو چیزیں جثے مین اسکے برابر ہین تو بھی سب پانی کھینچا جاویگا دلیل اس بات کی کہ نجاست گرنے سے سارا پانی کھینچا جاویگا
یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس سے
جو پیشاب کرے کوئین مین کہا کہ پانی اوسکا کھینچا جاویگا اور دلیل اسکی کہ اگر حیوان پھول یا پھٹ جاوے تو یہ ہے کہ اوسمین رطوبتین
جو اوسکے پیٹ مین ہین سب کوئین مین پھیل جاوینگی اور اسمین چھوٹا اور بڑا جانور سب برابر ہے اور دلیل اسکی کہ اگر آدمی مرجاوے تو سارا
پانی نکالا جاوے یہ ہے کہ روایت کیا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے تحقیق کہ ایک حبشی گرا کوئین مین زمزم کے پس مرگیا
سو حکم کیا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تو وہ نکالا گیا اور حکم کیا یہ کہ کھینچا جاوے پانی اوسکا کہا کہ پس مغلوب کیا اونکو ایک چشمے نے
کہ آیا رکن کی طرف سے تو بند کیا گیا اوپر کے گرزون اور غیرہ سے یہانتک کہ کھینچ ڈالا اوسکا پانی سو جب کھینچ چکے اوسکو جاری ہوگیا وہ چشمہ
اونکے اوپر اور یہ حدیث منقطع ہے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نہین سنا اور نہ دیکھا اونکو اور روایت کیا اسکو
ابن ابی شیبہ نے ہشیم سے اونھون نے منصور سے اونھون نے عطا سے اور یہ سند صحیح ہے اور روایت کیا اسکو طحاوی نے صالح بن عبد الرحمن سے
نا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ **ثنا** هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ حَبَشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ
عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَنُزِحَ مَاؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنَظَرَ فَاِذَا هِيَ تَجْرِي مِنْ قِبَلِ
الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ وَهٰذَا اَيْضًا صَحِيْحٌ بِاعْتِبَارِ التَّجْرِبَةِ فِي الْاِمَامِ یعنی کہا عطا نے
کہ ایک حبشی گر پڑا بیچ زمزم کے سو مرگیا تو حکم کیا عبد اللہ بن زبیر نے سو کھینچا گیا پانی اوسکا تو پانی ایسا ہوگیا کہ ٹوٹتا ہی نہ تھا
سو نظر کیا تو نکلا ایک چشمہ ہے کہ جاری ہے حجر اسود کی طرف سے تو کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ بس کافی ہے تمکو اور یہ بھی صحیح ہے
ساتھ اقرار شیخ تقی الدین بن دقیق العید کے امام مین ایسا ہی ہے فتح القدیر میں اور نہ وجہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ مین مکے میں
ستر برس سے ہون نہ دیکھا مینے کسی بڑے چھوٹے کو کہ پہچانتا ہو حدیث زنجی کی کہ وہ گرا تھا زمزم مین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان بن عیینہ
کا نہ دیکھنا کچھ دلیل نہین ... اسمین نہین ہو سکتی ہے باوجود اسکے کہ جب سند صحیح ہو اور دلیل اس بات کی کہ جب بکری مرجاوے تو سارا

پانی نکالا جائیگا وہی ہی جو اوپر گذری اور بکری کا پیشاب نجس ہی امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا
کہ بچو تم پیشاب سے اور یہ مطلق ہی شامل ہر جانور کے پیشاب کو اور اس حدیث کو روایت کیا حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور کہا
کہ اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور روایت کیا اسکو دار قطنی نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو بزار نے عبادہ بن صامت
رضی اللہ عنہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب اون جانورون کا جنکا گوشت کھایا جاتا ہی پاک ہی اور دلیل اونکی یہ ہی
جو روایت کیا بخاری اور مسلم نے کہ آئی ایک قوم عرنیین سے مدینے مین حضرتؐ پاس تو اونکے جسم زرد ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا کہ باہر نکلین اور صدقے کے اونٹون کا دودھ اور موت پیوین آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حکم اول اسلام
مین تھا اور یہ حدیث منسوخ ہی ساتھ اوس حدیث کے کہ جسکو حاکم نے روایت کیا ہی واللہ اعلم بالصواب اور دوا مین موت اون
جانورون کا جو حلال ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری مین جائز نہین اور دلیل اونکی یہی حدیث ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز مین جو حرام کی گئی تمھارے اوپر اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
درست ہی پینا اوسکا بے عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہی اور احتیاط اسمین ہی کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور
امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہی واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک موجود نہو اور یہی قول صواب ہی اور تاویل اوس حدیث کی جس سے
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہین یہ ہی کہ حضرتؐ نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹون کے وحی سے پہچانی ہو گی واللہ اعلم بالصواب

ص اور اگر ممکن نہووے تو دو آدمی جنکو پانی مین پہچان ہو معین کر دین اور جتنا پانی بتا دین کھینچ ڈالا جاوے اور امام محمد کے
نزدیک دو سو ڈول یا تین سو کھینچین **ف** اور زاد مین ہی کہ اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو بھی کافی ہو جاویگا اور روایت ہی
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سونپا جاویگا رائے متوضی پر اور ایک روایت مین ان سے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہی امام ابی یوسف
سے کہ ایک گڑھا بقدر کوئین کے کھودین سو اوسمین پانی بھرین جب وہ بھر جاوے تو پھر نہ کھینچین ایسا ہی ہی زاہدی مین اور امام محمد کے نزدیک
تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتوی ہی جیسا کہ بیچ نصاب کے ہی **ص** اور اگر کبوتر کے مثل یا مرغی کے مر جاوے چالیس ڈول سے
ساٹھ تک کھینچین **ف** کیونکہ روایت ہی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ جب مر جاوے کوئین مین کھینچے جاوین
اوس سے چالیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مجکو نہین ملی کہ کسنے اسکو روایت کیا ہی لیکن روایت کیا طحاوی نے شرح آثار مین
حماد بن سلیمان سے کہ کہا انھون نے بیچ مرغی کے کہ پڑے کوئین مین اور مر جاوے نکالے جاوین اوس سے چالیس ڈول یا پچاس پھر وضو کیا جاوے
اوس سے اور بلی بھی مانند مرغی کے ہی اور خزانۃ الفقہ مین ہی کہ پچاس ڈول نکالے جاوینگے جیسا کہ روایت کی ہمنے حماد بن سلیمان سے اور یہی روایت
کیا شعبی سے کہ کہا انھون نے بیچ پرندے اور بلی کے اور مانند انکے مین کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول اور اسناد اسکا صحیح ہی کہا اسکو امام عینی
اور روایت کیا اونھی سے کہ نکالے جاوینگے ستر ڈول اور روایت کیا عبد اللہ بن سبرہ سے انھون نے شعبی سے کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ مینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرغی کوئین مین گر کر مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے اوس سے ستر ڈول اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے
کہ کوئین مین اگر پڑ جاوے ٹیٹری یا بلی اور مر جاوے کہا کہ نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم **ص** اور اگر مانند چڑیا یا چوہے کے مرا ہی بیس
ڈول سے تیس ڈول تک کھینچے جاوینگے **ف** کیونکہ روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے بیچ چوہے کے کہ مر جاوے کوئین مین اور نکالا جاوے
اوسی وقت نکالے جاوینگے کوئین سے بیس ڈول ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مینے نہین پائی اور روایت کیا طحاوی نے شرح آثار مین

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیچ کوئین کے کہ مرجاوے اوسمین چوہا کھینچا جاویگا پانی اوسکا اور بھی روایت کیا اونسے اِذَا سَقَطَتِ
الفَارَۃُ اَوِالدَّآبَّۃُ فِی الْبِئْرِ فَانْزِحْهَا حَتّٰی یَغْلِبَكَ الْمَآءُ یعنی جب پڑجاوے چوہا یا جانور چارپایہ تو کھینچ پانی
اوسکا یہانتک کہ مغلوب کرے تجکو پانی اور روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ اگر چوہا گرے نکالے جاوین اوسمین سے بقید چالیس ڈول کے
اور شعبی اور حماد اور ابراہیم یہ سب تابعین ہین ص اور ڈول اوسط کے ہین ف یعنی بیچ درجے کے بڑے
نہ چھوٹے اور بیچ درجے کا ڈول اوسے کہتے ہین جو مستعمل ہو ہر شہر مین اور روایت کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ڈول
ایسا ہو جسمین ایک صاع پانی آتا ہو یعنی پونے دو سیر یا دو سیر بحساب وزن ہندوستان کے اور اگر بڑا ڈول ہو تو حساب کرکے برابر کرین اور اگر
ڈول چھوٹا ہو تو کوئین سے نکلنے تک اگر آدھا پانی بہجاتا ہو تو درست نہوگا اور اگر آدھے سے کم گرتا ہو تو مضائقہ نہوگا جیسا کہ بیچ زاہدی کے ہے
کذا فی جامع الرموز ص اگر کوئین سے نجاست نکلی یا حیوان مرا ہوا نکلا اور پھولا یا پھٹا نہین ہے اور معلوم نہین کہ کس وقت
گرا ہے امام صاحب کے نزدیک اوسکی نجاست کا حکم ایک دن ایک رات سے کرینگے اور اگر پھولا یا پھٹا ہے تو نجاست کا حکم تین دن تین رات سے
کیا جاویگا ف تو اول صورت مین ایک دن ایک رات کی نمازین پھر لوٹانا چاہئینگی اور دوسری صورت مین تین دن اور تین رات
تک کی چاہئینگی اگر وہ شخص اوس پانی سے اتنے روزون سے وضو کرتا ہوگا اور اسی نمازین پڑھی ہونگی ص اور امام محمد اور ابو یوسف
کے نزدیک جس وقت سے کہ وہ جانور یا وہ نجاست معلوم ہووے اوسی وقت سے حکم نجاست کا کرینگے جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جس جانور کا
گوشت حلال ہے پاک ہے اور جھوٹا کتے اور سور اور درندون کا نجس ہے ف لیکن جھوٹا کتے کا تو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر موںہہ ڈالے برتن مین دھویا جاوے تین مرتبے یا پانچ مرتبے یا سات بار روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے اور کہا کہ متفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے عبدالوہاب دمشقی نے اسمعیل سے اور وہ متروک ہے اور سوا عبدالوہاب کے روایت
کرتے ہین اسمعیل سے سات بار دھونے کو مین کہتا ہون کہ صحیحین وغیرہ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات بار دھونا روایت کیا گیا ہے
اور تین بار کا لفظ منکر ہے اور خلاف روایت ثقات کے ہے اور روایت کیا دارقطنی نے ساتھ سند صحیح کے عطا سے قول ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ کا کہ جبکہ کتا موںہہ ڈالتا تھا برتن مین پانی بہا دیتے تھے اوسکا پھر دھوتے تھے اوسکو تین بار اور روایت کیا ابن عدی نے
کامل مین اس حدیث کو اور اسناد مین اوسکی حسین بن علی کرابیسی ہے کہا ابن عدی نے کہ مین پاتا ہون بیچ اسکے کرابیسی کے کوئی
حدیث منکر سوا اسکے اور نہین دیکھتا ہون مین کچھ جرح ساتھ اوسکے حدیث مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کے موںہہ
ڈالنے سے سات بار دھویا جاویگا کیونکہ روایت ہے صحیحین اور جامع ترمذی وغیرہم مین حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب موںہہ ڈالے کتا برتن تمہارے مین تو دھووے اسکو سات بار اور احتیاط اسمین ہے کہ سات بار دھووے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا کہ ہرگاہ مختلف ہوئین حدیثین جمع کیا ہمنے اون اور نجاست کے تو دیکھا کہ تین بار دھونا اوسے واجب ہے تو حکم کیا اسمین بھی
ایسا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور جھوٹا سور کا اسواسطے نجس ہے کہ وہ نجس عین ہے اور جھوٹا درندون کا اسواسطے کہ گوشت
اونکا نجس ہے اور اوسی سے لعاب پیدا ہوتا ہے کذا فی الہدایہ ص اور جھوٹا بلی اور اوس مرغی کا جو چھوٹی پھرتی ہے اور پرندون
شکاری اور حشرات الارض کا مکروہ ہے ف لیکن پاک ہے بلی کا جھوٹا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا
مکروہ نہین کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلی کا جھوٹا کھایا اور کہا کہ وہ نجس نہین اور وہ پھرنے والون مین سے ہے اوپر تمہارے اور

ف عبدالوہاب

دیکھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کرتے تھے ساتھ جھوٹے اوسکے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور دلیل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ یعنی بلی درندہ ہے اور درندون کا جھوٹا
مکروہ ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اسکو اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے ساتھ ایک قصے کے
اور دونون سندون مین عیسی ابن مسیب ہے صحیح کیا اوسکو حاکم نے بسبب توثیق اوسکی کے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وَاِذَا وَلَغَ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً یعنی جب موہنہ ڈالے بلی تو دہویا جاوے ایکبار اخرجہ ابوداود
روایت کیا اسکو ابوداود نے اور مرغی چھوٹی ہوئی کا جھوٹا اس واسطے مکروہ ہے کہ وہ مخالطت کرتی ہے نجاست سے اور اگر چھوٹی نہو بلکہ
قید مین ہو اور چونچ اوسکی اوسکے قدم کے نیچے تک نہین پہونچتی ہے تو جھوٹا اوسکا مکروہ نہین اور حشرات الارض اونہین کہتے ہین جو زمین
مین رہتے ہین جیسے چوہا اور نیولا اور چھچھوندر وغیرہ اور جھوٹا اونکا اسواسطے مکروہ ہے کہ گوشت اونکا حرام ہے تو نجاست تو بسبب ضرورت
رہنے کے جاتی رہی کہ اوسمین حرج لازم آتا ہے اور کراہیت باقی رہی اور حکم انکا یہ ہے کہ جائز ہے استعمال انکا باوجود اچھے پانی ہونے کے لیکن
مع کراہت کے جیسا کہ قاضی خان نے لکھا ہے ص اور جھوٹا گدھے اور خچر کا مشکوک یعنی اوسمین شک ہے کہ پاک ہے یا نجس تو اگر
سوا مشکوک پانی کے اور پانی نپاوے تو وضو اور تیمم دونون کرے اور جو کہ وہ پانی ہے اوسمین فقط وضو کرے اور پسینا بھی مانند جھوٹے کے ہے
ف جسکا جھوٹا پاک ہے اوسکا پسینا بھی پاک ہے اور جسکا جھوٹا ناپاک ہے اوسکا پسینا بھی ناپاک ہے ص اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے
کے پانی کے پانی نملا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو اوس سے کرے اور تیمم نکرے ف کیونکہ روایت کیا امام احمد اور ترمذی
اور ابوداود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابی زید سے انھون نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لیلۃ الجن کو کہ تمہاری چھاگل مین کیا ہے ابن مسعود نے کہا کہ نبیذ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما پاک ہے اور پانی پاک
کرنے والا ہے سو وضو کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے اور یہ قول روایت احمد اور ترمذی مین ہے اور سیوطی اس حدیث کو
عبدالرزاق اور بیہقی سے بھی لائے ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف مین اور ترمذی نے ضعیف کیا اس حدیث کو
اور کہا کہ ابوزید ایک مرد ہے مجہول نہین پہچانا جاتا محدثین اوسکو سوا اس حدیث کے مین اور میزان الاعتدال ذہبی مین ہے کہ بخاری نے
بھی اوسکی تضعیف کی اور کہا کہ ابو فزارہ کہ راوی اس حدیث کا ہے ابوزید سے وہ بھی مجہول ہے اور امام شافعی اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ
علیہما کے نزدیک وضو اوس سے جائز نہین بلکہ تیمم کرے اور وہ یہ کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا ہے
فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا الآیہ یعنی اگر نہ پاؤ تم پانی تو تم تیمم کرو آخر آیت تک اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وضو
اور تیمم دونون کرے اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے وضو ساتھ نبیذ کے وضو اوسکا ہے جو پانی نپاوے
اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود سے اور روایت کیا ابوداود نے اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھا مین ساتھ حضرت کے
لیلۃ الجن مین اور ہدایہ مین جواب اسکا یہ لکھا ہے قُلْنَا لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مُتَعَدِّدَةً یعنی لیلۃ الجن متعدد تھین اور دوسرا
جواب اوسکا یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ وہ ساتھ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن کو اور روایت کیا ابن شاہین
نے اوس سے اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ اور روایت کیا ابونعیم نے حلیہ مین ایک قصہ
کہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیلۃ الجن مین اور ابوزید کے مجہول ہونے کا

یہ جواب ہی کہ کہا قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نووی مین کہ ابو زید مولی عمرو بن حریث روایت کیا ہی اوس سے راشد بن کیسان عبسی کوفی نے
اور ابو روق نے تو اس سے جہالت جاتی رہی اور ابو فزارہ کے مجہول ہونے کا جواب یہ ہی کہ کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے کہ بسبیل
ابو فزارہ مین نظر ہی کیونکہ روایت کیا ہی اوس سے اس حدیث کو ایک جماعت نے اہل علم سے مثل سفیان اور شریک اور جراح بن ملیح
اور اسرائیل اور قیس بن الربیع اور ابن عدی نے کہ کہا ابو فزارہ راوی اس حدیث کا مشہور ہی اور نام اوسکا راشد بن کیسان
اور ایسا ہی کہا دار قطنی نے اور وہ جو بعض علمانے یہ قول شیخ تقی الدین سبکی کا ٹھہرایا ہی غلط ہی کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہی
فَقَالَ الشَّیْخُ تَقِیُّ الدِّیْنِ فِی الْاِمَامِ آہ یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام مین اور امام کتاب ہی شیخ تقی الدین بن دقیق العید کی
نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجوع امام اعظم کا اس قول سے لکھا ہی اور شیعہ جو اس جگہ طعن کرتے ہین امام ابو حنیفہ پر بیجا ہی کیونکہ
اونکی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہی لَا بَأْسَ بِالتَّوَضِّیْ بِالنَّبِیْذِ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَضَّأَ بِہٖ
یعنی نہین ہی حرج ساتھ وضو کرنے کے نبیذ سے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہی اوس سے اور رد اوسکا تفصیل سے کتب
مناظرہ فریقین مین مذکور ہی اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور طرق سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسناد مین اوسکی
حنش راوی ضعیف ہی اور ایسا ہی ابن لہیعہ اور روایت کیا ابو داود نے عطا سے انھون نے مکروہ رکھا وضو کو ساتھ دودھ اور
نبیذ کے اور کہا کہ تیمم بہتر ہی نزدیک میرے اوس سے اور غسل امام ابو حنیفہ کے نزدیک نبیذ سے ایک روایت مین جائز ہی اور
ایک روایت مین ناجائز ہی کیونکہ کہا ابو خلدہ رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مینے ابو العالیہ سے اوس شخص سے کہ پہونچی اوسکو جنابت
اور نہین ہی پاس اوسکے پانی اور نزدیک اوسکے نبیذ ہی کیا وہ غسل کرے اوس سے کہا کہ نہین روایت کیا اسکو ابو داود نے
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونون کرے
اور یہ خلاف اوس پانی مین ہی جو شیرین اور رقیق ہو بہتا ہو مانند پانی کے اور اگر سخت ہو جاوے اور نشہ دینے لگے سبکے نزدیک اوس سے وضو جائز نہین

باب تیمم کے بیان مین

تیمم جائز ہی محدث یعنی بے وضو کو اور جنب اور حائض اور نفسا کو **ف** اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ جنب کو تیمم کرنا جائز نہین
اور یہی قول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگون کا قول یہ ہی کہ جائز ہی اور یہی مذہب صحیحین کے موافق ہی اللہ تعالی نے
فرمایا اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتون کے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنب کو بھی تیمم جائز ہی لیکن حضرت عمر
رضی اللہ عنہ لمس کے معنی جماع کے نہین لیتے اور وہ جو دلیل اسپر صاحب ہدایہ لاتے ہین کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا کہ ہم رہتے ہین ریتون مین تین مہینے چار مہینے اور ہوتے ہین ہم مین جنب اور حائض
اور نفسا اور ہم نہین پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمھارے ہی زمین پھر مارا ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے
مونہہ اپنے کے ایک بار پھر مارا دوسری مرتبہ سو مسح کیا اوس سے اوپر دونون ہاتھون اپنے کے کہنیون تک روایت کیا اسکو
ابن الجوزی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اس حدیث کے مثنی بیٹے صباح کے ہین کہا احمد اور رازی نے
کہ وہ کچھ نہین اور کہا نسائی نے کہ متروک ہی اور دلیل صحیح یہ ہی کہ روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص طرف حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پہونچی مجکو جنابت سو تحقیق کہ مین لوٹا زمین مین تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب ہین ایک ضرب ہی واسطے موںہہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح الاسناد ہی اور نہین اخراج کیا اسکو بخاری مسلم نے اور کہا دارقطنی نے رِجَالُهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی رجال اوسکے سب ثقہ ہین اور جھگڑا کیا تھا اسمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب مین اور روایت عمرو بن العاص سے ایسا ہی ہو جس سے معلوم ہوتا ہی کہ جنب کو تیمم جائز ہی جیسا کہ آگے آویگا ص جب کہ پانی پر قادر نہو یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو تو اگر جنب نے موافق وضو کے پانی پایا وضو اوسپر واجب نہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہوگا اور غسل کے لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا سو تیمم واسطے جنابت کے ہی بالاتفاق اور جب کہ بے وضو کیواسطے اتنا پانی ہو کہ بعض اعضا دھو سکتا ہی اور بعض نہین دھو سکتا تو اوسمین بھی خلاف ہی ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے نزدیک بعض کو دھووے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت نہاوین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی سے ایک میل ف برابر ہین کہ مسافر ہون یہ لوگ یا شہر کے باہر ہون ص اور میل تیسرا حصہ فرسخ کا ہوتا ہی اور بعضون کے نزدیک تین ہزار پانسو گز کا ہوتا ہی چار ہزار گز تک ف کیونکہ روایت ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے تو وقت آیا عصر کا مربد نعم مین سو تیمم کیا اور مسح کیا موںہہ اپنے اور دونون ہاتھون کو اور نماز پڑھی عصر کی پھر داخل ہوئے مدینے کو اور آفتاب بلند تھا سو نہ لوٹایا نماز کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہی اور مربد ایک میل پر ہی مدینہ طیبہ سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہی اور حسن کی روایت مین دو میل جانب توجہ مین ہووے یعنی جانے مین تو تیمم جائز ہی یا ایک میل جانب غیر توجہ مین ہو کہ آنے جانے مین دو میل ہوجاوین تو اس صورت مین اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہوویگا ف اور مختار قول اول ہی ص وہ بیمار جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہین یا قدرت ہی لیکن خوف زیادتی مرض کا ہی اوسکو تیمم جائز ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہوگا کہ خوف تلف عضو کا ہووے ف کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى الآیہ یعنی اگر ہو تم بیمار اخیر تک سو تیمم کرو مٹی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہی ص اور اگر استعمال پانی کا سردی سے ضرر کرتا ہی یعنی بیمار کر دیگا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیگا تیمم جائز ہی ف اور یہ جب ہی کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نکرے ص اور تیمم جائز ہی دشمن کے خوف سے آگ یا درندہ وغیرہ کے اور بھی جائز ہی پیاس کے خوف سے یعنی اگر پانی سے وضو کریگا تو پیاسا رہیگا یا پانی کسینے فقط پینے کے واسطے مباح کیا ہی اور وضو یا غسل کی اوس سے اجازت نہین دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی فقط پینے کے واسطے رکھا گیا ہی تیمم اوسکو جائز ہی مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اوس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونون کے واسطے ہی اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہی کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہی پینا بھی اوسکا جائز ہی اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہی تو وضو جائز ہی اور اگر واسطے وضو کے ہی پینا جائز نہین اور اسی طرح اگر ڈول یا رسی موجود نہو تو بھی تیمم جائز ہی ف اسواسطے ان صورتون مین تو تیمم جائز ہی کہ قدرت پانی کے اوپر متحقق نہین ہی ص اگر نماز عید کی قضا ہونے کا خوف ہو درست ہی کہ تیمم کرکے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر نماز عید مین اوسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہی کہ اگر وضو کریگا نماز جاتی رہیگی تیمم سے بنا کرنا جائز ہی

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تیمم سے شروع کی تھی یا درمیان تیمم سے بنا کی سب کے نزدیک جائز ہے
اور اگر نماز جنازے کی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے ف باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہو اور پانی موجود ہو
ص مگر ولی کو جائز نہیں ف یعنی اوس جنازے کا جو مالک اور ولی ہو اوسکو تیمم جائز نہیں اسواسطے کہ لوگ
اوسکا خود انتظار کرینگے ص اور اگر خوف فوت نماز جمعہ یا کسی ایک نماز کا پانچ نمازوں میں سے ہو تو تیمم جائز نہیں
اور دوبار ہاتھ مارنا تیمم میں فرض ہے ایک تو واسطے مسح کرنے مونھ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے
مع کہنیوں کے ف اور یہی ہے قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھوں کو مارے اور اوس سے
مسح مونہہ اور ہاتھ کا ہتیلیوں تک کرے دلیل ہمارے مذہب کی ایک تو حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گذری اور
دوسری دلیل حدیث عمار بن یاسر کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سو مارا ہتیلیوں اپنی کو اوپر مٹی کے
اور نہ جھاڑا مٹی سے کچھ سو مسح کیا مونہہ اپنے کا ایک بار پھر مارا ہتیلیوں اپنی کو مٹی پر سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو روایت
کیا اسکو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ کی ہے جو اوپر روایت ابن ماجہ کی گذری اور سند اوسکی ضعیف ہے
اور چوتھی دلیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پیخانے یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اوسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہانتک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ غایب ہو جاوے کسی گلی میں تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دیوار کے
اور مسح کیا اونسے اپنے مونہہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کہنیوں تک پھر جواب دیا سلام کا اوس شخص کو اور فرمایا
کہ جواب سلام دینے سے بیوضو ہونا مجھے مانع آیا تھا روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس حدیث کو
طبری نے مختلف الفاظ سے اور حاصل اونکا یہی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی محمد بن ثابت ہے اور سنن ابوداود میں ہے
قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ رَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ حَدِيْثًا مُنْكَرًا فِي التَّيَمُّمِ
قَالَ ابْنُ دَاسَةَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَمْ يُتَابَعْ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ عَلٰى ضَرْبَتَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابْنِ عُمَرَ یعنی کہا ابوداود نے کہ سنا میں نے امام احمد حنبل سے کہتے تھے کہ روایت
کیا محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکر کو تیمم میں کہا ابن داسہ نے کہا ابوداود نے کہ نہیں متابعت کیا جاوےگا محمد بن ثابت بیچ اس قصے کے
اوپر دوبار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے البتہ روایت کیا ہے اسکو لوگوں نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتہی اور اثر ابن عمر
رضی اللہ عنہ کا موقوفا صحیح ہے اور پانچویں دلیل حدیث اسلع کی اور اوس میں ہے کہ دکھلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایک بار
مارنا واسطے مونہہ کے اور دوسری بار مارنا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے اور بیہقی
اخراج کیا اسکا ابن مردویہ وغیرہ نے اور سند میں اوسکی ربیع بن بدر ضعیف ہے لیکن وہ معتضد ہے حدیث عمار کی اور چھٹی دلیل حدیث
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار ہاتھ مارنا ہے ایک بار واسطے مونہہ کے اور ایک بار واسطے
دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک روایت کیا اسکو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اور اسناد میں اسکی حریش بن خریت ہے کہا ابوحاتم نے
کہ منکر حدیث ہے ساتویں دلیل وہ ہے جو روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی اور دارقطنی وغیرہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جیساکہ عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی اور اسناد مین اوسکی علی بن ظبیان ہی ضعیف کیا اوسکو ابن معین قطان نے
اور کہا حاکم نے ذکر وہ صدوق ہی اور روایت کی گئی ہی یہ حدیث طریق سلیمان بن ارقم سے اور وہ متروک ہی آٹھوین دلیل وہ ہی
جو روایت کیا دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تیمم کیا ہمنے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہمنے دونون ہاتھون
اپنے کو مٹی پاک پر پھر جھاڑا ہمنے ہاتھون کو سو مسح کیا ہمنے اوس سے مونہہ اپنے کو پھر مارا ہمنے دوسری بار سو مسح کیا ہمنے دونون
سے ہتھیلیون تک اور اسناد مین اوسکی سلیمان بن ارقم متروک ہی نوین دلیل حدیث ابی امامہ کی ہی روایت کیا اسکو طبرانی نے
اور اسناد اوسکا ضعیف ہی اور امام احمد کی دلیل یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا تجکو یہ اور مارا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر پھونکا اوسکو اور مسح کیا اوس سے مونہہ اور دونون کف اپنے کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تیمم مین ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارنا ہی واسطے مونہہ اور کفین کے روایت کیا ان دونون
حدیثون کو امام احمد نے اور صحیحین مین بھی اس قسم کی حدیث ہی اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور اسی طرف گئے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
جیساکہ کہا محلی شرح موطا مین اور بعض تفاسیر مین اور یہ قول مخالف ہی قول امام مالک کے موطا اپنی مین قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ
كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْهِ وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ
یعنی کہا یحیی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہان تک پوہچاوے اوسکو کہا کہ مارے ایکبار واسطے مونہہ اپنے کے
اور ایک بار واسطے دونون ہاتھون اپنے کے اور مسح کرے دونون ہاتھون کا کہنیون تک لیکن جواب اسکا یہ ہوسکتا ہی کہ یہ بیان
سنت کا ہی اور فرض اونکے نزدیک ایکبار ہاتھ مارنا ہی پھر چاہیے کہ تیمم مع کہنیون کے ہووے جیساکہ اکثر احادیث مین جو اوپر گذرین
موجود ہی اور زہری کے نزدیک مونڈھون اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہی اوسپر عمل نہین چاہیے
ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہین لیکن استیعاب شرط ہی یہان تک کہ اگر کچھہ تھوڑا سا باقی رہیگا کہ اوسپر ہاتھ نہ پھیرا ہووے
تیمم جائز نہوگا ف کیونکہ تیمم قائم مقام ہی وضو کا تو جو حکم وضو کا ہی وہ تیمم کا بھی ہوگا ص اور اچھا طریق مسح کا
اس طرح پر ہی کہ چھنگلیا کی طرف سے تین اونگلیان بائین ہاتھ کی لیکے مع ہتیلی کے اوپر ظاہر سیدھے ہاتھ کی اونگلیون کے سرون سے کہنیون
تک کھینچے بعد اوسکے اونگلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے اونگلیون کے سرون تک اور اسیطرح پھر بائین ہاتھ کو
مسح کرے بعد اوسکے اگر اونگلیون کے اندر غبار نہ پونہچا ہو تو خلال کرنا واجب ہی تو اب تیسری بار ہاتھ مارنا پڑیگا واسطے خلال کے
طرفین کے نزدیک جائز ہی تیمم اوس چیز سے کہ جو جنس زمین سے ہی اور پاک ہووے جیسے خاک اور ریگ اور پتھر اور سرمہ اور ہرتال وغیرہ
جو زمین کی قسم سے ہین اگرچہ بغیر غبار کے ہون اور چاندی سونے کے ساتھہ تیمم جائز نہین مگر جب گردآلودہ ہون اور اسیطرح گیہون
اور جو سے بھی جائز نہین مگر یہ کہ گردآلودہ ہون اور اوس جگہہ جہان نجاست پڑی تھی اور وہ خشک ہوگئی تیمم جائز نہین اور نماز جائز ہی ف
نماز اسواسطے جائز ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زَكٰوةُ الْاَرْضِ يُبْسُهَا یعنی زکوۃ زمین کی خشک ہونا ہی اوسکا اور
یہ حدیث چہائی نہین گئی اور تیمم اسواسطے جائز نہین کہ قرآن شریف مین طیب کی بھی قید ہی اور خبر واحد مقابل النص قطعی کے نہوگی
اور صحیح حجت پکڑنا ہی اس حدیث سے جیساکہ کہا بعض محققین نے عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ
وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُشُّوْا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ

رَوَاہُ البُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْاِسْمٰعِیْلِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالْبَیْہَقِیُّ ترجمہ تھے کتے پیشاب کرتے
اور آتے جاتے تھے مسجد میں حضرت کے وقت میں پس پانی ڈالتے کسی پر آمین سے ص اور اگر سے بھی درست نہین اور
امام ابی یوسف کے نزدیک تیمم جائز نہین ہوتا مگر خاک اور ریگ سے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین مگر خاک سے
ف دلیل امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا یعنی پس قصد کرو
صعید طیب کا اور صعید نام ہی روی زمین کا برابر ہی کہ مٹی ہو یا ریت یا کنکر پتھر وغیرہ کہا زجاج جو عالم ہی لغت کا لَا اَعْلَمُ خِلَافًا
بَیْنَ اَھْلِ اللُّغَۃِ فِیْ ذٰلِکَ یعنی نہین جانتا ہون مین خلاف درمیان اہل لغت کے اوسمین اور یہ واسطے بیضاوی نے باوجود اسکے
کہ شافعی مذہب ہی معنی صعید کے مٹی نہین لکھے اور قاموس مین ہی اَلصَّعِیْدُ التُّرَابُ اَوْ وَجْہُ الْاَرْضِ صعید یا مٹی کو
یا روی زمین اگر کوئی کہے کہ جب صعید کے موافق تفسیر صاحب قاموس کے دو معنی ہوئے سوا اسکے معلوم ہوا کہ صعید سے اس جگہ مراد روی
زمین ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ مین کہ نہین ارادہ کرتا ہی اللہ کہ کرے تم پر حرج اور تراب کی قید لگانے
مین حرج ہی اور حدیث سے بھی امام ابو حنیفہ کی دلیل ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گردانی گئی واسطے میرے زمین
سب سجدہ اور پاک کرنے والی روایت کیا اسکو بیہقی نے سند صحیح سے ابی امامہ سے اور یہی مضمون صحیح مسلم اور جامع ترمذی
اور طبرانی مین ہی اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو شخص میری امت سے پاوے نماز کو سو نزدیک اوسکے مسجد اور پاک کرنے والی
اوسکی ہی اور روایت ابن ابی داود اور ابن المنذر مین ہی روایت انس رضی اللہ عنہ سے جُعِلَتْ لِیْ کُلُّ اَرْضٍ طَیِّبَۃٍ مَسْجِدًا
وَّطَھُوْرًا گردانی گئی واسطے میرے سب زمین پاک سجدہ اور پاک کرنے والی اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہی کہ کہا ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے صَعِیْدًا طَیِّبًا اَیْ تُرَابًا مُّنْبِتًا یعنی مٹی اوگانے والی اور جواب یہ ہی کہ یہ حدیث پہچانی نہین گئی کہا
شیخ ابن حجر نے تخریج ہدایہ مین لَمْ اَجِدْہُ لٰکِنْ رَوَی الْبَیْہَقِیُّ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْہُ اَطْیَبُ الصَّعِیْدِ تُرَابُ الْحَرْثِ
یعنی روایت کیا بیہقی نے اور ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے زیادہ پاک صعید مٹی کھیت کی ہی اور اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ اور بھی مٹی پاک ہی وہو المطلوب اور امام ابی یوسف نے ریگ سے تیمم زیادہ کیا ہی اوس حدیث سے جو بروایت ابن عمر
اوپر گذری اور وہ حدیث ضعیف ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص باوجود قدرت کے زمین پر غبار سے تیمم جائز ہی تو اگر کسی نے جھاڑ
دی یا گیہون کوٹے یا دیوار گرائی اور اوسکے ہاتھون اور مونھ پر غبار جما اور پھر اوسنے اوسکے اوپر ہاتھ مل لیا تیمم درست ہو گیا اور
بغیر ہاتھ ملے درست نہوگا اور نیت تیمم مین فرض ہی اور امام زفر کے نزدیک فرض نہین اور اگر کسی شخص کو دو حدث ہون جیسے
جنابت اور حدث دونون کی نیت کرے اور ایک تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر ایک کی نیت کرے دوسرے حدث سے کفایت نکریگا ف
نیت اوسواسطے فرض ہی کہ تیمم قصد کے معنون مین ہی اور امام زفر کہتے ہین کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہی سو جب وضو مین نیت فرض
نہوئی تو تیمم مین بھی فرض نہوگی اور جواب اسکا یہ ہی کہ خلف کو جمیع احکام مین مثل اصل کے ہونا ضرور نہین ص اگر کافر نے
واسطے اسلام کے تیمم کیا اور مسلمان ہوا نماز اوس تیمم سے درست نہین نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک نماز پڑھنا
اوس تیمم سے جائز ہی اور اگر کسی نے تیمم کیا واسطے نماز جنازے یا سجدہ تلاوت کے تو اس تیمم سے فرض نمازون کا پڑھنا درست ہی اور
اگر واسطے قرآن شریف چھونے کے یا مسجد مین داخل ہونے کے تیمم کیا نماز اوس سے درست نہوگی بلکہ داخل ہونا مسجد کا اور چھونا قرآن کا

اوسکے لیے جائز ہو جاویگا اور اگر کافر نے بے نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے
نزدیک درست نہیں اور اسیطرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی
درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں ف دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرا وضو کا تو قبل
وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعید طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان کے اور اگرچہ نپاوے پانی
دس برس اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے ص اگر دو برتنوں میں پانی بھرا ہے اور اونمیں ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہے اور مصلی نہیں جانتا
کہ نجس کون ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک
شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوسنے نہ دیا تیمم اوسکو جائز ہے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر نہ پڑھے اور تیمم اوسکا
ٹوٹ جاویگا ف اور اگرچہ وقت نماز کا باقی ہو اور مذہب عطا اور طاؤس اور مکحول اور ابن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر لوٹانا
واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ دو شخص نکلے سفر میں اور وقت آیا نماز کا
اور پانی اونکے پاس نتھا سو تیمم کیا صعید طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اون دونوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اونمیں سے
نماز پھر پڑھی اور دوسرے نے نپڑھی اور آئے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی سو فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو جسنے پھر نماز نہیں پڑھی تھی کہ پہونچا تو سنت کو اور جسنے پھر پڑھی تو اوس سے کہا کہ تجھے دونا
اجر ہے اخراج کیا اس حدیث کو ابو داود اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے ص اور اگر اوسنے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور
تیمم سے نماز پڑھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہدایہ میں ایسا ہی
لکھا ہے اور مبسوط[51] میں ہے کہ اگر اوسنے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہوگی اور پھر مبسوط میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اپنے رفیق سے
پانی مانگے مگر قول حسن بن زیاد[12] کا ہے کہ نہ مانگے کہ مانگنا ذلت کی بات ہے اور اسمین حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے
کہ پانی وضو کا اکثر خرچ کیا جاتا ہے اور جو چیز کہ احتیاج کی ہے اوسکے مانگنے میں کچھ ذلت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت
حاجتیں اپنی غیروں سے مانگی ہیں اور زیادات[52] میں لکھا ہے کہ ایک شخص مسافر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوسنے کہ ایک شخص کے پاس
بہت سا پانی ہے اور اوسکو گمان غالب ہوا کہ ندیگا یا شک ہوا نماز پڑھ لیوے اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے
نماز پڑھنا اوسکو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہوا کہ دیگا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات میں ہے
کہ اگر بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی اوس سے مانگا اگر اوسنے دیدیا نماز پھر پڑھے اور یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوسکو اوسپر
قدرت ہے پانی لیوے اور نماز پھر دوہراوے اور اگر اوسنے انکار کیا نماز اوسکی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر نہ پڑھے لیکن
تیمم ٹوٹ جاویگا اور اگر اوسنے نماز میں پانی دیکھا اور گمان کیا کہ ندیگا اور یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا
اور اگر انکار کیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہے کہ دیگا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز
باطل ہوئی اور اگر انکار کیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل جو چاہے پڑھے ف یعنی ایک تیمم سے چاہے دو نمازیں
یا زیادہ فرض پڑھے ایک وقت میں یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل اوس فرض کی تبعیت میں ہوں یا نہوں امام شافعی

[51] ایک کتاب کا نام ہے فقہ میں ۱۲ منہ

[12] شاگرد ہیں امام اعظم کے ۱۲ منہ

[52] زیادات امام محمد بن حسن شیبانی کی کتاب ہے فقہ میں ۱۲ منہ

رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک تیمم سے دو نمازیں پڑھنا جائز نہیں اور اسی طرح نفل بھی مگر جو فرض کی تبعیت میں ہو دلیل ہماری
یہ حدیث ہے کہ زمین پاک کرنے والی ہے مسلمان کی اگرچہ نپاوے پانی دس برس تک روایت کیا اسکو بہت ائمہ حدیث نے جیسا کہ اوپر گذرا اور
امام شافعی دلیل پکڑتے ہیں قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَا يُصَلِّيَ بِالتَّيَمُّمِ اَكْثَرَ مِنْ صَلٰوةٍ وَاحِدَةٍ
یعنی سنت سے یہ بات ہے کہ نہ پڑھی جاوے ساتھ تیمم کے اکثر ایک نماز سے اخرجہ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ رافعی نے کہا کہ صحابی کی
جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی تو وہ مانند حدیث مرفوع کے ہے اور ایسا ہی ہے اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ
نے مصنف میں اور مروی ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ایسا ہی فتوی دیتے تھے قتادہ روایت کیا اور
دارقطنی نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اون میں سے کوئی اثر
صحیح نہیں ہے الیوں کہ اثر ابن عباس میں کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کیا ہے ابو یحیی نے حسن بن عمارہ سے اور وہ دونوں متروک ہیں اور
کہا کہ حسن بہت ضعیف ہے اور اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حجاج بن ارطاۃ ہے ترک کیا اوسکو عبد الرحمن مہدی اور یحیی بن سعید قطان
نے اور کہا احمد اور دارقطنی نے کہ حجت نہیں پکڑی جاویگی اوس سے اور کہا یحیی بن معین اور نسائی نے کہ وہ قوی نہیں اور اثر عمرو
بن عاص رضی اللہ عنہ کا اوس میں انقطاع ہے اور اثر ابن عمر کا اسناد میں اوسکے عامر احول ہے ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور توثیق کی
اوسکی ابو حاتم نے اور مسلم نے پھر بھی معارض حدیث مرفوع کا نہیں ہو سکتا ہے کَذَا ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ اور بھی یہ اسکا محمل
استحباب پر کرسکتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق کہ سنت سے ہے یعنی واجب نہیں مستحب ہے علاوہ اسکے کہا محدث
فیروزابادی شافعی نے سفر السعادت میں وَلَمْ يُجْدَ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ اَنَّهُ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ فَرِيضَةٍ تَيَمُّمًا جَدِيدًا بَلْ
اَمَرَ بِهِ مُطْلَقًا وَاَقَامَهُ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہیں پایا ہے کسی حدیث میں کہ حضرت تیمم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے
بلکہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا مطلق اور قائم کیا اوسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے حماد سے
اونہوں نے ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے حسن اور عطا کا **ص** جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہے تیمم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا اتنا کہ
اوسکی طہارت کو کافی ہو تیمم کو توڑتا ہے تو اگر اوس شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو کیا اور پھر پانی نہ ملا تو پہلا تیمم اوسکا ٹوٹ گیا
اب پھر تیمم کرے اور جنب نے اگر تمام بدن کو دھویا مگر پیٹھ اوسکی باقی رہی اور پانی ہوچکا بعد اوسکے حدث ہوگیا اور دونوں حدث کے لیے
ایک تیمم کیا بعد اسکے اتنا پانی پایا کہ وضو اور پیٹھ دونوں کے دھونے کو کفایت کرتا ہے تیمم دونوں حدثوں کا باطل ہوگیا اور اگر اتنا ہے کہ
نہ وضو کو کفایت کرتا ہے نہ پیٹھ دھونے کو تیمم دونوں حدثوں کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور
وضو کے حق میں باقی ہے یا فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے پیٹھ دھونے کو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تیمم ٹوٹ گیا اور غسل کے
حق میں باقی ہے اور اگر اتنا پانی ہے کہ اوس سے فقط وضو ہوسکتا ہے یا فقط پیٹھ کا دھونا دونوں نہیں ہوسکتے تو پہلے پیٹھ کو دھووے جو اوس
غسل میں باقی رہی تھی بابت جو تیمم واسطے حدث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تیمم کرے اور امام ابی یوسف
کے نزدیک وہی تیمم کافی ہے اور اگر اوس نے پہلے تیمم کرلیا حدث کا اور بعد اوسکے پیٹھ کو دھویا اسمیں بھی دو روایتیں ہیں ایک روایت میں
پھر تیمم کرے اور دوسری روایت میں وہ تیمم کافی ہو جاویگا اور اگر اوس نے اوس پانی سے پیٹھ کو نہ دھویا بلکہ پہلے وضو کیا جنابت کے حق میں اسکا
تیمم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تیمم کرے اور اگر مسلی نے دو تیمم کیے تھے ایک واسطے جنابت کے اور دوسرا واسطے حدث کے اور پھر پانی

اگر اتنا پایا کہ دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاوینگے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کوئی تیمم نہ ٹوٹیگا اور اگر دونوں میں سے
ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو دفع کرے اور باقی سب وہ ہی صورتیں ہیں اور وہ ہی حکم ہیں جیسا کہ اوپر گذرا اور اگر مصلی نے
تیمم واسطے جنابت کے کیا اور پھر اوسکو حدث ہوا اور ابھی تیمم حدث کا نہیں کیا ہے اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہے جنابت کا
تیمم ٹوٹ گیا اور اب غسل اور وضو کرے اور اگر اتنا پانی ہے کہ کسیکے واسطے نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدث کے واسطے تیمم کرے
اور مستحب بات ہے کہ اوس پانی سے جتنی پیٹھ دھوئی جاوے دھووے تاکہ جنابت کم ہووے ف چلپی نے اس مقام پر لکھا ہے کہ یہ پاک پانی
کا ضائع کرنا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضائع کرنا نہیں ہے کیونکہ اگر شاید آگے چلکے اوسنے پھر تھوڑا سا پانی پایا کہ بقیہ پیٹھ کو کفایت کرتا ہے
تو جنابت اوسکی ادا ہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے پیٹھ نہ دھولیتا تو یہ پانی کفایت نہیں کرتا فتامل فیہ ص اور اگر اتنا پانی
پایا کہ پیٹھ کے واسطے کافی ہے دھولے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاویگا اور حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر پیٹھ کو کافی نہیں وضو کو
کافی ہے وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہیگا اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہے تو جنابت میں سے جو باقی ہے اوسکو دھووے اور
حدث کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائز ہے اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوسنے موافق اوس جگہ کے دھونے کے
پایا لیکن پہلے اوسنے حدث کا تیمم کیا بعد اوسکے پیٹھ دھوئی اب پھر تیمم حدث کا کرے یا نکرے اسمیں دو روایتیں ہیں زیادات کی
روایت میں پھر تیمم حدث کا کرے اور اصل روایت میں پھر نکرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہووے
تو پہلے نجاست کو دھووے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہدے
کہ ای جماعت تیمم کرنے والی یہ پانی تمہارے واسطے مباح ہے جونسا شخص تم میں سے چاہے اس سے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے
وضو کے موافق ہے سب کا تیمم باطل ہو جاویگا تو اوس صورت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لیگا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کرینگے
کیونکہ ہر شخص کو اکیلے اکیلے قدرت پانی پر ہو گئی تھی اور اگر کہے کہ اتنا پانی میں نے تم سب کو دیا اور انھوں نے لے لیا تو کسیکا تیمم نجاویگا
کیونکہ اوس پانی میں سبکا حصہ ہے اور اتنا پانی نہیں جو سب وضو کریں تو گویا کسی نے پانی موافق اپنی طہارت کے نپایا پھر اگر وہ سب مل کے
سارا پانی ایک شخص کو دیدیں امام اعظم رح کے نزدیک تیمم اوسکا باطل نہوگا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جاویگا اور تفصیل اصل کتاب میں ہے
اگر تیمم کرنے والا مرتد یعنی کافر ہو جاوے معاذ اللہ تو تیمم اوسکا نہ ٹوٹیگا تو اگر پھر اسلام لاوے اور تیمم اوسکا باقی ہے اوس تیمم سے نماز درست ہے
اگر کسی شخص کو امید پانی ملنے کی ہو مستحب ہے اوسکو نماز کا تاخیر کرنا اور جب اول وقت میں اوسنے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور
وقت باقی ہے پھر نماز کا اعادہ نکرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلوہ ہے ڈھونڈھنا پانی کا واجب ہو جاویگا اور غلوہ تین سو قدم سے
چار سو قدم تک کا ہوتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی اتنا دور ہو کہ پانی لانے سے قافلہ غائب ہو جاویگا
تیمم جائز ہے اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہووے اور وہ بھول جاوے اور تیمم سے نماز پڑھے
پھر پانی یاد آوے اور اگرچہ وقت موجود ہو نماز پھر نہ پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت میں ہے
کہ اوسنے پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو اور جسکو غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہے بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے
نزدیک جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے ایسا ہی لکھا ہے ہدایہ میں اور اگر وضو کا مانع بندوں کی طرف سے ہووے
تیمم جائز ہے جیسے مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اور وہ وضو سے منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلی سے کہا کہ اگر

تونے وضو کیا تو غسل کرونگا تیمم اوسکو جائز ہے مگر جب وہ شخص چلا جاوے اور مانع جاتا رہے نماز کو پھر وضو سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہے درمختار میں

باب مسح موزون کے بیان میں

مسح موزے کا احادیث سے جاری یعنی ثابت ہے اور قرآن شریف سے دھونا پیر کا ثابت ہے اور اس باب میں حدیثین بہت آئی ہیں
صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے واسطے مسح کی مدت تین دن اور تین رات
مقرر کی اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابو بکرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے علامات اہل سنت میں مسح خفین کو داخل کیا ہے اور عقائد میں درج کیا ہے فرمایا وَنَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي السَّفَرِ
وَالْحَضَرِ یعنی مسح کرتے ہیں ہم اوپر موزون کے سفر اور حضر میں اور کہا امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا میں نے ساتھ مسح کے یہان تک
کہ آیا میرے پاس مانند روشنی دن کے اور ایسا ہی سب ائمہ سے مروی ہے اور اتفاق کیا اسپر ائمہ اربعہ نے اور جو مسح موزے کا جائز نہیں رکھتا
وہ بدعتی ہے اور اس باب میں قریب اسی صحابیوں سے روایت ہے اور متواتر المعنی بعض لوگون نے اس حدیث کو گنا ہے تفصیل اسکی حاشیہ شرح ابن ہمام
وغیرہ میں مذکور ہے جسکا جی چاہے ملاحظہ کرے اور یہان بسبب اختصار کے ترک کیا **ص** بے وضو کو واسطے حدث کے موزے پر مسح
درست ہے مگر یہ کہ جنب ہو تو مسح جائز نہیں **ف** کیونکہ روایت ہے صفوان بیٹے عسال سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حکم کرتے تھے ہمکو جبکہ ہوتے ہم سفر میں یہ کہ نہ اوتارین موزون اپنے کو تین رات اور تین دن تک مگر جنابت سے اور نہ اوتارین پیشاب اور پیخانے
اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے **ص** اور صورت اوسکی یہ ہے کہ جنب نے تیمم کیا بعد اوسکے اوسکو حدث ہوا
اور اوسکے پاس وضو کے موافق پانی ہے اوسنے وضو کرکے موزہ پہنا بعد اوسکے موافق غسل کے پانی پایا اور غسل نکیا اور پھر پانی گم کیا
پھر پانی مقدار وضو کے پایا سو اوسنے پھر تیمم کیا واسطے جنابت کے تو اگر اب حدث کرے تو وضو کرے اور موزہ اوتارے اور پیر دھووے اسواسطے
کہ جنب کو مسح جائز نہیں اور سنت مسح موزہ میں یہ ہے کہ تین انگلیون سے ہاتھ کی کشادہ کرکے پانون کی انگلیون کے سرے سے پنڈلی تک
تین خط موزے پر کھینچے اور اگر انگلیان کشادہ نکین مگر تین انگلیون سے مسح کیا جائز ہوا اور اگر پہلے ایک انگلی تر کی اور مسح کیا اور پھر تر کی
اور مسح کیا اور پھر تر کی اور مسح کیا اور تینون بار علیحدہ علیحدہ جگہہ پر مسح کرے تو درست ہے لیکن اگر تینون بار ایک ہی جگہہ کھینچا درست نہیں اور اگر انگوٹھے
اور شہادت کی انگلی سے مسح کیا جائز ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مسح موزے سے پوچھے گئے فرمایا آپنے ہاتھ کی انگلیون
کو سر موزہ پر رکھے مع ہتیلی کے یا بغیر ہتیلی کے پنڈلی تک کھینچے اور اگر انگلیون کے سرے سے مسح کیا درست نہیں مگر جب کہ موزہ اتنا تر ہو جاوے
کہ جتنا واجب ہے تو جائز ہے اسی طرح لکھا ہے محیط میں اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر انگلیون سے قطرے بہتے ہون درست ہے اور مسح
سنت ہے ہتیلی سے اور اگر ہتیلی کی پشت سے مسح کیا جائز ہوا اور پیر کی انگلیون کی طرف سے مسح شروع کرنا سنت ہے لیکن اگر
پنڈلی سے شروع کریگا درست ہو جاویگا اور اگر مسح کو بھول گیا اور مینہہ کا پانی اوسکے موزے کی پیٹھ پر پڑا مسح درست ہو گیا
اور اسیطرح اگر سر کا مسح بھول گیا اور پانی اوسکے سر پر پڑا مسح درست ہے اور اگر گھانس میں چلا اور ظاہر موزے کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم
سے ہو درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسح ظاہر موزے پر کرے **ف** ظاہر موزے سے مراد پشت موزہ ہے اور باطن سے مراد نیچے
موزے کے ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے اور روایت کیا ابو داود نے حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے فرمایا کہ اگر
کار دین کا عقل پر ہوتا نیچے موزے کا اولی تھا مسح کرنے میں اوپر اوسکے سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک

اوپر موزے کے مسح کرنا واسطے ادائے فرض کے ہی اور نیچے موزے کے واسطے ادائے سنت کے ہی اور جو حدیث اس باب مین مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہی کہ وضو کرایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک مین سو مسح کیا آپنے اوپر موزے کے اور نیچے اوسی موزے کے روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معلول ہی اور اتصال اوسکی سند کا مغیرہ تک ثابت نہین ہوا کہا ترمذی نے پوچھا مینے بخاری اور ابو زرعہ سے اس حدیث کو دونون نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی اور ابو داود نے بھی اسکو ضعیف کہا ہی اور بعض طریقون مین امام احمد اور ابو داود کے علی ظاہرہما کا لفظ واقع ہی یعنی مسح کیا اوپر اون موزون کے **ص** اور موزہ اوسے کہتے ہین جو ٹخنے کو چھپاوے اور پیر کی جو چھوٹی انگلیان ہین اوسمین سے اگر تین انگلیون کے برابر پیر ظاہر ہوگا مسح درست نہین اور اگر اوس سے کم ہی درست ہی اور اگر موزہ ڈھیلا ہی کہ اوپر سے دیکھنے مین پانون کھلا دکھائی دیتا ہی مسح اوسپر جائز ہی اور جرموق پر مسح جائز ہی اور جرموق اوسے کہتے ہین جو موزے کے اوپر پہنے جاتے ہین واسطے حفاظت موزے کے کیچڑ اور نجاست وغیرہا سے تو اگر چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اوسپر مسح جائز ہی اگرچہ فقط جرموق ہون اور موزہ اوسکے نیچے نہو اور اگر کپڑے کے ہین یا مانند اوسکے تو اگر اونکو تئین اکیلے بغیر موزون کے پہنا ہی مسح جائز نہین اور اسی طرح اگر موزے بھی اوسکے نیچے ہون تب بھی جائز نہین لیکن اگر تری اوسکی موزے کو پہونچ جاتی ہی تو مسح جائز ہی تو اگر جرموق چمڑے کے ہین یا مانند اوسکے اور موزون پر مسح کرنیکے بعد حدث کے اونکو موزے پر پہنا مسح اونپر درست نہین موزے پر کرے اور اگر قبل حدث کے اونکو پہنا اور مسح کیا اونپر پھر جرموق کو اوتار ڈالا اور موزون کو نہ اوتارا موزون پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دو تہ کے موزے پر اگر مسح کیا بعد اوسکے ایک تہ کو اوتارا دوسری تہ پر پھر مسح کرنا واجب نہین ہی اور اگر ایک پیر کے جرموق کو اوتارا اوسکے موزے پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے جرموق پر پھر دوبارہ مسح کرے اور امام ابی یوسف سے مروی ہی کہ دوسرا جرموق بھی اوتار ڈالے اور مسح کرے دونون پیر کے موزون پر **ف** مسح جرموق پر اسواسطے درست ہی کہ روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے عمامے اور جرموقون پر **ص** اور جورب پر مسح درست ہی اگر سخت ہو اور بغیر باندھنے کے تھم سکے اور نیچے اونکے چمڑا لگا ہو یا تمام چمڑے کا ہووے تو اگر بغیر باندھے تھم سکتے ہین لیکن چمڑا اوسمین نہین لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اونپر درست نہین ہی اور صاحبین کے نزدیک درست ہی اور مروی ہی کہ امام صاحب نے رجوع کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی رحمہم اللہ اجمعین **ف** جورب اوسکو کہتے ہین کہ موزے پر بسبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہی یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جورب پر مسح درست نہین اور روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوربون پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جورب پر مسح جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور ابو داود نے بھی اور حدیث ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جوربون پر ضعیف ہی کیونکہ اسناد مین اوسکی عیسی بیٹے سنان کے ہین ضعیف کیا اونکو احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابی داود مین ہی کہ مسح کیا جوربین پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمر بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم نے اور روایت کیا گیا ہی حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی **ص** اور مسح موزہ اوسوقت درست ہی کہ بعد پہننے کے وقت حدث کے طہارت تمام ہووے تو اگر اوسنے

ف حدیث معلول

ف عیسی بن سنان

وضو غیر مرتب کیا جیسے پہلے دونوں پیر دھو کے موزہ پہنا بعد اوسکے باقی اعضا دھوئے بعد اوسکے حدث لاحق ہوا پھر اوسنے وضو کیا
با ترتیب وضو کیا تو دونوں پیر دھو کے موزہ پہنا اور دوسرا پیر دھو کے دوسرا موزہ پہنا بعد اوسکے حدث ہوا تو دونوں صورتوں میں مسح جائز ہے پہلی صورت میں
وقت پہننے موزے کے طہارت اوسکی تمام نہ تھی اور دوسری صورت میں وقت پہننے داہنے موزے کے لیکن وقت حدث کے دونوں موزوں پر
میں طہارت اوسکی پوری ہے **ص** اور مسح جائز نہیں ہے عمامے اور ٹوپی اور برقع اور دستانوں پر **ف** امام محمد رحمۃ اللہ نے
موطا میں لکھا ہے کہ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہنچا ہمکو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اونسے پوچھا لوگون نے مسح عمامے کا
کہا انھون نے جائز نہیں ہے یہان تک کہ مسح بالون کا کرے اور اسی سے اخذ کیا ہمنے اور یہی ہے قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور
نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ بنت ابی عبید بیوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتی تھیں اور کھینچتی تھیں اوڑھنی اپنی اور
مسح کرتی تھیں سر پر اور پہنچا ہے ہمکو کہ اول میں مسح اوپر عمامے کے جائز تھا اور اب منسوخ ہوگیا اور یہی ہے قول ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا
اور اکثر فقہا ہمارے کا اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ دیکھا انھون نے اپنے باپ کو کہ اوٹھاتے تھے عمامہ سر سے اور مسح کرتے تھے سر پر اور
دستانوں کو بھی عمامے وغیرہ پر قیاس کرنا چاہیے اور وہ جو مغیرہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اوپر عمامے کے سو
ہے اور دلیل مسح کی قول صحابہ اور تابعین ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور کلام اللہ میں ہے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ یعنی مسح کرو
اوپر سرون اپنے کے **ص** اور فرض مسح موزے میں برابر تین انگلی کے ہے ہاتھ کے اور اس سے زیادہ فرض نہیں اور نیت وغیرہ مسح
میں فرض نہیں **ف** سنن میں روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں
موزوں اپنے کے اور کھینچا اونکو انگلیوں سے اوپر تک ایک بار اور گویا کہ میں نظر کرتا طرف نشان مسح کے اوپر موزوں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ گویا خط تھے انگلیوں کے **ص** اور مدت مسح کی مقیم کو وقت حدث سے ایک رات اور ایک دن ہے اور مسافر کو تین دن
اور تین رات **ف** مثال اسکی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ظہر کو وضو کیا اور موزے پہنے بعد اوسکے عصر کے وقت حدث ہوا تو اب
مدت عصر کے وقت سے لی جائیگی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت میں قبل مذکور ہوئی اور حدیثیں بھی اس باب میں آئی ہیں اور
اکثر احادیث کا یہی مضمون ہے کہ مسافر کے واسطے مدت مسح کی تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور ایک
روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسح جب تک چاہے کرے یعنی کچھ مدت نہیں مگر جنابت سے اوتارے اور یہی قول ہے ابن عباس کا اور
دلیل پکڑتے ہیں وہ اس سے جو روایت کیا حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اور کہا صحیح ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے
تم میں اپنے موزے پہنے سو نماز پڑھی اون دونوں موزوں میں اور مسح کرے اونپر اور نہ اوتارے اگر چاہے اونکو مگر جنابت سے اور
ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو تین دن کی مدت پر حمل کیا ہے اور وہ جو ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے ابی بن عمارہ
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسح کرون میں موزون پر فرمایا ہان کہا ایک دن فرمایا اور دو دن
کہا اور تین دن یہان تک کہ پہنچے سات دن تک سو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل حدیث مذکور میں لکھا ہے وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي
إِسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ یعنی تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اسناد میں اوسکی اور وہ قوی نہیں دوسرے یہ کہ مخالف ہے روایت
اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم مثل حضرت علی اور ابی بکرہ اور صفوان بن عسال رضی اللہ عنہم سے اگر کوئی کہے کہ حدیث انس رضی اللہ
جسکو حاکم نے صحیح کیا ہے اور دارقطنی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے معتبر ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ حدیث محمول ہے تین دن

مدت پر جیسا کہ گذرا ص جو چیز کہ وضو کو توڑتی ہی مسح کو بھی توڑتی ہی ف کیونکہ پیر دھونا ایک جز ہی وضو کا اور
اوسکا یہ قائم مقام ہی تو جس سے وضو ٹوٹیگا یہ بھی ٹوٹیگا ص اور نکالنا موزے کا بھی مسح کو توڑتا ہی اور پھر دونون پیر کا
دھونا واجب ہوگا کیونکہ جمع غسل اور مسح مین نہین درست ہی اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیگ جاوے
مسح ٹوٹ جاتا ہی اور فقیہ ابو جعفر کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیگ جاوے مسح ٹوٹ جاویگا اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام
ہو جاوے دھونا پیر کا اوسپر فقط واجب ہوگا اگر وہ باوضو ہی اور اگر بے وضو ہی تو سارا وضو کرے اور باہر نکلنا اکثر قدم کا
موزے سے مسح کو توڑتا ہی اور یہی لفظ قدوری کا ہی اور متن مین جو لکھا ہی کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہی
مروی ہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین انگلی چھوٹی کے پھٹ جاوے اور پیر اتنا ہی موزے سے کھل جاوے
مسح جائز نہین اور اس سے اگر کم پھٹا ہو تو درست ہی اور اگر لنبا پھٹا ہی کہ اوسمین تین انگلیان برابر سما جاتی ہین لیکن اتنا کھلتا نہین
مسح درست ہی اور اگر ملا ہوا ہی لیکن چلنے کے وقت اتنا کھل جاتا ہی مسح درست نہین اور جو موزہ رسی وغیرہ سے بنا ہوا اور نیچے
ٹخنا کھلا ہو اگر سوت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اسطرح پر کہ کچھ اوسمین سے کھلا نہین رہتا تو اوسپر مسح درست ہی اور اگر کھلا رہتا ہی تو اگر مقدار
تین انگلی کے یا زیادہ کھلا ہوگا مسح درست نہین ورنہ درست ہی اور اگر ایک موزے مین بہت جگہ پھٹا ہو کہ جمع کرنے سے تین انگلی کے موافق
ٹھہرے تو اوسپر مسح درست نہین اور اگر دونون موزے پھٹے ہون اور دونون جمع کرکے اسقدر ٹھہرے تو مسح درست ہی اور اگر مقیم نے موزے پر مسح کیا
اور ایک دن رات گذرنے سے پہلے مسافر ہوا تین رات دن کے بعد اوتارے اور اگر ایک دن ایک رات گذرنے کے پہلے مقیم ہوا ایک دن اور ایک رات کے
بعد اوتارے اور اگر مسافر بعد ایک رات اور ایک دن کے مقیم ہوا یا مقیم مسافر ہوا موزے کو پیر سے اوتار کے پھر پیر دھو کے مسح شروع کرے

فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان مین

پٹی پر مسح درست ہی اگرچہ وقت حدث کے باندھی ہو اور پٹی کا کھولنا مسح کو باطل نہین کرتا ہی مگر جبکہ زخم اچھا ہو گیا ہو ف
پٹی پر مسح کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا روایت کیا ہی اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت
ضعیف ہی اور اسواسطے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اوسپر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہی اور جب موزے کا مسح درست ہوا تو پٹی کا بھی
درست ہوگیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد پٹی گری تو اوس مقام کا دھونا فرض ہوویگا پھر اگر اوسکا وضو ہووے تو فقط اوسی مقام کو
دھو ڈالے ص پھر اگر مسح کرنا پٹی پر ضرر کرے تو ترک کرنا اوسکا درست ہی ف کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ ایک شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سر مین زخم لگا تھا اور اوسکو احتلام ہوا تو حکم کیا گیا غسل کا تو اوسنے غسل کیا اور
اکڑ کے مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکی خبر پہونچی کہا عطا نے کہ پہونچا ہمکو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاش دھو لیتا
تمام بدن اپنا اور چھوڑ دیتا سر اپنا جس جگہ اوسکو زخم لگا تھا روایت کیا اسکو ابن ماجہ وغیرہ نے ص اور اگر ضرر نکرے
تو اوسمین کئی روایتین ہین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی ترک کرنا اوسکا اور فتوی اسپر ہی کہ ترک کرنا درست نہین
اور اسمین کچھ شرط نہین ہی کہ پٹی طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ بے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہی خواہ محدث ہو یا جنب
جیسا کہ گذرا اوپر تشبیہ سے کہ مسح پٹی پر جب درست ہی کہ جب مسح اوس عضو کا نکر سکے جیسا کہ دھو نہین سکتا اسطرح پر کہ پانی اوسکو
ضرر کرتا ہی یا پٹی بندھی ہو اور کھولنے مین اوسکے ضرر کا خوف ہی تو اگر عضو کے مسح پر قادر ہوویگا پٹی پر مسح جائز نہین ف

اسواسطے کہ یہ مسح بسبب عذر کے ہی اور جب عذر نہووےگا تو مسح بھی جائز نہوگا ص اگر اعضا غسل کے پھٹے ہوئے ہون اور انکے دھونے سے عاجز ہووے پانی بہانا اوسپر لازم ہی تو اگر بہا نہ سکے تو اوسی جگہہ کا مسح کرلیوے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہووے تو دوا جو اوسکے گرد اوسکے دھولیوے ف دلیل اسکی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہی جو اوپر گذری ص اور اگر ہاتھ اوسکے پھٹے ہوئے ہون کہ خود وضو نہین کرسکتا دوسرے سے کرالیوے تو اگر دوسرے سے اوسنے کرالیا اور تیمم کرلیا جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک درست نہین اور اگر اوسکے پیر کی بوائی کی جگہہ پر دوائی لگائی ہی پانی کو دوا پر گذار دیوے اور اگر پانی بہایا اور پھر دوا اگر پڑی اگر تندرستی سے گری ہی اوس مقام کو پھر دھولیوے اگر تندرستی سے نہین گری ہی تو نہ دھووے اور اگر کسی شخص نے فصد لی اور گدی رکھکر اوسکے اوپر پٹی باندھی بعض لوگون کے نزدیک پٹی پر مسح درست نہین بلکہ گدی پر کرے اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی ایسی ہووے کہ بغیر دوسرے کے آپ باندھ سکے تو مسح اوسپر جائز نہین اور اگر آپ نہین باندھ سکتا جب تک دوسرا شخص نہ باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہی ف اسواسطے کہ مسح اسواسطے عذر کے ہی اور جب پٹی آپ کھولتا ہی اور آپ باندھ سکتا ہی تو پٹی اوتارنے مین عذر نہین اور اگر آپ باندھ نہین سکتا تو اوس جگہہ عذر پایا جاویگا تو مسح بھی درست ہوویگا ص اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی کھولنے سے اور اوسکے نیچے مسح کرنے سے حرج ہووے اور زخم کو کچھ ضرر پہونچے تو مسح پٹی پر جائز ہی اور اگر ضرر نہین تو پٹی پر مسح درست نہین ف اور یہی قول مختار ہی ص اگر کھولنا پٹی کا ضرر نہین کرتا لیکن مقام جراحت سے اوتارنا ضرر کرتا ہی کھولے اور اوسکے نیچے کو مقام جراحت تک دھووے اور پھر باندھلیوے اور مقام جراحت کا مسح کرلے اور اکثر مشائخ اسپر ہین کہ پٹی پر مسح درست ہی اور گرد مین گوشت کے اگر بدن کھلا ہی مسح اوسپر درست ہی کیونکہ دھونے مین خوف اس بات کا ہی کہ پٹی تر ہو اور تری اوسکی زخم تک پہونچے ف جو پٹی کہ گدی پر باندھی جاتی ہی اوسکو عصابہ بھی کہتے ہین ص اور تمام پٹی اور عصابے کا مسح کرنا چاہیے حسن کی روایت مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی مذکور ہی اصل مین اور بعضون کے نزدیک اگر پٹی اور عصابے کا اکثر مسح کرلیوے تو بھی درست ہی اور اگر پٹی اور عصابے پر مسح کرلیا اور پھر اونکو اوتارا اور پھر باندھلیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نکریگا تو بھی درست ہی اور اگر اوسکی جگہہ دوسری پٹی یا عصابہ باندھے بہتر یہ ہی کہ پھر مسح کرے اور اگر نکریگا تو بھی درست ہی اور تین بار مسح کرنا پٹی یا عصابے کا کچھ ضرور نہین بلکہ ایک ہی کافی ہی اور پٹی کے مسح کے واسطے کچھ مدت نہین جیسا کہ مسح موزے کیواسطے ہی تو اگر پٹی گر پڑی لیکن اچھے ہونے سے گری ہی اوس جگہ کا دھونا واجب ہی زخم کے اور اگر زخم اچھے ہونے سے نگری تو مسح باطل نہوویگا بخلاف مسح موزے کے کہ اگر ایک موزے کو اوتار لیا تو دونون پیر کا دھونا واجب ہوا

باب حیض کے بیان مین

تین خون خاص ہین عورتون کے ساتھہ حیض اور استحاضہ اور نفاس اور حیض اوس خون کو کہتے ہین جسکو رحم عورت بالغہ کا جھاڑتا ہی اور عورت بالغہ نو برس مین ہوتی ہی بغیر کسی بیماری کے اور سن نا امیدی کو بھی نہ پہونچی ہووے تو جو خون رحم سے نہوویگا حیض نہین اور اسی طرح جو خون نو برس کے قبل آویگا اور ایسا ہی جو بیماری سے آویگا اور جو خون ہمیشہ جاری ہی بعض خون حیض ہوویگا اور بعض بیماری سے اور جو خون بعد جننے کے عورت کو آتا ہی اوسکو نفاس کہتے ہین وہ بھی حیض ہی مگر داخل نہین اور صحیح یہ ہی کہ حیض بعد سن ایاس کے نہین ہوتا ف ایاس کے معنی نا امیدی کے ہین تو گویا اوس عمر مین حیض سے نا امیدی ہوجاتی ہی ص اور سن ایاس بعض کے نزدیک ساٹھہ برس ہین اور بعضون کے نزدیک پچپن برس اور یہی تجویز کیا ہی مشائخ بخارا اور خوارزم نے ف بخارا اور خوارزم نام دو شہر ہین

ص تو جو خون عورت بعد اس سن کے دیکھے وہ ظاہر مذہب میں حیض نہیں **ف** چلپی حاشیۂ شرح وقایہ میں ہی کہ فتوی ہمارے زمانے میں اوپر اسکے ہی کہ بعد پچپن برس کے حیض نہیں اور یہی قول ہی حضرت عایشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا **ص** اور فتوی اسپر ہی کہ جب خون سیاہ یا سرخ دیکھے تو حیض ہی اور جسکا خاوند مرجاوے اور اوسکو حیض نہ آتا ہو تو چار مہینے دس دن اوسکی عدت ہی اگر وہ عورت آزاد ہی اور اگر لونڈی ہی تو دو مہینے اور پانچ دن سو اگر قبل تمام ہونے عدت کے اس عورت نے **ف** یعنی جو حیض سے ناامید ہوئی اور سن ایاس کو پہنچی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینوں سے باطل ہو جاویگی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خاکی ہی تو وہ حیض نہیں استحاضہ ہی **ف** استحاضے کا آگے بیان آویگا **ص** اور کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر تیسرے دن کا ہی اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن **ف** حدیث میں ہی کہ کم مدت حیض کی واسطے عورت کے باکرہ ہو یا ثیبہ تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابی امامہ سے کہا دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبد الملک اسناد میں اسکی مجہول ہی اور علا ابن کثیر ضعیف ہی اور روایت کیا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھہ سات آٹھہ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اوس سے تو وہ استحاضہ ہی اور بسبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اوسکو اور حدیث مشہور ہی خلد بن ایوب سے اور روایت ہی موقوفا انس رضی اللہ عنہ سے کہا ابن عدی نے حسن ابن دینار میں کہ نہیں دیکھا میں نے اوسکو شدید نکارت میں بلکہ حدیث اوسکی قریب ضعف کے ہی اور روایت کیا دارقطنی نے عبد العزیز دراوردی سے انھوں نے عبید اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھوں نے کہ عورت حائض ہی دس دن تک اور جو زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اور روایت ہی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہوتی ہی عورت مستحاضہ ایک دن اور نہ دو دن میں یہاں تک کہ پہونچے دس دن کو سو وہ مستحاضہ ہی اور روایت کی عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہ حائض جب تجاوز کرے دس دن کو تو وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہی غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان یہ صحابی ہیں اور روایت کی سعید بن جبیر سے کہا کہ حیض کے تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی دارقطنی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ واثلہ بن اسقع سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہی اور اکثر مدت دس دن ہی اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد بن منہال مجہول ہیں اور روایت کیا ابن عدی نے کامل میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہی حیض کم تین دن سے اور نہ اوپر دس دن سے اور ضعیف کیا اوسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضع الحدیث ہی اور روایت کیا اسکو عقیلی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صدفی سے کہ مجہول ہیں اور روایت کیا ابن جوزی نے علل متناہیہ میں خدری رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر اوسکے دس دن اور کم مدت درمیان دو حیضوں کے پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا اسکو سلیمان نخعی سے ابو داود نے اور وہ واضع ہی حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہی امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہی کہ اختلاف کیا اہل علم نے مدت حیض میں بعضوں نے کہا ہی کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہیں اور اکثر مدت دس دن اور یہی قول ہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہی ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی حدیث صحیح اس باب میں نہیں آئی **ص** اور شروع حیض کا جب سے ہوتا ہی کہ خون فرج خارج تک آجاوے تو اگر کسی عورت نے فرج داخل میں رسف رکھا ہی

ف عبد الملک

ف حسن بن دینار

ف محمد بن منہال

ف محمد بن سعید شامی

ف محمد بن حسن صدفی

ف سلیمان نخعی

ف کرسف اوسکو کہتے ہین جو عورتین مقام حیض مین اپنے ایک کپڑا یا روئی کا ٹکڑا رکھتی ہین ص لو خون اوسکی جگہ سے
بند ہی یعنی فرج خارج تک نہین پہونچا ہی حیض متحقق نہوگا اور نماز کو نہ توڑیگا تو کرسف کے رکھنے وقت حیض جب متحقق ہوگا کہ خون
فرج خارج سے کرسف تک آ جاوے تو اگر فرج داخل کا کرسف سرخ ہوگیا اور فرج خارج کا سرخ نہین ہوا حیض متحقق نہوگا مگر جب
کرسف اوٹھا لیا جاوے تو اوٹھانے کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم ہی خون استحاضہ اور نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج
تک انمین سے کوئی آ جاوے تب حکم اوسکا متحقق ہوگا اور اگر مرد نے اپنی احلیل مین یعنی سوراخ ذکر مین روئی رکھی یہی حکم ہی اور قلفہ خارج مین
داخل ہی ف قلفہ اوسے کہتے ہین جہان تک کہ ختنہ کیا جاتا ہی تو اوسمین اگر پیشاب آجاویگا نماز ٹوٹ جاویگی اگرچہ باہر نکلے
ص اور رکھنا کرسف کا باکرہ کو ایام حیض مین مستحب ہی اور ثیب کو ہر وقت اور مقام رکھنے کرسف کا مقام بکارت کا ہی اور
فرج داخل مین رکھنا مکروہ ہی اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات مین کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی اوسپر اثر خون کا دیکھا حکم
حیض کا خون دیکھنے کے وقت سے ثابت ہوویگا اور اگر عورت حائضہ نے کرسف رکھا اور جب صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا
جس وقت سے رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کہ دو حیضوں کے بیچ مین واقع ہو مدت حیض مین اگر ہوگا تو حیض ہی اور جو رنگ کہ مدت حیض
مین سوائے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہی ف حیض سے پاک ہونے کو طہر بولتے ہین اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ
روز ہین اور زیادہ کی حد نہین اور طہر متخلل کہتے ہین اوس پاکی کو جو عورت دو حیض کے بیچ مین دیکھے قبل تمام ہونے مدت حیض کے
اور خون کے کئی رنگ ہین سب چھ رنگ علما نے بیان کیے ہین سرخ سبز سیاہ تیرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور
مٹی کے رنگ مین یہ فرق ہی کہ تیرہ مین سفیدی مائل ہوتی ہی اور مٹی کے رنگ مین سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہی کہ عورت حائضہ ان چھ رنگ
مین سے کوئی رنگ دیکھے وہ حیض ہی مگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہین اور اب طہر متخلل کا بیان شروع ہوتا ہی تفصیل اوسکی ہمنے بیان نہین کی
جو قول مفتی بہ ہی اوسکو ذکر کر دیا اور باقی طالب کو شرح عربی پر چھوڑا ص جو طہر کہ پندرہ دن سے کم ہووے جب دو خونکے بیچ مین آوے
تو اگر تین دن سے بھی کم ہی تو وہ سب کے نزدیک حیض ہی اور اگر تین دن پورے یا زیادہ ہین تو امام ابی یوسف کے نزدیک اور امام اعظم سے ایک روایت
مین بھی حیض مین داخل ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اسی پر فتوی ہی کیونکہ اسمین آسانی ہی فتوی پوچھنے والے اور فتوی دینے والے پر
ف ہدایہ مین لکھا ہی وَالْاَخْذُ بِهٰذَا الْقَوْلِ اَيْسَرُ یعنی تمسک کرنا ساتھ اس قول کے آسان ہی اور یہی ہی آخر
قول امام صاحب کا اور پانچ مذہب اسمین اور ہین امام محمد کی روایت امام صاحب سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی
روایت امام صاحب سے ابو سہیل کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب سے اور تفصیل مین ان مذاہب کے خواص کا فقط فائدہ ہی
عوام کا کوئی فائدہ متصور نہین اسواسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ و سیاہ ہو تو سب کے نزدیک حیض ہی اور اسی طرح اگر
خوب زرد ہووے تب بھی صحیح مذہب مین حیض ہی اور سبزی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاکی ہمارے نزدیک حیض ہی ف
اور فرق ان دونون مین بیان کر چکے اور بعض اماموں کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہین دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود اور بخاری نے
ام عطیہ سے کہ کہا انھون نے ہم نہین گنتے ہین تیرگی اور زردی کو بعد پاکی کے کچھ یعنی حیض مین داخل نہین کرتے اور روایت کیا اسکو
ابن ماجہ نے بھی اور حضرت عایشہ سے بھی ایسا ہی مروی ہی سنن ابن ماجہ مین اور ہدایہ مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا
سپیدی کے سبکو حیض گردانا ہی اور جب حیض کے رنگ سے فارغ ہوئے تو اب حکم حیض کا بیان کیا جاتا ہی ص عورت حائضہ

نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے اور جب پاک ہوجاوے تو روزے کی قضا رکھے اور نماز کی قضا نہ کرے **ف** کیونکہ حضرت ابو سعید
خدری سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں جب کہ حائض ہوتی ہی عورت نہ نماز پڑھتی ہی نہ روزہ رکھتی ہی
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کیا ابوداود وغیرہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے
ساتھ قضا کرنے روزے کے اور نہین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خوارج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہی
اور یہ مذہب مخالف احادیث مشہورہ اور مردود ہی **ص** اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اوسکے ذمے سے
ساقط ہوگی اور اگر دس دن کے بعد پاک ہوئی آخر وقت مین نماز اوسپر واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور دس دن سے کم مین
اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ ہوسکتی ہی نماز واجب ہوگی اور اگر اس سے کم وقت ہی واجب نہوگی اور اگر روزہ دار
عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزے مین ہووے تو اگر روزہ فرض ہی قضا اوسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہی قضا اوسکی واجب نہوگی
اور نماز مین اگر حیض آیا قضا اوسکی واجب ہی اگرچہ نفل ہی اور اگر حائضہ عورت رمضان مین دن کو پاک ہوئی اور کچھہ کھایا وہ روزہ کافی
نہوگا لیکن کھانا اوسکو واجب ہی اور اگر رات کو دس دن کے بعد پاک ہوئی اوسکو کل کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہووے
اور اگر دس دن سے کم مین پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہی کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کرسکتی ہی تو کل کا روزہ واجب ہوگا اور اگر اس سے کم ہی تو
واجب نہوگا اور اگر اوتنا وقت رات مین باقی تھا اور اوسنے غسل نہین کیا روزہ اوسکا باطل نہوگا اور حائضہ کو درست نہین کہ مسجد
مین آوے اور طواف خانہ کعبہ کا کرے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھون نے کہا کہ جب آئے ہم
سرف مین کہ نام ایک مقام کا ہی تو حائضہ ہوئی مین سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کر جو کرتے ہین حاجی لوگ سوا اس بات کے کہ
نہ طواف کر خانہ کعبہ کا جب تک کہ پاک نہووے روایت کیا اسکو بخاری نے اور مسلم نے اور مسجد مین داخل ہونا اسواسطے منع ہی کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ مصلے کو مسجد سے لیلے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین حائضہ ہون
تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض تیرا تیرے ہاتھہ مین تو نہین ہی اور اسی واسطے کوئی چیز باہر سے لینا حائضہ کو مسجد سے درست ہی
اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین حلال کرتا ہون مسجد کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا اسکو
ابوداود نے اور ابن ماجہ اور بخاری نے تاریخ مین اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد مین اسکی افلت بن خلیفہ عامری
کوفی مجہول الحال ہی اور کہا ابن الرفعہ نے کہ وہ متروک ہی جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن الرفعہ کا قول صحیح نہین مردود ہی اور کسی امام حدیث نے
ایسا بیان نہین کیا بلکہ کہا احمد نے کہ نہین دیکھتا ہون مین ساتھہ اوسکے کچھہ حرج اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ نے اور حسن کہا اوسکو یحیی
بن قطان نے واللہ اعلم **ص** اور اگر طواف کرلیا حلال ہوجاویگی **ف** یعنی وہ چیزین کہ وقت احرام کے حرام ہوجاتی ہین
حلال ہوجاوینگی **ص** اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہین اور چھونے سے مراد یہ ہی کہ مباشرت کرے یا ران مین
ران ملاوے اور بوسہ لینا اور اوس مقام کے سوا کا چھونا درست ہی اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور
باقی سب بدن سے استمتاع اور فائدہ لینا درست ہی **ف** کیونکہ روایت ہی زید بن اسلم سے کہا انھون نے کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجکو اپنی عورت سے کیا درست ہی جس حالت مین وہ حائضہ ہووے سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
باندھہ تو اوسپر ازار پھر تجکو اختیار ہی ازار کے اوپر کا اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو کہا ہی کہ یہ مرسل ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ مرسل ثقہ

متروک راویوں کے مقبول ہو اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام مالک اور دارمی نے اور روایت ہے
معاذ بن جبل سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورت سے مجکو وقت حیض کے کیا حلال ہے کہا کہ اوپر ازار کے اور بچنا
اس سے افضل ہے روایت کیا اسکو رزین نے اور محی السنہ نے کہا ہے کہ اسناد اسکا قوی نہیں اور جماع کرنا عورت سے حالت حیض میں حرام
اور گناہ کبیرہ ہے بالاتفاق ممنوع ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ جماع کرے
حائضہ سے یا کسی عورت کی دبر میں یا کسی کاہن کے پاس آوے اور اس سے خبر پوچھنے کو سو اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوا اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں ازار باندھ لیتی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے
مباشرت کرتے تھے اور میں حائض ہوتی تھی اور روایت کی امام مالک نے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کو
بھیجا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس کہ پوچھے لوگ اس سے کہ کیا مباشرت کرے مرد عورت اپنی سے اور وہ حائض ہے سو کہا عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ باندھ لے ازار اپنی پھر مباشرت کرے اگر چاہے اور ایک روایت میں ابوداود اور نسائی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے عورتوں اپنی سے اور وہ حائض ہوتی تھیں جب اوپر ران کے ازار ہوتی تھی نصف رانوں تک یا زانو تک
اور ایسی ہی بہت روایتیں صحیح اس باب میں آئی ہیں اور روایت کی ابی داود نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے سنا بعض
ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے عورت حائضہ سے کچھ ڈالتے تھے فرج پر اوسکی کپڑا
اور شاید اسی حدیث سے مسئلہ امام محمد صاحب کا ہے **ص** اور حائض اور جنب و نفسا کو قرآن پڑھنا درست نہیں اگرچہ ایک آیت
کم ہو یہی مذہب ہے کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام طحاوی کے نزدیک پڑھنا ایک آیت سے کم کا درست ہے اور یہ اختلاف اوس میں ہے کہ قرأت
کے قصد سے ہووے اور اگر بغیر قصد کے ہووے جیسے کہے الحمد للہ رب العالمین یا شکر النعمۃ تو کچھ حرج نہیں **ف**
قرأت واسطے جنب اور حائض کے اسواسطے جائز نہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن میں سے
روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم نے اور اسکا ایک شاہد ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسکو دارقطنی
نے مرفوعا اور بعضوں نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف کیا ہے واللہ اعلم **ص** عورت حائضہ کو تہجی قرآن کی درست ہے **ف**
اسواسطے کہ یہ قرأت قرآن کی نہیں گنی جاتی **ص** اور جو عورت کہ پڑھاتی ہے اوسکو اگر حیض آیا امام کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ پڑھاوے
اور بیچ کلمے کے اوپر ٹھہر جاوے اور امام طحاوی کے نزدیک آدھی آدھی آیت پڑھاوے اور ہر آدھی کے بعد ٹھہرے پھر باقی آدھی پڑھاوے اسی طرح کرتا
اور دعائے قنوت کا پڑھنا بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور وظائف اور اذکار کا پڑھنا مکروہ نہیں اور توریت و انجیل
پڑھنا مکروہ ہے **ف** اور اسی طرح زبور بھی **ص** اور محدث بے وضو کو قرآن پڑھنا درست ہے **ف** اسواسطے کہ روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں روکتی تھی کوئی چیز انکو قرآن پڑھنے سے مگر جنابت روایت کیا اسکو احمد اور اصحاب سنن
اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن سکن اور عبد الحق
اور بغوی نے شرح السنہ میں اور روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں دس آیتیں اخیر سورۂ آل عمران کی
قبل وضو کے **ص** اور چھونا اوسکا حائضہ اور جنب اور نفسا اور محدث چاروں کو جائز نہیں **ف** اسواسطے کہ
قرآن شریف میں آیا ہے لا یمسہ الا المطہرون یعنی نہیں چھوتے ہیں اوسکو مگر پاک لوگ **ص** مگر غلاف کے

اوس سے درست ہی اور غلاف اوسے کہتے ہین کہ جدا ہو سکے تو اب جلد کا جدا ہونا ممکن نہین اسلئے چھونا بھی اوسکا درست نہین
اور لکھنا قرآن کا اگر چھوا نہین جاتا ہی لکھے ہونے کو درست ہی نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہین
اور بے طہارت کے آستین سے چھونا مکروہ ہی اور اون روپے پیسون کو جسپر آیت قرآن کی لکھی ہو چھونا مکروہ ہی مگر تھیلی مین ہون تو چھونا
تھیلی کا جائز ہی مکروہ نہین اور جو عورت کہ دس دن پر حیض سے پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہی اور جو اس سے
قبل مین پاک ہوئے قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہین اور یہی نفاس کا حکم ہی ف یعنی اگر نفاس کی مدت پوری ہوئی
یعنی چالیس روز کے بعد پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہی اور اگر کم مین اس سے پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہین
اور وجہ اسکی صاحب ہدایہ نے یون لکھی ہی کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہی اور کبھی بند ہو جاتا ہی اور جب دس دن مین حیض سے
فارغ ہوئی اور چالیس دن مین نفاس سے تو یہ تو اکثر مدت ہی اس سے زیادہ حیض و نفاس نہین ہو سکتا اور جو کم مین پاک ہوئی تو احتمال ہی
کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم ص اور اگر دس دن سے کم مین
پاک ہوئی اور اوسپر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے گذر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہی ف کیونکہ نماز اوس وقت
اوسپر فرض ہو گئی تو حکماً گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوسکا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کم مین تین دن سے زیادہ مین تو قربت اوسکی
جائز نہین جب تک کہ عادت کے موافق وقت نگذر جاوے اگرچہ اوسنے غسل بھی کر لیا ہووے کیونکہ عادت مین خوف ہی خون کے پھر آجانیکا
تو احتیاط پرہیز مین ہی کذا فی الہدایۃ ص اور اگر عورت حائضہ دس دن سے کم مین پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گذر گئے ہین
مگر عادت سے اسکی کم ہی تو واجب ہی اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہو جاوے تو جب ڈر ہو جاوے قضا کا اوس وقت غسل کر
اور نماز پڑھے اور اگر عادت کے برابر ہووے یا زیادہ عادت سے ہو جاوے یا وہ عورت مبتدئہ ہووے تو تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہی ف مبتدئہ
اوس عورت کو کہتے ہین جو اول بار حائضہ ہوئی ہو اور پہلے اوسکے کبھی حیض نہوا ہووے ص اور اگر تین دن سے کم مین پاک ہوئی نماز کی
تاخیر کرے اور جب قضا ہونے کا خوف ہو غسل کرے اور پڑھ لیوے اور ان سب صورتون مین اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل
ہو گیا مبتدئہ یا معتادہ ہو اور اگر کوئی عورت دس دن یا زیادہ مین پاک ہوئی دس دن کے گذرنے سے حکم طہارت کا کیا جاویگا اور غسل
اوسپر واجب ہوگا اور معتادہ نے اگر ایک دن خون دیکھا اور دوسرے دن طہر تو جسدن خون دیکھے اوس دن نماز ترک کرے اور جسدن پاک
ہووے اوسدن غسل کرے اور نماز پڑھے تو تیسرے دن پھر نماز ترک کرے اور چوتھے دن پڑھے اسیطرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر
کی پندرہ دن ہین اور اکثر مدت کی حد نہین ف ابراہیم نخعی سے بھی ایسی ہی روایت ہی اور اکثر کا یہ حال ہی کہ کبھی برس دو برس تک
طہر رہتا ہی ص مگر معتادہ کا موافق عادت کے طہر ہوگا اور اختلاف ہی طہر کے اندازے مین اور صحیح یہ ہی کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے ہین
صورت اوسکی یون ہی کہ ایک عورت کو اول بار حیض آیا اور اوسنے دس دن خون دیکھا اور چھ مہینے پاک رہی پھر خون اوسکا برابر جاری رہا عدت اوسکی انیس مہینے تین
گھڑی کم ہوگی واسطے کہ تین حیض کا ایک مہینا ہوا اور تین طہر چھ چھ مہینے کا اٹھارہ مہینے ہوئے جسمین تین گھڑی کم ہین ایک ایک گھڑی کم ہر طہر مین سو انیس مہینے تین گھڑی کم ہوئے

فصل استحاضے کے بیان مین

جو خون کہ تین دن تین رات سے کم ہووے یا دس روز سے زیادہ ہووے یا نفاس کے چالیس روز سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہی اسیطرح جو خون
کہ عورت کے حیض کی عادت سے زیادہ ہوا اور دس دن سے بڑھ جاوے یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہوا اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استحاضہ ہی

تھا اوسکی عادت حیض کی سات دن کی تھی اور اوسنے خون بارہ دن تک دیکھا پانچ دن استحاضہ کے ہیں اور نفاس کی عادت
تیس دن کی تھی اور خون آوے پچاس دن تک دیکھا بیس دن استحاضہ کے ہیں یہ حکم تو معتادہ کا ہی اور مبتدیہ کا خون اگر جاری ہو تو پہلے
سے دس دن اوسکے حیض کے ہونگے اور باقی استحاضہ اور پہلے نفاس میں اوسکا خون ہمیشہ جاری رہا چالیس دن نفاس کے گنے جاوینگے
اور باقی استحاضہ کے اور جو خون حاملہ دیکھے وہ بھی استحاضہ ہی **ف** معتادہ عورت کو چاہیے کہ اگر خون اوسکا جاری رہا تو
جتنے دن اوسکے حیض کے ہیں عادت کے موافق نماز ترک کرے اور بعد اوسکے نماز پڑھے غسل کرکے جب دن آوین حیض کے نماز ترک کر
اسی طرح عادت کے موافق ہمیشہ کیا کرے کیونکہ روایت ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک عورت تھی بہتا تھا خون اوسکا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد میں تو پوچھا اوسکے واسطے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ دیکھے گنتی رات
دن کی کہ جن میں حیض آتی تھی ان دنوں میں مہینے سے قبل اس عارضہ کے سو ترک کرے نماز موافق اوسکے مہینے سے سو جب کہ رہ جاوین وہ دن
تو غسل کرے پھر گدی لگاوے کسی کپڑے کی پھر نماز پڑھے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ نے کہ سند اوسکی باسناد صحیح اور ایک
حدیث میں آیا ہی تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِهَا یعنی چھوڑ دے نماز حیض کے دنوں میں لیکن ابو داود نے ضعیف کیا اس روایت کو اور
کہا کہ وہم ہی ابن عیینہ راوی سے اور حفاظ کی حدیثوں میں یہ قول نہیں اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہی اور یہی قول ہی حسن اور سعید
بن المسیب اور عطا اور مکحول اور ابراہیم اور قاسم بہت سے تابعین کا **ص** عورت مستحاضہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرنا
اوس سے درست ہی **ف** اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں بیشمار کہان تک بیان کرون اوپر ایک حدیث بیان کی وہ کافی ہی
ص جس شخص کو استحاضہ یا خون ناک کا یا کوئی اور حدث ہمیشہ لگا رہے اس طرح کہ کسی فرض کا وقت اوس سے بغیر اوسکے نگذرے تو وہ
ہر وقت فرض کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کے نزدیک ہر فرض کے لیے وضو اور نفلوں کو فرض کی تبعیت میں پڑھے **ف**
کیونکہ روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت مستحاضہ میں کہ چھوڑ دے نماز کو حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور نماز پڑھے
اور وضو کرے ہر وقت نماز کے لیے روایت کیا اسکو ابو داود نے سنن میں اور یہی ہی مذہب امام صاحب کا اور محمد و زفر و ابو یوسف
رحمہم اللہ اجمعین کا اور ثابت کرنا اسکا بہت مشکل ہی جسکو منظور ہووے مشکل الآثار امام طحاوی میں خوب تفصیل ہی دیکھ لیوے
اور ایسا ہی روایت ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنن ابی داود میں اور کہا سعید نے کہ غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک روایت کیا
اسکو ابو داود نے اور بعضوں نے کہا ہی کہ اسمین وہم ہو گیا ہی صحیح یہ ہی کہ مِنْ ظُهْرٍ اِلٰی ظُهْرٍ یعنی ظہر سے ظہر تک لیکن یہ قول
مناسب مقام نہیں سوا اسکے ظہر کی کیا تخصیص ہی سب نمازیں اس باب میں برابر ہیں موید ہی اسکی جو کہا ابو داود نے حَدَّثَنَا
مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَرْبُوعٍ قَالَ فِيهِ مِنْ طُهْرٍ اِلَى طُهْرٍ فَقَلَبَهَا
النَّاسُ مِنْ ظُهْرٍ اِلَى ظُهْرٍ یعنی روایت کیا اوسکو مسدد نے کہا اوسنے طہر سے دوسرے طہر تک سو بدل دیا اوسکو لوگوں نے
ظہر سے دوسری ظہر تک اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحیح طہر سے طہر تک ہی اور بھی موید ہی اسکی جو کہا ہی ابو داود نے وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ
وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الخ کہ مذہب اونکا وہی ہی کہ ہر وقت نماز کے وضو کرے نہ یہ کہ ظہر سے ظہر تک غسل کرے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
وَعِلْمُهُ اَتَمُّ اور ربیعہ کا مذہب یہ ہی کہ مستحاضہ کو وضو بھی ہر وقت نماز کے واجب نہیں ہی مگر یہ کہ کوئی اور حدث سوا استحاضہ
کے اوسکو ہو پہنچے اور بعضوں کا مذہب یہ ہی کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور بعضوں کا یہ ہی کہ دو نمازوں کو جمع کرے اور

دونون کے واسطے ایک غسل کرے اور احادیثین بھی مختلف وارد ہوئی ہین فافہم اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ ہر دن غسل کرے اور یہی مروی ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا اسکا ابوداود نے اور وطی کرنا عورت مستحاضہ سے درست ہی روایت کیا ہی عکرمہ رضی اللہ عنہ سے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوتی تھین اور جماع کرتے تھے اونسے خاوند اونکے اور اسناد مین اس حدیث کی معلی راوی بعض لوگون نے ضعیف کیا ہی اونکو اور امام احمد اونسے روایت نہین کرتے تھے لیکن کہا یحیی بن معین نے کہ وہ ثقہ ہین اور اسی کو اختیار کیا ہی محدثین نے اور صحیح یہی ہی ص اور ہمارے نزدیک ہر وقت نماز کیواسطے وضو کرے اور اوس وقت مین جتنی چاہے فرضین اور نوافل پڑھے اور اوسکے وضو کو وقت کا جانا توڑ دیتا ہی اور امام زفر کے نزدیک دوسرے وقت کا آنا توڑ دیتا ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہی تو جس شخص نے قبل وقت ظہر کے وضو کیا وہ وقت آنے کے بعد ظہر کی نماز پڑھے آخر وقت تک ہمارے نزدیک اور امام ابی محمد کے نزدیک درست نہین کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے اونکے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہی اور بعد آفتاب کے نکلنے کے وضو ہمارے نزدیک ٹوٹ جاویگا اور امام زفر کے نزدیک نہین ٹوٹیگا کیونکہ جانا وقت کا ہمارے نزدیک وضو توڑتا ہی اور امام زفر کے نزدیک نہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی ٹوٹ جاویگا

فصل نفاس کے بیان مین

نفاس اوس خون کو کہتے ہین جو جننے کے بعد آتا ہی اور اوسکی کم مدت کی حد نہین اور اکثر مدت اوسکی چالیس دن ہین ف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا انھون نے نفاس والی عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بعد نفاس کے چالیس دن بیٹھتی تھین روایت کیا اسکو ابوداود اور احمد اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور ایک روایت مین ہی ابوداود کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو حکم نکیا ساتھ قضا کرنے نمازون نفاس کے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے ص اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اکثر مدت ساٹھ دن ہی ف اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اونپر حجت ہی ص اور جس عورت کا ایک بچہ پیدا ہووے اور چھ مہینے سے کم مین دوسرا بچہ پیدا ہووے تو اونکو توامین کہتے ہین اوسکی ماں کا نفاس اول لڑکے سے معتبر ہوگا اور عدت اوسکی دوسرے لڑکے سے گذریگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دوسرے لڑکے سے اعتبار نفاس کا ہوگا اور جو بچہ ایسا ہووے کہ بعضے اعضا اوسکے مخلوق ہوئے ہون اور اوسکے بعد خون آوے تو وہ خون نفاس کا ہی اور ایسے بچہ پیدا ہونے سے لونڈی ام ولد ہو جاویگی ف ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہین کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے حکم یہ ہی کہ بعد مرنے اوسکے کے آزاد ہو جاتی ہی تو یہ بیان کیا اگر لونڈی سے ایسا بچہ بھی ہو تو وہ مالک سے ام ولد ہو جاویگی ص اور ایسے بچے کو سقط کہتے ہین اگر کسی خاوند نے جورو سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجھپر طلاق ہی اور وہ سقط جنی تو شرط ادا ہو جاویگی اور عورت پر طلاق پڑ جاویگی اور عدت بھی تمام ہو جاویگی

باب نجسون کے بیان مین

ف نجاست کو پاک کرنا واجب ہی نمازی کے بدن اور کپڑے سے اور جس جگہہ کہ نماز پڑھتا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے سو پاک کرو اونکو اور احادیث مین بھی یہی حکم ہی ص اگر بدن یا جگہہ یا کپڑا نمازی کا نجس ہو جاوے اور ایسی نجاست سے جو دکھائی دیتی ہی پانی اور سرکہ اور گلاب اور جو چیز کہ بہتی ہی پانی کی سی اوس سے پاک کرے اور اگر اوسکا اثر باقی رہجاوے اور زائل نہووے تب بھی پاک ہو جاویگی ف پانی کے مثل کیا معنی کہ جب نچوڑا جاوے نچوڑ آوے جیسے پانی یہ سب امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہی اور کہا محمد اور زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہ نہین جائز ہی نجاست کا

پاک کرنا مگر پانی سے **ص** جو چیز کہ نا پاک ہو جاوے اور اوس نجاست کی کہ دکھائی نہیں دیتی تین بار کے دہونے اور ہر بار نچوڑنے سے پاک ہو جاویگی اور تیسری بار مین خوب موافق زور اپنے کے نچوڑے تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑیگا تو پاک نہوگا ایسا ہی نہایہ مین ہے اور جسکا نچوڑنا ممکن نہین تین بار دہونے اور ہر بار کے خشک کرنے سے پاک ہو جاویگی اور خشک کرنا یہ ہے کہ قطرہ ٹپکنا اوسکا موقوف ہو جاوے اگر موزے مین ایسی نجاست جسکا دل ہو ہے بھر جاوے اور خشک ہو جاوے زمین پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تر دلدار بھی ہو وے اور خوب ملے پاک ہو جاویگا اور اوسی پر فتوی ہے اور جو دلدار نہو وے دہونے سے فقط پاک ہوگا جیسے کہ پیشاب فقط دہونے سے پاک ہوتا ہے **ف** روایت کیا ابو داود نے حضرت ابی ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بھر جاوے تمہارے جوتے مین نجاست تو مٹی اوسکے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی مروی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نجاست تر دلدار ہووے تو وہ بغیر دہونے کے پاک نہوویگی اور دلیل اونکی وہ ہے جو روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے مین چلنے سے کوئی نجاست تر بھر جاوے تو دہو اوسکو اور اگر خشک ہے تو کچھ لازم نہین ہے تیرے اوپر روایت کیا اسکو نسائی نے **ص** اگر کسی چیز مین منی بھر جاوے تر ہو یا خشک دہونے سے پاک ہوتی ہے **ف** حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ تر منی سے بغیر دہوئے کپڑا پاک نہین ہوتا اور سوکھی سے بھی دہونے سے پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی منی کو اگر کپڑے سے کھرچ ڈالے تو بھی پاک ہو جاویگا لیکن یہ جب ہے کہ منی اسقدر غلیظ ہووے کہ قابل کھرچنے کے ہووے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ دھوتی تہین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور یہی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دہوتے منی کو پھر نکلتے تہے نماز کو اوسی کپڑے مین اور مین دیکھتی تہی نشان دہونے کا اوسمین روایت کیا اوسکو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اور ایک روایت مین مسلم کی ہے کہ مین کھرچتی تہی منی کو آپکے کپڑے سے پھر نماز پڑہتے تہے اوسی کپڑے مین اور ایک روایت مین ہے کہ مین کھرچتی تہی سوکھی منی کو ناخون سے اونکے کپڑے سے اور کہا امام طحاوی نے شرح الآثار مین حَدَّثَنَا يُونُسُ **ثنا** يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ **ثنا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَبِشْرُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سَنَانٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ لَفِيْ ثَوْبِهٖ یعنی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین دہوتی تہی منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اور تحقیق کہ نشان پانی کے اونکے کپڑے مین ہوتے تہے **ص** اگر سر ذکر کا پاک ہے اس طرح پر کہ پیشاب نے مخرج سے تجاوز نکیا اور بعد پیشاب کے استنجا کیا اور منی خشک ہو گئی کھرچنے سے پاک ہو جاویگی کپڑا ہووے یا بدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ بدن مین اگر منی لگکے خشک ہو جاوے کھرچنے سے پاک نہو جاویگی جب تک نہ دہوویگا **ف** صاحب ہدایہ نے وجہ اسکی یون بیان کی ہے فَاِنَّ حَرَارَةَ الْبَدَنِ جَاذِبَةٌ فَلَا يَعُوْدُ اِلَى الْجِرْمِ وَالْبَدَنُ لَا يُمْكِنُ فَرْكُهٗ کہ حرارت بدن جاذب ہے سو نہ عود کریگی منی طرف جرم کے خشکی سے اور بدن سے کھرچنا اوسکا ممکن نہین **ص** تلوار یا چھری یا اور جو لوہے کے مثل چیزین ہین ملنے سے پاک ہو جاتی ہین زمین پر پاکسی اور چیز پر ہووے اور جو چیز نہ ایسا ہو کہ دہونا اوسکا دشوار ہو یا کہ اسقدر اوسپر پانی بہاوے پاک ہو جاویگا اور اینٹین ناپاک یا اینٹین بچھی ہوئی مین یا نرکل کا گھر اور درخت اور گھانس اگر کٹی نہوے اور خشک ہو جاوین اور اثر نجاست کا باقی نہ ہے پاک ہو جاوینگی اور یہی مختار ہے اور زمین خشک

جسکے اوپر اثر نجاست کا باقی نہ رہے نماز درست ہے **ف** کیونکہ وہ زمین پاک ہی جیسا کہ روایت کیا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مین رہتا تھا رات کو مسجد مین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور مین تھا جوان و بے نکاح اور کتے آجاتے تھے مسجد مین اور پیشاب کرتے تھے سو تھے پانی بہاتے کسی پر اوسمین سے روایت کیا اسکو ابو داود وغیرہ نے اور حدیث مین ہی ذَکٰوۃُ الْاَرْضِ یُبْسُہَا یعنی زکوۃ زمین کی سوکھنا اوسکا ہی ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور کہا ابن حجر نے تذکرے مین کہ نہین ہی اصل اس حدیث کی مرفوع مین انتہی لیکن ذکر کیا اسکو بعض مشائخ نے اثر عایشہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض نے محمد بن حنفیہ کا اور ایسا ہی روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے محمد سے اور ابو قلابہ سے بھی اور روایت کیا عبد الرزاق نے اونسے یعنی ابو قلابہ سے کہ جُفُوْفُ الْاَرْضِ طُہُوْرُہَا یعنی سوکھنا زمین کا طہارت ہی اوسکی اور ذکر کیا مبسوط مین اَیُّمَا الْاَرْضُ جَفَّتْ فَقَدْ ذَکَتْ کو یعنی جو زمین کہ خشک ہو گئی تو وہ پاک ہو گئی حدیث مرفوع وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور صحت اس بات مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہی **ص** لیکن تیمم جائز نہین **ف** اسواسطے کہ مٹی تیمم کی طہارت ماسکی قرآن شریف سے ثابت ہی حدیث اوسکے معارض نہو گی واللہ اعلم

فصل نجاست خفیفہ اور غلیظہ کے بیان مین

نجاست غلیظہ اوسے کہتے ہین جو آیت یا حدیث وغیرہ سے ثابت ہووے اور دوسری آیت یا حدیث اوسکے مخالف نہ آئی ہو اور جس چیز کو یہ نجاست غلیظہ عارض ہوتی ہی اوسکو نجس غلیظ کہتے ہین اور نجاست خفیفہ جو ایسی نہووے اور جسکو یہ عارض ہوا اوسکو نجس خفیف کہتے ہین **ص** ایک درم برابر نجس غلیظ جیسے پیشاب اور خون اور شراب اور بیٹ مرغی کی اور پیشاب بلی اور گدھے اور چوہے کا اور لید اور گوبر معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی سے کم کپڑا اگر نجس خفیف سے جیسے پیشاب گھوڑے کا اور جسکا گوشت حلال ہی اور بیٹ طائرون حرام سے نجس ہو جاوے معاف ہی اور اس سے زیادہ معاف نہین اور چوتھائی کپڑے سے اوس کپڑے کا چوتھائی مراد ہی جتنے مین نماز درست ہو جاوے اور بعضون کے نزدیک چوتھائی اوس کپڑے کا جسمین نجاست لگی ہووے جیسے دامن اور آستین اور کلی مراد ہی اور امام ابو یوسف نے اوسکا اندازہ کیا ہی کہ طول مین بھی ایک بالشت ہو اور عرض مین بھی ایک بالشت ہو اور اگر نجس رقیق ہی پانی سا تو قدر درم سے مراد ہتیلی کے گڑھے کا عرض ہی اور اگر کثیف ہی تو مراد قدر درم سے ایک مثقال ہی **ف** جب کپڑے مین لید یا گوبر زیادہ درم سے لگ گیا تو نماز اوسمین نزدیک امام صاحب کے جائز نہو گی اسواسطے کہ وہ نجس غلیظ ہی کیونکہ روایت ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے پائخانے کے حکم کیا مجکو کہ لاؤن تین پتھر سو پائے مین نے دو پتھر اور تیسرا نپایا مین نے سو لے آیا مین اونکے پاس ایک لید کو لے لیا آپنے دو پتھرون کو اور پھینکدیا آپنے گوبر کو اور کہا کہ وہ نجس ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور احمد اور دار قطنی نے اور ترمذی نے اور نسائی نے اور منع کیا آپنے اوس سے استنجا کرنے سے **ص** اور خون مچھلی کا نجس نہین اور خچر اور گدھے کا لعاب پاک چیز کو نجس نہین کرتا اور اگر پیشاب سوئی کی نوکون کی طرح پڑ جاوے دھونا اوسکا واجب نہین اور جو پانی کہ نجس پر پڑ جاوے وہ بھی نجس ہی یا نجس چیز پانی پر پڑ جاوے تب بھی پانی نجس ہی اور نجس کی راکھ نجس نہین اور گدھا اگر نمکدان مین گر پڑا اور نمک ہو گیا پاک ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راکھ نجس کی بھی نجس ہی اور جس کپڑے کا استر نجس ہی اور سیا ہوا نہو اوسپر نماز درست ہی اور اگر ایک جانب بچھونے کا نجس ہو اور دوسرا جانب پاک ہو اوسپر نماز درست ہی اور بعضون کے نزدیک اگر بچھونا اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسرا طرف نہ ہلے تو درست ہی اور اگر ہل جاوے تو درست نہین اور ہمارے نزدیک دونون صورتون مین درست ہی اور اگر کپڑے نجس کو پاک کپڑے کے ساتھ لپیٹے اور اوسکی تری پاک کپڑے مین آجاوے تو اگر ایسی تری ہی کہ نچوڑنے سے پانی نہین ٹپکتا

تو نماز اوسپر درست ہی اور اگر شک ہے تو نماز اوسپر درست نہین اور زمین خشک جو ایسی ہی ہے جیسے زمین گائے یا کوبر سے لیپی گئی ہو اور اوسپر کپڑا بچھا کر نماز
پڑھے درست ہی اور اگر ایک کنارہ کپڑے کا نجس ہو اتھا بھول گیا اور دوسرا کنارہ بغیر سوچے کے دھو لیا نماز اوسپر جائز ہو گی پھر جب یاد آوے اوسکے دہونا
ضروری ہی اور اگر گیہون میں گوبر روندتے میں بیلون کا گر گیا تو وہ ناپاک ہے اور پھر وہ گیہون بانٹ لئے گئے یا اونمین سے نکال کے کسیکو کچھ دیدیا سب پاک ہو جاوینگے ضرورت کے سبب

فصل استنجے کے بیان مین

استنجا کرنا اوس حدث سے جو دونون راہون سے نکلے پتھر وغیرہ سے یہان تک کہ صاف ہو جاوے بغیر گنتی کے سنت ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک گنتی بھی سنت ہی اور سونے اور ریح سے استنجا نہین **ف** اگر کوئی کہے کہ سونا اوس سے نکل گیا جب کہ کہا دونون
راہون سے پھر اسکے ذکر سے کیا فائدہ جواب اوسکا یہ ہی کہ سونے مین گمان ہی ریح وغیرہ کے نکلنے کا اسواسطے اوسکو بھی بیان کر دیا
اور استنجے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہی اور تین پتھرونکا ہونا کچھ ضرور نہین اگر دو پتھرون مین صاف ہو جاوے کافی ہی
اور ہمارے مذہب مین کوئی شمار پتھرون کا مسنون نہین اور حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ جو بول مین احتیاط نکرے اوسکے واسطے بڑی
شدید ہی روایت کیا دارقطنی اور حاکم وغیرہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرہیز کرو پیشاب سے اکثر عذاب قبر کا اوسی سے
ہوتا ہی اور امام شافعی کے نزدیک تین پتھر ضرور چاہیے روایت ہی سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم
استنجا کرین تین پتھر سے کم مین روایت کیا اسکو مسلم نے اور ابی داود اور نسائی اور مالک نے اور دلیل ہمارے مذہب کی یہ ہی کہ روایت کیا
ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہم نے کہ جو استنجا کرے پس چاہیے کہ طاق کرے جسنے کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا سو کچھ حرج نہین اور ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھر ونکو واسطے استنجے کے لیا اور صحیح یہی ہی کہ شرط پاکی ہی اور تین ڈھیلون کے
سنت ہونے مین شک نہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ جسنے یہ کیا سو اچھا کیا اور جسنے نکیا تو
کچھ حرج نہین اور سنت کا یہی حکم ہی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پتھرون سے
استنجا کیا اور بالفرض تسلیم کیجے اوسکو ہم سنت ہی تو کہتے ہین نہ واجب اور سنت مین ترک تو معتبر ہی **ص** گرمی کے دنون مین پہلے
اور تیسرے پتھر سے پیچھے کی طرف سے پاک کرے اور جاڑے کے دنون مین پہلا اور تیسرا پتھر سے آگے کی طرف سے پاک کرے اور پہلی صورت مین
دوسرے پتھر سے آگے سے پاک کرے اور دوسری مین پیچھے سے اور عورت جاڑے گرمی مین ہمیشہ پہلے پتھر سے پیچھے سے پاک کرے
اور بعد پتھر لینے کے پانی سے دھونا ادب ہی **ف** روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ نہین دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
کبھی کہ نکلے ہون پاخانے سے مگر یہ کہ چھوا پانی کو یعنی پانی سے دھویا اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ○ یعنی مسجد قبا مین وہ
لوگ ہین کہ دوست رکھتے ہین طہارت کو اور اللہ دوست رکھتا ہی طہارت کرنے والون کو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
اے گروہ انصار کے تحقیق اللہ تعالی نے ثنا کی اوپر تمہارے بیچ طہارت تمہاری کے پس کیا ہی طہارت تمہاری پس کہا انہون نے
کہ ہم وضو کرتے ہین نماز کے لیے اور غسل کرتے ہین جنابت سے اور استنجا پاک کرتے ہین ہم پانی سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سو وہ یہی ہی لازم کرو تم اوسکو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور رزین رحمۃ اللہ علیہما نے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت سے مراد قرآن شریف
مین بجا استنجا کرنا پانی سے ہی اسواسطے کہ مسجد قبا والے خاص اسمین اور ہمسایون سے زیادہ تھے ورنہ وضو اور غسل اور مہاجرین بھی کرتے تھے

اور روایت ہی سنن ابن ماجہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ دھوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جا بیجا اپنی کو تین بار کہا
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سو کیا ہمنے اوسکو سو پایا ہمنے اوسکو دوا اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہین اور روایت کیا محی السنہ بغوی
اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبا کے کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہین جو دوست رکھتے ہین طہارت
کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سو نازل ہوئی اونمین یہ آیت ص تو پہلے دو ہاتھ دھووے پھر مخرج کو خوب صاف کرکے ملکے دھووے
اور ایک اونگلی یا دو تین اونگلیان باطن سے دھووے اور اونگلیون کے سرے سے دھونا درست نہین پھر دونون ہاتھ دھووے اور اگر نجاست
مخرج سے درم برابر بھی تجاوز کرے گی دھونا اوسکا شیخین کے نزدیک واجب ہی اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت درم سے بڑھ جاوے او سکا
بھی دھونا فرض ہی اور کھانے اور ہڈی اور گوبر اور داہنے ہاتھ سے استنجا درست نہین ف لیکن ہڈی اور گوبر سے سو اسواسطے
کہ روایت کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے گوبر کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّہٗ رِجْسٌ یعنی وہ نجس ہی جیسا کہ اوپر گذرا
اور بھی روایت کیا ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب آئے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا اونھون نے
ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کر واسطے امت اپنی کو کہ استنجا کرین ہڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ نے کیا اوسمین ہمارا رزق
سو منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور روایت ہی رویفع سے بھی ایسا ہی اخراج کیا اسکا ابوداود اور نسائی نے
اور اسی باب مین روایت ہی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سلمان سے اخراج کیا ان دونون کا ابن ماجہ وغیرہ نے اور لیکن استنجا
کرنا داہنے ہاتھ سے سو روایت ہی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم داہنے ہاتھ سے
روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہم رحمہم اللہ نے اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور ابوداود
وغیرہم نے ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم مین سے پس نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے اور نہ
استنجا کرے داہنے ہاتھ سے اور روایت کی ابوداود نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا داہنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
واسطے طہارت کے اور کھانے کے اور بایان ہاتھ واسطے پیخانے وغیرہ کے اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے کہ سنا مینے
عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ نہین چھوا مینے ذکر اپنے کو داہنے ہاتھ سے جب سے کہ مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
اسلام لایا مین تو خوش ہوئے اس سے کہ نہ استنجا کیا اونھون نے داہنے ہاتھ سے اخراج کیا اس حدیث کا رزین بن معاویہ عبدری نے ص
اور پیخانے مین قبلے کی طرف پیٹھ کرنا اور موونھہ کرنا مکروہ ہی تحریمی اور جنگل اور میدان مین بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی ف کیونکہ
روایت ہی ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاو تم پیخانے کو سو نہ موونھہ کرو طرف قبلے کے اور نہ پیٹھ کرو طرف اوسکے
اور لیکن مشرق کی طرف موونھہ کرو اور مغرب کی طرف اور یہ خطاب واسطے مدینے کے لوگون کے ہی کیونکہ قبلہ اونکا مشرق اور مغرب نہ تھا
اور جنکا قبلہ مشرق یا مغرب ہی اونکو جنوب شمال کی طرف موونھہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو چھ عالمون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے
موطا مین اور روایت کیا اسی باب مین ابن ماجہ نے ابن معقل اسدی سے اور اسناد مین اوسکی ابو زید بعضون نے کہا ہی کہ نام اونکا ولید ہی مولی
بن ثعلبہ کا مجہول ہی اور ابو سعید خدری سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور دوسری روایت مین بھی ابن ماجہ کی ابی سعید
خدری سے ابن لہیعہ ہی اور وہ ضعیف ہی اور ہمارے نزدیک یہ کراہت میدان اور گھر مین سب مین ہی کیونکہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ آئے ہم
شام مین تو تھین اوسمین کھڈیان طرف قبلے کے سو پھرتے تھے ہم اوس سے اور استغفار کرتے تھے اس سے اور لوگ ہر آگہ مکان ہین بھی

موںنہہ طرف قبلے کے کرنا ممنوع ہر وقت پیخانے کے اور بعضوں نے رخصت دی ہی قبلے کیطرف مونہہ کرنے کی جبکہ قبلہ اور انکے درمیان مین کوئی چیز حائل ہو جیسا کہ روایت ہی مروان اصفر سے کہا انھون نے دیکھا مینے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ بٹھلایا انھون نے اونٹنی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پیشاب کرنے لگے طرف اونٹنی کے پس کہا مینے اونسے کیا نہین منع کیا گیا اس سے کہا انھون نے کہ ہان منع ہی میدان مین لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھپا وے تجکو سو کچھ حرج نہین اخراج کیا اسکو ابو داؤد نے اور بعضون نے مطلق رخصت دی ہی لیکن مونہہ کرنے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ہم مونہہ کرین طرف قبلے کے پیشاب مین سو دیکھا مینے اونکو ایک سال پیشتر قبل وفات کے کہ مونہہ کرتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہی کہا شیخ ابن القیم نے کہا ترمذی نے کہ پوچھا مینے بخاری سے اس حدیث کو پس کہا انھون نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور ضعیف کیا اسکو ابن حزم نے کہ یہ حدیث مروی ہی ابان بن صالح سے اور وہ مجہول ہین اور نہین حجت ہی مجہول کی روایت سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ کہا ابن مندہ نے کہ ابان بن صالح ثقہ ہی مشہور ہی حدیث اونکی اور وہ ابان بیٹا صالح بیٹا عمیر کا ابو محمد قرشی ہی روایت کیا اوس سے ابن جریج اور ابن عجلان اور ابن اسحق اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے ہمراہ شہادت لایا ساتھ روایت اوسکی کے بخاری اپنی صحیح مین مجاہد اور حسن بن مسلم اور عطا سے اور توثیق کی اوسکی یحیی بن معین اور ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے اور نسائی نے اور والد ہی محمد بن ابان کا روایت کیا اوس سے ابو ولید اور ابو داود طیالسی اور حسین جعفی وغیرہم نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق نے اور نہین حجت پکڑی جاویگی اوس سے احکام مین تو پھر بھلا معارض کیونکر ہوگی احادیث صحاح کی اور کیونکر منسوخ ہونگی اوس سے حدیثین منع کی باوجود اس بات کے کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہی کہ شاید یہ مکان مین ہو اور اون لوگون کے مذہب پر جو مکان مین رخصت دیتے ہین یا یہ امر تنگی مکان سے تھا کہا شیخ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کے فَكَيْفَ تُقَدَّمُ عَلَى النُّصُوصِ الصَّحِيحَةِ الصَّرِيحَةِ بِالْمَنْعِ یعنی پس کس طرح مقدم کی جاویگی یہ حدیث اوپر نصوص صحیحہ صریحہ بالمنع کے پھر اگر کوئی کہے کہ تسلیم کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہی سو کیا کہتے ہو روایت عراک مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے در باب رخصت کے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ یہ حدیث صحیح نہین یہ موقوف ہی اوپر عایشہ رضی اللہ عنہا کے کہا یہ ترمذی نے کتاب العلل مین نقلا عن البخاری اور کہا بعض حافظون نے حدیث کے کہ یہ حدیث صحیح نہین اور اسکے سبب کو جو عالم لوگ حدیث کے پہچانتے ہین اور وہ یہ ہی کہ اسناد مین اسکی جو خالد بیٹا ابی الصلت کا ہی اوسنے اس حدیث کے متن کو یاد نہین کیا اور نہ اوسکی اسناد کو قائم رکھا مخالفت کی اوسکی اوسی حدیث مین ثقہ ثبت صاحب عراک نے نام اوسکا جعفر بن ربیعہ فقیہ ہی سو روایت کیا اوسنے اوسکو عراک سے اوسنے عروہ سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ انکار کرتی تھین سو معلوم ہوا کہ روایت خالد کی عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے منقطع ہی اور صحیح جعفر کی ہی باوجودیکہ اوسکی مخالف جانب احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین اور کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب المراسیل مین اثرم سے کہ کہا سنا مینے ابو عبد اللہ سے کہ ذکر کیا بعضون نے حدیث خالد کو عراک سے اوسنے عایشہ رضی اللہ عنہا سے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا انھون نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور زیادہ تحقیق اسکی شرح ابو داود مین ہی اس جگہ بسبب خوف درازی کتاب کے اختصار کیا اور تفصیل کو راہ ندی اور جو جائز کرتے مین طرف قبلے کے سو دلیل لاتے ہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیخانہ پھرتے دیکھا کہ مونہہ تھا آپ کا طرف شام کے اور پیٹھ طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داود نسائی نے اور حق یہ ہی کہ رخصت مین بھی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین فائدہ

ابان بن صالح

خالد بن ابی الصلت

کھڑے ہوکے پیشاب کرنا منع ہی روایت ہی حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھین جو شخص کہ حدیث بیان کرے تمسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے پیشاب کرتے تھے سو نہ تصدیق کرنا اوسکی نہین پیشاب کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر بیٹھکے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی نے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے کہ دیکھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین پیشاب کرتا ہون کھڑے ہوکے پس کہا آپنے کہ نہ پیشاب کر کھڑے ہوکے اے عمر سو نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اور روایت ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نہین پیشاب کیا مینے کھڑے ہوکے جب سے اسلام لایا مین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ صحیح ہی عمر رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کہا پہلی روایت کو اور روایت ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جفا ہی پیشاب کرنا کھڑے ہوکے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ واسطے ادب کے ہی نہ واسطے حرمت کے اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ پیشاب کرتے تھے وہ کھڑے ہوکے اور روایت ہی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکے پیشاب کیا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کئی طریقون سے اور حق یہ ہی کہ کھڑے ہوکے پیشاب کرنا فقط خلاف ادب ہی اور باقی ہو جب ان دونون حدیثون کے درست ہی واللہ اعلم

کتاب الصلوۃ

فصل نمازکے وقتون کے بیان مین

ص وقت فجر کا عرض صبح سے آفتاب نکلنے تک ہی اور جو طولی صبح ہو اوسکو صبح کاذب کہتے ہین اور اوس وقت نماز صبح کا وقت نہین ہوتا **ف** یعنی صبح اوسکو کہتے ہین جو افق کی طرف چوڑان مین سپیدی پیدا ہوتی ہی کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح وقتون نماز مین حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہی اور روایت ہی بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے پوچھا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازکے وقتون کو سو فرمایا آپنے اوس شخص سے کہ نماز پڑھ ہمارے ساتھ دو دن سو جسوقت زوال ہوا آفتاب کا حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو اذان دی انھونے پھر حکم کیا انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اقامت کہی انھون نے ظہر کی پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عصر کی اور آفتاب اوسوقت سپید اور صاف اور بلند تھا پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب پھر حکم کیا اوسکو سو اقامت کی عشا کی جس وقت کہ غائب ہوئی شفق پھر حکم کیا انکو سو اقامت کی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر پھر جب ہوا دوسرا دن حکم کیا اوسکو تو ٹھنڈے وقت پڑھی ظہر اور خوب ٹھنڈا کیا اوسکو اور نماز پڑھی عصر کی اور آفتاب بلند تھا لیکن اول روز سے تاخیر کی اور نماز پڑھی مغرب کی قبل اسکے کہ غائب ہو شفق اور نماز پڑھی عشا کی جب تہائی رات گئی اور نماز پڑھی فجر کی سو روشن کیا اوسکو یعنی جب خوب روشنی ہو گئی تب فجر کی نماز پڑھی پھر کہا آپنے کہ کہان ہی نمازون کے وقت کا سوال کرنے والا سو کہا اوس شخص نے مین ہون یارسول اللہ کہا آپنے یہ وقت نماز کا درمیان اوسکے ہی جو دیکھا تمنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور بھی روایت کیا مسلم نے ابی موسی رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور ظہر کا وقت زوال سے جب تک کہ سایہ ہر چیز کا دونا ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے **ف** یعنی جتنا سایہ زوال کا ہی اوتنے کو نکال کے ہر چیز کا سایہ دونا ہو جاوے **ص** اور ایک روایت مین امام صاحب سے ظہر کا وقت جب تک ہی کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو جاوے سوا سایۂ زوال کے اور یہی قول ہی صاحبین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا اور طریقہ پہچاننے زوال کا دائرہ ہندیہ سے معلوم ہوتا ہی اور وہ شرح عربی مین لکھا ہی ہمنے بنظر فہم عوام اوسکو ترک کیا اور کیونکہ ہندوستان کے ملک مین زوال کے پہچاننے کے بہت طریقے ہین اور عصر کا وقت اوس وقت سے

آفتاب کے ڈوبنے تک اور مغرب کا اوس وقت سے شفق غائب ہونے تک اور شفق کہتے ہیں سرخی کو صاحبین کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے بعد ہوتی ہے اور عشا کا اوس وقت سے اور وتر کا عشا کے بعد سے صبح صادق تک دونوں کا وقت رہتا ہے **ف** ظہر کے آخر وقت میں بہت اختلاف ہے اور اسی طرح مغرب کے آخر وقت میں تو اکثر امام اور فقہا اس طرف ہیں کہ وقت ظہر کا ہر چیز کے سایہ کے برابر ہونے تک ہے سوا سایہ زوال کے اور مغرب کا شفق کے غروب تک لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ آخیر وقت مغرب کا بس آفتاب کا ڈوبنا ہے کہ کہا انھوں نے تاخیر کی جاوے مغرب بقدر اختیار آفتاب کے ڈوبنے سے اور اصل اس باب میں حدیث جبرئیل کی امامت کی ہے روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے ساتھ میرے دو بار نزدیک خانہ کعبہ کے سو پڑھی نماز ظہر کی پہلی امامت میں جب ہوا سایہ مثل تسمے جوتی کے پھر نماز پڑھی عصر کی جس وقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا مثل اوسکے پھر نماز پڑھی مغرب کی جسوقت کہ غروب ہوا آفتاب اور افطار کیا روزہ دار نے پھر نماز پڑھی عشا کی جسوقت کہ غائب ہو گئی شفق پھر نماز پڑھی فجر کی جسوقت کہ طلوع ہوئی فجر اور حرام ہوا کھانا روزہ دار پر اور پڑھی نماز ظہر کی دوسری امامت میں جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز مثل اوسکے جسوقت کہ نماز عصر کی پہلے روز پڑھی تھی اور پڑھی نماز عصر کی جسوقت کہ ہوا سایہ ہر چیز کا دو نا اوسکا پھر مغرب جسوقت کہ پہلے روز اور عشا جسوقت کہ گئی تہائی رات پھر نماز پڑھی صبح کی جسوقت کہ روشن ہو گئی زمین پھر التفات کیا طرف میرے جبرئیل علیہ السلام نے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ وقت ہے انبیا علیہم السلام کا قبل آپ کے اور وقت درمیان ان دونوں وقتوں کے ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اور کہا اوسنے کہ صحیح الاسناد ہے لیکن اسناد میں اسکے عبد الرحمن بیٹے حارث کے ضعیف کہا اوسکو احمد اور نسائی اور یحییٰ بن معین اور ابو حاتم رازی نے اور توثیق کی اوسکی ابن سعد اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اور متابعت کی گئی اوسکی روایت کیا عبد الرزاق نے عمری سے اونھوں نے عمر بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اونھوں نے اپنے باپ سے اونھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے اور اسناد میں اسکی عمری ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن کہا شیخ تقی الدین دقیق العید نے کہ یہ اچھی متابعت ہے اور صحیح کیا اوسکو ابن العربی اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما نے اور مروی ہے حدیث امامت کی چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے انھیں میں سے جابر رضی اللہ عنہ ہیں اور روایت میں اونکی یہ ہے کہ نماز پڑھی عشا کی دوسرے دن جب کہ گذری آدھی رات اور یا تہائی رات اور یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے اونھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے وقت ظہر کا جب ہے کہ زوال ہو آفتاب کا اور ہو سایہ ہر چیز کا مانند طول اوسکے جب تک کہ نہ آئے وقت عصر کا اور عصر کا جب تک ہے کہ نہ زرد ہووے آفتاب اور وقت مغرب کا جب تک ہے کہ نہ غروب ہووے شفق اور وقت عشا کا آدھی رات تک اور وقت فجر کا جب تک کہ نہ طلوع کرے آفتاب روایت کیا اوسکو مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اول وقت مغرب جب تک کہ غروب ہو آفتاب اور آخر وقت اوسکا جب کہ غائب ہو افق یعنی روشنی اوسکی دور ہو جاوے اور اول وقت عشا کا جب کہ [illegible] افق اور آخر وقت اوسکا آدھی رات تک اور اول وقت فجر کا جب کہ فجر طلوع ہووے اور آخر وقت اوسکا جب کہ طلوع ہو آفتاب روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ حدیثیں حجت ہیں امام شافعی پر اور مالک رحمۃ اللہ علیہما پر اس بات میں کہ وقت مغرب کا جب تک ہے کہ غائب ہووے شفق اور عصر کا وقت جو مغرب تک ہے سو دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ

فَقَالَ اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یعنی جسوقت پیش کیے گئے حضرت سلیمان علیہ السلام
کے گھوڑے آخر دن مین تو بہت عمدہ سو کہا اونھون نے کہ دوست رکھا مینے مال کو اپنے رب کے ذکر سے یہانتک کہ چھپ گیا آفتاب
پردہ مین اور دوسری دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت صبح سے قبل اسکے کہ طلوع ہو
آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے نماز صبح کی اور جس شخص نے کہ پائی ایک رکعت عصر سے قبل اسکے کہ ڈوبے آفتاب سو تحقیق کہ پائی اوسنے
نماز عصر کی روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور لیکن اس بات مین کہ عشا کا آخر وقت صبح تک ہے کوئی
حدیث صحیح ضعیف نہین آئی لیکن مختلف ہوئین احادیث صحیحہ اوسمین روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور
ابوموسی اشعری اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشا کی تہائی رات تک
اور روایت ہے حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی آدھی رات تک اور
روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی اوسکی دو ثلث رات تک اور روایت ہے
حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تاخیر کی عشا کی یہانتک کہ گئی اکثر رات اور یہ سب حدیثین صحیح ہین کہا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے
کہ یہ سب حدیثین مفید ہین اس بات کو کہ ساری رات وقت عشا کا ہے لیکن تین مرتبہ پر تہائی رات تک افضل ہے اور نصف تک اوس سے کم
اور بعد اوسکے اوس سے کم پھر روایت کی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد سے نافع بن جبیر تک کہا اونھون نے کہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسی
اشعری کو نماز پڑھ عشا کی جب چاہے رات مین اور نہ غافل ہو اوس سے اور ایک روایت مین مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین سونے مین تفریط بلکہ تفریط اسمین ہے کہ نماز کی تاخیر کرے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آجاوے اور اس سے
نقصان
معلوم ہوتا ہے کہ وقت اوسکا صبح تک ہے اور اجماع کیا اماموں نے کہ جب اسلام لاوے کافر یا پاک ہووے حائضہ یا بالغ ہووے لڑکا اور کچھ رات
باقی ہو نماز عشا کی اوسپر واجب ہے اور اجماع حجت قطعی ہے جیسا کہ اوپر پہلے پہلی کتاب مین بیان کیا اور حدیث امامت جبرئیل علیہ السلام کی وقت
مختار پر محمول ہے اور اسی واسطے کہا امام صاحب نے کہ تاخیر مغرب کی اول وقت سے مکروہ تنزیہی ہے نہ تحریمی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ تاخیر کی آپنے مغرب کی شفق کے ڈوبنے تک اور تاخیر عشا کی اس سے زیادہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا عصر کی
آفتاب کی زردی تک مکروہ ہے تحریمی اور سب سے زیادہ کراہیت عصر کی تاخیر مین ہے آفتاب کے زرد ہونے تک کیونکہ فرمایا آپنے ایسی نماز کو
تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یعنی یہ نماز منافق کی ہے اور شیطان کی طرف آپنے اوسکو منسوب کیا اور حدیث امامت مین جو وارد ہے کہ
نماز عصر کی آپنے تاخیر کی سایہ کے دو مثل ہونے تک سو یہ منسوخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ وقت عصر کا جبتک ہے کہ
نہ زرد ہو آفتاب اور دوسرے یہ کہ دو مثل تک آفتاب پر زردی نہین آتی اور وہ جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ آخر وقت ظہر کا دو مثل تک ہے
سو کسی حدیث مین تصریح مذکور نہین اور اسی واسطے مخالفت کی اونکی صاحبین نے اور موافق ہے اوسکے اکثر اماموں کے اور حجت پکڑی امام صاحب نے
حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب ہوا دوسرا دن سو خوب تبرید کی ظہر کی یعنی ٹھنڈک کے وقت نماز پڑھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
شدت ہو گرمی کی سو ٹھنڈا کرو نماز کو سو اسلئے کہ شدت گرمی کی جہنم کے سانس سے ہے روایت کیا اسکو چھ عالموں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ شدت گرمی کی اونکے شہرون مین جب ہی کہ ہر چیز کا سایہ مثل اوسکے ہو جاوے سو یہ حدیث ناسخ ہو جاویگی اوس حدیث کی جو روایت کی
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور صحیح مسلم مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاخیر کی نماز ظہر کی یہانتک کہ پڑنے لگا سایہ ٹیلون کا

اور نووی نے اوسکی شرح مین لکھا ہی کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت پڑتا ہی اور جب آفتاب بہت ڈھل جاتا ہی اور جب ثابت ہو گیا کہ ظہر کا
وقت بعد سایہ مثل کے باقی رہتا ہی اور حدیث ظاہر اوس باب مین ناسخ حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر مین وہ حدیث امامت منسوخ
ہو گئی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ٥ یعنی تحقیق کہ نماز پر مسلمانون کے
وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے واسطے ایک وقت علحدہ چاہیے اور اس حجت مین امام صاحب کی کلام ہی اور رجوع کی
کہ وقت ظہر کا ایک مثل تک رہتا ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن اتنی بات ہی کہ جو شخص مشتاق احتیاط اور معتقد جملہ فتوا و علماے
شریعت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو اوسکو چاہیے کہ نماز ظہر کی ایک مثل سے پہلے پڑھے کہ سب اماموں کے نزدیک درست ہو اور عصر کی بعد
دو مثل کے کہ سب کے نزدیک درست ہو اور گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان آگے بھی کچھ آویگا اور شفق نزدیک اکثر علما کے اور ایک
روایت مین امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہی اور ایک روایت مین امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام سفیدی کا ہی اور بعض شروح مین ہی کہ
امام صاحب نے رجوع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہین کہ سرخی نام شفق کا ہی اونکی حجت یہ ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی ہی جب
غائب ہو جاوے واجب ہو گئی نماز روایت کیا اسکو ابن عساکر نے بیچ غرائب مالک کے حدیث عتیق بن یعقوب سے انھون نے مالک سے انھون نے
نافع سے انھون نے ابن عمر سے مرفوعا اور روایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اور صحیح کیا بیہقی نے وقف اوسکا اور
کہا صاحب ہدایہ نے وَمَا رَوَاہُ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور روایت کیا اسکو حاکم نے مدخل مین اور روایت
کیا دار قطنی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور رفع کیا اوسکو اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابن خزیمہ نے کہ اگر صحیح ہو جاوین
یہ روایتین تو پھر بے پروائی ہو جاوے سب روایتون سے لیکن متفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن یزید کہا حافظ ابن حجر نے محمد بن یزید سچا ہی
اور کہا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مروی ہی یہ حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے
اور کوئی حدیث انمین صحیح نہین لیکن حق یہ ہی کہ یہ حدیث حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور صاحب ہدایہ نے دلیل امام صاحب کی
یہ لکھی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جبکہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اور مراد یہ ہی کہ روشنی
آسمان کے کنارون مین ظاہر ہووے اور اوسکو صبح صادق کہتے ہین روایت ہی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر دو ہین ایک فجر کہ حرام کرتی ہی کہانے کو اور حلال ہی اوسمین نماز اور ایک فجر وہ ہی کہ حرام ہی اوسمین نماز اور
حلال ہی اوسمین کہانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ان دونون نے اور ایک روایت مین حاکم کی ہی کہ
حرام کرتی ہی کہانے کو یعنی ایک لنبی دھاری افق کے کنارے آسمان مین جاتی ہی اور یہی صبح صادق ہی اور صبح کاذب کا
بیان کیا آپ نے کہ مانند دم سرحان کے ہی ص تاخیر فجر کی یہان تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہی اتنی کہ جب لیس آیتین پڑھے
اور پھر اگر فاسد ہو وضو تو لوٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کرو فجر کی کہ اسمین بہت اجر ہی ف
روایت کیا طحاوی نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو رافع بن خدیج سے اور ایک روایت مین ہی نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ یعنی روشن کرو
فجر کو اور ایک روایت مین ہی اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِاُجُوْرِکُمْ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا طبرانی نے نَوِّرْ یَا بِلَالُ بِالْفَجْرِ
قَدْرَ مَا یُبْصِرُ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِہِمْ یعنی روشن کر ای بلال فجر کو اوسقدر کہ دیکھین لوگ مقام گرنے تیر اپنے کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور کہا کہ روایت ہی اس باب مین عثمٰن بن شیبہ اور تمیم اور حنظلہ اور حسن بن علی اور
ابی الدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہین اور روایت ہی
اعمش سے کہ تھے اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے کہ نہین جمع ہوے
اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے تنویر فجر پر روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طحاوی نے
تو اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا تو اس سے
حدیث تغلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے مین پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیحین مین
بھی مؤید ہمارے مذہب کی ہی اور امام شافعی کے نزدیک اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی کیونکہ روایت ہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھین عورتین اور نہین پہچانی جاتی تھین تاریکی سے اور صحیح یہی ہی کہ
تاخیر کرنا فجر کی مستحب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی
یون بیان کیے ہین کہ قرات کرو یہان تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار صحابہ اور تابعین کے ہی اور خلاف ہی تبادر کے واللہ اعلم ص
گرمی مین تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہی اور جاڑے مین جلدی کرنا صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت پڑھو
نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش جہنم ہی ف اور صحیح بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہی
ص اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ بدلے مستحب ہی ف کیونکہ روایت کی دار قطنی نے عبد الواحد بن نافع سے
کہا انہون نے کہ مین کوفے کی مسجد مین داخل ہوا سو اذان دی موذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملامت کی اوسکو اور کہا خبر دی میرے باپ نے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر اس نماز کے اور مینے پوچھا نام اون شیخ کا سو بیان کیا اون لوگون نے کہ یہ عبد اللہ
بن رافع بن خدیج ہین اور ضعیف کیا اسکو عبد الواحد کے سبب سے اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تاریخ کبیر مین اور کہا کہ نہین متابعت
کیجاویگی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث ہی پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر قربانی کیجاتی تھی اور دس حصے کیے جاتے تھے اور پھر پکائے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا
شیخ ابن الہمام نے کہ یہ ممکن ہی غروب تک اور جسنے باہر پکانے والون کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہین ص اور تاخیر عشا کی
تہائی رات تک مستحب ہی ف کیونکہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر
تو البتہ تاخیر کرتا مین عشا کی تہائی رات تک یا آدھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ عشا کے قبل سونا
اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہی کیونکہ روایت کیا جمیع علما نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین کرنا
بعد عشا کے اور بعضون نے جائز رکھا ہی باتون کو بعد عشا کے گرمیون مین اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت کیا ترمذی نے صلوۃ مین اور نسائی نے
مناقب مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ رات کے کسی امر مین مسلمانون کے
امور سے اور صحیحین مین بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہی اور روایت کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصون کے مصلی اور مسافر کے
اور ایک روایت مین ہی کہ واسطے دولہن کے اور بعضون نے کہا ہی کہ گرمی مین جلدی پڑھی جاوے تا کہ جماعت کم نہو اور آدھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہی

اور یہی روایت ہے بعد کے اور یہی ض اور دیر کرنی آخر رات تک یا آدھی رات تک عشا مین مستحب ہی اور اگر بادل ہون تو عشا
ساتھ جلدی کے اور مغرب کی جلدی مستحب ہی ف اور جلدی کے یہ معنی ہین کہ اذان و اقامت بیچ مین نکرے مگر ساتھ ایک جلسہ خفیف
کے کیونکہ روایت کی ابو داود نے مرثد بن عبد اللہ سے ایک حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی امت
میری نیکی پر جب تک کہ نہ تاخیر کرینگے مغرب کی ستارون کی روشنی تک اور روایت کے خوب چمکنے تک اور اوسکی سناد مین ابن اسحاق ہی اور
ضعیف و سکے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی ثابت نہین اور اگر بالفرض ثابت ہو تو بھی مستعمل نہین کہا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ سردار
ہین مسلمانون کے حدیث مین اور روایت کیا اوس سے مانند ثوری اور ابن ادریس اور حماد بن زید اور زہیر بن معاویہ اور ابن جریج اور ابن عیینہ اور
عبد الوارث اور ابن المبارک نے اور طعن کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونکی توثیق پر اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور امام
رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا اوس مین کلام کرنے سے فقط ص ابر کے دن عصر اور عشا کی جلدی مستحب ہی اور اور نمازون کی تاخیر
ف اسواسطے کہ تاخیر عشا مین قلت جماعت کی ہی بسبب بارش کے اور تاخیر عصر مین توہم ہی اسبات کا کہ وقت مکروہ ہو جاوے
اور فجر مین اسواسطے توہم نہین کہ بیحد دیر ہی دوسرے یہ کہ اسمین طلوع آفتاب کوئی وقت مکروہ نہین اور امام صاحب سے مروی ہی
کہ سب مین تاخیر مستحب ہی واسطے احتیاط کے کیونکہ نماز بعد وقت آنے کے جائز ہی اور قبل وقت کے جائز نہین ص آفتاب کے طلوع
کے وقت اور غروب کے وقت اور جسوقت بیچ دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہین ف کیونکہ روایت ہی
عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ مین کہ تین ساعت مین کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھین ہم اون وقتون مین
یا قبر مین رکھین ہم مردون کو جبکہ آفتاب طلوع کرے یہانتک کہ بلند ہو جاوے اور جسوقت بیچ دوپہر ہو یہانتک کہ زوال ہو آفتاب کا اور
جب کہ ڈوبتا ہو یہانتک کہ ڈوب جاوے اور موطا مین ہی کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے ان ساعتون مین اور امام شافعی
کے نزدیک فرائض مکہ مین ان وقتون مین جائز ہین اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعے کے دن دوپہر کو جائز ہی اور یہ حدیث حجت ہی
بسبب اطلاق کے اون دونون پر اور دلیل اونکی یہ ہی کہ روایت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ بھول جاوے کسی نماز کو پھر یاد کرے
اوسکو تو پڑھ لیوے اوسکو جب یاد آوے اور اوسکو جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بنی عبد مناف کے
نہ منع کرو کسیکو طواف کرنے سے اس گھر کے (یعنی خانہ کعبہ کے) یا نماز پڑھنے سے جسوقت چاہے کہ پڑھے دن مین یا رات مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
ایسی ہی روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور بیہقی نے اور وہ حدیث چار علت سے ضعیف ہی اول تو انقطاع ہی اوسمین مجاہد اور ابی ذر کے
اور ضعف ابن مؤمل سے اور ضعف حمید مولی عفرہ سے اور اضطراب اوسکی سے اور روایت کیا اسکو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اور داخل کیا
قیس بن سعد کو درمیان حمید کے اور مجاہد کے اور روایت کیا اسکو سعید بن سالم نے اور ساقط کردیا اوسکو درمیان سے اور ابو یوسف کی دلیل جو
مسند شافعی مین ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دوپہر کو مگر دن جمعے کے اور سجدۂ تلاوت بھی
بمنزلہ نماز کے ہی ص اور آفتاب کے غروب کے وقت فقط اوس دن کی عصر البتہ جائز ہی ف اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے پائی
ایک رکعت نماز سے سو تحقیق کہ پائی اوسنے ساری نماز روایت کیا اسکو جماعت علما نے اسناد صحیح سے اور صبح کی نماز مین یہ حکم اسواسطے نہین کہ
وہ نماز کامل واجب ہوئی تو ناقص ادا نہوگی بخلاف عصر کے کہ وہ جب وقت مکروہ مین ناقص ہی واجب ہوئی تو ناقص ادا ہو جاوے گی
واللہ اعلم بالصواب ص جب امام دن جمعے کے خطبے کے واسطے اوٹھے نفل ادا کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا اور سجدہ

تلاوت کا کرنا مکروہ ہے ف اس سبب سے کہ اوسمین خطبہ سننے سے باز رہنا ہوگا ص اور بعد فجر کے سوائے سنت فجر کے اور
درمیان عصر اور مغرب کے نفل مکروہ ہے ف کیونکہ صحیحین مین مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے
یہان تک کہ طلوع ہووے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب ہووے آفتاب اور روایت کیا ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مین نے
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس نہین نماز ہے بعد صبح کے یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب
اور روایت ہے صحیحین مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب طلوع کرے کنارہ آفتاب کا تو چھوڑ دو نماز کو یہان تک کہ
ظاہر ہو جاوے اور ایک روایت مین ہے ابن عمر سے مصنف مین اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ یعنی
جب شروع ہووے اور ظاہر ہووے کنارہ آفتاب کا تو تاخیر کرو نماز کی یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے اور کہا صاحب مصنف نے اور اس باب مین روایت ہے
عبد اللہ اور ابی مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور کہا اونے وَحَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَصْرِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ مُعَاذِ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ
فَلَمْ يُصَلِّ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ یعنی تحقیق کہ معاذ قرشی رضی اللہ عنہ نے طواف کیا خانہ کعبہ کا ساتھ معاذ بن عفرا
کے بعد عصر کے اور بعد صبح کے سو نہ نماز پڑھی سو پوچھا مین نے اوس سے سو کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہے بعد دو نمازون
کے بعد صبح کے یہان تک کہ طلوع کرے آفتاب اور بعد عصر کے یہان تک کہ غروب کرے آفتاب اور وہ جو مروی ہے حدیثون مین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہر روز نماز پڑھتے تھے دو رکعتین بعد عصر کے سو یہ خصوصیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے بدلیل اوسکے کہ دوسرون کو اوس سے منع کیا
اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے روزہ وصال کا کہ خود ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے
بعد عصر کے دو رکعتین اور منع کرتے تھے اونسے اور وصال کے روزے رکھتے تھے اور منع کرتے تھے اوس سے ص اور قضا اور نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت اون وقتون مین مکروہ نہین اور دو نمازون کو ایک وقت مین جمع کرنا جائز نہین مگر حج کے سفر مین عصر وقت ظہر کے پڑھے
اور مغرب وقت عشا کے جیسا کہ آگے آویگا ف جیسا کہ روایت ہے صحیحین اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
کہ نہین دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو مگر وقت پر لیکن عشا اور مغرب کہ جمع کیا تھا اونکو ایک دن مزدلفہ مین اور
نماز پڑھی تھی فجر کی اوس روز قبل وقت کے اور بہت حدیثین اس باب مین آئی ہین اسکا بیان آگے آویگا ص جو عورت عصر کے
وقت یا عشا کے وقت پاک ہوئی جسمین پاک ہوئی وہی نماز اوسپر لازم آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر عصر کے وقت
پاک ہوئی ظہر کی بھی پڑھے اور اگر عشا کے وقت پاک ہوئی مغرب بھی پڑھے اور اگر وقت بموافق تکبیر تحریمہ کے باقی رہا تھا کہ لڑکا بالغ ہوا یا
کافر مسلمان ہوا وہ نماز اوسپر لازم ہوگی اور قضا اوسکی واجب ہوگی اور امام زفر کے نزدیک واجب نہوگی اور جو عورت کہ اخیر وقت نماز مین
حائض ہوئی اوسکو یہ نماز لازم نہ آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم آویگی ف صبح کی نماز کے وقت مین سوائے سنت
فجر کے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طلوع ہوتی تھی فجر نہین پڑھتے تھے
مگر دو رکعتین خفیف اور ابوداود اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے نماز بعد فجر کے مگر دو سجدے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ص باب اذان کے بیان مین

اذان سنت ہی پانچون فرض اور نماز جمعہ کے واسطے اور سوا اوسکے نوافل وغیرہ مین اور قبل وقت کے سنت نہین **ف** تو واسطے
عید اور کسوف کے اذان نہ دی جاویگی روایت ہی صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے عید کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک بار یا دو بار بغیر اذان اور اقامت کے اور اسی طرح مروی ہی کسوف مین اور جمعے کی اذان مین حدیث سائب بن یزید کی
صحیح ہی اور وتر مین اسواسطے اذان نہین کہ وقت اوسکا اور وقت عشا کا ایک ہی ہی تو حاجت علحدہ اذان دینے کی نہین **ص**
تو اگر قبل وقت کے اذان کہے پھر لوٹاوے وقت مین اور امام شافعی اور ابی یوسف کے نزدیک فجر کے واسطے آدھی رات سے اذان درست ہی
ف اور ہمارے نزدیک اسواسطے جائز نہین کہ اذان واسطے آگاہی کے ہی اور قبل وقت کے تجہیل ہی اور انکے نزدیک اسواسطے جائز ہی کہ اہل حرمین
کا یہی عمل ہی اور اون سب پر حجت یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے نہ اذان دے یہان تک کہ ظاہر ہو جاوے
فجر اور پھیلایا ہاتھ اپنے کو عرض مین روایت کیا اسکو ابو داود نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اوسکو اور بیہقی نے ضعیف کیا اوسکو
شداد نے نہین پایا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ منقطع ہی اور ابن القطان نے کہا کہ شداد مجہول ہی نہین پہچانا جاتا مگر روایت جعفر بن برقان سے
اور روایت کیا بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اے بلال اذان دے یہان تک کہ طلوع کرے فجر کہا امام مین کہ اسناد اوسکا
صحیح ہی اور روایت کیا عبد العزیز بن ابی رواد نے انھون نے نافع سے انھون نے عبد اللہ بن عمر سے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی قبل
فجر کے سو غصے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اوسکو کہ
کیا تمنے ایسا کہا کہ مین اوٹھا نیند سے سو جانا مینے کہ فجر طلوع ہوئی فرمایا آپنے کہ پکار دو اب کہ یہ بندہ سو گیا تھا اور روایت کیا
ابن عبد اللہ نے ابراہیم سے کہا انھون نے جب اذان دیتا تھا موذن قبل وقت کے رات کو کہتے تھے اوس سے ڈر اللہ سے اور اعادہ کر اذان کا اور عمل
اہل حرمین کا کچھ شریعت مین وقعت در روا احادیث صحیحہ کے اوسکے خلاف پر حجت نہین **ص** اور قضا کے واسطے بھی اذان کہنا اقامت
کے سنت ہی اور موذن کو چاہیے کہ وقتون کو خوب پہچانتا ہو تا کہ ثواب موعود کو پہنچے **ف** حدیث مین آیا ہی وَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ
یعنی اذان دے تم مین جو لوگ بہتر مین اور امامت کرین جو تم مین قاری ہین روایت کیا اسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حسین بن عیسیٰ
منکر الحدیث ہی کہا یہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور حدیث مین آیا ہی کہ موذن لمبی گردن والے ہونگے دن قیامت کے اور بہت سی حدیثین
فضیلت مین اذان کے آئی ہین **ص** جب اذان دے تو قبلے کی طرف مونہہ کرے اور دونون انگلیون کو شہادت کی کانون مین
کرے **ف** کیونکہ روایت کیا ابو الشیخ نے کتاب الاذان مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ کرے
دونون انگلیون کو اپنے کانون مین اور کہا کہ بلند کرتا ہی تیری آواز کو اور روایت کیا ترمذی نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ بلال رضی اللہ عنہ
کو اذان مین دیکھا کہ دونون انگلیان اونکے کانون مین تھین اور کہا کہ یہ حسن صحیح ہی **ص** اور ٹھہر ٹھہر کے کہے **ف**
روایت کیا ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے بلال رضی اللہ عنہ کے کہ جب اذان دے تو ٹھہر ٹھہر
کے کہہ اذان اپنی کو اور جب اقامت کہے تو جلدی جلدی کہہ اور توقف کر درمیان اذان اور اقامت کے اوسقدر کہ فارغ ہو جاوے
کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور پاخانہ پھرنے والا قضا حاجت سے اور نہ کھڑے ہو نماز کے واسطے جب تک کہ نہ دیکھو مجکو
یہ حدیث ضعیف ہی اور روایت کیا بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کے کہتے تھے اذان کو اور جلدی کہتے تھے
اقامت کو اور ذکر کیا دارقطنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مانند اسکے **ص** اور نہ گاوے اسطرح پر کہ کچھ حرکت یا حرف بڑھ

بڑھاوے اور فقط اچھی آواز سے کہنا مکروہ نہیں بلکہ اچھا ہی اور ترجیع یعنی پہلے شہادتین کو آہستہ سے کہے پھر پکار کے کہے ایسا نکرے
ف جیساکہ عبداللہ بن زید سے روایت کیا اور اوسمین ترجیع نہیں اخراج کیا اسکا دارقطنی اور ابوداود نے اور کہا ابن خزیمہ نے سنا مینے
محمد بن یحیی ذہلی سے کہ وہ کہتے تھے نہیں ہی بیچ حدیثون عبداللہ بن زید کے اذان کے باب مین صحیح تر اس سے یہان تک کہ کہا کہ
حدیث ابن اسحق کی ثابت صحیح ہی اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین سنا مینے بخاری سے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور حدیث بزار کی علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے غریب ہی معارض ہی احادیث صحاح کے اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ نہیں ہی ترجیع مشہور حدیثون مین اور روایت کیا
ابوداود نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تھی اذان بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار آخر حدیث تک اور
روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسناد اوسکا صحیح ہی اور سعید بیٹے مغیرہ کے
ثقہ ہین توثیق کی اونکی ابن حبان نے اور کہا شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے امام مین کہا ابن حاتم نے کہ سنا مینے اپنے باپ سے کہ سعید بن مغیرہ
ثقہ ہین اور وہ جو کہا صاحب ہدایہ نے کہ ترجیع جو ابی محذورہ کی حدیث مین آئی ہی سو وہ تعلیم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور انھون نے
اوسکو ترجیع جانا غلط ہی کیونکہ ابوداود مین ہی باسناد صحیح ابی محذورہ سے کہا انھون نے کہا مینے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ مجکو
طریقہ اذان کا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پہلے تو آہستہ سے کہہ پھر
پکار کے کہہ تو اوس سے تاویل تعلیم کی جاتی رہی اور صحیح یہی ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوسکو جو روایت کیا طبرانی نے اوسط مین
یہی حدیث ابی محذورہ کی اور نہین ذکر کیا اسمین ترجیع کو اور جب دونون معارض ہوئین دونون ساقط ہوئین اور باقی رہی حدیث
عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سالم جمیع علل سے فَثَبَتَ مَذْهَبُنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ص حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
جب کہے تو داہنی طرف مونہہ پھیرے اور جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو بائین طرف مونہہ پھیرے اور اوسی جگہہ کھڑا رہے
اور اگر جانے کہ اتنے مین آواز نہ پہنچیگی داہنی طرف مین دریچے سے سر نکال کے کہے دو بار حی علی الصلوٰۃ اور بائین طرف
کے دریچے سے نکال کے دو بار کہے حی علی الفلاح اور فجر مین بعد حی علی الفلاح کے دو بار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
کہے ف کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے انھون نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے پاس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے تاکہ آگاہ کرین اونکو ساتھہ نماز فجر کے تو کہا گیا آپ سوتے ہین سو کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
دو بار تو مقرر کیا گیا یہ اذان مین اور یہ حدیث منقطع ہی کیونکہ نہین سنا ابن مسیب نے بلال رضی اللہ عنہ سے اور وہ حجت ہی نزدیک ہمارے
وقت ثقہ ہونے راوی کے اور اوسکے علاوہ اسکے مروی ہی حدیث ابی محذورہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہو نماز صبح کی کہہ تو
اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ روایت کیا اسکو ابوداود اور نسائی نے اور انس سے
مروی ہی کہ کہا انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ جب کہے موذن نماز فجر مین حی علی الفلاح کہے الصلوٰۃ خیر من النوم دو بار روایت کیا
اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور قول صحابی کا من السنۃ حکم رفع مین ہی اور وہ جو بدائع مین ہی کہ کہا بلال رضی اللہ عنہ نے اَلصَّلٰوةُ
خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو بار جب پایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ سوتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اچھا ہی یہ کلمہ
کر اسکو بیچ اذان اپنی کے روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین باسناد صحیح ص اقامت یعنی تکبیر بھی مثل اذان کے کہے

مگر اوسمین کلمے جلدی جلدی کہے اور بعد حی علی الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہے **ف** روایت کیا ابوداود رحمۃ اللہ علیہ
نے ابن ابی لیلی سے انھون نے معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل اور آخر اوسکا یہ ہی کہ بعد اذان کے ٹھہر کے پھر کھڑا ہوا فرشتہ سو کہا مثل اذان
کے مگر یہ کہ بعد حی علی الفلاح کے دو بار قد قامت الصلوۃ زیادہ کیا اور ابولیلی رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو نہین پایا لیکن وہ
ہمارے نزدیک حجت ہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا مینے خواب مین ایک شخص کو آخر حدیث تک
سو اذان دی اوسنے دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار اور ایسا ہی مروی ہی سنن ترمذی وغیرہ مین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اقامت ایک ایک بار ہی دلیل اسکے جو روایت کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو کہ دو دو بار کہے
اذان کو اور ایک ایک بار اقامت کو اور کہا ابوالفرج ابن جوزی نے کہ تھی اذان دو دو بار اور اقامت بھی ایسی تو جب نکلے بنی امیہ تو کر دیا اقامت
کو ایک ایک بار **ص** اور اذان اور اقامت مین باتین نکرے اور بعد اذان کے پھر پکارنا متاخرین کے نزدیک اچھا ہی اور اوسکو تثویب کہتے ہین
ف اور ہدایہ مین ہی کہ تثویب نماز فجر مین اچھی ہی اور باقی سب نمازون مین مکروہ ہی اور لکھا ہی کہ یہ تثویب نکال لیا اوسکو علما کوفہ نے
بعد عہد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بسبب بدل جانے احوال آدمیون کے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد مین تشریف لیگئے اور سنا
ایک مؤذن کو کہ تثویب کہی اوسنے تو کہا انھون نے واسطے ساتھی اپنے کے نکل ساتھ ہمارے اس بدعتی کے پاس سے روایت کیا اسکو ابوداود نے اور
ترمذی نے بغیر اسناد کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسکا انکار مروی ہی اور کہا امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نہین دیکھتا ہون مین حرج یہ کہ کہے
واسطے امیر کے بیچ اذان سب نمازون کے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَبَرَكَاتُهٗ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو مستبعد جانا کیونکہ آدمی سب برابر ہین حکم جماعت مین
اور امام ابی یوسف نے اسواسطے ان لوگون کو خاص کیا کہ وہ زیادہ مشغول رہتے ہین مسلمانون کے امور مین بہ نسبت اور لوگون کے اور اسی
حکم مین ہین قاضی اور مفتی **ص** اذان اور اقامت مین بیٹھے مگر مغرب مین اور جو نماز قضا ہوگئی ہو اوسکو فائتہ کہتے ہین تو ہر ایک
فائتہ کیواسطے بھی اذان اور اقامت کہے اور جب بہت سی فائتہ ہون پہلی فائتہ کیواسطے اذان اور اقامت کہے **ف** کیونکہ روایت ہی
ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ تعریس کے پھر اذان دی بلال رضی اللہ عنہ نے ساتھ نماز کے سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین
پھر نماز پڑھی صبح کی سو کیا جیسا کرتے تھے اور اخراج کیا اسکا مسلم نے اور روایت ہی ابی داود وغیرہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ اذان کے اور اقامت کے جسوقت کہ سو گئے تھے نماز صبح سے اور پڑھا تھا اوسکو بعد نکلنے آفتاب کے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن امیہ ضمیری اور عمران بن حصین اور ذی مخمر حبشی صحابی رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین
ابن مسیب سے مرسلا اور ذکر کیا اوسمین اذان کو اور مرسلات ابن مسیب کے بمنزلہ مرفوعات کے ہین اور صحیح مسلم مین جو ہی کہ حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو
سو قائم کی اوسنے نماز اور نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اونکے صبح کی منافی اذان کی نہین اور ابویوسف نے روایت کیا
اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسوقت کہ مشغول رکھا اونکو کفار نے قضا کی نمازون کی ساتھ اذان اور اقامت کے یعنی چار
نمازون کے واسطے **ص** اور باقی کیواسطے اختیار ہی چاہے ہر مین اذان اور اقامت کہے یا فقط اختصار اقامت پر کرے اور بے وضو کو
اذان کہنا درست ہی **ف** اس وجہ سے کہ اذان ذکر ہی نماز نہین تا کہ اوسکے واسطے طہارت شرط ہووے **ص** اور تکبیر مکروہ ہی
اور اگر کہدے تو اعادہ نہوگا اور اذان جنب کی مکروہ ہی اور ایسی ہی اقامت اوسکی تو اگر جنب نے اذان کہی پھر اعادہ کیا جاویگا اور اگر اقامت کہی

تو اقامت کا اعادہ نہوگا ف کیونکہ تکرار اذان کی مشروع ہی اور تکرار اقامت کی نامشروع اور اگر اذان کا بھی اعادہ نکرے تو بھی جائز ہی
کیونکہ اذان اور اقامت سنت ہین فقط ص اور اذان عورت اور مست اور مجنون کی مکروہ ہی اور اعادہ اوسکا مستحب ہی اور اگر
مسافر یا کوئی شخص مسجد مین جماعت سے نماز پڑھتا ہی اذان اور اقامت کو ترک کرے تو مکروہ ہی لیکن اگر مسافر اقامت کو فقط ادا کرے تو جائز ہی
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بیٹون ابی ملیکہ کے جب آیا وقت نماز کا اذان دو تم دونون اور اقامت
اور امامت کرے بڑا تم مین ایسا ہی صحیحین اور ترمذی مین ص جو شخص کہ شہر مین گھر مین اپنے نماز پڑھتا ہی اگر اذان اور اقامت
دونون کو ترک کرے اور محلے مین اذان و اقامت ہوتی ہی جائز ہی کیونکہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ محلے کی اذان ہمکو کفایت کرتی ہی ف
روایت کیا اسکو سبط ابن الجوزی نے ص اور دیہات مین اگر ایسی مسجد ہی کہ اذان و اقامت اوسمین ہوتی ہی تو اوسکا حکم شہر کا سا ہی
اور اگر اوسمین ایسی مسجد نہین تو جو شخص اپنے گھر مین نماز پڑھتا ہی اگر اذان و اقامت دونون ترک کرے تو مکروہ ہی اور فقط اذان کا ترک کرنا
جائز ہی اور جب تکبیر کہنے والا حی علی الصلوٰۃ کہے امام نماز کے واسطے کھڑا ہووے اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے نماز شروع کرے

باب نماز کی شرطون کے بیان مین

وہ شرطین پاکی بدن کی ہی نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاکی کپڑے کی اور جگہ نماز کی ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنی کپڑون کو اپنے پاک کر اور فرمایا اللہ تعالی نے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا یعنی اگر جنب ہو تم
سو پاک کرو ص اور چھپانا عورت کا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنی لو تم زینت
اپنی کو نزدیک ہر نماز کے یعنی وہ کہ چھپاوے عورت اپنی کو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہی نماز حائض کی مگر ساتھ چادر کے
روایت کی یہ ابوداود اور ترمذی نے اور حسن کہا اوسکو اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین ص پانچوین قبلے
کی طرف موونھہ کرنا چھٹے نیت کرنا ف دلیل اول کی یہ ہی فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی پھیرو موونھہ اپنے کو طرف اوسکے
یعنی قبلے کے اور دوسرے کی دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی ثواب عملون کا ساتھ
نیت کے ہی اور عبادت خود موضوع ہی حصول ثواب کیواسطے بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی ایک امر موجب ثواب کا ص عورت مرد کی
ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہی ف روایت کیا دارقطنی نے عطاء بن یسار سے انھون نے ایوب رضی اللہ عنہ سے کہا انھون نے
سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت اوپر گھٹنون کے ہی اور اسناد مین اوسکی عباد بن کثیر ہی اور ضعیف کیا اوسکو عقیلی نے
لیکن توثیق کی اونکی ابن معین نے اور روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا کہ زانو عورت سے ہی اور اسناد مین اوسکی عقبہ یشکری
ضعیف کیا اونکو ابوحاتم اور دارقطنی نے اور روایت ہی عمرو بن العاص سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے سے گھٹنے
تک ستر ہی روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ ناف ستر مین داخل نہین بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور
گھٹنا ستر مین ہی بخلاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ران بھی ستر مین ہی مگر امام مالک کے نزدیک اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ یعنی ران عورت ہی اور ستر ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ص اور لونڈی کی بھی یہی عورت ہی
مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اوسکی عورت ہی اور عورت آزاد کی عورت تمام بدن ہی مگر موونھہ اور دونون ہتھیلیان اور دونون قدم عورت
عورت مین داخل نہین ف کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ یعنی عورت عورت

چھپی ہوئی ہو اور یہ حدیث بعضی میں مذکور ہے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا ترمذی نے ذکر ن باب الرضاع میں ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت عورت ہے آخر حدیث تک اور لفظ مستورہ کا اوسکی نہیں ہے کہا ترمذی نے ھذا
حدیث حسن صحیح غریب ہے حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت
بالغ نہیں بات سکے دیکھا جاوے اوس سے مگر مونہہ اوسکا اور ہاتھ اوسکے بند دست تک اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدم عورت کا بیچ
اور صحیح یہ ہے کہ عورت نہیں ہے کہا ہدایہ میں ص جو عضو کہ عورت میں داخل ہے اوسکی چوتھائی اگر کھل جاوے نماز جائز نہوگی
جیسے چوتھائی پیٹ یا پنڈلی یا ران یا دبر یا ذکر یا خصیے یا بال عورت کے اور سر الگ عضو ہے اور بال الگ ایک عضو ہے یعنی بال جو لٹکے ہوئے
جو سر سے نیچے ہیں اور خصیے الگ عضو ہیں اور جو شخص کہ پاک کپڑا نہیں رکھتا اور نجاست کا زائل کرنے والا اوسکے پاس موجود نہیں تو ناپاک کپڑے
سے نماز پڑھ لیوے اور پھر اوسکا اعادہ نکرے اور اگر اوسنے ننگے نماز پڑھی اور چوتھائی کپڑا اوسکا پاک ہے درست نہیں ہوئی اور اگر چوتھائی
سے کم پاک ہے افضل یہ ہے کہ ننگے پڑھے اور جو شخص ننگا ہووے نماز اوسکی بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا افضل ہے ف روایت ہے عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہوں نے ننگا نماز پڑھے بیٹھ کے اشارے سے اور ایسا ہی مروی ہے عطا اور عکرمہ
قتادہ رضی اللہ عنہم اور روایت ہے انس سے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے کشتی میں ٹوٹ گئی کشتی سو نکلے دریا سے ننگے تو نماز پڑھی انہوں نے
بیٹھ کے کہا سبط ابن الجوزی نے روایت کیا اوسکو خلال نے اور نہیں پایا مترجم نے اس حدیث کو کسی کتاب میں حدیث کی ص اور اگر
کھڑے ہو کے پڑھیگا تو درست ہے اور اگر قبلے کی طرف مونہہ کرنے میں کچھ خوف ہے جس طرف مونہہ کریگا نماز درست ہو جاویگی اور اگر قبلہ
اوسے معلوم نہیں اور کوئی ایسا نہیں جس سے پوچھے سوچ کے پڑھ لیوے تو اگر بعد نماز کے معلوم ہووے کہ اس طرف قبلہ نتھا نماز کو پھر نہ پڑھے
اور اگر نماز کے اندر قبلہ اوسکو معلوم ہو گیا یا رائے اوسکی بدل گئی نماز ہی میں پھر جاوے اور نماز کو تمام کرے ف اس واسطے کہ مسجد قبا کے
لوگوں کو نماز میں خبر قبلہ بدلنے کی پہنچی اور وہ بیچ نماز میں اوس طرف کو پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اچھا جانا
ص اگر اندھیری رات میں ایک قوم نے نماز پڑھی اور ہر ایک نے اپنے سوچ کے موافق قبلے کی طرف مونہہ کیا اور امام کا حال
کوئی نہیں جانتا کہ اوسکا مونہہ کدھر ہے لیکن یہ جانتے ہیں کہ امام اونکے پیچھے نہیں اونکی نماز جائز ہوگی اور اگر کسی نے جانا کہ امام کا مونہہ
اس طرف ہے اور پھر اپنا مونہہ اور طرف کیا یا اوسنے جانا کہ امام اوسکے پیچھے ہے اور پھر وہیں کھڑا رہا تو نماز اوسکی جائز نہوگی ف روایت ہے
عامر بن ربیعہ سے کہ تھے ہم سفر میں ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندھیری رات میں سو ہمنے نجانا کہ کس طرف قبلہ ہے تو ہر شخص نے
ہم میں سے نماز پڑھی جدھر اوسکی عقل میں آیا تو جب صبح ہوئی سو ہمنے بیان کیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب یہ آیت نازل ہوئی
فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ یعنی جدھر تم مونہہ کرو اوسی جانب کو مونہہ اللہ کا ہے اور ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور بہت
لوگوں نے اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم سفر میں سو ابر تھا نہایت تو سوچا ہمنے قبلے کو تب نماز پڑھی ہر شخص نے
ہم میں سے علیحدہ اور ہر شخص ہم میں سے خط کر لیتا تھا اپنے آگے جب صبح ہوئی تو ہمنے نماز پڑھی تھی غیر قبلے کی طرف سو فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق کہ جائز ہوئی نماز تمہاری ضعیف کیا اسکو دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ
یکایک لوگ پڑھ رہے تھے نماز صبح کی کہ ایک شخص نے خبر دی کہ رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور حکم ہوا کہ
مونہہ کریں طرف قبلے کے اور مونہہ تھا اونکا شام کی طرف تو مونہہ پھیر لیا اونہوں نے طرف کعبہ شریف کے روایت کیا اسکو بخاری نے

رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے **ص** نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط ہی اور زبان سے کہنا اور دل میں نیت کرنا
افضل ہی اور نوافل اور سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہی اور مقتدی کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات ہین پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہی مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا
التَّسْلِيْمُ یعنی کلید نماز کی طہارت ہی اور تحریم اوسکی تکبیر ہی یعنی جب تکبیر کہے تو جو افعال منافی صلوۃ ہین وہ سب حرام ہو گئے
اور اسی سبب سے اوسکو تحریمہ کہتے ہین اور تحلیل اوسکی تسلیم ہی یعنی جو چیزین حرام ہو گئی تھین وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوینگی
روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ابو داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے **ص** اور اوسکو تکبیر تحریمہ کہتے ہین اور ہاتھ اوٹھانا اوسمین
سنت ہی دوسرے کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۝ یعنی کھڑے ہو
واسطے اللہ کے ساکت اور چپ یا خشوع خضوع سے **ص** تیسرے قراءت یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے **ص** چوتھے رکوع پانچوین سجدہ ماتھے اور ناک سے
اور فقط ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہین اور اسی پر
فتوی ہی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِرْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود
یعنی بیٹھنا آخر نماز مین **ف** کیونکہ روایت مین ابو داود کی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکھایا تھا اونکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو نے یہ سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھے
تو بیٹھ اور روایت دار قطنی مین ہی اِذَا فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ جملہ حدیث مین
داخل نہین بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى اَنَّهَا مُدْرَجَةٌ
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ مدرج ہی یعنی حدیث مین داخل نہین اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب مین
وَالْحَقُّ اَنَّ غَايَةَ الْاِدْرَاجِ هٰهُنَا اَنْ تَصِيْرَ مَوْقُوْفَةً وَلِلْمَوْقُوْفِ فِيْ مِثْلِهٖ حُكْمُ الرَّفْعِ یعنی حق یہ ہی کہ
غایت ادراج یہ ہی کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم رفع مین ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ پھر اختلاف ہی قعود کے
اندازے مین لیکن صحیح یہ ہی کہ مقدار تشہد کے یعنی عبدہ ورسولہ تک اور اسی کو اختیار کیا ہی کافی مین اور فتح القدیر مین **ص**
ساتوین اپنے کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہین پہلے فاتحہ کا پڑھنا دوسرے سورت ملانا تیسرے رعایت ترتیب
کی اون کامون مین جو نماز مین مکرر آتے ہین جو تکبیر تحریمہ اور قعدۂ اخیرہ مین رعایت ترتیب کی فرض ہی چوتھے قعدۂ اولی یعنی جو بعد
دو رکعتون کے چار رکعتی نماز مین بیٹھتے ہین پانچوین تشہد دونون قعدون مین اور ذخیرے مین لکھا ہی کہ پہلا قعدہ سنت ہی اور اخیر کا
قعدہ واجب ہی اور ہدایے مین لکھا ہی کہ تشہد کا پڑھنا پہلے قعدے مین سنت ہی اور دوسرے قعدے مین واجب ہی لیکن صاحب وقایہ کا مذہب
یہی ہی کہ دونون قعدون مین تشہد پڑھنا واجب ہی چھٹے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ فرض ہی **ف** اور یہ
دلیلین دونون مذہب کی اوپر گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ

بیہقی سے مثل حدیث مالک بن الحویرث کے کہا ابو الفرج نے اسناد اوسکا صحیح ہی اور ایک طرح سے معارضہ باقی نہیں رہا کہ جس صورت میں ہو حضرت ہاتھ اوٹھاتے تھے کاندھون تک مراد یہ ہی کہ ہاتھ کاندھون تک اور انگوٹھے تو تک کان کی ایسی ہی تاویل کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واللہ اعلم ص اور اونگلیون کو نہ بہت ملاوے اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے اور عورت دونون مونڈھون تک اوٹھاوے اور اللہ اکبر ساتھ مد الف اللہ کے اور اللہ اکبار ساتھ الف کے درمیان بے اور رے کے نہ کہے اور اگر بجائے تکبیر کے اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ کہے درست ہوجاویگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان مین اگر تکبیر کہے مثلا یہ کہے اللہ بزرگ ترست یا اللہ بزرگ ہی یا قرات فارسی مین یا اور کسی زبان مین عذر سے پڑھے یا جانور ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ مین کہے تو درست ہی اور اگر دعا کے الفاظ کہے جیسے اللھم اغفر لی ای خدا بخشدے مجکو تو درست نہین ف اور طعن اس باب مین بیجا ہی جواب اوسکا نور الانوار وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہی ص اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے ناف کے نیچے اور قنوت اور نماز جنازے مین بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے جب کھڑا ہو اور عیدین کی تکبیرون مین چھوڑے اور ہاتھ نہ باندھے ف اور امام مالک کے نزدیک سب نمازون مین چھوڑ دے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے جیسے ہمارے مذہب مین عورت سینے پر باندھتی ہی دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہی جو امام المحدثین ابو بکر بن خزیمہ نے اپنے مسند مین روایت کیا ساتھ سند صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کیا احمد نے قبیصہ بن ہلب سے اونھون نے اپنے باپ سے کہ دیکھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھون اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھنے مین حدیثین چند صحیح بخاری مین مروی ہین جنسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر قائم ہوتی ہی اور کہا شیخ ابن الہمام نے ذیل قول صاحب ہدایہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت سے ہی یہ بات یعنی رکھنا داہنے ہاتھ کا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہ یہ حدیث مرفوعا نہین معلوم ہوئی ہان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ سنت سے ہی رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف کے نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور احمد اور دار قطنی اور رزین اور بیہقی نے اور اسناد مین اوسکی عبد الرحمن بن اسحق کوفی ضعیف ہین ضعیف کیا انکو احمد وغیرہ نے اور اس ضعف سے ضعف حدیث کا لازم نہین آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہین اوسپر اور کہا بعض جہلا نے کہ نہین ہی کوئی حدیث مرفوع صحیح اس باب مین واسطے حنفیہ کے اور یہ بات غلط ہی کیونکہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حدثنا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی روایت ہی وائل بن حجر سے کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھتے تھے ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائین کے نیچے ناف کے کہا بعض علما نے وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ لِأَنَّ فِيهِ رِجَالًا كُلُّهُمْ سِوَى الصَّحَابِيِّ ثِقَاتٌ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اسواسطے کہ جتنے راوی ہین اوسمین صحابی کو چھوڑکر سب ثقہ ہین اور صحابی کو چھوڑکر اسواسطے کہا کہ صحابی سب ثقہ ہین کسی مین احتمال کذب کا نہین لیکن ثقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین کہ وکیع بیٹا جراح بیٹا ملیح رواسی کا کنیت اونکی ابو سفیان ہی روایت کی اونھون نے اپنے باپ سے اور اسمعیل بن ابی خالد اور ایمن بن نابل اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کیا اونسے اونکے بیٹون نے سفیان اور ملیح اور عبید نے اور شیخ نے اونکے سفیان ثوری نے اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونون بھائیون نے اور ابو خیثمہ اور حمیدی نے کہا احمد بن حنبل نے نہین دیکھا مینے حافظ علم کا زیادہ

وكيع سے اور كہا انھون نے كہ تھے وكيع مطبوع الحفظ اور كہا انھون نے كہ تھے امام مسلمانون كے اپنے وقت مين اور كہا ابن معين نے نہين ديكھا مينے افضل وكيع سے تو كہا گيا كہ كيا ابن المبارك كو فضل تھا كہا كہ ہان اونكو بھی فضل تھا ليكن نہين ديكھا مينے افضل وكيع سے تھے مستقبل قبلہ اور حفظ كرتے تھے حديث كو اور قيام كرتے تھے رات كو اور روزہ ركھتے تھے دن كو اور فتوى ديتے تھے قول امام ابوحنيفہ پر اور دوسرا راوى كا موسى بن عمير عنبرى تميمى كوفى كہا يحيى ابن معين اور ابوحاتم نے اور محمد بن عبداللہ بن نمير اور خطيب اور عجلى اور دولابى نے كہ وہ ثقہ ہين اور كہا ابوزرعہ نے لا بأس بہ يعنى نہين جرح ہى ساتھ اوسكے اور نسائى مين اوسكى ايك حديث ہى صلوة مين ولكين علقمہ تو كہا ذہبى نے ميزان الاعتدال مين كہ علقمہ صدوق ہى اور كہا حافظ ابن حجر نے تہذيب مين ذكر كيا اوسكو ابن حبان نے ثقات مين اور ذكر كيا اوسكو ابن سعيد نے طبقہ ثالثہ مين اہل كوفہ سے اور كہا كہ كَانَ ثِقَةً قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ يعنى تھا ثقہ تھوڑى حديث والا اور كہا شيخ قاسم قطلوبغا حنفى نے تخريج احاديث الاختيار كے بعد نقل كرنے اس حديث كے مصنف ابن ابى شيبہ سے كہ يہ سند جيد ہى وكيع ہى احد الاعلام اور موسى بن عمير توثيق كى اوسكى ابوحاتم نے اور روايت كيا اوس سے نسائى اور علقمہ سے اخراج كيا اونسے بخارى رحمۃ اللہ عليہ نے رفع اليدين مين اور مسلم نے اپنى صحيح مين اور جابر وغيرہ عالمون نے اور ثقہ كہا اوسكو ابن حبان نے سو يہ شاہد ہى اوس حديث على رضى اللہ عنہ كا بس نہين ہى وجہ كلام كى اوس شخص كے جسنے كہا كہ نہين دليل ہى حنفيہ كى اس مسئلے مين وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص بعد تحريمہ كے ہاتھ باندھكے ثنا پڑھے وہ يہ ہى سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اور توجيہ يعنى اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نہ پڑھے ف اور امام ابى يوسف كے نزديك پڑھے دليل اونكى حديث على رضى اللہ عنہ كى ہى طويل كہ آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم پڑھتے تھے يہ آيت اور روايت جابر رضى اللہ عنہ كى كہ تھے آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم جب شروع كرتے نماز كو كہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ روايت كيا اسكو بيہقى نے اسى طرح ہى كہا صاحب ہدايہ نے دليل ہمارى حديث انس رضى اللہ عنہ كى ہى كہ آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم جب شروع كرتے تھے نماز تكبير كہتے تھے اور فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تك اور نہين زيادہ كرتے تھے اسپر كہا صاحب فتح القدير نے روايت كيا بيہقى نے انس اور عائشہ اور ابوسعيد خدرى اور جابر اور عمر بن مسعود رضى اللہ عنہم سے اس مضمون كو مرفوعا مگر حديث عمر بن مسعود رضى اللہ عنہ كى وقف كيا اوسكو اوپر عمر كے اور رفع كيا اوسكو دارقطنى نے عمر رضى اللہ عنہ سے پھر كہا محفوظ ہى يہ كہ يہ قول عمر رضى اللہ عنہ كا ہى اور صحيح مسلم مين ہى كہ عمر بن الخطاب رضى اللہ عنہ جہر كرتے تھے ساتھ ان كلمات كے انتہى اور روايت كيا اوسكو ابوداود اور ترمذى نے عائشہ رضى اللہ عنہا سے اور ضعيف كيا اون دونون نے اوسكو ليكن صحيح كيا اوسكو محدث فيروزابادى نے اور روايت كيا اوسكو دارقطنى نے عثمان رضى اللہ عنہ سے اونكے قول سے اور روايت كيا اوسكو سعيد بن منصور نے ابوبكر صديق رضى اللہ عنہ كے قول سے اور سنن ابى داود مين ہى ابوسعيد سے كہ تھے آنحضرت صلى اللہ عليہ وسلم جب اوٹھتے رات كو تكبير كہتے پھر فرماتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تين بار پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تين بار پھر كہتے اَللّٰهُ اَكْبَرُ تين بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پھر قرات كرتے تھے اور اخراج كيا اسكا ترمذى نسائى ابن ماجہ نے كہا ترمذى نے كہ حديث ابوسعيد رضى اللہ عنہ كى مشہور حديث ہى اس باب مين اور تحقيق كلام كيا گيا اسناد مين اوسكى تھے يحيى بن سعيد كلام كرتے تھے على بن على رفاعى مين اور كہا احمد نے كہ نہين صحيح ہى يہ حديث اور توثيق كى على بن على كى وكيع اور ابن معين نے

اور ابو زرعہ اجلۂ محدثین نے اور جب ثابت ہوا فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مانند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قراءت اسکی تو معلوم ہوا
کہ یہی اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور یہی اخیر تھا اونکے فعل سے اور صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہی
اور اوسمین اور دعا ہی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وَهُوَ اَصَحُّ مِنَ الْكُلِّ لِاَنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعَ
ذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ بِسُنِّيَّتِهٖ عَيْنًا اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ یعنی یہ صحیح ہی کل روایتون سے اسواسطے کہ اتفاق کیا
اسپر بخاری مسلم نے اور باوجود اسکے نہین کہا کسینے ساتھ سنیت خاص سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے تو اگر وہ دعا اسکے بدلے پڑھے
کچھ حرج نہین اور جائز ہی فقط اور وہ جو روایت ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہی اوپر نوافل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے
اور مؤید ہی اسکی وہ جو مروی ہی صحیح ابی عوانہ اور سنن نسائی مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز نفل کو کہتے تھے
اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ آخر تک بخلاف سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے کہ وہ ثابت ہی فرائض مین ص اور بعد ثنا کے
تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہے ف کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے وَاِذَا
قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو پناہ لیجا طرف اللہ کے مراد یہ ہی کہ شیطان سے پناہ مانگے
کہ وہ حارج نہو قراءت قرآن مین ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور مسبوق پڑھے تو تعوذ تابع قراءت کا ہی نہ تابع ثنا کا سو جو شخص
قراءت پڑھے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قراءت نہ پڑھے تعوذ بھی نہ پڑھے اور تکبیرات عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد اوسکے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے اور فاتحہ اور سورت کے بیچ مین نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ کہے اور امام شافعی کے
نزدیک تسمیہ کو بلند پڑھے اور بہت سی حدیثین صحیح وارد ہوئی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قراءت کو اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے ف تو اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے ہونگے اور
صاحب ہدایہ نے لکھا ہی سبب قول ابن مسعود کے چار ہین کہ آہستہ کہے اونکو امام اور ذکر کیا اونمین تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی وائل سے انہون نے عبد اللہ سے کہ وہ تھے آہستہ کہتے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ کو اور صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی مین ہی نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سو پڑھی
انہون نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر پڑھی فاتحہ یہان تک کہ پونہچے وَلَا الضَّآلِّيْنَ پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کے کہا
قسم ہی اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہی تحقیق کہ میری نماز مشابہ تر ہی ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہا ابن خزیمہ نے نہین شک ہی اوسکی صحت مین اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہین کیونکہ جائز ہی سننا نعیم
کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا مین تب تک سنائی دیتا ہی خصوصاً پاس والے
مقتدی کو اور صحیح ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسم اللہ کا کہا حاکم نے
صحیح ہی بغیر علت کے اور صحیح کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکا قوی اور ضعیف کیا اوسکو اکثر محدثین
نے اور کہا بعض حفاظ نے نہین ہی کوئی حدیث صحیح جہر مین مگر اوسکی اسناد مین گفتگو ہی اور اسی سبب سے صاحب اسانید اربعہ اور
امام احمد نے احادیث جہریہ کو اخراج نہین کیا باوجود شتمال اونکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلماء رئیس المحدثین شیخ تقی الدین
ابن تیمیہ نے اور روایت کی ہمنے دارقطنی سے کہ نہین صحیح ہوئی حضرت سے جہر مین کوئی حدیث اور مروی ہی دارقطنی سے

کہ تصنیف کی اونسے ایک کتاب بیچ جہر بسم اللہ کے اور ارادہ کیا بعض مالکیہ نے کہ جدا کرین اوس سے صحیح ضعیف سے
کہا کہ نہیں صحیح ہوئی جہر مین کوئی حدیث اور کہا حازمی نے کہ احادیث جہر کی اگرچہ بکثرت ہاتو ہین لیکن کوئی حدیث انمین سے صحیح
نہین اور روایت کیا امام طحاوی نے جہر کو قرأت اعراب کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نہین جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بسم اللہ کا یہان تک کہ وفات کی اور یہ معارض ہی اوس حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے جو جہر مین گذری تو موافق
ہوا واقع ہونے دلائل کے کبھی کبھی اور صریح وجہ حمل تر روایت مسلم کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پس سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس سے مراد نفی قرأت
نہین ہی بلکہ نفی جہر ہی دلیل دوسری روایت کہ نہین جہر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے
ساتھ اسناد صحیح کے اور بھی روایت ہی اونہین سے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے
پس سب لوگ اخفا کرتے تھے بسم اللہ کا روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ایک لفظ میں ہی کہ سر کرتے تھے ساتھ بسم اللہ کے اور روایت کیا
طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کرتے تھے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اور ابو بکر اور عمر اور
عثمان رضی اللہ عنہم اور جتنے تابعین تھے اور وہی مذہب ہی سفیان ثوری اور ابن المبارک کا اور کہا ابن عبد البر اور ابن منذر نے کہ یہی
قول ابن مسعود اور ابن الزبیر اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن مغفل اور حاکم اور حسن بن ابی الحسن اور شعبی اور نخعی اور اوزاعی اور عبد اللہ بن المبارک اور قتادہ اور عمر بن عبد العزیز
اور اعمش اور زہری اور مجاہد اور حماد اور ابی عبید اور احمد بن اسحق کا اور روایت کیا امام ابو حنیفہ نے طریق ابن شہاب ابی سفیان [illegible] یزید بن عبد اللہ
بن مغفل سے انھون نے اپنے باپ سے تحقیق کہ انھون نے نماز پڑھی پیچھے امام کے سو جہر کیا اوس نے بسم اللہ کا سو پکارا عبد اللہ بن مغفل نے کہ نماز پڑھی مینے پیچھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے سو کسیکو مینے جہر کرتے نہین سنا اور کہا انھون نے اپنے بیٹے سے اے
بیٹے محدث یعنی بیجا کرنا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا محدث اور بدعت ہی **ص** اور بعد تسمیہ کے فاتحہ اور سورت پڑھے **ف**
اور فاتحہ پڑھنا ہمارے مذہب میں رکن نماز یعنی فرض نہین اور اسیطرح سورت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فاتحہ فرض اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونون فرض ہین دلیل امام مالک کی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طویل آخر حدیث یہ ہی کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ
الحمد کے اور ایک سورت کے کہا شیخ ابن الہمام نے روایت کیا اوسکو ترمذی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لفظ روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے
اور اختصار کیا اسپر لا صلوٰۃ لمن لم یقرء آخر تک اور سکوت کیا اوس سے ترمذی نے اور ضعیف ہی ساتھ ابو سفیان ثوری طریف
بن شہاب کے اور اوسی سے روایت کی ابو حنیفہ نے مسند مین اور نقل کی گئی ابن معین اور نسائی سے تضعیف اوسکی اور تلیین کی اوسکی
ابن عدی نے اور کہا کہ روایت کی اوس سے ثقات نے لیکن وہ لاتا ہی متون مین ایسی چیز کہ نہین لاتا کوئی اوسکو سوا اوسکے اور اسانید اوسکی مستقیم
ہین اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے ابی نضرہ سے کہ نہین ہی نماز مگر ساتھ ام القرآن یعنی فاتحہ کے اور
ساتھ اوسکے بعد اور سورت کے اور اسناد مین اوسکے اسمعیل بن عیاش ضعیف ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور بخاری نے مؤید ہی وہ جو
روایت ہی معجم اوسط مین طبرانی کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ندا کرون مین مدینہ مین کہ نہین ہی
نماز مگر ساتھ قرأت کے اگرچہ فاتحہ ہووے اور روایت کیا اوسکو ابو حنیفہ نے اور حارث نے مسند مین اور ابن عدی نے لیکن ابو حنیفہ کے طریق مین
ضعف ہی اور طبرانی کی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور دلیل ہماری قول اللہ تعالی کا ہی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

یعنی پڑھو جو آسان ہو قرآن مین سے اور یہ خبر واحد ہی اور خبر واحد سے زیادتی کلام اللہ پر نہین جائز ہی مگر واجب العمل ہی تو کہا ہم نے
ساتھہ وجوب فاتحہ اور سورت کے اور دلیل امام شافعی رح کی یہ ہی جو روایت کیا بخاری مسلم نے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
یعنی نہین ہی نماز مگر ساتھ فاتحۃ الکتاب کے اور تقدیر اوسکی یہ کی ہی کہ نہین ہی کمال نماز کا مگر فاتحۃ الکتاب سے جیسے دوسری حدیث
مین فرمایا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہٗ یعنی نہین ہی ایمان اوس شخص کا جسکو امانت نہین
اور نہین دین ہی اوسکا جسکا عہد سالم نہین تو مراد اس سے نفی ایمان و دین بالکلیہ نہین ہی بلکہ کمال ایمان اور دین مین یہ چیزین باعث
خلل کی ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ فقط **ص** اور بعد تسمیے کے فاتحہ اور سورت پڑھے اور بعد ولا الضالین کے آہستہ سے آمین کہے اور مقتدی
بھی جہری نماز مین آہستہ سے آمین کہے **ف** اور دلیل اوسکی وہ ہی جو اوپر حدیث ابن مسعود کی ذکر کی اور روایت کیا احمد اور ابو یعلی نے
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک مین شعبہ سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حجر عنبس سے انھون نے علقمہ بن وائل سے انھون نے
اپنے باپ سے کہ نماز پڑھی انھون نے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو جب پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ پر کہی آمین آہستہ سے اور روایت کیا اوسکو ابو داود اور ترمذی وغیرہما نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے
انھون نے حجر بن عنبس سے انھون نے وائل بن حجر سے اور اوسمین ہی کہ بلند کیا انھون نے آواز اپنی کو ساتھہ آمین کے تو مخالفت کی اسمین سفیان نے
کئی طرح پر اول یہ کہ پہلی روایت مین حجر عنبس ہی اور اسمین حجر بن عنبس اور اسمین علقمہ مذکور نہین اور کہا ترمذی نے علل کبیر مین کہ پوچھا
مینے بخاری سے کہ کیا علقمہ نے سنا ہی اپنے باپ سے تو کہا بخاری نے کہ پیدا ہوا علقمہ بعد مرنے اپنے باپ کے چھہ مہینے بعد اور یہ انقطاع مسلم نہین
کیونکہ روایت کیا مسلم نے علقمہ کی روایت کو اپنے باپ سے کہا شیخ ابن الہمام نے اور ترجیح دی دارقطنی نے روایت سفیان کو اور بیہقی
وغیرہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے بمضمون رفع روایت کیا ہی اور اسی سبب سے صاحب ہدایہ نے اس حدیث سے عدول کر کے ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور مؤید رفع کی ہی جو ابن ماجہ مین ہی کہ تھے علیہ السلام جب آمین کہتے تھے گونج جاتی تھی مسجد اور
مین کہتا ہون کہ معارض ہی اس حدیث کی بعینہ وہ جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اس اسناد سے حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ثَنَا سُفْیَانُ
عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ کُہَیْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی کہی آمین اور آہستہ کہی اور یہ بعینہ وہی اسناد ہی جسمین
رفع صوت آمین مذکور ہی تو دو حدیثین مخالف ہوئین اوس ایک حدیث کی تو صحیح یہی ہوگا کہ آہستہ سے آمین کہے **ص** بعد اوسکے
تکبیر کہے اور رکوع کرے جھکے اور دونون ہاتھہ رکوع مین دونون زانو پر رکھے اور اونگلیون کو کشادہ رکھے **ف** کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انس رض کے بیچ حدیث طویل کے اور آخر اوسکا یہ ہی کہ اے بیٹے میرے جب تو رکوع کرے سو رکھہ کفون
اپنے کو اوپر دونون زانو اپنے کے اور کشادہ رکھہ اونگلیون کو اور اوٹھائے رکھہ دونون ہاتھہ کو دونون پہلو سے روایت کیا اسکو
طبرانی نے معجم اوسط مین اور تطبیق یدین کی منسوخ ہی اور وہ یہ ہی کہ دونون ہاتھون کو ملا کے دونون رانون مین رکھے بدلیل اسکے
جو مروی ہی صحیحین مین مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ نماز پڑھی مینے اپنے باپ کے ساتھہ تو تطبیق کی مینے سو کہا میرے باپ نے
کہ ہم اسکو پہلے کرتے تھے ایسا پھر منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ رکھین دونون ہاتھون کو اوپر زانوون کے **ص** اور پیٹھہ کو برابر کرے
اور سر کو بھی پیٹھہ کے برابر رکھے **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ نے وابصہ بن معبد سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ

نماز پڑھتے تھے سو جب رکوع کرتے تھے تین بار کہتے تھے پیشانی کو یہان تک کہ گرد آلودہ ہوا اور میری ناک البتہ ٹھہر جاتا اور روایت کیا
ابو العباس محمد بن اسحق سراج نے اپنی مسند مین براء سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو بچھاتے پیٹھ اپنی کو اور
جب سجدہ کرتے تو رکھتے انگلیون کو اپنی قبلہ کی طرف اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے اور ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث براء
کے اور کچھ مضائقہ نہیں اگر سے دلیل سکے جو روایت کیا ترمذی نے حدیث ابی حمید سے کہ جھکاتے سر اپنے کو اور نہ اوٹھاتے اور کیا
ایسا ہی روایت کیا ابو داود اور ابن حبان نے اور اخراج کیا مسلم نے حدیث طویل مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے نہ اونچا کرتے
تھے اور نہ جھکاتے تھے ص اور تین مرتبہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے اور اس سے کم نہ کہے ف کیونکہ روایت کیا
ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب رکوع کرے کوئی تم مین سے تو کہے تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ
اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور جب سجدہ کرے تو کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار اور یہ ادنی درجہ اوسکا ہے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ
عون نے نہین پایا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ص بعد اوسکے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سر کو اوٹھاوے اور مقتدی فقط
رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے اور جو اکیلا ہو دونون کہے ف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فقط کہے اور
رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ نہ کہے اور صاحبین کے نزدیک دونون کہے اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ آہستہ سے کہے کیونکہ روایت کیا ابو ہریرہ نے کہ تھے آنحضرت
جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تکبیر کہتے تھے یہان تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ جس وقت اوٹھاتے تھے
رکوع سے پھر کہتے تھے اور وہ کھڑے ہی ہوتے تھے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ آخر حدیث تک اور امام ابو حنیفہ کی دلیل صاحب ہدایہ نے یون بیان
کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور یہ خطاب واسطے مقتدیون کے ہے تو
رد ہوا اوس مذہب پر کہ مقتدی بھی دونون کلمے کہے اور یہی قول ہے امام شافعی صاحب کا ص تو جب سیدھا کھڑا ہووے تکبیر کہے
اور سجدے مین جاوے ف اور تکبیر تو اسواسطے کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے وقت جھکنے اور اوٹھنے کے اور لیکن
سیدھا کھڑا ہونا تو فرض نہین ہے اور اسیطرح دونون سجدے کے بیچ مین جلسہ کرنا اور ٹھہرنا رکوع و سجود مین اور یہ قول طرفین کا ہے اور
ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ یہ چیزین فرض ہین اور وہی ہے قول امام شافعی کا اور دلیل انکی یہ ہے کہ فرمایا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واسطے اعرابی کے جب اوسنے جلدی کی تھی نماز مین کہ پڑھ نماز بتحقیق کہ تو نے نہین پڑھی نماز تو معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے اور طرفین
کی دلیل یہ ہے کہ رکوع لغت مین مطلق جھکنے کا اور سجدہ پیشانی ٹکانے کا نام ہے تو فرضیت ساتھ ادنی درجے کے بھی ادا ہو جاوے گی اور تعدیل
ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے مین اگر جلدی ہوگی کیونکہ وہ مقصود نہین اور وہ تو بری ہے اور روایت مین آنحضرت نے اوس اعرابی سے
ارشاد فرمایا کہ جو تو نے کم کیا اس سے جو بیان کیا مین نے تو کم کیا اپنی نماز سے روایت کیا اس زیادت کو ابو داود اور ترمذی اور
نسائی نے ابو داود نے تو ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کر چکا تو یہ تو تمام ہوئی نماز تیری
اور اگر تو نے اوس مین سے کم کیا تو کم کیا تو نے اپنی نماز سے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور مؤید ہے اسکی وہ جو روایت کیا اصحاب سنن اربعہ اور دارقطنی
اور بیہقی نے ابن مسعود سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہوتی ہے وہ نماز کہ نہ قائم ہو اوس مین پیٹھ مصلی کی رکوع اور سجود مین
اور ایسے نمازی کو آپ نے دوسری حدیث مین چور ارشاد فرمایا تو حتی المقدور لازم ہے کہ اس امر سے احتراز کرے کہ مورد وعید شدید
اور بہ اطمینان ٹھہر ٹھہر کے نماز خضوع اور خشوع سے پڑھے ص پہلے دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ برابر دونون کان

بعد اوسکے مونھہ کو دو کف کے بیچ مین **ف** کیونکہ روایت ہی مسند ابو یعلی مین ابی اسحق سے کہا کہ وصف کیا واسطے ہمارے
براء بن عازب نے سجدہ کو پس سجدہ کیا اور اعتماد کیا اوپر دونون کف کے اور اوٹھایا سرین کو اور کہا کہ اسی طرح کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور نہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے وائل سے نقل کی ہی پائی نہین گئی اور کہا شیخ ابن الہمام نے کونہ من حدیث وائل
غریب یعنی ہونا اوسکا حدیث وائل سے غریب ہی اور صحیح مسلم مین ہی حدیث وائل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سجدہ کیا
رکھا مونہہ اپنا دونون کف کے بیچ مین اور جب ایسا ہوا تو ہاتھہ مقابل کانون کے ہونگے تو اب معارض ہوگا اوسکے جو صحیح بخاری مین ہی
حدیث ابی حمید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونون کف برابر کاندھون کے اور اس مقام مین روایت مسلم کی مقدم ہی بخاری کی
اس وجہ سے کہ سند بخاری مین فلیح بن سلیمان اگرچہ راجح یہی ہی کہ وہ ثقہ ہی لیکن کلام کیا گیا ہی اومین ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین
اور ابو حاتم اور ابو داود اور یحیی القطان اور ساجی نے اور روایت کیا اسحق بن راہویہ نے مسند مین أَخبَرَنَا الثَّورِيُّ عَن عَاصِمِ
بنِ کُلَیبٍ عَن أَبِیهِ عَن وَائِلِ بنِ حُجرٍ اس اسناد سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھے دونون ہاتھہ مقابل
کانون کے اور یہ اسناد صحیح ہی اور روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف مین أَخبَرَنَا الثَّورِيُّ اوسی اسناد سے اور لفظ اوسکا یہ ہی
وَکَانَت یَدَاهُ حِذَاءَ أُذُنَیهِ اور تھے ہاتھہ آپکے مقابل کانون کے اور روایت کیا طحاوی نے حفص بن غیاث سے انھون نے حجاج سے
انھون نے ابی اسحق سے کہا کہ پوچھا مینے براء بن عازب سے کہ کسجا رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی اپنی سجدہ مین جب نماز پڑھتے تھے
کہا کہ درمیان دونون کف کے وَاللّٰهُ أَعلَمُ اور سجدہ کرے ناک اور پیشانی دونون پر کیونکہ روایت کیا ابو داود اور نسائی نے اور عبارت
اونھین کی ہی اور ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے جماتے تھے ناک اور پیشانی اپنی کو اور الگ رکھتے تھے دونون
ہاتھون کو دونون پہلو سے اور رکھتے تھے کف کو برابر کاندھون کے اور روایت ابو یعلی مین ہی ابو حمید سے کہ پھر سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سو جمایا ناک کو اور پیشانی کو زمین پر اور اگر ایک پر اقتصار کیا امام صاحب کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہی مگر عذر سے
اور یہی روایت ہی امام ابو حنیفہ سے کیونکہ روایت کیا صحاح ستہ والون نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا مین
کہ سجدہ کرون سات اعضا پر جبہہ اور دونون ہاتھہ اور دونون زانو اور کنارے قدمون کے اور روایت کیا مانند اسکے بزار نے اور روایت کی گئی
سعد اور ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے یہ حدیث اور رکھنا دونون ہاتھون اور زانون کا سنت ہی نزدیک ہمارے اور لیکن رکھنا
قدمون کا سو کہا ہی قدوری مین کہ وہ فرض ہی سجدے مین کَذَا فِي الهِدَایَة **ص** اور اونگلیان ملی ہوئی رکھے اور دونون بازو کو پیٹ سے
جدا رکھے اور پیٹ کو رانون سے اور اونگلیان دونون پیر کی قبلے کی طرف کرے اور تین بار سُبحَانَ رَبِّيَ الأَعلَی کہے یا زیادہ اور اگر
پگڑی کے پیچ پر یا فاضل کپڑے پر یا اوس چیز پر جسکا حجم ہی سجدہ کیا اگر پیشانی قرار پکڑتی ہی تو جائز ہی ورنہ درست نہین **ف** کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے روایت کیا ابو نعیم نے حدیث ابن عباس سے حلیہ مین بیچ ذکر ترجمہ ابراہیم بن ادہم
رحمۃ اللہ علیہ کے حَدَّثَنَا أَبُو یَعلَی الحُسَینُ بنُ مُحَمَّدٍ الزُّبَیرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الحَسَنِ عَبدُ اللّٰهِ بنُ مُوسَی
الحَافِظُ الصُّوفِيُّ البَغدَادِيُّ ثَنَا لَاحِقٌ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الدِّمَشقِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بنُ فَیرُوزَ
المِصرِيُّ ثَنَا بَقِیَّةُ بنُ الوَلِیدِ ثَنَا ابنُ إِبرَاهِیمَ بنِ أَدهَمَ عَن أَبِیهِ أَدهَمَ بنِ مَنصُورٍ العِجلِيِّ عَن سَعِیدِ
بنِ جُبَیرٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسجُدُ عَلَی کَورِ عِمَامَتِهِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ

سجدہ کرتے تھے اوپر کور عمامے کے یعنی پیچ عمامے کے اور ابراہیم بن ادہم بڑے زاہد عالم مشہور ثقہ مین قَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ
أَحَدُ الزُّهَّادِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ مَاتَ سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّينَ وَمِائَةٍ کہا نسائی نے ثقہ امون ہین ایک زاہدون
مین سے کہا بخاری نے مرے سنہ باسٹھ اور سو ہجری مین اور روایت کیا طبرانی نے اوسط مین عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ دیکھا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے اوپر پیچ عمامے کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل مین حدیث عمرو بن شمر سے
انھون نے جابر جعفی سے اونسے عبد الرحمن بن سابط نے انھون نے جابر سے کہا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے
اوپر پیچ عمامے کے اور ضعیف ہی عمرو بن شمر اور جابر جعفی کذاب وضاع ہی کہا شیخ ابن حجر عسقلانی نے شمر کو کذاب یعنی رافضی
غالی کذاب ہی اور کہا ترمذی نے ضَعِيفٌ جِدًّا یعنی ضعیف ہی نہایت اور کہا بعضون نے مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ یعنی ترک کر دی گئی
حدیث اوسکی اور روایت کیا اوسکو حافظ ابو القاسم تمام بن محمد رازی نے فوائد مین حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ثنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُصَيْنٍ الطَّرَسُوسِيُّ ثنا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ ثنا سَعِيدُ
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ
کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اوپر پیچ عمامے کے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے سنن مین ہشام سے انھون نے حسن سے کہا کہ تھے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کرتے تھے اور ہاتھ اونکے اونکے کپڑون مین تھے اور کرتا تھا سجدہ ہر آدمی اوپر پیچ عمامے کے
اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے صحیح مین تعلیقا اور کہا کہ کہا حسن نے تھی قوم کہ سجدہ کرتی اوپر عمامے اور ٹوپی کے اور دونون ہاتھ اونکے آستینون مین
ہوتے تھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا شَرِيكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يَتَّقِي بِفُضُولِهِ حَرَّ الْأَرْضِ وَبَرْدَهَا یعنی تحقیق
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز بیچ ایک کپڑے کے بچاتے تھے اوسکے فضول سے گرمی کو زمین کی اور سردی کو اوسکی اور
اسی حدیث کو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہی اور روایت کیا اوسکو احمد اور اسحق بن راہویہ اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن عدی نے کامل مین
اور ضعیف کیا اوسکو حسین بن عبد اللہ کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ شریک اوسکی اسناد مین قاضی کوفے کا ضعیف ہی کہا ترمذی نے
وَشَرِيكٌ كَثِيرُ الْغَلَطِ یعنی شریک بہت غلطی کرتا ہی اور توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے اور اوسکے معنی مین ہی وہ جو روایت کیا
جماعت نے انس سے کہ تھے ہم نماز پڑھتے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدت گرمی مین اور جب طاقت رکھتا تھا کوئی
ہمارا کہ رکھے منہ اپنا اوپر زمین کے بچھاتا تھا کپڑا اپنا زمین پر اور اوسی پر سجدہ کرتا تھا اور سجدے مین چاہیے کہ اپنے دونون مونڈھون کو نمایان کرے
کیونکہ حدیث مین آیا ہی بروایت ابن حبان مرفوعا وَجَافِ عَنْ ضَبْعَيْكَ اور کشادہ رکھ دونون بازو اپنا اور روایت کیا عبد الرزاق
نے ابن عمر سے کہا کہ خبر دی ہمکو سفیان نے انھون نے آدم بن علی بکری سے کہا کہ دیکھا مجکو ابن عمر رضی اللہ نے اور مین نماز پڑھتا تھا اور ہاتھ کو اپنے زمین
سے جدا نکرتا تھا سو کہا کہ اے بیٹے بھائی میرے کے نہ بیٹھ جانورون کا سا بیٹھنا اور اعتماد کر اپنے دونون کف پر اور ظاہر کر بازون اپنے کو
کیونکہ جب تو ایسا کریگا سجدہ کریگا ہر عضو تجہسے اور جدا رکھے پیٹ کو دونون رانون سے کہ حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ رکھتے تھے
اسقدر کہ اگر بکری کا بچہ چاہتا تو اوسمین سے نکل جاتا روایت کیا اوسکو مسلم اور حاکم اور طبرانی وغیرہم نے اور جب صف مین ہو چاہیے کہ اسقدر
کشادہ نکرے کہ پاس والے کو اذیت ہو اور موڑے منہ انگلیون کا طرف قبلے کے کیونکہ روایت کیا بخاری نے حدیث ابی حمید سے کہ حضرت نے

واسطے نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب سجدہ کرتے تھے نہ بہت اونگلیون کو پھیلاتے تھے اور نہ بہت تنگ کرتے تھے بلکہ اوسط
درجے مین رکھتے تھے اور مونہہ کرتے تھے اونگلیون کا طرف قبلے کے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جب سجدہ کرتا ہی مومن سجدہ کرتا ہی ہر عضو اوسکا پس چاہیے کہ مونہہ کرے اپنے اعضا کا طرف قبلے کے حتی المقدور اور اس حدیث پر بلفظہ مین
مطلع نہین ہوا اور تسبیح جو رکوع و سجود مین کہی جاتی ہی اگر تین سے زیادہ کہے تو لازم ہی کہ طاق کہے مثلا پانچ یا سات یا نو اسی طرح کیونکہ حدیث
مین آیا ہی کَانَ یَخْتِمُ بِالْوِتْرِ یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ وتر کے کہا صاحب فتح القدیر نے غریب فاللہ
سُبْحَانَہٗ اَعْلَم یعنی یہ حدیث غریب ہی اور اللہ سبحانہ جانتا ہی ص اگر آدمیون کے ہجوم کے سبب سے ایک شخص نے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا
اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہی تو درست ہی اور اگر نماز نہین پڑھتا یا پڑھتا ہی مگر وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہی نہین پڑھتا تو سجدہ اوسکا
درست نہووےگا اور عورت پیٹ کو ران سے ملائے اور بعد سجدے کے پھر سر اوٹھاوے اور تکبیر کہے اور اطمینان سے بیٹھے اور پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے
ٹھہر کے ف کیونکہ حضرت نے حدیث اعرابی مین ارشاد فرمایا پھر اوٹھا سر اپنا یہان تک کہ بیٹھے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا اور
دوسرا سجدہ کرلیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہوگا اور محمد کے نزدیک اور اندازہ رفع مین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر سجدے کیطرف
قریب ہووےگا نہین جائز ہوگا کیونکہ وہ شمار سجدے مین ہی اور اگر بیٹھنے کی طرف قریب ہی جائز ہوگا اسواسطے کہ وہ شمار کیا جاویگا جالس
ص اور پھر تکبیر کہے اور اوٹھاوے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہووے بغیر تکیے کے اور دونون سجدے سے سر اوٹھا کے
پھر زمین پر نہ بیٹھے بلکہ فورا کھڑا ہوجاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھے اور اوسکو جلسہ استراحت کہتے ہین ف اور دلیل
امام شافعی کی وہ ہی جو روایت ہی مالک بن الحویرث سے کہ انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اوٹھتے تھے دونون
سجدے سے نہین اوٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ضعیفی مین تھا لوالا
نماز موضوع استراحت کے واسطے نہین اور دلیل اوسپر یہ ہی جو روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اوٹھتے تھے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نماز مین اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اخراج کیا اسکا ترمذی نے خالد بن ایاس سے انھون نے صالح مولی توأمہ سے انھون نے ابی ہریرہ
سے اور کہا ترمذی نے اسی پر ہی عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہی ابن الایاس ضعیف ہی نزدیک محدثین کے اور اس سبب سے
ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے لیکن کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی باوجود ضعف اوسکے کے کہا یحیی القطان نے اور جس سے تعلیل
کی ہی خالد مین موجود ہی صالح مین اور وہ اختلاط ہی تو کچھ وجہ تخصیص خالد کی نہین اور قول ترمذی کا کہ اسپر عمل ہی اہل علم کا تقتضی ہی
اوسکی قوت اصل کو اگرچہ یہ خاص طریق ضعیف ہوا اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے کہ وہ اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور
نہین بیٹھتے تھے اور مانند اسکے حضرت علی رض سے اور اسیطرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر رض سے اور روایت کیا شعبی سے کہ تھے عمر اور علی رض
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور روایت کیا نعمان بن ابی عیاش سے کہ پایا مینے
بہت لوگون کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کوئی سر اوٹھاتا تھا سجدۂ ثانیہ مین پہلی رکعت یا دوسری رکعت مین تو اوٹھتا تھا
جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا نہ تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھون نے دیکھا ابن مسعود کو مثل اسکے جو ذکر ہوا
اور روایت کیا اس عمل کو عبد الرزاق نے ابن مسعود سے اور ابن عباس اور ابن عمر سے تو جب اتنے صحابۂ کثیر سے یہ عمل مروی ہوا کہ سب
اوٹھتے تھے اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے تو عمل اوسپر واجب ہوگا ص اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کرے مگر تعوذ

اور ثنا اوسمین نہ پڑھے اور ہاتھ بھی نہ اوٹھاوے **ف** یعنی ہاتھ نہ اوٹھاوے مگر تکبیر اولی مین اور تکبیر اولی تو پہلی ہی رکعت مین
ہوتی ہی بخلاف امام شافعی کے کہ اونکے نزدیک ہاتھ اوٹھانا وقت رکوع کے اور رکوع سے قیام کے وقت سنت ہی تو ہر رکعت مین
اونکے نزدیک رفع یدین ہی اور اس مسئلے مین بہت تفصیل ہی سب بیان نہین کرسکتا ورنہ کتاب ایک دفتر ہوجاویگی کچہ بطور اختصار کے
موافق تحریر صاحب فتح القدیر کے بیان کیا جاتا ہی اول تو روایت کی طبرانی نے ابن ابی لیلی سے انہون نے حکم سے انہون نے مقسم سے
انہون نے ابن عباس سے انہون نے حضرت علیہ السلام سے کہ نہین اوٹھائے جاوین ہاتھ مگر سات جگہہ مین جسوقت کہ شروع کرے نماز اور
جسوقت داخل ہو مسجد حرام مین سو نظر کرے طرف خانہ کعبہ کے اور جسوقت کھڑا ہو مروہ پر اور جسوقت کھڑا ہو ساتھ آدمیون کے رات عرفہ کو
اور مزدلفہ مین دو مقام مین اور جسوقت رمی کرے جمرون کی اور ذکر کیا اوسکا بخاری نے معلقا کتاب مفرد مین بیان رفع یدین مین اور کہا
وکیع نے ابن ابی لیلی سے انہون نے حکم سے انہون نے مقسم سے انہون نے ابن عباس سے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ اوٹھائے
جاوین ہاتھ مگر سات جگہہ مین وقت شروع کرنے نماز کے اور وقت استقبال کعبے کے اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین اور مزدلفہ مین دو مقام مین
اور نزدیک جمرتین کے اور کہا شعبہ نے نہین سنا حکم نے مقسم سے مگر چار حدیثین اور یہ نہین ہی اونمین سے تو یہ مرسل ہی اور غیر محفوظ اور کہا کہ قوم
کیا اصحابون ہمارے نے مخالف کیا اس حدیث کو ساتھ رفع کے تکبیرات عیدین مین اور تکبیر قنوت مین اور کہا شیخ تقی الدین نے امام مین
اعتراض کیا گیا اس حدیث پر کئی طریقون سے ایک تو یہ کہ ابن ابی لیلی منفرد ہوا اور متروک ہی احتجاج اوس سے اور دوسرے یہ کہ وکیع نے وقف کیا
اوسکو اوپر ابن عباس اور ابن عمر کے کہا حکیم نے اور وکیع اثبت ہی سب سے جنہون نے روایت کیا اوسکو ابن ابی لیلی سے تیسرے یہ کہ روایت کیا
بہت سے تابعین نے اسانید صحیحہ سے ابن عمر اور ابن عباس سے کہ وہ ہاتھ اوٹھاتے تھے وقت رکوع کے اور بعد قیام کے رکوع سے اور تحقیق
کہ اسناد کیا اون دونون نے اسکو طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے یہ کہ سب روایتون مین تُرفَعُ الایدی ہی یعنی ہاتھ اوٹھائے جاوینگے
اور یہ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ سوا ان سات جگہہ کے اور جگہہ نہ اوٹھایا جاویگا نہ لا ترفع الایدی الا فیہا جو دلالت
کرتا ہی حصر رفع یدین پر ان مواطن سبعہ مین دوسرے یہ کہ محال ہی کہ لا ترفع الایدی ہو کیونکہ احادیث صحیحہ دال ہین اس رفع پر اور بہت سی
احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ سوا لکے مین بھی حضرت نے ہاتھ اوٹھایا مانند استسقا وغیرہ کے یہ کلام ہی شیخ تقی الدین ابن دقیق العید کا
اور وجہ احسن یہ ہی کہ حصر مراد نہین تو جب سوا ان سات مقام کے اور کسی جگہہ رفع ثابت ہوگا حمل اوسکے اوپر کرنا پڑیگا اور تحقیق کہ رفع بھی
اس جگہہ مین ثابت ہوا اور وہ یہ ہی جسکا اخراج کیا علماے ستہ نے زہری سے انہون نے سالم سے انہون نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا کہ
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے طرف نماز کے اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے پھر تکبیر کہتے سو جب ارادہ رکوع کا
کرتے پھر ہاتھ اوٹھاتے اور جب سر اوٹھاتے رکوع سے ایسا ہی کرتے اور جب سر اپنا سجدے سے اوٹھاتے تھے تب نہین ہاتھ اوٹھاتے تھے
اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ جواب اوسکا معارضہ ہی ساتھ اوسکے جو روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابوداود نے وکیع سے انہون نے سفیان ثوری سے
انہون نے عاصم بن کلیب سے انہون نے عبدالرحمن بن اسود سے انہون نے علقمہ سے کہا کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کیا نہ پڑھون مین ساتھ تمہارے نماز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو نماز پڑھی اور نہ اوٹھائے ہاتھ مگر اول بار بغیر زیادہ کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہی اور اخراج کیا
اوسکا نسائی نے ابن المبارک سے انہون نے سفیان سے اور جو منقول ہی ابن المبارک سے کہا کہ نہین ثابت ہوئی نزدیک میرے حدیث ابن مسعود
کی سو کچہ مضر نہین کرتا جبکہ یہ طریقہ ثابت ہوجاوے اور وہ جو بعض علما نے کہا ہی کہ عاصم بن کلیب ضعیف ہی غیر مقبول ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی

ابن سیرین نے اور اخراج کیا اوس سے مسلم نے ایک حدیث اور وہ جو کہا بعض لوگون نے کہ نہیں سنا عبدالرحمن نے علقمہ سے باطل ہے اور ذکر کیا
اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین اور کہا کہ انتقال کیا اوسنے سنہ ننانوے مین اور سن اوسکا سن ہے ابراہیم نخعی کا تو کیا چیز مانع ہے سماع
اوسکے سے اور حال انکہ اتفاق ہے سماع ابراہیم نخعی پر علقمہ سے اور تصریح کی خطیب نے کتاب المتفق و المفترق مین بیچ بیان ترجمہ عبدالرحمن کے
کہ اوسنے سنا ہے علقمہ سے اور بعضون نے جو کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن زیادت ثُمَّ لَا یَعُوْدُ کی منکر ہے نقل کیا گیا ہے یہ دارقطنی اور
محمد بن نصر مروزی سے اور ابن القطان سے کہ یہ ایک گمان ہے کہ گمان کیا انھون نے اور اسیواسطے نسبت کی اسکی بہت لوگون نے طرف وہم
سفیان ثوری کے مانند بخاری کے کتاب رفع الیدین مین اور کہا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ خطا ہے کہا جاتا ہے کہ وہم کیا اوس مین
سفیان ثوری نے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب روایت کی انھون نے چند روایتین بغیر زیادت کے گمان کیا اسکو خطا اور حال آنکہ زیادتی ثقہ ضابط
کی مقبول ہے اور خصوصا جب کہ اوس پر متابعت بھی کی جاوے متابعت کی ہے اوسکی ابن المبارک نے جو پہلے بیان کیا ہمنے اوسکو روایت
نسائی سے اور اخراج کیا دارقطنی اور ابن عدی نے محمد بن جابر سے انھون نے حماد بن ابی سلیمان سے انھون نے ابراہیم سے انھون نے
علقمہ سے انھون نے عبداللہ سے کہا کہ نماز پڑھی مینے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر کے سو نہ اوٹھایا انھون نے
ہاتھون اپنے کو مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور اعتراف کیا دارقطنی نے ساتھ اس بات کے کہ صواب ابراہیم کا مرسل کرنا ہے اس حدیث کو
اوپر ابن مسعود کے اور یہ رفع بسبب ضعف محمد بن جابر کے ہے لیکن توثیق کی ہے اوسکی ابن عدی نے اور روایت کیا اوس سے اکابر محدثین نے مثل ایوب اور
ابن عون اور ہشام بن حسان اور ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ وغیرہم کے اور مؤید ہے صحت اس روایت کی کہ جمع ہوئے ابوحنیفہ اور اوزاعی
سو کہا اوزاعی نے کیا حال ہے تمھارا کہ نہیں ہاتھ اوٹھاتے ہو تم وقت رکوع کے اور وقت قیام کے رکوع سے کہا ابوحنیفہ رح نے
ثنا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
لَا یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ بِشَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ یعنی نہیں اوٹھاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہاتھ مگر وقت شروع کرنے نماز کے پھر نہیں اعادہ کرتے تھے اسکا تو کہا اوزاعی نے کہ مین حدیث بیان کرتا ہون تمسے زہری کی
انھون نے سالم سے انھون نے اپنے باپ سے رفع یدین مین اور تم کہتے ہو کہ حَدَّثَنِیْ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ سو کہا ابوحنیفہ نے کہ
حماد افقہ ہے زہری سے اور ابراہیم افقہ ہے سالم سے اور علقمہ نہیں ہے کم فقہ مین ابن عمر سے اور اگرچہ واسطے ابن عمر کے صحبت ہے تو اونکو تو آ
صحبت کا ہے اور اسود کیواسطے نہایت فضل ہے اور عبداللہ بن مسعود برابر ہین عبداللہ بن عمر کے تو ترجیح دی امام ابوحنیفہ نے ساتھ فقہ رواۃ
کے جیساکہ ترجیح دی اوزاعی نے ساتھ علو اسناد کے اور وہی مذہب ہے منصور نزدیک ہمارے اور روایت کیا طحاوی نے پھر بیہقی نے حدیث
حسن بن عیاش سے بسند صحیح اسود سے کہا کہ دیکھا مینے عمر بن الخطاب کو کہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے بیچ اول تکبیر کے پھر نہ اعادہ کیا
کہا اور دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ کرتے تھے ایسا ہی اور معارضہ کیا اوسکا حاکم نے ساتھ روایت طاؤس بن کیسان کے ابن عمر سے
انھون نے عمر رض سے کہ تھے وہ ہاتھ اوٹھاتے بیچ رکوع کے اور وقت اوٹھنے کے رکوع سے اور روایت کیا امام طحاوی نے ابی بکر نہشلی سے
انھون نے عاصم بن کلیب سے انھون نے اپنے باپ سے کہ حضرت علی رض نے اوٹھائے ہاتھ بیچ اول تکبیر کے پھر اعادہ کیا اور وہ جو روایت کیا
ترمذی نے حضرت علی رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب قائم کرتے نماز کو اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ برابر کندھون کے اور کرتے تھے مثل اوسکے
جبکہ ادا کر چکتے تھے قرات کو اور رکوع کرتے تھے اور کرتے تھے ایسا ہی جب اوٹھتے تھے رکوع سے اور نہیں اوٹھاتے تھے ہاتھ کسی وقت مین

نماز سے جب بیٹھے ہوتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے سجدہ دوسرے سے تو اوٹھاتے تھے اسی طرح براء سے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے تو یہ حدیث
منسوخ ہی بسبب اتفاق کے نسخ رفع یدین پر وقت سجود کے اور جاننا چاہیے کہ آثار صحابہ اور تابعین کے کثیر ہین مگر ابو بکر کلام مین بہت
واسع ہی بہت طول دیکی اور ثابت کیا اوسکو شیخ ابن ہمام نے بوجہ احسن اور روایت کیا ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ ذکر
ذکر کیے گئے نزدیک انکے وائل بن حجر کہ دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت رکوع اور سجود کے
سو کہا ابراہیم نے کہ اعرابی ہین نماز پڑھی ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل اس صلوۃ کے اور کیا زیادہ جاننے والا ہی عبد اللہ سے
اور اصحاب عبد اللہ کے کیا اوسنے یاد رکھا اور نہ یاد رکھا انھون نے اور ایک روایت مین ہی کہ حدیث بیان کی تجھسے مثل لوگون نے عبد اللہ
کہ اوٹھاتے انھون نے ہاتھ وقت ابتداے صلوۃ کے اور بیان کیا اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جیسا عالم ساتھ شرائع اسلام کے
ڈھونڈھنے والا ہی احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو تمسک کرنا ساتھ قول اوسکے اولی ہی وقت تعارض کے واللہ اعلم اور یہ
اس باب مین امام شافعی کی جانب بھی بہت ہین آثار یہ بھی جاننا چاہیے کہ نفس کثرت احادیث حجت نہین ہی بلکہ ثبوت اون روایات کا
حال انکا رفع مین بہت سی حدیثین ہین صحیح ہین اور ضعیف ہین جیسا کہ بعض لوگ حدیث مالک کو لاتے ہین رفع مین حالانکہ وہ بالاتفاق
موضوع ہی اور طعن کیا بسبب اوسکے اکثر محدثین نے حاکم پر اور بعضون نے اس باب مین تعداد کا ذکر کیا ہی جسکا بیان نہین ہو سکتا چنانچہ ایک
سے ایک صاحب سفر السعادۃ نے کہا کہ چار سو آثار اس باب مین مروی ہین حالانکہ یہ کسی محدث نے بیان نہین کیے بلکہ بخاری نے جو خاص
کتاب رفع یدین مین بنائی ہی اوسمین تہائی کے ربع بھی آثار مذکور نہین جیسا کہ دیکھنے سے ظاہر ہوگا اور بعض جہلا نے اس باب مین تعدد
اعتبار صاحب سفر السعادۃ کا کیا ہی کہ اگر کوئی اونکو لاکھ بار بھی سمجھاوے تو یقین ہی کہ اپنے وہم خرافی سے باز نہ آوین اور تعصب وعناد
سے دور نہ ہون سو یہ تفصیل کی اس کتاب مختصر مین گنجائش نہین حق قبول کو ایک اشارہ کافی ہی **ص** اور جب دوسری رکعت کو تمام کرے
بائین پیر کو بچھاکے اوسپر بیٹھے اور داہنے کو کھڑا کرے اور اونگلیون کو پیر کی قبلے کی طرف کرے **ف** صحیح مسلم مین حضرت عائشہ
سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے تھے نماز کو ساتھ تکبیر کے آخر حدیث تک کہ کہا بچھاتے تھے بایان پیر اور
کھڑا کرتے تھے داہنے پیر کو اور سنن نسائی مین مروی ہی ابن عمر سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ سنت ہی نماز کی یہ بات کہ کھڑا کرے داہنا قدم کو
اور کرے اونگلیون کو طرف قبلے کے اور بیٹھے بائین پیر پر **ص** اور دونون ہاتھون کو دونون رانون کے اوپر رکھے اور اونگلیون کو قبلہ
کی طرف کشادہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک خنصر اور بنصر کو باندھے اور بیچ کی اونگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اشارہ کرے ساتھ
کلمہ کی اونگلی سے وقت شہادتین کے چنانچہ ہمارے علماؤن سے بھی ایسا ہی منقول ہی **ف** ایسا ہی مروی ہی حدیث وائل مین
کہا شیخ ابن الہمام نے غریب ہی اور ترمذی مین ہی حدیث وائل سے کہا البتہ دیکھا مین نے طرف نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب بیٹھے
واسطے تشہد کے بچھایا بائین پیر کو اور رکھا بائین ہاتھ کو اوپر بائین ران کے اور کھڑا کیا داہنے پیر کو اور صحیح مسلم مین ہی تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے نماز مین رکھتے تھے داہنی کف اوپر داہنی ران کے اور بند کر لیتے تھے سب اونگلیون کو اور اشارہ کرتے تھے ساتھ
اوس اونگلی کے جو نزدیک ہی ابہام کے اور رکھتے تھے بائین کف کو اوپر بائین ران کے کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شک ان وضع الکف
مع قبض الاصابع لا یتحقق حقیقۃ یعنی نہین شک ہی کہ رکھنا کف کا باوجود بند کرنے اونگلیون کے نہین ظاہر ہوتی ہی
حقیقت اوسکی پس مراد یہ ہی کہ رکھنا کف کا پھر بند کرنا اونگلیون کا وقت اشارے کے اور ایسا ہی مروی ہی امام محمد سے کیفیت اشارہ مین

اور اس مقام پر جو کیدانی میں ہی کہ اونگلی اوٹھانا محرمات میں سے ہی محض غلط ہی اور یہ طرہ او سپر یہ ہی کہ کا اہل الحدیث یہ بھی لکھا ہی سبحان اللہ عجب ایسے لوگ محدثین کی اسقدر بے ادبی کرینگے تو اونکے کلام پر کسی مسلمان کو اعتبار کرنا خلاف درایت ہوگا اور خود صاحب فتح القدیر نے لکھا ہی وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اور یہ خلاف درایت اور روایت کے ہی ص اور تشہد پڑھے حضرت عبداللہ بن مسعود کا اور وہ یہ ہی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور پہلے قعدے میں اس سے زیادہ نہ پڑھے ف مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہی حدثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ قَالَ اَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِيْ فَقَالَ اَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِيْ فَقَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ فَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ الخ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ بَكْرٍ یعنی کہا قاسم نے کہ پکڑا علقمہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا عبداللہ نے ہاتھ میرا سو کہا کہ پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا سو سکھایا مجکو تشہد التحیات للہ آخر تک اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہا انھوں نے جو زیادہ کرے اوپر تشہد کے بیچ دو پہلی رکعتوں کے تو اوسپر دو سجدے سہو کے ہین وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ اور اس باب مین مروی ہی عایشہ رض سے اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تھے پہلی دو رکعتوں مین تو گویا تو بے جلتے ہوئے پر مین یہان تک کہ کھڑے ہون یعنی بہت جلدی کھڑے ہوتے تھے اور کم بیٹھتے تھے اور ایسا ہی روایت کیا مصنف مین ابو بکر رض سے بسند صحیح اور روایت کیا طحاوی نے ابن مسعود سے کہ سکھایا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد اور کف میرا آپ کے کف مین تھے جیسا کہ سکھاتے ہین مجکو کوئی سورت قرآن کی سو کہا جب بیٹھے کوئی تم مین سے واسطے نماز کے سو کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک اور روایت نسائی مین ہی جب بیٹھو تم دو رکعتوں کے بعد اور ایک وجہ صحت اس تشہد کی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا ہاتھ پکڑ کے بتاکید تمام تعلیم کیا اگرچہ مطلق تعلیم حدیث ابن عباس مین بھی ہی اور ایک وجہ ترجیح کی یہ ہی کہ ائمہ ستہ نے اوسپر اتفاق کیا لفظاً و معنیً اور یہ نہایت غریب ہی اور تشہد ابن عباس کا شمار کیا گیا ہی افراد مسلم سے اگرچہ اخراج کیا اوسکا سوا بخاری کے اور محدثین نے اور اعلی درجات صحیح مین اونکے نزدیک وہ ہی جسپر اتفاق کیا ہو بخاری مسلم نے نہ کہ جسپر اتفاق کیا ہو ائمہ ستہ نے اور اسیواسطے اجماع کیا علما نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح تر ہی حدیثوں کی اس باب مین اور کہا ترمذی نے کہ صحیح تر حدیثوں کی تشہد مین حدیث ابن مسعود ہی اور عمل ہی اوسپر اکثر صحابہ کا پھر اخراج کیا خصیف سے کہا کہ دیکھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین سو پوچھا مینے آپ سے کہ آدمیوں نے اختلاف کیا تشہد مین سو فرمایا آپ نے کہ لازم پکڑ تو تشہد ابن مسعود کا اور موافق ہوئے ابن مسعود کے معاویہ جیسا کہ روایت کیا اوسے طبرانی نے کہ تھے وہ سکھاتے تشہد کو اوپر منبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ آخر تک مثل تشہد ابن مسعود کے اور عایشہ رض بھی بیہقی مین کہ کہا انھوں نے یہ تشہد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا التحیات للہ آخر تک کہا نووی نے اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ یعنی اسناد اوسکا جید ہی اور بھی ہوا موافق ہوئے اونکے سلمان روایت کیا طبرانی اور بزار نے ابی راشد سے کہا کہ پوچھا مینے سلمان رض سے تشہد کو کہا سکھاتا ہون تمکو جیسا سکھایا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تب بیان کیا التحیات للہ اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا حماد بن سلیمان نے اور پکڑا ہاتھ اونکا ابراہیم نے اور پکڑا

ہاتھ اونکا علقمہ نے اور کہا علقمہ نے کہ پکڑا ہاتھ میرا عبداللہ بن مسعود نے اور سکھایا مجکو تشہد اور کہا عبداللہ نے پکڑا ہاتھ میرا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے اور سکھایا مجکو تشہد جیسا کہ سکھاتے ہین کوئی آیت قرآن سے اور متابع ہے اوسکے روایت ابن ابی شیبہ کی جو اوپر
ہمنے بیان کی اور دلیل امام شافعی کی حدیث ابن عباس ہے اور اوسمین تشہد یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ وَالصَّلَوَاتُ
الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ سَلَامٌ عَلَیْنَا آخر تک اور روایت کیا
امام احمد نے ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اونکو تشہد سو تھے جب بیٹھتے تھے بیچ نماز مین یا آخر نماز مین
پڑھتے تھے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پھر اگر ہوتا یہ قعدہ بیچ نماز کا اوٹھتے تھے جب فراغت ہو جاتی تھی تشہد سے
اور اگر آخر کا قعدہ ہوتا تھا پڑھتے تھے بعد تشہد کے جو چاہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے اور حدیثین دعا کی بعد تشہد کے
مذکور ہین مشہور ہین صحیحین وغیرہما مین ص اور اخیر کی دو رکعتون مین فقط فاتحہ پڑھے ف بسبب حدیث ابی قتادہ کے صحیحین مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ دو رکعتون پہلی کی ظہر و عصر کے فاتحہ اور دو سورتین پڑھتے
اور اخیر کی رکعتون مین فقط فاتحہ اور طول کرتے تھے رکعت اولی مین نہین طول کرتے تھے رکعت ثانیہ مین اور اسمین فقط ظہر و عصر مذکور ہین اور
روایت کیا اسحق بن راہویہ نے مسند اپنی مین تمام مین رافع انصاری سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے بیچ پہلی رکعتون کے فاتحہ الکتاب اور
سورت اور اخیر کی دو رکعتون مین فاتحۃ الکتاب فقط اور مروی ہے اوسط طبرانی مین جابر بن عبداللہ سے کہا کہ سنت قراءت کی بیچ نماز کے
یہ ہے کہ پڑھے پہلی دو رکعتون مین فاتحہ اور سورت اور اخیر کی رکعتون مین فاتحۃ الکتاب ص اور اگر تسبیح کہے یا چپ کھڑا رہے تو درست ہے اور
پھر بیٹھے جس طرح کہ پہلے بیٹھا تھا اور امام شافعی کے نزدیک دوسرے قعدے مین سرین پر بیٹھے اور دونون پیر دہنی طرف نکال دیوے اور
دونون قعدے مین اسیطرح بیٹھے ف جیسا کہ اوپر مروی ہوئی حدیث وائل اور عائشہ کی اور وہ جو مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیٹھے اسیطرح ہے جو امام شافعی کے نزدیک ہے ضعیف کیا اوسکو طحاوی نے اور کلام کیا اوسمین بیہقی نے اور بیان کیا ضعف اوسکا شیخ
تقی الدین بن دقیق العید نے ص اور بعد تشہد کے درود پڑھے اور دعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہے یا ماثور ہے کی نہ آدمیون کی باتون سے
تو ایسی چیز نہ مانگے جو آدمیون سے خاص مانگتے ہین ف اور درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہین ہے اور امام شافعی کے نزدیک
درود اور تشہد دونون پڑھنا فرض ہین اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کہا ابن مسعود نے جب کہہ چکے تو یعنی تشہد یا کر چکے تو تو تمام ہو گئی نماز تیری اگر
چاہے تو کھڑا ہووے تو اوٹھ اور اگر چاہے بیٹھے تو بیٹھ اور صاحب ہدایہ نے اسکو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا ہے اور اوپر گذر چکا کہ یہ مدرج ہے
لیکن ایسا مدرج مانند مرفوع کے ہے کہا قاضی عیاض نے اور جو کہا امام شافعی نے کہ جسنے درود نہ پڑھی تو نماز اوسکی فاسد ہے اونہین حجت ہے
اونکی اس قول مین اور نہ کوئی حدیث کہ متابعت کی ہو اوسکی اور تشنیع کی اوسپر اس باب مین ایک جماعت نے اونمین سے ہین طبری اور قشیری
اور خلاف کیا اونکا اونکے اہل مذہب مین سے خطابی نے اور کہا کہ نہین جانتا مین اونکے لیے اس باب مین کوئی دلیل اور تشہدات جو مروی
ہین ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی ہریرہ اور جابر اور ابو سعید اور ابو موسی اور ابن الزبیر سے نہین مذکور ہے اوسمین بیان درود
مروی ہے آنحضرت علیہ السلام سے نہین ہے نماز اوسکی جسنے نہ درود بھیجی اوپر میرے ضعیف کیا اوسکو اہل حدیث نے سب نے اور اگر بالفرض صحیح
ہووے تو معنی اوسکے نفی کمال کے ہین یا جسنے عمر بھر مجھپر درود نہ بھیجی اور ایک تاویل اسکی اور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سلام تشہد
مین ہے وہ اگر کسینے نہ کہا تو نماز اوسکی نہین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک بھی واجب ہے اور اسیطرح جو ابن مسعود سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی

علیہ وسلم نے جسنے پڑھی نماز اور نہ بھیجی درود مجھپر اور میرے اہل بیت پر نہ قبول کیجاویگی نماز اوسکی اور ضعیف ہی جابر جعفی سے اور
بیان کیا اوپر ہمنے ضعف اوسکا باوجود اس بات کے کہ اختلاف ہی اوسکے رفع اور وقف مین بیان کیا اوسکو دار قطنی نے اور لیکن
حدیث اول سو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَہٗ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا يُحِبُّ الْاَنْصَارَ یعنی نہین جائز ہی نماز
اوسکی جسکو وضو نہین اور وضو اوسکا جسپر اللہ کا نام مذکور نہین اور نماز اوسکی جسنے درود نہین پڑھی اور نہین نماز ہی اوس شخص کی
جو نہین دوست رکھتا انصار کو اور اسناد مین اوسکی عبد المہیمن ضعیف ہی اور کہا ابن حبان نے لَا يُحْتَجُّ بِهٖ نہین حجت پکڑی جاویگی
اوس سے اور اخراج کیا اوس سے طبرانی نے ابی بن عباس سے اور بیہقی نے بھی مرفوعًا مانند اوسکے کہا لوگون نے حدیث عبد المہیمن کی
اشبہ بالصواب ہی باوجود اسکے کہ جماعت نے کلام کیا ہی ابی بن عباس مین اور روایت کیا بیہقی نے یحیی بن السباق سے
انھون نے ایک شخص سے بنی حارث مین سے انھون نے ابن مسعود سے انھون نے حضرت علیہ السلام سے کہ جب تشہد پڑھے کوئی تم مین نماز مین سو کہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور متعارف یہ ہی کہ
ارحم محمدا کا لفظ اور ترحمت علی ابراهیم کا ترک کرے اور باقی کو پڑھے لیکن اسناد مین اس حدیث کی وہ شخص مجہول ہی اور
بعضون نے مکروہ رکھا ہی کہ غیر نبی کے اوپر درود بھیجین لیکن حدیث مین آیا ہی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى اور جبکہ صلوۃ بمعنی رحمت ہی
جائز ہونے کی کوئی وجہ نہین اور درود بھیجنا ہر نماز کے کرخی کے نزدیک ہماری عمر مین ایک بار فرض ہی یا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا نام مبارک آوے جیسا کہ اختیار کیا اوسکو طحاوی نے لیکن فرضیت اوسکی وقت ذکر اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین ہوتی ہان
سنت ہونا بطور مؤکدہ ثابت ہوتا ہی اور آپنے جو آپکے نام پر درود نہ بھیجے اوسکو بخیل ارشاد فرمایا اور حقیقت مین یہ بات ہی کہ محبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ زبان کے کہنے سے نہین ہوتی بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت مین کوشش کرے
کہ سر مو فرق نہووے اور آپکے نام پر جب ذکر کیا جاوے درود بھیجنا لازم جانے تب وہ محب رسول اللہ کہا جاویگا والا یہ محبت نام کی ہی اسکا آخرت
مین کچھ اجر و ثواب نہین اور یہ مدلول ہی اکثر احادیث صحیحہ کا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** پھر سلام کہے داہنی طرف اور نیت کرے
اونکی جو اودھر آدمی اور فرشتے ہین اور بائین طرف بھی ایسی ہی کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے امام کی جانب مین اور اگر امام
اوسکے سامنے ہی تو دونون جانب مین نیت امام کی کرے اور امام دونون سلامون مین نیت کرے اور بعض کے نزدیک فقط پہلے سلام مین
اور بعض کے نزدیک کسی مین نہ کرے اور جو اکیلا ہی وہ دونون سلامون مین نیت فرشتون کی کرے **ف** روایت ہی ابن مسعود سے
کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے داہنی طرف اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہان تک کہ داہنا رخسار آپکا
دکھلائی دیتا تھا اور بائین طرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہان تک کہ دکھلائی دیتی تھی سفیدی بائین رخسار کی
اخراج کیا اسکا نسائی اور ترمذی وغیرہم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ہمارے نزدیک لفظ سلام کا کہنا واجب ہی خلاف واسطے شافعی کے اونکے نزدیک فرض ہی
اور دلیل اونکی وہ حدیث ہی جو اوپر بیان کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا او تحلیل نماز کی تسلیم ہی اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہی جو اوپر گذری اور اس حدیث
سے فرضیت اوسکی ثابت نہین ہوتی اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین کہ آدمی کے داہنے بائین فرشتے ہین ذکر کیا اونکو شیخ کمال الدین ابن الہمام نے

فصل قرات کے بیان میں

نماز جمعہ اور نماز فجر اور عشا اور مغرب کی اول دو رکعتوں میں امام پکار کے پڑھے اور اکیلے کو اوس میں اختیار ہے اور قضا میں بھی آہستہ پڑھے اور ادنی درجہ جہر کا یہ ہے کہ دوسرا سنے اور سر کا یہ کہ فقط آپ سنے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک ادنی درجہ جہر کا یہ ہے کہ آپ سنے اور ادنی سر کا یہ ہے کہ فقط تصحیح حروف کی ہو تو طلاق اور عتاق اور جو چیزیں کہ بولنے سے متعلق ہیں اگر اس طرح کہے جو اپنے تئیں سنائی دیوے واقع نہونگے **ف** اور ظہر اور عصر میں سر کرے کیونکہ فرمایا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے صلوۃ النہار عجماء یعنی نماز دن کی گونگی ہے اور مراد یہ ہے کہ اوسمیں قرات ایسی کہ سنائی دیوے نہیں یہ حدیث ہدایہ میں ہے لیکن کہا نووی نے لا اصل لہ یعنی نہیں ہے اصل اس حدیث کی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے مصنف میں قول مجاہد اور ابی عبیدہ رضی اللہ عنہما سے اور سر اور جہر میں حدیثیں صحیح بے شمار آئی ہیں اور اوسمیں اتفاق صحابہ و من بعدہم کا ہے اسی سبب سے اسمیں کوئی حدیث صریح ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور جمعہ اور عیدین کے جہر میں بہت حدیثیں ہیں روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عیدین اور جمعے میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ اور صحیح مسلم میں ہے ابی واقد لیثی سے کہ پوچھا مجھسے عمر رض نے کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اضحی اور عید الفطر میں کہا کہ پڑھتے تھے قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ و اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ **ص** اگر عشا کی دو رکعتوں اول میں سورت نہ پڑھے اخیر کی دو رکعتوں میں بعد فاتحہ کے پڑھ لیوے اور فاتحہ اور سورت دونوں کا جہر کرے اگر امام ہے اور اگر فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں چھوڑ دے تو پچھلی رکعتوں میں نہ پڑھے کیونکہ دوسری رکعتوں میں بھی فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور پہلی رکعتوں کا بھی فاتحہ اوسمیں پڑھیگا تو ایک رکعت میں دو فاتحہ لازم آوینگے اور تکرار فاتحہ کی غیر مشروع اور قرات فرض ایک آیت ہے اور اتنا پڑھنے والا گنہگار ہوگا بسبب ترک واجب کے اور جو سفر میں جلدی ہو تو فاتحہ اور جو سورت چاہے پڑھے اور اگر امن ہو تو مانند سورہ بروج و انشقت کے پڑھے اور اقامت میں فجر اور ظہر میں حجرات سے بروج تک جو سورت چاہے پڑھے اور عصر اور عشا میں بروج سے لم یکن تک اور مغرب میں لم یکن سے آخر تک جو سورت چاہے پڑھے **ف** اور اصل اوسمیں ہے وہ جو روایت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں اخبرنا سفیان الثوری عن علی بن زید بن جدعان عن الحسن وغیرہ قال کتب عمر الى ابى موسى الاشعرى ان اقرأ فى المغرب بقصار المفصل وفى العشاء بوسط المفصل وفى الصبح بطوال المفصل یعنی لکھا عمر رض نے طرف ابو موسی اشعری کے کہ پڑھ مغرب میں قصار مفصل یعنی لم یکن سے آخر تک اور عشا میں اوساط مفصل یعنی بروج سے لم یکن تک اور صبح میں طوال مفصل یعنی حجرات سے بروج تک **ص** اور جو ضرورت ہو تو جتنا ہو سکے اور ایک سورت کا معین نماز میں کرنا مکروہ ہے اور مقتدی چپکا کھڑا رہے اور سنے اور کچھ نہ پڑھے فرمایا اللہ تعالی نے جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو اور چپ رہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے واسطے امام ہو تو قرات امام کی کافی ہے اوسکو اور فرمایا کیا ہے واسطے میرے جھگڑا کیا جاتا ہوں قرآن میں یعنی جب لوگ میرے پیچھے قرآن پڑھتے ہیں تو خیال اونکی طرف جاکے قرات قرآن میں خلل پڑتا ہے **ف** اور حدیث پہلی مروی ہے متعدد طریقوں سے جابر بن عبد اللہ سے اور ضعیف کی گئی اور اعتراف کیا ضعیف کرنے والوں نے ساتھ رفع اوسکے کے مثل دارقطنی اور بیہقی کے اور ابن عدی کے کہ صحیح یہ ہے کہ مرسل ہے اسواسطے کہ حفاظ نے مثل دونوں سفیان اور ابی الاحوص اور شعبہ اور اسرائیل اور شریک اور ابی خالد دالانی اور جریر اور عبد الحمید اور زائدہ اور زہیر نے روایت کیا اوسکو موسی بن ابی عائشہ سے

انھون نے عبداللہ بن شداد سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو ارسال کیا اوسکو اور ارسال کیا اوسکو ابوحنیفہ نے بھی ایکبار تو بر تقدیر ارسال کے بھی ہم یہ کہتے ہین کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور دوسرے یہ کہ روایت کیا امام محمد بن الحسن نے موطا مین حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ ثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ اور وہ جو انھون نے کہا ہی کہ ان حفاظ نے اسکو رفع نہین کیا صحیح نہین ہی کہا احمد بن منیع نے مسند مین ثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ ثَنَا سُفْيَانُ وَشَرِيْكٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ قَالَ وَحَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَهٗ اور نہین ذکر کیا اوسنے جابر سے اور روایت کیا اوسکو عبد بن حمید نے حدیث بیان کی ہمسے ابو نعیم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے حسن بن صالح نے انھون نے ابی الزبیر سے انھون نے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکے اور اسناد حدیث جابر اول کا صحیح ہی اوپر شرط شیخین کے اور دوسرے اوپر شرط مسلم کے تو دیکھو یہی لوگ سفیان اور شریک اور جریر اور ابو الزبیر نے رفع کیا اوسکو ساتھ طریقون صحیحہ کے سو باطل ہوا شمار کرنا اونکا اون لوگون کو عدم رافعین مین اور مقرر ہی یہ بات کہ اگر متفرد ہو ثقہ تو واجب ہی قبول اوسکا سو در صورتیکہ بہت سے ثقہ رفع کرین اوسکو تو کس طرح واجب القبول نہوگی اور اخراج کیا اوسکا ابن عدی نے ابو حنیفہؒ سے بیان ترجمہ مین اونکے اور ذکر کیا اوسمین ایک قصہ اور روایت کیا اوسکو ابو عبد اللہ حاکم نے ثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْدَانَ الصَّيْرَفِيُّ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ الْفَضْلِ الْبَلْخِيُّ ثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَرَجُلٌ خَلْفَهٗ يَقْرَاُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ اَتَنْهَانِيْ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَازَعَا حَتّٰى ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ اِمَامٍ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی کہ پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور پڑھتا تھا نماز مین ایک شخص پیچھے آپ کے سو منع کیا اوسکو ایک صحابی نے قراءت سے نماز مین تو جب فارغ ہوئے نماز سے آیا اوسکے پاس وہ شخص سو کہا کہ تم منع کرتے ہو مجکو قراءت سے پیچھے امام کے سو جھگڑا کیا اون دونون نے یہان تک کہ ذکر کیا گیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑھے پیچھے امام کے تو گویا قراءت امام کی اوسکی قراءت ہی اور ابو حنیفہ کی روایت مین ہی کہ تھا یہ ظہر اور عصر مین یا اور اونکی روایت مین لفظ ظہر اور عصر کا مذکور ہی اور معارض ہی اوسکے جو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ تھے ہم پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر مین سو پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھاری ہوئی اوپر قراءت تو جب فارغ ہوئے کہا کہ شاید قراءت کرتے ہو تم پیچھے امام کے کہا ہمنے یا رسول اللہ ہان کہا کہ نہ پڑھو مگر فاتحۃ الکتاب کیونکہ نہین نماز ہی اوسکی جسنے نہ پڑھا اوسکو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ ہی ہمارے مذہب پر اجماع صحابہ کا اور موطا

مالک مین ہی نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہا کہ اگر پڑھے نماز کوئی تم مین سے امام کے پیچھے تو کافی ہی اوسکو قرات امام کی
اور اگر نماز پڑھے اکیلے تو قرات کرے کہا کہ تھے ابن عمرؓ نہین پڑھتے تھے پیچھے امام کے اور روایت کیا اوسکو اونسے دارقطنی نے
مرفوعًا اور کہا کہ رفع کرنا اوسکا وہم ہی لیکن جب صحیح ہوا یہ قول ابن عمرؓ سے تو معلوم ہوا کہ سنا ہوگا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تو رفع اوسکا صحیح ہوگا اگرچہ روایت ضعیف ہووے اور روایت کیا ابن عدی نے کامل مین اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح سے انھون نے حسن
بن صالح سے انھون نے ابی ہارون عبدی سے انھون نے ابی سعید خدری سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے واسطے امام ہو
تو قرات امام کی اوسکے واسطے قرات ہی اور کہا کہ نہین متابعت کیا گیا اس روایت مین اسمٰعیل اور وہ ضعیف ہی انتہی اور قول
ابن عدی کا صحیح نہین کیونکہ متابعت کی اوسکی بطر بن عبد اللہ نے روایت کی طبرانی نے اوسط مین ثنا محمد بن ابراہیم بن عامر
بن ابراہیم الاصبہانی حدثنی ابی عن جدی عن البطر بن عبد اللہ ثنا الحسن اور یہی سند ہے جو روایت کیا
اوسے ابن عدی نے اور روایت کیا حدیث ابن عباس سے رفع اوسکا اور اوسمین کلام ہی اور روایت کیا طحاوی نے شرح آثار مین ثنا یونس
بن عبد الاعلی ثنا عبد اللہ بن وہب اخبرنی حیاۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن عبید اللہ بن مقسم
انہ سأل عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم فقالوا لا تقرأ خلف الامام
فی شیء من الصلوۃ یعنی پوچھا عبید اللہ بن مقسم نے عبد اللہ اور زید اور جابر وغیرہم سے سو کہا انھون نے نہ پڑھو پیچھے امام کے نماز مین
اور روایت کیا امام محمد بن حسن نے موطا مین سفیان بن عیینہ سے انھون نے منصور سے انھون نے ابی وائل سے کہا کہ پوچھے گئے عبد اللہ بن مسعود
قرات سے پیچھے امام کے کہا کہ چپ رہو اسواسطے کہ نماز مین شغل ہی اور کافی ہی تجھکو امام اور روایت کیا سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھون نے
چاہتا ہون مین اوس شخص کو جو پڑھتا ہی پیچھے امام کے کہ اوسکے مونہہ مین انگارہ ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے لیکن کہا
انھون نے بدلے انگارے کے پتھر اور روایت کیا محمد نے موطا مین داود بن قیس سے انھون نے عجلان سے کہ عمر بن خطاب نے کہا کاشکے ہوتا
اوسکے مونہہ مین جو قرات کرتا ہی پیچھے امام کے پتھر اور اخراج کیا اوسکا عبد الرزاق نے بھی اور روایت کیا طحاوی نے حماد بن سلمہ سے
انھون نے ابی جمرہ سے کہا کہ کہا مینے واسطے ابن عباس کے پڑھون مین اور امام سامنے میرے ہو کہا کہ نہین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے مصنف مین جابر سے کہا کہ نہ پڑھے پیچھے امام کے چاہے جہر کرے اور چاہے اخفا کرے یعنی کسی نماز مین نہ پڑھے اور روایت کیا اوس نے
اور عبد الرزاق نے حضرت علیؓ کے قول سے کہا کہ جو پڑھتا ہے پیچھے امام کے تو اوسنے خطا کی فطرت سے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے
ایک طریق سے اور کہا کہ نہین صحیح ہی اسناد اوسکا اور کہا ابن حبان نے کتاب الضعفا مین یہ روایت کرتا ہی اوسکو عبد اللہ بن ابی لیلی انصاری حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے اور وہ باطل ہی اور کافی ہی بطلان مین اوسکے اجماع مسلمانون کا اوسکے خلاف پر اور اہل کوفہ نے اختیار کیا ترک قرات کو پیچھے
امام کے نہ کہ جائز نہ کہا اسکو اور ابن ابی لیلی یہ شخص مجہول ہی ختم ہوا قول ابن حبان کا اور مروی ہی سنن نسائی مین مانند اسکے قول ابو الدردا کا
اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جب پڑھے امام تم چپ ہو روایت کیا اسکو مسلم نے زیادت ہی حدیث اذا کبر الامام
فکبروا پر اور ضعیف کیا اوسکو ابو داود وغیرہ نے اور نہین التفات کیا گیا اس طرف بعد صحت طریق اور اسناد کے اور اللہ تعالی نے فرمایا
واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی جب پڑھا جاوے قرآن تو سنو اور چپ ہو اور روایت کیا بیہقی نے
امام احمد سے کہا کہ اجماع کیا آدمیون نے اوپر اس بات کے کہ یہ آیت نماز مین ہی اور روایت کیا مجاہد سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سنتے قراءت ایک جوان کی انصار سے سو نازل ہوئی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا
اور روایت کیا ابن مردویہ نے تفسیر مین کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز مین پیچھے امام کے

ص باب جماعت کے بیان مین

جماعت سنت موکدہ ہی قریب واجب کے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہدیٰ مین سے ہی
نہین تخلف کرتا ہی اوس سے مگر منافق اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی روایت ہی امام ابو یوسف سے کہ پوچھا مینے امام ابو حنیفہ سے
جماعت کو پیچ کیچڑ وغیرہ کے تو کہا لَا اُحِبُّ تَرْکَھَا نہین دوست رکھتا ہون مین ترک اوسکا اور کہا امام محمد نے موطا مین کہ حدیث مین
رخصت ہی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تر ہو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہہ مین پڑھے یعنی اوسوقت تکلیف جماعت نہین یا
اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا نہ دیا اخراج کیا اسکا ابو داود
اور حاکم نے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سنے ندا کو اور نہ آوے جماعت مین تو نماز نہین اوسکی
مگر عذر سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری مسلم پر ہی ص اور بہتر امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب
جانتا ہو پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن مین زیادہ ہو ف روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا
حضرت نے امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قراءت مین برابر ہون تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو اور اگر
سنت کے جاننے مین برابر ہون تو جو اقدم ہو ہجرت مین تو اگر ہجرت مین برابر ہون تو جو پہلے اسلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو ابن حبان
اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بدل فاعلمہم بالسنۃ کے فَاَفْقَھُھُمْ فِقْھًا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہووے اور اگر فقہ مین برابر ہوین
تو جو سن مین بڑا ہووے کہا شیخ کمال الدین نے کہ یہ لفظ غریب ہی لیکن اسناد اسکا صحیح ہی اور مین کہتا ہون کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے بسند صحیح ابو مسعود انصاری سے مانند اسکے اور اوسکے الفاظ یہ ہین یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا
فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا بِالْعِلْمِ فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا
فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا یعنی اگر ہجرت مین برابر ہون تو پھر جو سن مین بڑا ہووے اور فرمایا کہ نہ امامت کرے ایک
شخص دوسرے شخص کی امامت کی جا مین اور نہ بیٹھے اوسکے گھر مین اوس جگہہ پر جو اوسکی عزت کی جگہہ بیٹھنے کی ہی مثلاً ایک مکان مین
فرش ہی اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام معین ہی کہ اوس مین مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہی تو بغیر اذن اوسکے یہ نہین چاہیے
کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کیا عطار سے کہ کہا انھون نے امامت کرے قوم کی جو اوسمین افقہ ہو یعنی فقہ والا ہووے اور اس حدیث مین
اور ہمارے مذہب مین مخالفت نہین کیونکہ مراد اقرا سے اعلم بالقراءت ہی اور قراءت بھی ایک سنن دین سے ہی اور نقص اسمین یہ ہی کہ بعد اوسکے
پھر اعلم بالسنۃ جو ارشاد فرمایا تو اوس سے کیا مراد ہوگا اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ اوس زمانے مین جو اقرا ہوتے تھے
وہی اعلم بھی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ اقرا ہوتے ہین اور اعلم نہین ہوتے اسیواسطے ہمنے مقدم کیا اعلم کو اقرا پر
اور روایت کیا حاکم نے کہ امامت کرین تم مین سے وہ لوگ جو بہتر ہین تم مین اور یہ حدیث ضعیف ہی لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر مین وَاِلَّا فَالضَّعِیْفُ غَیْرُ الْمَوْضُوْعِ یُعْمَلُ بِہٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاویگا اوسپر
فضائل اعمال مین ص اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولد الزنا کے پیچھے مکروہ ہی ف لیکن

غلام کے پیچھے تو اسواسطے کہ اوسکو خدمت سے فراغت نہین کہ احکام نماز سیکھے اور گنوار اکثر جاہل ہوتے ہین اور فاسق کو خوف
دین کا نہین اور اندھا نجاست سے پرہیز نہین کر سکتا اور ولد الزنا کا باپ معلوم نہین کہ اوسکو تعلیم کرے اور لوگ اوسکی امامت کو
مکروہ جانینگے اور بدعتی کے پیچھے بھی اسواسطے مکروہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اوسکی مسجد سے نکل گئے جیسا کہ ذکر اسکا اوپر ہوا
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے بسند صحیح کہا انھون نے نہ امامت کرے غلام اور اوس قوم مین آزاد لوگ ہون اور
روایت کیا سعید بن جبیرؓ سے کہ کہا انھون نے اندھا امامت کرے اور روایت کیا زیاد بن نمیر سے کہا کہ پوچھا مینے انس بن مالکؓ سے
کہ اندھا امامت کرے کہا کہ کیا احتیاج ہے اوسکی تمکو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ الْجُرَيْرِيِّ
أَنَّ أَبَا مِجْلَزٍ كَرِهَ إِمَامَةَ الْأَعْرَابِيِّ یعنی ابی مجلز نے مکروہ رکھا امامت اعرابی کو اور غلام جب فقیہ ہووے تو امامت اوسکی
مکروہ نہین روایت کیا اوسنے حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ نَا مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ
فَقَالَ الْعَبْدُ إِذَا فَقِهَ أَحَبُّ إِلَيَّ یعنی غلام جب فقیہ ہووے تو دوست تر ہے نزدیک میرے واسطے امامت کے اور ولد الزنا کی امامت
اسواسطے مکروہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي
أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لِرَجُلٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمًا بِالْعَقِيقِ لَا يُعْرَفُ مَنْ وَالِدُهُ فَنَهَاهُ أَنْ يَؤُمَّهُمْ
یعنی تھا ایک شخص امامت کرتا قوم کی عقیق مین اور نہین معلوم تھا کہ کسکا لڑکا ہے سو منع کیا اوسکو عمر بن عبدالعزیز نے امامت سے
اور کہا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَؤُمَّ وَلَدُ الزِّنَا وَصَاحِبُ النَّسِيئَةِ یعنی مکروہ
رکھی مجاہد نے امامت ولد الزنا کی اور حیل خور کی اور کہا عبداللہ نے کہ نہین دوست رکھتا ہون مین کہ قاری تمھارے اندھے ہون تخریج کیا
اسکا ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیے بہت آثار اس باب مین اور اگر یہ لوگ امامت کرلین تو نماز جائز ہوگی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پڑھو نماز پیچھے ہر نیک و بد کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور دارقطنی نے اور یہ حدیث منقطع ہے لیکن ہمارے نزدیک حجت ہے
اور اس معنی کو روایت کیا ابونعیم اور عقیلی نے اور وہ طریقہ ضعیف ہے ص اور جماعت عورتون کی جو امام مرد نہووے مکروہ ہے اور
اگر جماعت کی تو جو عورت امام ہو وہ مقتدیون کے برابر کھڑی ہووے ف اور کیا ہے ایسا حضرت عائشہؓ نے کہا صاحب ہدایہ نے
کہ یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا اور کلام کیا اوسمین شیخ ابن الہمام نے اور ذکر کین فتح القدیر مین اس باب مین چند روایتین اور روایت کیا
عبدالرزاق نے ابراہیم بن محمد سے انھون نے داؤد بن الحصین سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے امامت کرے عورت
عورتون کی اور کھڑی ہو اونکے بیچ مین اور اس سے معلوم نہین ہوا کہ حدیث امامت نساء کی منسوخ ہووے جائز ہے کہ ابن عباس کو ناسخ
نہ پہنچا ہووے اور حدیث مین آیا ہے کہ نماز عورت کی بہتر ہے حجرے سے گھر مین اور گھر سے تہ خانے مین روایت کیا اسکو ابن خزیمہ نے
صحیح مین اور روایت کیا ابن خزیمہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عورت کی افضل ہے اپنے تاریک گھر مین اور ان حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزین جماعت کی گنجایش نہین رکھتین اور حق یہ ہے کہ یہ حدیثین دال ہین اوپر کراہیت مطلق جماعت کے اور خصوصیت
جماعت خاص کی نہین اور کلام ہمارا جماعت خاص مین ہے اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا ایک عورت کو کہ امامت کرے
اپنے گھر والون کی اور موذن مقرر کیا تھا اوسکے واسطے لیکن اسناد اوسکا ضعیف ہے اور توثیق کی اوسکی ابن حبان نے کتاب الثقات مین
اور تفصیل فتح القدیر مین ہے اور مرد کو عورتون کی امامت کرنا مکروہ نہین اور بیان کیے مین اس باب مین ابن ابی شیبہ نے آثار صحیحہ

حضرت عمر اور علی اور حسن وغیرہم سے **ص** جوان عورتون کا ہر نماز جماعت مین اور بڑھیون کا ظہر اور عصر مین حاضر ہونا مکروہ ہی اور فجر
مغرب عشا مین بڑھیون کا آنا مکروہ نہین **ف** اور جانا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ نہ منع کرو لونڈیون کو
اللہ کی مسجدون سے اللہ کی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذن مانگے عورت تمہارے کسیکی مسجد مین جانیکی تو منع نہ کرو
اوسکو اور دلیل منع کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتون کو عشا مین حاضر ہونے سے اور صحیح مسلم مین ہی نہ منع کرو
عورتون کو مسجدون مین جانے سے مگر رات کو یعنی رات کو جانے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہ رضی نے کہ اگر دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو
جو نکالا عورتون نے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرتے اونکو جیسا کہ منع کی گئین عورتین بنی اسرائیل کی اور روایت کیا ابن عبد البر
نے تمہید مین عائشہ رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای آدمیون منع کرو عورتون کو زینت کے پہننے سے اور آرایش دکھانے کی
راہ سے مسجد مین کیونکہ نہین لعنت کیے گئے بنی اسرائیل یہان تک کہ نکلین عورتین اونکی دکھانے کی راہ سے مسجدون مین اور صحیح یہی ہی کہ اس
زمانے مین خصوصا ملک ہند مین احتیاط اور تقوی اور مقتضاے دینداری یہ ہی کہ گھر مین اپنے عورت نماز پڑھے اور باہر نہ نکلے اور منع کیجاوے
نکلنے سے اور اسی پر فتوی ہی **ص** متوضی کو متیمم کے پیچھے اور دھونے والے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے
کو بیٹھے اور کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے پڑھنے والے کے اور نفل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے
اقتدا درست ہی **ف** پہلے مسئلے مین خلاف ہی محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہین اور تیسرے مین بھی امام محمد کا یہی مذہب ہی
اور یہی قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے اسقیاس کو ساتھ نص کے اور وہ یہ ہی کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز بیٹھ کے
اور لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابوبکر نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت مین اور صحیح ہوئین
اسمین بہت روایتین اور اخراج کیا اسکا بخاری مسلم نے **ص** اقتدا مرد کی ساتھ عورت اور لڑکے اور خنثے کے اور پاک کی ساتھ معذور کے
اور قاری کی ساتھ ان پڑھ کے اور پہننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ نکرنے والے کی ساتھ اشارے کے پڑھنے والے کے اور فرض
پڑھنے والے کی ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہی اور امام دوسری نماز فرض پڑھتا ہی
تو بھی درست نہین مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے اسواسطے جائز نہین کہ لڑکے کے اوپر تو نماز نفل ہی
اور فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نفل پڑھنے والے کے درست نہین اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کرو
عورتون کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اللہ نے اور مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین کہ کہا عطا اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے لڑکا
قبل احتلام کے فرض مین اور نہ غیر فرض مین اور ایسا ہی مروی ہی عامر اور مجاہد اور شعبی سے سب کہتے ہین کہ نہ امامت کرے لڑکا جبتک
اوسکو احتلام ہووے اور کہا ابراہیم نخعی نے نہین حرج ہی کہ امامت کرے لڑکا قبل احتلام کے ماہ رمضان مین یعنی تراویح مین **ص**
امام قرات کا طول نکرے اور اسی طرح سے پہلی رکعت مین دوسری سے زیادہ طول نکرے مگر نماز فجر مین **ف** کیونکہ مروی ہی
صحیحین مین کہ جب امامت کرے تم مین سے کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز مین کیونکہ جماعت مین ضعیف اور بیمار اور بوڑھے سب طرح کے
لوگ ہین اور جب اکیلا پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے اور مسلم مین یہ ہی کہ اوسمین صغیر اور کبیر اور ضعیف اور مریض صاحب حاجت ہین اور
صحیحین مین ہی انس رضی سے کہا انھون نے نہین پڑھی مینے نماز خفیف کسی امام کے پیچھے خفیف زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور مراد اس سے یہ ہی کہ
قرات مسنونہ سے زیادہ کم نکرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت معاذ رضی نے ایکبار شروع کی سورہ بقرہ نماز مین سو سلام پھیر دیا ایک شخص نے

اور اکیلے پڑھکے چلا گیا اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور آپ نے عشا مین پڑھنے کو سبح اسم ربک الاعلی اور اقرا
باسم ربک اور والشمس وضحٰہا وغیرہ ارشاد فرمایا اور بعض حدیثون مین ہے کہ یہ مغرب مین ہے غرض ہر صورت رعایت حال مقتدی کی
اور اسیطرح تراویح مین بھی نہایت طول کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک رات مین جو لوگ ختم کرتے ہین جماعت سے مکروہ ہے تین دن سے کم مین نہین چاہیے
ص جب مقتدی ایک ہو امام اوسکو داہنی طرف کھڑا کرے اور اگر زیادہ ہون تو امام آگے بڑھجاوے اور اونکو حکم تاخیر کا کرے
کیونکہ ایک آدمی کا آگے بڑھنا بہت آدمیون کے ہٹنے سے آسان ہے ف پہلے مسئلے کی دلیل یہ ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس سے
کہ رہا مین ایک رات نزدیک میمونہ بیٹی حارث ہلالیہ کے سو کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کو رات مین تو کھڑا ہوا مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بائین طرف تو پکڑا سر میرا اور کر لیا مجکو داہنی طرف روایت کیا یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری مسلم وغیرہم نے اور اگر
اوسکے پیچھے یا بائین طرف ہوکے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن گنہگار ہوگا بوجہ مخالفت سنت کے اور اگر دو آدمی ہون تو امام ساتھ نزدیک
اونکے آگے بڑھکے نماز پڑھاوے اور امام ابی یوسف کے نزدیک بیچ مین اون دونون آدمیون کے کھڑا ہووے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کھڑا کیا اسود
اور علقمہ کو داہنے بائین اور آپ بیچ مین کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھ چکے تو کہا ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا یہ مسلم
اور کہا ابن عبد البر نے نہین صحیح ہے رفع اوسکا اور صحیح اونکے نزدیک وقف ہے ابن مسعود پر اور کہا نووی نے خلاصے مین ایسا ہی اور اخراج کیا
اوسکا مسلم نے دو طریقون سے اور ایک طریقے تیسرے مین فقط رفع ہے اور دو مین رفع نہین آور دلیل ہماری بہت حدیثین ہین روایت کی
جابر رضی اللہ عنہ نے موافق مذہب ہمارے کے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہ اونکی دادی ملیکہ نے بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطے کھانے کے سو کھایا
آپ نے پھر کہا کھڑے ہو تا نماز پڑھون مین آخر یہان تک کہ کھڑے ہوئے ہم اور یتیم پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دادی میری
ہمسے پیچھے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے لیث سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ جب پڑھتے نماز اور تین آدمی ہوتے تھے
امام سمیت پیچھے کرتے تھے دو آدمیون کو اور آگے ہوتے تھے آپ اور روایت کیا برار ابن سبرہ سے انھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھون نے
جب ہون تین آدمی تو آگے ہو اونکے ایک آدمی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے انس سے مانند اسکے جو اوپر گذرا اور یہی مذہب ہے اکثر صحابہ
اور تابعین کا ص اور اگر امام کی نماز مین فساد معلوم ہو مقتدی بھی پھر پڑھین ف کیونکہ ہدایہ مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص امامت کرے قوم کی پھر ظاہر ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنب تھا اعادہ کرے نماز اپنی کا اور وہ لوگ بھی اعادہ کرین اور یہ
حدیث غریب ہے نہین پایا اوسکو مینے اور روایت کیا محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین حدیث بیان کی ہمسے ابراہیم بن یزید مکی نے
انھون نے عمرو بن دینار سے انھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے اوس شخص مین جو پڑھے نماز قوم مین جنب کہا کہ وہ اعادہ کرے نماز کا
اور وہ لوگ بھی اعادہ کرین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے کہ حضرت علی نے پڑھائی نماز بھولے سے اور وہ جنب تھے یا بے وضو تھے
تو اعادہ کیا انھون نے نماز کا اور حکم کیا اون لوگون کو اعادے کا اور روایت کیا امام احمد نے بسند صحیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
امام ضامن ہے اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا کہ نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ آدمیون کے جماعت سے جنب سو اعادہ کیا اون لوگون نے تو فرمایا
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ چاہیے جسنے تمہارے ساتھ نماز پڑھی کہ اعادہ کرے سو رجوع کیا انھون نے طرف قول حضرت علی کے روایت کیا اسکو
عبد الرزاق نے اور وجہ روایت کیا دارقطنی نے جویبر سے انھون نے ضحاک بن مزاحم سے انھون نے برار سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو امام بھول جاوے اور نماز پڑھاوے قوم کی اور وہ جنب ہو تو تحقیق کہ جائز ہوگئی نماز اونکی اور غسل کرے امام پھر اعادہ کرے اپنی نماز کا

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اوسکا بھی یہی حکم ہی ضعیف ہی جویبر متروک ہی اور ضحاک نے نہین ملاقات کی براء کی اور یہ حکم اتفاقی ہی
ص اور پہلے مرد صف باندھین پھر لڑکے پھر خنثے پھر عورتین **ف** اسیطرح حدیث مین آیا ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے قریب ہون مجھسے عقل والے لوگ یعنی بالغ پھر جو انسے نزدیک ہین پھر جو اونسے نزدیک ہین آخر حدیث تک روایت کیا اسکو
مسلم اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی نے اور صف مین چاہیے کہ خوب ملکے کھڑے ہون اور جگہہ باقی نرہے اور جو شخص صف کی
جگہہ خالی کو بند کرے یعنی اوسمین کھڑا ہو جاوے یا کسی اور کو اوسمین کھڑا کرے تو حدیث مین ہی کہ مغفرت ہوگی اوسکی روایت کیا اسکو
بزار نے اسناد حسن سے اور بہت سی حدیثین اس باب مین آئی ہین فتح القدیر مین سب مذکور ہین اور خنثی اوسکو کہتے ہین کہ اوسمین
عورت اور مرد دونون کی علامتین موجود ہون اور اوسکو عورت پر مقدم کیا کیونکہ ایک شائبہ مرد کا اوسمین موجود ہی اور لڑکون سے
موخر کیا کیونکہ ایک شائبہ عورت کا اوسمین موجود ہی **ص** تو اگر عورت مرد کے پہلو مین برابر ہو گئی اور بیچ مین کچھ حائل نہین اور وہ
عورت لائق شہوت ہی اور امام نے اوسکی امامت کی نیت کی ہی اور نماز مین دونون شریک ہین مرد کی نماز فاسد ہو جاویگی اور
اگر امام نے نیت عورت کی نہین کی ہی نماز عورت کی باطل ہو جاویگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہین کہ دونون اپنے تحریمے کو امام کے
تحریمے پر بنا کرنے والے ہون اور اون دونون کے واسطے امام ہو اوس نماز مین جو وہ دونون پڑھتے ہین یا حقیقۃً مثلاً دونون مقتدی ہون
یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز مین حدث ہوا اور اونسے اور عورت نے بنا کی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کے برابر ہو گئی
تو نماز فاسد ہو جاویگی اور مسبوق کی اگر ما سبق کے ادا کرنے مین برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد نہوگی یہ جب ہی کہ امام عورتون کی نیت کر لیوے
اور اگر نیت نکی تو عورت کی نماز باطل ہو جاویگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر ایک شخص کے تو اقتدا
اوسکی صحیح نہوگی مگر یہکہ امام اوسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر مرد کے اقتدا نہین کی ایک روایت مین نیت امام کی شرط ہی اور
ایک روایت مین شرط نہین اور تفصیل اسکی شرح وقایہ عربی مین خوب ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان پڑھنے قاری کی یا قاری نے ان پڑھے
کی تو سبکی نماز فاسد ہوئی یا امی کو خلیفہ کیا اگرچہ پچھلی دو رکعتون مین ہو سبکی نماز فاسد ہو جاویگی لیکن نماز قاری کی سو اس واسطے کہ اوسنے قراءت
باوجود قدرت کے ترک کی اور نماز ان پڑھون کی سو اس واسطے کہ جب انھون نے رغبت کی جماعت کی تو چاہیے کہ قاری کے ساتھ اقتدا کرین تا کہ
قراءت اوسکی ان لوگونکی قراءت ہو جاوے تو گویا اون لوگون نے بھی قراءت ترک کی اور دوسرے مسئلے مین خلاف امام زفر کا ہی

باب حدث مین بیچ نماز کے

مصلی کو اگر نماز مین حدث ہووے وضو کر کے تمام کر لیوے اور بعد تشہد کے ہو تو بھی تمام کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جاویگی
اور شروع سے پڑھنا افضل ہی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک شروع سے پڑھے اور باقی نماز کو بنا نہ کرے کیونکہ حدث
منافی نماز کا ہی اور چلنا فاسد کرتا ہی نماز کو اور یہی موافق قیاس ہی لیکن ترک کیا ہمنے بدلیل اوسکے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص قے کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے یا مذی نکلے اوسکی نماز مین تو چاہیے کہ پھرے اور وضو کرے اور بنا کرے
اپنی نماز پر اور یہ حدیث اوپر گذری نواقض وضو کے بیان مین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے موقوفاً اوپر عمر اور علی
اور ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاؤس اور سالم اور سعید
بن جبیر اور شعبی کے اور ابراہیم نخعی اور عطاء اور مکحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اور روایت کیا ابن ماجہ نے حدیث

حضرت عایشہ رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے اور حدث ہو جاوے اوسکو تو چاہیے کہ پکڑے رہے
ناک اپنی پھر پھیرے اور اس جگہ بہ ہمت سے مراد ناک سے خون نکلنا ہے اسی واسطے آگے فرمایا کہ پکڑے رہے ناک اپنی ص اور اگر امام کو حدث
ہووے تو مقتدیوں میں سے کسیکو خلیفہ کر دے پھر وضو کرے اور نماز جہاں وضو کیا ہے اوس جگہہ یا پہلی جگہہ پر تمام کرے اور جو شخص اکیلا
ہووے وہ بھی وضو کی جگہہ یا پہلی جگہہ پر تمام کرے اگر خلیفہ فارغ ہو جاوے اور اگر فارغ نہیں ہوا امام خلیفہ کے پیچھے نماز کو تمام کرے
اور مقتدی بھی ایسا ہی کرے ف کیونکہ مروی ہے حدیث میں کہ جب نماز پڑھے کوئی تم میں سے سو قے کرے یا نکسیر اوسکی پھوٹے تو چاہیے
کہ رکھے ہاتھ اپنا اوپر مونہہ کے اور آگے کرے اپنی جگہہ پر اوسکو جسکو کوئی حدث نہ ہوا ہووے ایسا ہی ہے ہدایہ میں اور کہا شیخ ابن الہمام نے
غریب ہے اور اسپر اجماع صحابہ کا ہے اور بیان کیا اسکو احمد اور ابن المنذر نے عمر اور علی رض سے اور روایت کیا اثرم نے حضرت ابن عباس
سے کہ نکلے ہمارے اوپر حضرت عمر واسطے نماز ظہر کے تو جب داخل ہوئے نماز میں تو کھینچا انھوں نے ہاتھ ایک شخص کا جو اونکے داہنی طرف تھا پھر
پھرے پیچھے صفوں کو تو جب نماز پڑھی ہم نے دیکھا کہ حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں پیچھے ایک ستون کے تو جب ادا کر چکے انھوں نے نماز کہا
کہ جب داخل ہوا میں نماز میں تو دیکھی میں نے ایک چیز اور چھوا میں نے اوسکو ہاتھ سے تو پائی میں نے اوسکو تری منی کی اور روایت کیا بخاری
نے عمرو بن میمون سے استخلاف کو یعنی خلیفہ کرنے کو اور روایت کیا سعید نے کہا کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے حضرت علی رض نے ایک روز سو نکسیر
پھوٹی اونکی سو پکڑا ہاتھ ایک شخص کا اور آگے کیا اوسکو اور پھر وہ آئے اور صاحبین کی دلیل ہے جو روایت کیا ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو
بن العاص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدث کرے کوئی شخص اور وہ بیٹھا تھا اخیر جلسہ واسطے آخر نماز کے قبل
سلام کے تو تحقیق کہ جائز ہوئی نماز اوسکی اور کہا ترمذی نے نہیں ہے اسناد اوسکا قوی اور اضطراب کیا ہے اوسکی اسناد میں ص
اور اگر کوئی شخص نماز میں مجنون یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا اس طرح کہ وضو نہیں جاتا اور اوسکو احتلام ہوا یا قہقہہ کیا یا قصدا
حدث کیا یا درہم سے زیادہ پیشاب یا اور نجاست اوسپر پڑ گئی یا اوسکے زخم سے خون جاری ہوا یا اوسنے جانا کہ میں نے
حدث کیا اور مسجد سے یا صفوں سے نکل گیا پھر اوسکو معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو گئی پھر سرے سے
پڑھے اور اگر مسجد سے یا صفوں سے باہر مسجد کے نہیں نکلا اور صفوں سے بھی تجاوز نہیں ہوا تو بنا کرنا درست ہے اور اگر بعد تشہد کے جان
حدث یا کوئی اور عمل منافی صلوۃ کے کیا نماز اوسکی تمام ہو جاویگی اور بعد تشہد کے اگر تیمم کرنے والے نے پانی پر قدرت پائی یا موزہ اوسنے
تھوڑے عمل سے جو منافی نماز نہیں اوتار لیا یا مدت موزے کی تمام ہو گئی یا ان پڑھے کو سورت یاد آ گئی یا ننگے نے کپڑا پایا یا اشارہ
کرنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہو گیا یا ترتیب والے کو نماز قضا یاد آ گئی اور اسکا بیان آگے آویگا یا امام نے ان پڑھے کو خلیفہ کیا یا نماز
فجر میں آفتاب نکل آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آ گیا یا عذر والے کا عذر زائل ہو گیا یا پٹی زخم سے تندرستی کے سبب سے گر پڑی
ان سب بارہ صورتوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو گئی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو گئی اور اگر بعد تشہد کے
امام نے قہقہہ کیا یا قصدا حدث کیا مسبوق کی نماز باطل ہو جاویگی اور اگر باتیں کیں یا مسجد سے نکل گیا تو جائز ہو گی اور اگر امام
قراءت میں رک گیا تو دوسرے کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر کم ایک آیت سے پڑھا ہووے تو اگر اتنا پڑھ چکا کہ نماز جائز ہو جاویگی اور پھر خلیفہ کیا
نماز فاسد ہو گی اگر امام نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو درست ہے اور مسبوق نماز کو تمام کر لے اور مدرک کو خلیفہ کرے تاکہ وہ سلام پھیرے
اور مسبوق باقی نماز اپنی پڑھ لیوے ف مسبوق اوسکو کہتے ہیں جو بعد ایک رکعت یا دو رکعت یا زیادہ کے شریک ہوا ہو اور

ساری نماز اوسنے امام کے ساتھ نپائی ہووے اور مدرک اوسکو کہتے ہین جسنے ساری نماز امام کے ساتھ پڑھی ہووے تو مطلب اسکا یہ ہی کہ مسبوق تو سلام پھیر نہین سکتا کیونکہ اوسکی نماز تو ابھی باقی ہی اور مقتدیون کی نماز ختم ہو چکی اسواسطے کہ وہ کسی مدرک کو خلیفہ کردیگا کہ وہ اون مقتدیون کے ساتھ سلام پھیرے ص اور جب مسبوق نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر اوسکو حدث ہویا کوئی اور عمل منافی صلوۃ اوسنے کیا مانند قہقہہ اور کلام کی اور مسجد سے نکلنے کی فاسد ہو جاویگی نماز اوسکی اور پہلے امام کی جسنے مسبوق کو خلیفہ کیا تھا مگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوسنے وضو کیا اور پایا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز اوسکی نہ گئی اور تمام کرلی اوسنے نماز پیچھے خلیفہ کے اور مقتدیون کی نماز کسی صورت مین فاسد نہو گی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکے اور اگر رکوع یا سجدے مین حدث ہوا اور وضو کر کے بنا کیا رکوع اور سجدے کو پھر دوبارہ کرے اور اگر رکوع یا سجدے مین یاد کیا کہ ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہین کیا تھا اور اوسی وقت اوسکو قضا کیا تو جس رکوع اور سجدے مین یاد کیا تھا اوسکا بھی لوٹانا مستحب ہی اور اگر نہ لوٹایا تو کچھ حرج نہین اور اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدث ہوا تو وہ شخص اوسکا خلیفہ ہو جائیگا اگرچہ امام خلیفہ نکرے تو اگر وہ مقتدی عورت یا لڑکا ہی امام کی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ فاسد نہو گی کیونکہ اوسنے خلیفہ نہین کیا ہی اور یہ عورت اور لڑکا تو امامت کی صلاحیت نہین رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاویگا سو نماز انکی فاسد ہو جاویگی اور امام کی فاسد نہو گی

باب نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہین بہت سے ہین پہلے کلام کرنا اگرچہ بھولے سے یا خواب مین ہووے ف اور امام شافعی کے نزدیک اگر بھولے سے کلام کرے تو نماز فاسد نہو گی اور دلیل اونکی یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَآءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی اوٹھایا گیا میری امت سے خطا اور نسیان اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہین گئی بلکہ اس لفظ سے وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَآءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی وضع کر لیا گیا امت میری سے خطا اور نسیان اور جسپر وہ لوگ زبردستی کیے گئے روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سلمی کے کہ یہ نماز نہین لائق ہی اوسمین کلام آدمیون کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرارت قرآن کی روایت کیا اوسکو مسلم نے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ہی محمول ہی اوپر معافی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہونے پر دلالت نہین کرتا ص دوسرے قصداً سلام کرنا اور اگر بھولے سے کریگا نماز فاسد نہو گی ف کیونکہ سلام ایک ذکر ہی اذکار سے اور حالت نسیان مین محمول ہو گا اوپر ذکر کے بخلاف اوسکے کہ جب قصداً کوئی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاویگا ص تیسرے جواب سلام کا کہنا قصداً ہو یا بھولے سے چوتھے آہ یا اوہ یا اُف کہنا پانچوین آواز سے رونا کسی مصیبت یا درد سے چھٹے بغیر عذر کے کھانسنا ساتوین جواب چھینک کا دینا آٹھوین بری خبر کا جواب اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ سے دینا اور خبر خوش کا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے اور عجیب کا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے نوین سوا امام کے اور کو قرارت کا بتانا اور اپنے امام کو بعض مشائخ نے کہا ہی کہ اگر مقدار فرض کے پڑھ چکا ہی یا ایک آیت سے اوسنے دوسری آیت پڑھی اور اوسنے لقمہ دیا بتانے والے کی نماز جاتی رہیگی اور اگر امام نے لقمہ لے لیا تو اوسکی بھی نماز فاسد ہو جاویگی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر امام کو بتاویگا تو کسی صورت مین نماز نہ جاویگی اور اسی پر فتوی ہی دسوین مصحف سے دیکھ کے پڑھنا گیارھوین نجس جگہ پر سجدہ کرنا بارھوین جو کہ آدمیون سے مانگتے ہین وہ مانگنا جیسے کہے یا اللہ تعالی فلانی عورت سے میرا

نکاح کرنے یا مجاوز ہو دو دینار سے تیرھوین کھانا یا پینا چودھوین عمل کثیر کرنا اور عمل کثیر بعضون کے نزدیک وہ ہے جسمین دونون ہاتھون کی
اوسکو حاجت ہو اور بعضون کے نزدیک عمل کثیر وہ ہے جسکو مصلی کثیر جانے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کے قریب ہے اور اگر کسی نے ایک
رکعت نماز پڑھی اور پھر نیت ابتدا کی اور تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہ اوٹھائے تو اگر دوسری نماز پڑھنا چاہتا ہے پہلی رکعت اسکی نہ
محسوب ہوگی اور اگر وہی نماز پڑھتا ہے تو یہ رکعت اوسمین محسوب ہوگی اور اگر کوئی جنت یا دوزخ کے ذکر سے نماز مین رووے
یا عمل قلیل کرے یعنی عمل کثیر تک نہ پہونچے یا دانت سے کھانے یا کوئی اوسکے سامنے سے گذر جاوے تو نماز نہین جاتی اور گذرنے والا
گنہگار ہوتا ہے اگر مقام سجدہ مین نماز مین بغیر کسی چیز حائل کے گذرے اور پوشیدہ نہ رہے کہ وہ شخص اگر چھوٹی مسجد مین نماز پڑھتا ہے تو جسجگہ
گذریگا گنہگار رہیگا اور اگر بڑی مسجد یا جنگل مین پڑھتا ہے تو بعضون کے نزدیک اگر مقام سجدے مین گذریگا تو گنہگار رہیگا والا نہین ہوگا اور بعضون
کے نزدیک جہان تک اوسکی نظر مقام سجدے پر نظر کرنے مین پہونچتی ہے وہ مقام سجدے مین داخل ہے تو اگر کوئی شخص دکان پر پڑھتا ہے
اور نیچے دکان کے کوئی گذرا تو اول روایت کے موافق گنہگار نہوگا اور دوسری روایت کے موافق اگر گذرنے والے کے اعضا مصلی کے کچھ
اعضا سے مقابل ہوگئے تو گنہگار رہیگا ورنہ گنہگار نہوگا **ف** جاننا چاہیے کہ گذرنا نمازی کے سامنے سے نماز مین نہایت برا ہے اور برائی
مین اسکی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گذرنے والا سامنے مصلی کے کہ کیا عذاب ہے اوسکو
البتہ بہتر ہے اوسکے واسطے کہ کھڑا رہے چالیس اس سے کہ گذر جاوے اوسکے سامنے سے کہا ابو النضر راوی نے کہ نہین جانتا مین کیا انہا
فرمایا آپ نے چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال اور روایت کیا اوسکو بزار نے اور اوسمین اربعین خریفا ہے یعنی چالیس خریف اور
بعضون کے نزدیک اگر سامنے سے عورت یا کتا یا گدھا نکل جاوے تو نماز جاتی رہتی ہے اور ہمارے نزدیک کسیکے گذرنے سے نماز نہین جاتی
دلیل ہماری قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین توڑتی ہے نماز کو کوئی چیز اور دفع کرو اوسکو جہان تک کہ طاقت رکھو کیونکہ وہ
شیطان ہے روایت کیا اسکو علماے ستہ نے سوا ترمذی کے اور سند مین اوسکی مجالد ہے اور اوسمین کلام ہے اور بخاری مین ہے کہ اوس شخص سے
لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے اور روایت کیا دارقطنی نے سالم بن عبداللہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابوبکر اور عمر نے کہا کہ نہین قطع کرتا نماز کو کچھ پس دفع کرو جہان تک کہ طاقت ہے اور ضعیف کیا رفع اسکا اور وقف کیا اسکا موطا مین
اور کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین حدیث لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ مُرُوْرُ شَیْءٍ ضعیف ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ نہین ہے کم درجہ
حسن سے اسواسطے کہ وہ مروی ہے چند طریقون سے ابو سعید اور ابن عمر اور ابو امامہ اور انس اور جابر سے اور یہ روایتین ابوداود اور
دارقطنی اور معجم اوسط طبرانی مین ہین اور بہرحال نہین برابر ہے اوسکے جو صحیح مسلم مین ہے حضرت ابوذر سے کہ قطع کرتا ہے صلوۃ کو جب نہو سامنے
مصلی کے مانند لکڑی پالان اونٹ کے کتا سیاہ اور عورت اور گدھا کہا مینے کہ کیا سبب ہے کہ کتے سیاہ کو فرمایا اور سرخ کتے کو نکہا کہا
اے بیٹے بھائی میرے کے پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھسے سو کہا کہ کتا سیاہ شیطان ہے کہا امام احمد نے
نہین شک ہے کہ کتا نماز کو توڑ دیتا ہے لیکن میرے دل مین گدھے اور عورت سے شک ہے کہا ابن الجوزی نے اور کہا امام احمد نے یہ قول اسواسطے
کہ صحیح ہوئی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ مین لیٹی تھی رات کو حضرت کے سامنے اور حضرت نماز پڑھتے تھے پھر جب سجدہ کرتے
ہٹا دیتے تھے ہاتھ سے پیر میرا اور گھرون مین اون دنون چراغ نہ تھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے
اور صحیح ہوا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مین آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ نماز پڑھتے تھے سوار تھا مین گدھے پر اور چھوڑا مینے اوسکو آگے

صف کے سو کچھ پرواہ نکی اوسکی آپنے اور نیا یا ہمنے کتے مین کچھ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داود اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ
اسناد صحیح کے کہتا ہون مین کہ کتے کے باب مین بھی ایک حدیث آئی ہی روایت ہی فضل بن عباس سے کہ زیارت کی ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ جنگل کے اور ہماری ایک کتیا چھوٹی اور گدھی تھی تو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی اور وہ دونون
اونکے سامنے تھین تو نہ زجر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی نے اور کتیا اور کتے کا ایک حکم ہی ہان
اگر فرق ہو مذکر کی اور پھر سیاہ کی بھی ہووے تو البتہ کوئی حدیث اس تصریح سے نہین ملی واللہ اعلم وعلمہ اتم **ص** شخص جو
جنگل مین نماز پڑھتا ہی وہ مقام سجدہ مین دونون ابرو مین سے ایک ابرو کے برابر سترہ کھڑا کرے کہ طول اوسکا ایک گز کا ہووے اور ایک
اونگل کا موٹا اور سترے کو رکھ دینا زمین پر یا بجاے سترے کے زمین پر خط کھینچ لینا درست نہین **ف** اور سترے کی طرف قریب ہونا چاہیے
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو قریب ہو سترے سے روایت کیا اوسکو حاکم نے اور روایت کیا
اوسکو ابو داود نے اور اوسمین ہی کہ نہ قطع کرے شیطان نماز اوسکی اور روایت کیا مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تو کرے
سامنے اپنے مثل لکڑی پالان اونٹ کے تو نہ ضرر کریگا تجکو جو سامنے تیرے ہوگا اور اخراج کیا مسلم نے عائشہ رض سے کہ پوچھے گئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک مین سترہ مصلی سے سو کہا کہ مثل لکڑی پالان کے اور ہے ایک مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا عاجز ہی کوئی تم مین کا اس سے کہ جب نماز پڑھے صحرا مین یہ کہ ہو آگے اوسکے مثل پالان اونٹ کے اور یہ حدیث ان لفظ سے نہین ملی اور
گز سے مراد ایک ہاتھ ہی اور یہی گز ہی شرع مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جنگل مین تو کرے سامنے
اپنے ایک سترہ اوسیطرح ہی بداے مین اور کہا شیخ کمال الدین ابن الہمام نے کہ یہ حدیث غریب ہی نہین ملی لیکن روایت کیا ابن حبان اور
حاکم نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے تو نماز پڑھے طرف سترے کے اور نہ چھوڑے
اوسکو جو گذرے اوسکے سامنے ہو کے اور روایت کیا اوسکو احمد اور بزار نے اور زیادہ کیا ابن حبان نے کہ اگر وہ انکار کرے تو لڑے اوس سے
اور کرے سترے کو ایک دونون آنکھ کے سامنے ہو واسطے کہ روایت کیا ابو داود نے ضباعہ بنت المقداد بن الاسود سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ
نہین دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے طرف ستون یا لکڑی یا درخت کے مگر کرتے اوسکو مقابل داہنے ابرو یا بائین
ابرو کے اور نہین قصد کرتے تھے اوسکا قصد کرنے کر یعنی نماز مین اوسکی طرف نگاہ رکھتے تھے تاکہ تشبیہ ہووے ساتھ بت پرستون کے
اور ولید بن کامل اوسکی اسناد مین ضعیف ہی اور ضباعہ مجہول ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ جہل قرن ثانی مین مقبول ہی اور دوسرے یہ کہ
سکوت کیا اس حدیث سے ابو داود نے اور روایت کیا نسائی نے کہ جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے طرف ستون کے تو نہ کرے اوسکو درمیان
آنکھون کے بلکہ کرے اوسکو بائین ابرو کے مقابل اور روایت کیا ابو علی بن سکن نے اپنی سنن مین ضباعہ سے مثل اسکے اور ضعیف کہا
اس حدیث کو احمد اور ابن حجر نے اور کہا فتح القدیر مین کہ یہ دلیل ہی اوپر اضطراب کے **ص** اور اگر سترہ نہووے اور کوئی شخص گذرنا چاہیے
یا سترے اور آدمی کے بیچ مین گذرے تو اوسکو تسبیح یا اشارے سے منع کرے اور دونون سے منع کرنا درست نہین **ف** کیونکہ
اوپر گذرا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دفع کرو جہان تک کہ قدرت ہو اور اشارے سے دفع کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اشارے سے دفع کیا ام سلمہ کے دونون لڑکون کو روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور ضعیف کیا اوسکو ابن القطان نے کہ محمد بن قیس
مجہول ہی اور نہین پہچانی جاتی ماں اوسکی لیکن مصنف ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ مین اوسکے باپ سے روایت ہی اور اوسکا مجہول ہونا

ف ولید بن کامل

ف محمد بن قیس

ثابت نہیں ہوتا اور کمالی اور تہذیب میں ہے کہ اخراج کیا اوسکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب
حاجت ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کہے روایت کیا اوسکو علما ستہ نے ص اور امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کفایت کرتا ہے اور
جو بیچ کے امام میں کوئی نہ آویگا یا اوس جگہ پیادہ ہووے تو سترہ کا نگاڑنا درست ہے ف کیونکہ نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطحا مکہ میں اور اونکے سامنے ایک نیزہ تھا اور عورتیں اور گدھے گذرتے تھے اوسکے اودھر اور تھا واسطے قوم کے سترہ
اور روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اور اخراج کیا ابو داؤد نے اسی باب میں اسناد صحیح سے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

فصل مکروہات نماز میں

پہلے سدل کپڑے کا اور وہ یہ ہے کہ چادر کو سر یا کندھے پر ڈالے اور اوسکے کناروں کو چھوڑ دے اس طرح پر کہ لٹکے رہیں اور قبا
میں یہ کہ کندھوں پر ڈالے اور دونوں آستین کے ہاتھوں میں نہ ڈالے اور دونوں طرفوں کو لٹکا وے ف اسواسطے کہ منع کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس سے کہ آدمی ڈھانپے منہ اپنا روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور حاکم نے اور
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے فقط کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ ڈھانپے منہ اپنا نماز میں لیکن اسناد میں اسکے
صحابی کا نام مذکور نہیں ہے پر صورت ہمارے نزدیک حجت ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے منع کیا ناک کے چھپانے سے روایت کیا
عکرمہ نے اور اسی طرح سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور عطا مکروہ رکھتے تھے اوسکو اخراج کیا ان آثار کا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں
ص دوسرے کپڑے کو سمیٹنا خاک اور غبار سے یا کپڑے یا بدن سے کھیلنا ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ اللہ تعالیٰ نے مکروہ رکھیں واسطے تمہارے تین چیزیں عبث یعنی بیفائدہ کام کرنا نماز میں اور رفث روزے میں اور ہنسی قبرستان میں
روایت کیا اوسکو قضاعی نے طریق ابن المبارک سے انھوں نے اسمعیل بن عیاش سے انھوں نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے یحیی
بن ابی کثیر سے مرسل ص چوتھے سب بالوں کا جمع کرنا یا بالوں کو لپیٹ کے جوڑے میں داخل کرنا ف کیونکہ روایت کیا
عبد الرزاق نے انھوں نے ثوری سے انھوں نے مخول بن راشد سے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز سے اوس شخص کو کہ باندھے ہو بالوں کو سر پر اور اوسکو عربی میں عقص کہتے ہیں اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور اوس شخص کے
بجائے نام سعید مقبری کا لیا اور کہا کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے ام سلمہ سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اوسکو اسحاق
بن راہویہ نے سفیان سے اوسی سند اور متن سے اور یہی مضمون مروی ہے صحاح میں ص پانچویں انگلیوں کو چٹخانا ف کیونکہ روایت
کیا ابن ماجہ نے حارث سے انھوں نے حضرت علی رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چٹخا تو انگلیوں کو اور تو نماز میں ہووے
اور ضعیف ہے حارث نہیں بلکہ کہا شعبی نے کہ وہ کذاب ہے اور رافضی ہے ص چھٹے گردن پھیر کے دیکھنا اور آنکھ کے گوشے سے بغیر
گردن پھیرنے کے مکروہ نہیں ف کہا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے مصلی کہ کسکو پکارتا ہے اور
کس سے سرگوشی کرتا ہے البتہ نہ التفات کرے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں کعب سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی مومن کہ نماز پڑھنے کھڑے ہووے مگر موکل کر دیتا ہے اللہ اوسپر ایک فرشتہ کہ پکارتا ہے
اے بیٹے آدم کے اگر جانتا تو کہ کیا ہے نماز میں تیری اور کس سے سرگوشی کرتا ہے تو تو نہ التفات کرتا اور التفات کے معنی یہ ہیں کہ مڑ کر ادھر ادھر
دیکھنا اور روایت کیا حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابو داؤد نے ابو ذر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہتا ہے اللہ متوجہ طرف

بندہ کے اور وہ نماز مین ہوتا ہی پھر جب التفات کرتا ہی بندہ تو پھیر لیتا ہی اللہ منہ اپنا اوس سے اور روایت ہی انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچ تو التفات سے نماز مین اسواسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہی تو اگر ضرور ہو تو نفل مین نہ فرض مین روایت کیا
اوسکو ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور بے گردن پھیرے مکروہ نہین کیونکہ روایت کیا ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے
اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز مین داہنے بائین اور نہ پھیرتے تھے
گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہی اور کہا ابن القطان نے کہ یہ صحیح ہی اگرچہ ترمذی کے طریقے سے غریب ہی اور ظاہر ہوا اوسکا
ایک طریقہ دوسرا مسند بزار مین **ص** ساتوین کنکریون کا ہٹانا مگر ایک بار سجدے کے لیے **ف** اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم
عبث سے ہی مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جا نہووے تو اوسوقت ایکبار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے ابو ذر کے کہ ایکبار ای ابو ذر ورنہ چھوڑ اوسکو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شی کو یہان تک کہ پوچھا مینے آپ سے کنکریون کے ہٹانے کو کہا کہ ایکبار
رخصت دیتا ہون مین اور اسی طرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور روایت کیا گیا موقوف کہا دارقطنی نے اور وہی صحیح ہی
اور روایت ہی کتب ستہ مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مسح کر کنکریون کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایکبار
اور راوی اسکے معیقیب ہین **ص** آٹھوین کمر پر ہاتھ رکھنا **ف** کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے
روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کے ابو ہریرہ رضہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ نماز پڑھے آدمی کمر پر ہاتھ رکھکے
اور دوسری وجہ کراہت کی یہ ہی کہ مخالف ہی سنت مشہورہ کے اور وہ ہاتھون کا باندھنا ہی ناف کے نیچے **ص** نوین دونون
ہاتھون کا کھینچنا اور سینے کو آگے کرنا واسطے سستی کے دسوین کتے کی طرح بیٹھنا اسطرح کہ دونون سرین پر بیٹھے اور دونون
زانو کو کھڑا کرے گیارھوین سجدے مین دونون بازو کو بچھا دینا **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا حضرت ابو ذر نے کہ منع کیا مجکو
میرے دوست نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے ایک یہ کہ چونچ مارون مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی جلدی
سجدے مین جاؤن اور پھر جلدی اوٹھ کھڑا ہون اور یہ کہ بیٹھون مثل بیٹھک کتے کے اور یہ کہ بچھاؤن مین بچھانا لومڑی کا اور یہ حدیث
غریب ہی نہین ملی مجکو اور مسند احمد مین ہی ابو ہریرہ سے کہ منع کیا مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزون سے اور ذکر کین وہی
دو چیزین اول کی لیکن اخیر مین یہ بیان کیا کہ التفات سے مانند التفات لومڑی کے اور صحیح حدیث حضرت عایشہ رض کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم منع کرتے تھے گھاٹی شیطان سے اور گھاٹی شیطان کی کتے کی طرح بیٹھنا ہی اور اس سے کہ بچھاوے آدمی دونون بازو اپنے مانند
بچھانے درندون کے واللہ اعلم **ص** بارھوین چار زانو بیعذر بیٹھنا **ف** اسواسطے کہ خلاف سنت ہی **ص**
تیرھوین اکیلے امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب مین یا دوکان پر امام کا کھڑا ہونا اور قوم کا نیچے یا قوم کا دوکان پر اور امام کا نیچے
ف اسواسطے کہ وہ مشابہ ہی اہل کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اونچا بناتے ہین اور اوسمین امام کھڑا ہوتا ہی
اور دوکان کی بلندی بعضون نے کہا ہی کہ بقدر قامت آدمی کے اور بعضون نے کہا ہی ایک ہاتھ اور اس سے کم مین کراہیت نہین
اور بعضون نے کہا ہی کہ مسجد جب تنگ ہووے تو کچھ مضایقہ نہین کہ امام محراب مین کھڑا ہووے **ص** چودھوین کھڑا ہونا مصلی کا
صف کے پیچھے جسمین جگہہ باقی ہی **ف** اور اوپر بیان اسکا گذرا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نظر کرے

طرف فرجے کے یعنی صف مین جو جگہ باقی ہی تو اوسکو بند کرے اور بعض روایات مین ہی کہ نماز کا اعادہ لازم ہوگا اگر بعذر تنہا
پیچھے صف کے پڑھیگا ص پندرھوین تصویر کا ہونا سر کے اوپر یا اوسکے آگے یا برابر اور اگر پیچھے یا نیچے قدم کے ہی تو مکروہ (یعنی نہین)
ف کیونکہ حضرت جبرئیل ع نے کہا کہ ہم نہین داخل ہوتے اوس گھر مین جسمین کتا ہی یا تصویر ہی روایت کیا اوسکو مسلم نے عایشہ سے
ایک حدیث طویل مین اور اوسکے معنی مین بہت حدیثین صحیح آئی ہین فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین داخل ہوتے
ملائکہ اوس گھر مین جسمین کتا ہو یا تصویرین ہون ص سولھوین سر ننگے نماز پڑھنا سستی اور کاہلی کے سبب سے اور اگر
واسطے عاجزی کے پڑھے تو مکروہ نہین ص سترھوین برے کپڑون مین جو گھر مین پہنے رہتا ہی اور لوگون کے پاس اون کپڑون سے
نہین جاتا اون کپڑون سے نماز پڑھنا ف کیونکہ لوگون کی تو عزت کرتا ہی اور شرم کرتا ہی انکے پاس برے کپڑے پہن کے
جانے سے اور نماز کی کچھ عزت وآبرو نہین حال آنکہ اگر کسی امیر کے دربار مین جاتا ہی تو جو اوسکے عمدہ کپڑے ہوتے ہین اوسکو پہن کے
جاتا ہی نہ کہ جب درگاہ احکم الحاکمین مین جاوے تو جو اچھے کپڑے ہون بعزت تمام اوس سے نماز پڑھے اور یہ جب ہی کہ اوسکے پاس اور
کپڑے ہون ورنہ اگر کسی پاس اچھے کپڑے نہین تو اونہی کپڑون سے جو پہنے ہی نماز پڑھے ص اٹھارھوین خاک کے دور کرنے
کیواسطے نماز مین پیشانی کا زمین پر ملنا اونیسوین آسمان پر نظر کرنا بیسوین سجدہ کرنا پگڑی کے پیچ پر کرنا ف کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے عیاض بن عبداللہ قرشی سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سجدہ کرتا ہی اوپر پیچ عمامے کے سو اشارہ کیا
ہاتھ سے کہ اوٹھالے عمامہ اپنے کو یعنی پیشانی پر سے اونچا کرلے کہ پیشانی کھل جاوے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن صامت
سے کہ وہ جب ارادہ کرتے تھے نماز کا اوتار لیتے تھے عمامہ سر سے اور اس باب مین مروی ہی حضرت علی اور ابن عمر اور جعدہ بن ہبیرہ سے
ص اکیسوین آیتون کا گننا ف اسواسطے کہ یہ شغل ہی نماز مین ص بائیسوین کپڑا جسمین تصویر ہی اوسکا پہننا
ف کیونکہ وہ مشابہ ہی بت کے اوٹھانے والے کے ساتھ اور نماز جائز ہی ص اور مسجد کے اوپر (یعنی سقف پر) وطی اور پیشاب اور
پیخانہ مکروہ ہی ف بسبب عزت اور حرمت مسجد کے ص اور دروازہ مسجد کا بند کرنا بھی مکروہ ہی ف کیونکہ اسمین
قلت جماعت ہوگی ص اور مسجد کا نقش کرنا ساتھ گچ اور ساج یا سونے کے پانی کے مکروہ نہین اور کھڑا ہونا امام کا مسجد مین
اور سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور جو شخص کہ بیٹھا باتین کر رہا ہی اوسکے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہین ف کیونکہ روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے نافع سے کہ تھے ابن عمر جب نہ پاتے تھے راہ طرف ستون وغیرہ کے کہتے تھے کہ میرے واسطے تیری پیٹھ ہی اور مخالف ہی
اوسکے جو روایت کیا بزار نے حضرت علی سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ نماز پڑھتا تھا پیچھے ایک شخص کے سو حکم کیا اوسکو
کہ اعادہ کرے نماز کا اور اسی طرح سونے کے پیچھے بھی درست ہی کیونکہ صحیح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اوپر گذرا کہ نماز
پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے حضرت عایشہ رض کے اور وہ سوتی تھین درمیان انکے اور درمیان قبلے کے اور
مخالف ہی اوسکے جو مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہ نماز پڑھو پیچھے سوتے اور باتین کرنیوالے کے
لیکن وہ ضعیف ہی اور بھی مروی ہی مسند بزار مین ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منع کیا گیا مین کہ نماز
پڑھون مین طرف اون لوگون کے جو کھڑے ہین اور باتین کرتے ہین اور کہا بزار نے کہ نہین جانتا ہون مین اوسکو مگر اسی سند سے
اور جواب اوسکا یہ ہی کہ جب آواز اونکی شدت سے ہو اور اوس سے خوف شغل کا ہو نماز مین واللہ اعلم ص اور جس فرش پر

کہ تصویرین بنی ہین اگر اوسپر سجدہ نہین کرتا تو نماز پڑھنا وہان مکروہ نہین اور جو صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہین دیتی یا ہوا حیوان کے
اور کسی چیز کی تصویر یا حیوان کی مگر اوسکا سر کٹا ہی تو مکروہ نہین اور مار ڈالنا بچھو اور سانپ کا بھی نماز مین مکروہ نہین **ف**
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَیْنِ وَلَوْ کُنْتُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی قتل کرو بچھو اور سانپ کو اگرچہ تم نماز
مین ہو کہا ترمذی نے حدیث صحیح ہی اور اسمین اگر عمل کثیر بھی ہووے تو بھی نماز مین کچھ حرج نہین اور یہی صحیح ہی **ص** اور جس
گھر مین کہ مسجد ہی اوس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ وہ حکم مسجد کا نہین رکھتا کہ پیشاب اوسپر مکروہ ہووے

باب وتر اور نوافل کے بیان مین

وتر امام اعظم کے نزدیک واجب ہی اور نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت ہی **ف** اور دلیل اسکے وجوب کی یہ ہی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے زیادہ کیا تمھاری نمازون مین ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مروی ہی عمرو بن ابی العاص او رعقبہ بن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین بھی مروی ہی اور خارجہ بن حذافہ اور ابو بصرہ
غفاری سے تو حدیث عمرو اور عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ نے مسند مین ثنا سُوَیْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ثنا قُرَّۃُ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْیَزَنِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَۃَ
بْنِ عَامِرٍ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً ھِیَ لَکُمْ خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ وَھِیَ لَکُمْ فِیْمَا
بَیْنَ الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ یعنی تحقیق کہ زیادہ کیا تمکو اللہ نے ایک نماز کہ وہ بہتر ہی واسطے تمھارے سرخ چارپایون
سے اور وہ وتر ہی درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحیی بن معین نے قرہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سو روایت کیا
اوسکو دارقطنی اور طبرانی نے نضر ابو عمرو سے اوسنے عکرمہ سے اوسنے ابن عباس سے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب نضر کے
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سو اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے غرائب مالک مین اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجون کے
اور الفاظ اوسکے یہ ہین اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً وَھِیَ الْوِتْرُ اور لیکن حدیث ابو سعید خدری کی روایت کیا اوسکو طبرانی نے
اور الفاظ اوسکے وہی ہین جو حدیث ابن عباس کے ہین جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی اخراج کیا
اوسکا دارقطنی نے اور اوسمین یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہمکو سو جمع ہوئے ہم سو بیان کی حضرت نے تعریف اللہ کی اور ثنا
اوسکی پھر کہا کہ تحقیق اللہ نے زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہمکو وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبید اللہ عرزمی کے
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَادَکُمْ صَلٰوۃً اِلٰی صَلٰوتِکُمْ وَھِیَ
الْوِتْرُ یعنی اللہ نے زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہی اور اسناد اسکا صحیح ہی لیکن حجاج مین کچھ کلام ہی بہرحال
درجہ حسن سے کم نہین اور حدیث ابو بصرہ کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن لہیعہ سے انھون نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا
مینے ابو بصرہ غفاری سے کہ کہتے تھے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اللہ نے تمکو ایک نماز
اور وہ وتر ہی تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے لیکن ابن لہیعہ ضعیف ہی کہا شیخ ابن الہمام نے

وَإِنْ قَالَ الْمَيِّتَةُ یعنی ضعیف کی گئی یہ حدیث ساتھ ابن لہیعہ کے اور لیکن حدیث خارجہ کی روایت کیا اوسکو حاکم اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہ نکلے ہمارے اوپر رسول اللہ صلعم سو کہا تحقیق اللہ نے مدد کی تمہارے ساتھ ایک نماز کی وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چوپایوں سے اور وہ وتر ہے تو کیا اوسکو درمیان عشا کے طلوع فجر تک کہا حاکم نے صحیح ہے اور نہیں اخراج کیا اوسکا شیخین نے بسبب متفرد ہونے تابعی کے صحابی سے اور وہ جو کہا ہے ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اوسکی صحت کے منافی نہیں کیونکہ ترمذی بکثرت کہتا ہے حسن صحیح غریب اور وہ جو ابن الجوزی نے ضعیف کیا اس حدیث کو بسبب ضعف ابن اسحق اور عبداللہ بن راشد کے اور نقل کی تضعیف عبداللہ کی دارقطنی سے صحیح نہیں کیونکہ ابن اسحق ثقہ ہے نہیں شبہ ہے اوسکے ثقہ ہونے میں اور نزدیک محققین کے محدثین سے اور اگر تسلیم بھی کیا جاوے تو متابع ہے اوسکے لیث بن سعد یزید بن حبیب سے اور لیکن جو نقل کی تضعیف عبداللہ بن راشد کی دارقطنی سے تو غلطی اوسمین کی ہے کیونکہ دارقطنی نے عبداللہ بن راشد البصری مولی عثمان بن حنان راوی کو ابوسعید خدری سے ضعیف کیا ہے اور لیکن عبداللہ راوی اس حدیث کا یعنی حدیث خارجہ کا اور وہ عبداللہ زوفی ہے ابو الضحاک مصری ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور متابعت لیث کی اور تصریح اس بات کی کہ یہ عبداللہ زوفی ہے دونوں باتیں اسناد نسائی میں بیچ حدیث مذکور کے کتاب الکنی میں موجود ہے تو ثابت ہوگئی صحت اس حدیث کی اور اگر یہ بھی مان لیں تو بھی حدیث ضعیف جب اتنے طریقوں سے مروی ہو تو خواہ مخواہ حسن ہو جاویگی بلکہ بعض طریقے خود حسن ہیں مثل طریق اسحق بن ابوبکر کے اور قرہ راوی کو اگرچہ ضعیف کیا احمد نے اور کہا کہ منکر الحدیث ہے لیکن کہا ابن عدی نے نہیں دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر اور میں جانتا ہوں کہ کچھ حرج نہیں ساتھ اوسکے اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات میں اور یہ قول حضرت کا زادکم دلالت کرتا ہے کہ ان پانچ نمازوں سے ملحق ہے وتر بھی اور ثابت ہوتا ہے اس سے وجوب اسکا جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہے عاقل پر اگر کوئی کہے کہ اس سے فرضیت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ فرضیت ہے پانچوں نمازوں کی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ دلیل ظنی ہے اور فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے لیکن ایک اشکال اس مقام پر ہے وہ یہ کہ روایت کیا حاکم اور بیہقی نے بسند صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ زیادہ کیا اللہ نے ایک نماز کو طرف نمازوں تمہاری کے اور وہ بہتر ہے واسطے تمہارے سرخ چارپایوں سے آگاہ ہو کہ وہ دو رکعتیں ہیں قبل نماز فجر کے یعنی سنتیں فجر کی تو اگر یہ لفظ زادکم موجب وجوب کو ہے تو برتقدیر اوسکے لازم آتا ہے کہ سنتیں فجر کی بھی واجب ہوں اور حالانکہ وہ بالاتفاق سنت ہیں تو اس صورت میں اولی یہ ہے کہ استدلال کریں ساتھ اوس حدیث کے جو سنن ابوداود میں ہے ابو المنیب سے اور نام اوسکا عبیداللہ بن عبداللہ عتکی ہے انھوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے اور جو وتر نہ پڑھے تو وہ ہم میں سے نہیں اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا ابو المنیب ثقہ ہے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن ابی حاتم نے سنا میںنے باپ اپنے سے کہتے تھے کہ وہ صالح الحدیث ہے اور انکار کیا گیا ہے بخاری پر اس وجہ سے کہ اوسنے داخل کیا اوسکو ضعفا میں اور کلام کیا اوسمیں نسائی اور ابن حبان نے اور کہا ابن عدی نے کچھ حرج نہیں ساتھ اوسکے تو حدیث حسن ہو گئی اور روایت کیا بزار نے اسود سے انھوں نے عبداللہ سے کہ فرمایا حضرت نے اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی وتر واجب ہے ہر مسلمان پر اور کہا کہ نہیں جانتے ہم روایت کیجاتی ہو یہ حدیث ابن مسعود سے مگر اسی وجہ سے اور اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے اونٹ پر اور اس سے نفلیت وتر کی معلوم ہوتی ہے اور حضرت معاذ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف

رخصت کیا تو کہا کہ کہہ تو اونسے تحقیق کہ اللہ نے فرض کیا اونپر پانچ نمازین دن رات مین اور یہ وفات سے تھوڑے دن پہلے آپ نے
کہا تھا اور روایت کیا ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اونکے ساتھ رمضان مین تو پڑھین آٹھ رکعتین اور
وتر پڑھا پھر انتظار کیا صحابہ نے آپکا دوسری رات اور آپ نہ نکلے نماز کیواسطے تو پوچھا اونسے صحابہ نے پھر فرمایا آپ نے خوف کیا مینے
کہ نہ فرض ہو جاوے تمپر وتر اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعتین پڑھی تھین
اور بھی مروی ہی سنن مین سوا ترمذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب ہی حق ہی اوپر ہر مسلمان کے سو جو شخص چاہے وتر پڑھے ساتھ پانچ
رکعتون کے اور چاہے ساتھ تین رکعتون کے اور چاہے ساتھ ایک رکعت کے اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ وتر واجب نہین اور روایت کیا اوسکو
ابن حبان نے اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہی اوپر شرط بخاری مسلم کے اور جواب اول سے یہ ہی کہ یہ ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم نہین ثابت ہوتا
تو جائز ہی کہ یہ بسبب عذر کے ہووے اور اس بات پر اتفاق ہی کہ فرض چارپایے پر بسبب عذر کیچڑ وغیرہ کے پڑھنا جائز ہی یا یہ کہ یہ واقعہ
قبل وجوب وتر کے ہوگا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچون نمازون کے نہین ہی بلکہ متاخر ہی اور دوسرے یہ کہ مروی ہوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ وہ اوترتے تھے سواری پر سے واسطے وتر کے اور روایت کیا طحاوی نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تحقیق کہ وہ نماز پڑھتے
سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معتمر سے
اونھون نے حمید سے انھون نے بکر سے کہ ابن عمرؓ جب ارادہ رکھتے تھے وتر پڑھنے کا اوترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عون نے
کہ پوچھا مینے قاسم سے کہ جو شخص وتر پڑھے سواری پر کیا حکم ہی اوسکا سو کہا کہ جانا ان سب لوگون نے کہ حضرت عمر وتر پڑھتے تھے زمین پر
اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے اپنی سواریون اور جانورون پر جس طرف ہوتا تھا مونہہ اونکا مگر فرض اور وتر کو
کہ وہ پڑھتے تھے اون دونون کو زمین پر اخراج کیا ان دو روایتون کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین تو معلوم ہوا کہ سواری پر وتر
پڑھنا آپ کا یا تو قبل وجوب کے ہی یا بعذر تھا اور معاذ کی روایت سے جواب یہ ہی کہ جائز ہی کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے
یہ کہ مراد حضرت کی اون نمازون سے وہ نمازین ہین جنکا ایک ایک وقت خاص علیحدہ مقرر ہی مثل پانچون نماز کے بخلاف وتر کے کہ وہ
تابع ہی عشا کے اور وقت اوسکا وقت عشا کا ہی جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نرہیگا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہی کہ یہ حکم قبل وجوب
وتر کے ہوگا اور دوسرے یہ کہ مراد وتر سے اوس جگہہ ساری رکعتین تراویح کی مع وتر مراد ہین کیونکہ آٹھ رکعتین تراویح کی اور تین
وتر کی ملاکے گیارہ وتر ہین یعنی طاق ہین جفت نہین اور دلیل اوسپر یہ ہی کہ تصریح ہی روایت پچھلی مین اس حدیث کے کہ فرمایا آپ نے
خَشِیتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ یعنی خوف ہی مجکو کہ فرض ہو جاوے تمپر نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ واجب کی
لفظ سے حدیث مین وجوب لغوی بمعنی ضرورت کے مراد نہین بلکہ وجوب شرعی ہی اور اسی واسطے آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا بطور تاکید کے
فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جو وتر نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
نے مواظبت کی ہی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور وتر کی تین رکعتین ہین ایک سلام سے اور امام شافعی کے نزدیک دو سلام کر
ف دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا حضرت عائشہؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتین نہین سلام پھیرتے تھے
مگر آخر مین روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہی اوپر شرط بخاری مسلم کے اور اسی طرح روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہین سلام پھیرتے تھے بیچ دونون رکعتون وتر کے اور روایت کیا حاکم نے حسن سے کہ ابن عمر تھے سلام پھیرتے دو رکعتون کے بعد وتر مین

سو کہا حسن نے کہ عمر زیادہ فقیہ تھے اونسے اور وہ کھڑے ہو جاتے تھے دوسری رکعت سے ساتھ تکبیر کے اور سکوت کیا اوس سے اور روایت کیا طحاوی نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى آخر حدیث تک موافق اوس حدیث کے جو روایت کیا حضرت عائشہؓ سے اصحاب سنن اربعہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں اور روایت کیا حدیث ابن عباس کو باسناد صحیح طبرانی نے معجم صغیر میں مثل حدیث طحاوی کے اور کہا لَمْ يَرْوِهِ عَنْ سُفْيَانَ إِلَّا قَتَادَةُ یعنی نہیں روایت کیا اوسکو سفیان سے مگر قتادہ نے اور روایت کیا طبرانی نے اوسی معجم صغیر میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ الدِّمَشْقِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ قَالَ كَانَ مُعَظَّمُ بْنُ الْمِقْدَامِ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سلام پھیرتے بعد دو رکعتوں کے وتر سے اور کہا لَمْ يَرْوِهِ عَنِ الْمُعَظَّمِ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ تَفَرَّدَ بِهِ هِشَامٌ یعنی نہیں روایت کیا اوسکو معظم سے مگر محمد بن شعیب نے متفرد ہوا اوسکے ساتھ ہشام اور روایت کیا اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ نے اسی اسناد سے اور روایت کیا اونسے ابو سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعتیں آخر رات میں اور روایت کیا ابن عبد البر نے عثمان بن محمد بن ربیعہ بن عبد الرحمن سے حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْبُتَيْرَاءِ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَاحِدَةً يُوتِرُ بِهَا یعنی منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت وتر پڑھنے سے اور اوسکو ناقص فرمایا اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن عبد الحق محدث نے احکام میں ایسا ہی بیان میں اور اکثر صحابہ اور تابعین اسی پر ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں روایت کیا طحاوی نے ثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ثَنَا أَبُو دَاوُدَ ثَنَا أَبُو خَالِدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ هٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ یعنی کہا ابو خالد نے کہ پوچھا میں نے ابو العالیہ سے وتر سے کہا سکھایا ہمکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہے وتر دن کا ہے اور وہ وتر رات کا ہے اور روایت کیا اسے طحاوی نے ثابت سے کہ نماز پڑھی ساتھ ہمارے انسؓ نے وتر کی سو میں اونکی داہنی طرف تھا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھی تین رکعتیں نہ سلام پھیرا مگر اونکے آخر میں اور اسی طرح صحیح ہوا ابن مسعود سے وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ یعنی وتر رات کے تین ہیں مانند وتر دن کے اور بعضوں نے اس حدیث کو مرفوع کیا ہے اور ضعیف ہے رفع اوسکا کیونکہ نہ رفع کیا ہے اوسکو اعمش سے اونہوں نے عبد اللہ سے اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر یحیی بن ابی المواجب نے اور وہ ضعیف ہے اور روایت کیا ابو حنیفہؒ نے مسند میں حضرت عائشہؓ سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے ساتھ تین رکعتوں کے پڑھتے تھے اول رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے مانند اسکے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابزی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اور کہتے تھے بیچ آخر نماز کے جب بیٹھتے تھے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین بار اور آخر بار میں پکار کے کہتے تھے اور حسن بصری نے کہا

یحیی بن ابی المواجب

اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعت ہیں کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن
قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلث لایسلم الا فی اٰخرھن یعنی اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر
تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر اونکے آخر میں اور روایت کیا طحاوی نے عبد الرحمن بن ابی زناد سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے
سات فقیہوں سے کہ سب تابعی ہیں سعید بن المسیب اور عروہ اور قاسم بن محمد اور ابوبکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ
بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر اخیر رکعت کے بعد اور امام شافعی رح کے نزدیک
چاہیے ایک رکعت پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے جو اوپر گذری اور فرمایا حضرت صلعم نے الوتر رکعۃ
واحدۃ من اٰخر اللیل یعنی وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے غرض حاصل سب باتوں کا یہ ہے کہ
حدیثیں دونوں طرف موجود ہیں لیکن مذہب اصح یہی ہے کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور نہ زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت
بنماز مغرب بھی ہوسکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے نہی وارد ہوئی
تو مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہووے واللہ اعلم بالصواب **ص** ہتیسری
رکعت وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اوٹھاکے تکبیر کہکے دعائے قنوت پڑھا کرے اور امام شافعی کے نزدیک پندرھویں
رمضان سے آخر مہینے تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر میں نہ پڑھے **ف** جاننا چاہیے کہ اس جگہہ پر تین خلاف ہیں اول تو یہ کہ
جب قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط نصف
آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور جگہہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ **ص** سوائے وتر کے اور کسی
نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کرے
ف تو اول مسئلے میں امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کیا دارقطنی نے سوید بن غفلہ سے کہا کہ سنا میں نے ابوبکر اور عمر
اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد
رکوع کے ہے لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر شی کا جب ہوتا ہے کہ نصف سے بڑھ جاوے اور اس صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا
آخر نماز میں ہے اور ایک حدیث صریح اونکی دلیل ہے وہ یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہا کہ سکھائے
مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات کہ کہتا ہوں میں اونکو وتر میں جب اوٹھاتا ہوں سر اپنا اللھم اھدنی فیمن
ھدیت آخر تک اور بیان اسکا قنوت میں آویگا اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داود وغیرہم
نے ابی بن کعب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے یہ ہے کہ تھے وتر پڑھتے
ساتھ تین رکعت کے اول میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے
اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داود نے بسبب اضطراب کے اور صحیح یہ ہے کہ زیادت ثقہ کی اگرچہ متفرد ہو مقبول ہے اور اگر تسلیم کریں تو روایت کیا
خطیب نے کتاب القنوت میں باسناد صحیح عبد اللہ بن مسعود رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی وتر میں قبل رکوع کے اور ذکر کیا
اوسکو ابن الجوزی نے تحقیق میں اور سکوت کیا اوس سے اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع ثنا سفیان عن ابان
بن ابی عیاش عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قنت قبل الرکوع

پیالوتما یعنی قنوت پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع کے وتر میں لیکن اسناد اسکا ضعیف ہے بسبب ابان ابن ابی عیاش
کے اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں عطاء بن مسلم سے انھون نے علاء بن مسیب سے انھون نے حبیب بن ابی ثابت سے انھون نے
ابن عباس سے کہا کہ وتر پڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ تین رکعتون کے سو قنوت پڑھی اوسمین قبل رکوع کے اور اخراج کیا طبرانی نے
اوسط مین محمود بن محمد مروزی سے ثنا سهيل بن عباس الترمذي ثنا سعيد بن سالم القداح عن
نافع عن عبد الله بن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلث ركعات ويجعل القنوت
قبل الركوع کہ کہا ابن عمر نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور کرتے تھے قنوت کو قبل رکوع کے
اور قول ابو نعیم کا غریب ہے حدیث حبیب سے اور علاء تفرد کیا اوس سے عطاء بن مسلم نے اور قول طبرانی کا کہ نہین روایت کیا اوسکو عبید اللہ
سے مگر سعید بن سالم نے کچھ موجب بعد کو نہین کیونکہ اوپر بیان کیا ہے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے باوجود اس بات کے کہ انفراد سفیان ثوری کی
زبید سے روایت نسائی مین اور تفرد عطا کا علاء سے اور تفرد سعید کا عبید اللہ سے ساتھ ہونے حدیث ابن مسعود کے بروایت ابن ابی شیبہ
اور خطیب کے حجت قاطع ہے کیونکہ اب انفراد نہوا بلکہ کثرت ہوگئی اور خصوص جبکہ ہر طریقہ حسن یا صحیح ہووے اور وہ جو حدیث آئی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی بعد رکوع کے تو مراد اوس سے یہی ہے کہ ایک مہینا پڑھی تھی اور پھر ترک کی دلیل اوسکی
جو روایت کیا عاصم احول نے کہ پوچھا مینے انس رضی سے قنوت کو نماز مین تو کہا کہ ہان پھر کہا مینے کہ قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے
کہا قبل رکوع کے کہا مینے کہ فلانے شخص نے خبر دی مجکو تمسے کہ بعد رکوع کے کہا وہ جھوٹھا ہے نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد رکوع کے مگر ایک مہینے کہا شیخ ابن الہمام نے وعاصم كان ثقة جدا اور عاصم تھا ثقہ نہایت درجے کا اور
عمل صحابہ کا اسی پر ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ ابن مسعود اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قنوت پڑھتے تھے قبل
رکوع کے اور دوسرے مسئلے مین امام شافعی کی دلیل یہ ہے وہ جو روایت کیا ابو داود نے کہ عمر رضی نے جمع کیا آدمیون کو اوپر ابی بن کعب کے
تو وہ نماز پڑھتے تھے ساتھ اونکے بیس راتین مہینے سے یعنی رمضان سے اور نہین قنوت پڑھتے تھے ساتھ اونکے مگر نصف اخیر مین
رمضان سے تو جب عشرہ اخیر آتا تھا جماعت نہین کرتے تھے اور پڑھتے تھے اپنے گھر مین اور اس مین کے لیے ایک طریقہ دوسرا ہے
ضعیف کیا اوسکو نووی نے خلاصے مین اور وہ جو روایت کیا ابن عدی نے انس رضی سے کہ تھے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑھتے
نصف رمضان مین ضعیف ہے ساتھ ابو عاتکہ کے اور ضعیف کیا اوسکو بیہقی نے اور دلیل ہماری وہ ہے جو ہدایہ مین ہے کہ فرمایا
حضرت نے حسن رضی سے جب سکھائی اونکو دعائے قنوت کہ کر اسکو اپنے وتر مین اور یہ روایت غریب ہے نہین ملی اور مشہور وہ ہے جو مروی ہے
سنن اربعہ مین یزید بن ابی مریم سے انھون نے ابی الجوزاء سے انھون نے حسن بن علی سے کہا سکھائے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کلمات وتر مین یا قنوت وتر مین اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن
توليت وبارك لي فيما اعطيت وقني شر ما قضيت انك تقضي ولا يقضى عليك وانه لا يذل
من واليت تباركت ربنا وتعاليت کہا ترمذی نے اسناد اوسکا صحیح ہے یا حسن ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے
اور کہا اوسمین کہ جب وتھا تامین حسن یا اور نہ باقی رہتا تھا مگر سجدہ اور اخراج کیا اربعہ نے اور حسن کہا اوسکو ترمذی نے
حضرت علی رضی سے کہا کہ وہ کہتے تھے آخر وتر مین اللهم اني اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك

مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ لیکن وجوب قنوت
ثابت نہیں ہوتا مگر جب کہ وہ حدیث ثابت ہووے کہ اِجْعَلْ هٰذَا فِي وِتْرِكَ یعنی کر اسکو وتر میں کیونکہ صیغہ امر کا واسطے وجوب
کے ہی اور ایک طریقہ اسکے وجوب کا اور طرح ثابت ہو سکتا ہے وہ یہ کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا
انھوں نے لَا وِتْرَ إِلَّا بِقُنُوتٍ یعنی نہیں وتر ہی مگر ساتھ قنوت کے اور وتر واجب ہے تو قنوت بھی واجب ہی اور مشہور قنوت میں
یہ دعا ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد الرحمن سے کہ سکھایا ہمکو ابن مسعود نے پڑھنا قنوت کا اَللّٰهُمَّ
إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ
وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ
وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ہے اور رفع یدین بھی وقت قنوت کے حدیث ابن عباس سے
جو اوپر گذری ثابت ہوا ہی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ سے کہ وہ اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے
وتر میں اور اس دعاء قنوت کو روایت کیا ابوداود نے مراسیل میں خالد بن ابی عمران سے اور الفاظ اوسکے یہ ہیں اَللّٰهُمَّ
إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ يَا مَنْ يَكْفُرُكَ کہا
اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ
عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور کہا احمد بن عمران نعیہ نے حَدَّثَنِي فَرَجٌ مَوْلٰى أَبِي يُوسُفَ قَالَ رَأَيْتُ
مَوْلَايَ أَبَا يُوسُفَ إِذَا دَخَلَ فِي الْقُنُوْتِ لِلْوِتْرِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ یعنی جب جاتے امام ابی یوسف قنوت
وتر میں اوٹھاتے ہاتھ اپنے دعا میں کہا ابن ابی عمران نے کان فرج ثقۃ تھا فرج ثقہ اور جسکو قنوت یاد نہووے وہ بجائے قنوت کے
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے اور تیسرے مسئلے میں دلیل امام شافعی کی
حدیث ابو جعفر رازی کی ہے انس سے کہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قنوت صبح میں یہانتک کہ مفارقت کی دنیا کی
روایت کیا اوسکو دارقطنی وغیرہ نے اور بخاری میں ہے ابوہریرہ سے کہ کہا انھوں نے میں قریب تر ہوں ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سو تھے ابوہریرہ قنوت پڑھتے اخیر رکعت میں نماز صبح سے بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے تو دعا کرتے تھے واسطے
مومنوں کے اور لعنت کرتے تھے کافر کو اور حدیث ابن ابی فدیک کی عبد اللہ بن سعید مقبری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابوہریرہ سے
انھوں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تھے جب سر اوٹھاتے آپ نماز صبح میں رکوع سے ہاتھ اوٹھاتے اور دعا کرتے ساتھ
اس دعا کے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي آخر تک اور عبد اللہ بن سعید مقبری ضعیف ہے نہایت درجے کا کہا ترمذی نے وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ
الْمَقْبُرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ یعنی عبد اللہ بیٹا سعید مقبری کا ضعیف کیا جاتا ہی حدیث میں کہا شیخ ابن الہمام نے
فتح القدیر میں وَالْجَوَابُ أَوَّلًا أَنَّ حَدِيْثَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ الَّذِي هُوَ النَّصُّ فِي مَطْلُوْبِهِمْ ضَعِيْفٌ یعنی
پہلے جواب یہ کہ حدیث ابن ابی فدیک کی کہ وہ نص ہے اونکے مطلوب میں ضعیف ہے فَإِنَّهُ لَا يُحْتَجُّ بِعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا کیونکہ
نہیں حجت پکڑی جاوے گی ساتھ اس عبد اللہ کے اور ما قبل کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ اوسکے جو روایت کیا بزار اور ابن شیبہ اور
طبرانی اور طحاوی سب نے حدیث شریک قاضی سے انھوں نے ابو حمزہ قصاب سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے

عبد اللہ بن سعید مقبری

عبد اللہ سے کہا کہ نہیں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینے پھر ترک کیا اوسکو نہ پڑھا اوسکو پہلے
اور نہ بعد اوسکے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ قسم کے ترک کیا اوسکو احمد بن حنبل نے اور ابن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو مسلم بن حجاج نے اور
اور ابو حاتم نے اور حاصل اوسکی تضعیف کا یہ ہے کہ وہ کثیر الوہم تھا تو اب یہ حدیث رافع اوس حدیث قوی کی جو ابو ہریرہ سے
مروی ہے نہو گی اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اسی طرح ابو جعفر میں کلام ہے کہا ابن المدینی نے وہ اوسمین غلط کرتا تھا حدیث بیان اور کہا ابن معین
نے خطا کرتا تھا اور کہا احمد نے قوی نہیں اور کہا ابو زرعہ نے کہ وہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منفرد ہوتا تھا
ساتھ ذکر حدیثوں کے علماے مشہورین سے اور معتبر نہیں حساب کی حدیث کو وہ جو روایت کیا قیس بن ربیع نے عاصم بن سلیمان سے کہا کہ
ہمنے واسطے انس کے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں سو کہا انس نے کہ جھوٹ بولے
وہ نہیں پڑھی قنوت حضرت نے مگر ایک مہینے کہ بد دعا کرتے تھے ایک قبیلے پر قبیلوں مشرکین سے تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث انس کی
اور قیس راوی اس حدیث میں اگرچہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو یحیی بن معین نے لیکن توثیق کی اوسکی اور لوگوں نے اور بہر حال ابو جعفر سے کم نہ
بلکہ اوسکے برابر ہے یا اوس سے زیادہ ہے اعتبار میں کیونکہ ضعیف کرنے والے قیس کے کم ہیں ضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے اور ضعیف کیا
یحیی بن معین نے بسبب اوسکے جو کہا احمد بن سعید بن ابی مریم نے پوچھا مینے یحیی سے قیس بن ربیع کو سو کہا کہ ضعیف ہے نہیں لکھی جاوے گی
حدیث اوسکی کیونکہ وہ حدیث بیان کرتا ہے عبیدہ اور وہ منصور سے ہوتی ہے اور یہ ضعف موجب رد حدیث کو نہیں اسواسطے کہ نہایت اوسکی
غلطی ہے اوسکی ذکر عبیدہ میں بدل منصور کے لیکن ضعیف کیا اوسکو اور لوگوں نے سوائے یحیی کے بھی کہا نسائی نے متروک ہے اور کہا دار قطنی نے
ضعیف ہے اور مروی ہے احمد سے کہ وہ کثیر الخطا تھا اور روایت کی اوسنے حدیثیں منکر اور تھے وکیع اور ابن المدینی ضعیف کرتے تھے اوسکو
اور کلام کیا اوسمیں امام المحدثین یحیی بن سعید القطان نے لیکن تھے شعبہ ثنا کرتے تھے قیس پر اور تشنیع کی انھوں نے یحیی بن سعید پر
بسبب تضعیف اونکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطے میرے شعبہ نے لازم پکڑ قیس بن ربیع کو اور کہا ابن حبان نے دیکھی مینے
حدیثیں قیس کی روایات متقدمین اور متاخرین سے اور تلاش کی مینے اونکی تو دیکھا مینے اوسکو سچا امانت دار جب جوان تھا اور جب بوڑھا ہوا
سن اوسکا تو بگڑ گیا حفظ اوسکا اور اکثر روایتیں اوسکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اوسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا شمس الدین
ذہبی نے قول معتبر قول شعبہ کا ہے اور نہیں ترجیح ہے ساتھ اوسکے تو کم نہو گا ابو جعفر رازی سے اور موید ہے اوسکی وہ جو روایت کیا اوسکو
خطیب نے اوپنی کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جبکہ بد دعا کرتے کسی قوم کو اور سند اسکی صحیح ہے
اور ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوس حدیث انس کو کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہانتک کہ انتقال کیا اور تشنیع کا
اوسپر اور کہا کہ یہ اون حدیثوں میں سے ہے جن سے ہماری کتابوں کی محافظت چاہیے بسبب اس بات کے کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث باطل ہے اور
بعض رواۃ اوسکی مشہور بالوضع ہوئے ہیں اور فرمایا حضرت نے جو حدیث بیان کرے مجھسے ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے
تو وہ بھی کاذبین میں سے ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو حنیفہ صاحب نے حماد بن ابی سلیمان سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے
علقمہ سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں کبھی مگر ایک مہینہ اور نہ دیکھا قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور اس مہینے میں قنوت پڑھی واسطے بد دعا کے ایک قوم پر مشرکین سے اور اس اسناد میں کسی طرح کا غبار نہیں
اور اسیواسطے خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسا کہ روایت کیا طبرانی نے حدثنا عبد اللہ بن محمد ثنا

شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ ثَنَا غَالِبُ بْنُ فَرْقَدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ یعنی کہا غالب بن فرقد نے تھا میں ساتھ انس کے دو مہینے سو نہ قنوت پڑھی انھوں نے نماز فجر میں اور کبھی قنوت بمعنی طول قیام کے بھی آتا ہے اور جائز ہے کہ یہ غلطی ابو جعفر سے واقع ہوئی ہو کہ انس نے کہا ہو اس قنوت کو اور وہ سمجھا ہو دعا کے قنوت کو ایسا ہی کہا بعض محدثین نے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ یعنی افضل صلوٰۃ وہ ہے جس میں طول ہو قیام کا تو ثابت ہو گیا نسخ قنوت کا اور روایت کیا ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت کرتے نماز صبح میں مگر یہ کہ دعا کریں واسطے کسی قوم کے یا بد دعا کریں کسی قوم کو اور اس قنوت سے مراد طول قیام ہے کیونکہ قنوت بمعنی دعا کے کس طرح ثابت ہو گی اور روایت صحیح ہوئی ابو مالک سعد بن طارق اشجعی سے انھوں نے اپنے باپ سے کہا کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عمر رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے عثمان رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی اور پیچھے علی رضی اللہ عنہ کے سو نہ قنوت پڑھی پھر کہا کہ اے بیٹے میرے یہ بدعت ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ میرے نماز پڑھی تو نے پیچھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے اور پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوفے میں پانچ برس تک کیا قنوت پڑھتے تھے فجر میں کہا کہ اے بیٹے میرے مُحْدَث یعنی بدعت ہے اور اخراج کیا مانند اسکے ابن ابی شیبہ نے اور اس سے باطل ہو گیا قول حازمی کا کہ قنوت فجر میں منقول ہے خلفائے اربعہ سے اور اسی پر جمہور ہیں اور بھی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں اور روایت کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب قنوت پڑھی انھوں نے نماز صبح میں انکار کیا لوگوں نے اون پر سو کہا انھوں نے مدد مانگی ہم نے اپنے دشمن پر اور انکار کرنے والے لوگ صحابہ اور تابعین تھے اور بھی روایت کیا ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم سے کہ وہ نہیں پڑھتے تھے قنوت فجر میں اور روایت کیا ابن عمر سے کہ کہا انھوں نے قنوت فجر میں نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے اور کتاب غایت میں ہے کہ پوچھے گئے ابن عمر قنوت فجر سے کہا کہ نہیں قسم اللہ کی نہیں پہچانتے ہیں ہم اوسکو اور سعید بن جبیر نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے ابن عباس سے کہتے تھے قنوت نماز فجر میں بدعت ہے ذکر کیا اوسکو ابن مندہ نے اور وہ جو نقل کیا حازمی نے کہ ابن عمر بھول گئے اور قنوت پڑھی انھوں نے ساتھ اپنے باپ کے نماز فجر میں سو یہ غلط ہے کیونکہ اوپر گذرا کہ حضرت عمر نے نہیں قنوت پڑھی فجر میں اور اسناد اوسکا نہایت صحیح ہے اور دوسری یہ کہ کہا محمد بن الحسن نے ثنا ابو حنیفۃ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِنِيْنَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهٗ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ یعنی اسود صحبت میں رہے عمر بن الخطاب کی برسوں سفر اور حضر میں اور قنوت نہ پڑھتے دیکھا اونھوں نے حضرت عمر کو نماز فجر میں اور اس سند پر کسی طرح کا غبار نہیں اور نسبت ابن عمر کی طرف نسیان کے اس امر میں نہایت بعید ہے کیونکہ نسیان اوس امر میں ہوتا ہے جو کبھی کبھی وقوع میں آتا ہے اور یہ ہر نماز صبح میں تھا تو کیونکر نسیان اونکا قبول کیا جاوے گا باوجود اسکے کہ خود اونکا قول ہے مَا شَهِدْتُ وَمَا عَلِمْتُ یعنی نہیں دیکھا میں نے اور نہیں جانا میں نے وَاللهُ اَعْلَمُ **ص** اور پڑھے وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت یعنی تیسری رکعت میں بھی سورت پڑھے **ف** اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون

اور تیسری مین قل ہو اللہ احد روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے اور ابو داود طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور بہت محدثین نے اور بیان اسکا تو پہلی
گذرا اصل اگر شافعی مذہب کے پیچھے حنفی نماز پڑھتا ہو اور وتر مین اوسنے قنوت نہ پڑھی حنفی بھی نہ پڑھے اور صبح مین اوسکی تابعداری کرے بلکہ
چپکا کھڑا رہے ف اور جاننا چاہیے کہ وتر حنفی کا پیچھے شافعی کے بعض لوگون کے نزدیک درست ہے اور بعضون کے نزدیک درست نہین کیونکہ
وتر شافعی کے نزدیک سنت ہے اور ہمارے نزدیک واجب تو واجب پڑھنے والے کی پیچھے نفل پڑھنے والے کے درست نہین واللہ اعلم

فصل نوافل کے بیان مین

قبل فجر اور بعد ظہر اور عشا اور مغرب کی دو رکعتین پڑھنا سنت ہین اور قبل ظہر اور جمعے کے چار رکعتین ایک سلام سے اور چار قبل
عصر اور عشا اور بعد عشا کے مستحب ہین ف اور اصل اس باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو شخص مداومت کرے
اوپر بارہ رکعتون کے سنت سے بناوے اللہ ایک گھر اوسکے لیے جنت مین چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو رکعت بعد اوسکے
اور دو رکعتین بعد مغرب کے اور دو رکعتین بعد عشا کے اور دو قبل فجر کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے مغیرہ
بن زیاد سے انھون نے عطا سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی اس وجہ سے اور مغیرہ بن زیاد کو کلام
کیا ہی اوسمین بعض اہل علم نے اوسکے حفظ کے سبب سے انتہی لیکن اس حدیث کا ایک شاہد ہی روایت کیا اسکو جماعت نے سوا بخاری کے
ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین ہی کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے واسطے اللہ
ہر روز بارہ رکعتین نفل مگر بناویگا اللہ واسطے اوسکے گھر جنت مین زیادہ کیا ترمذی اور نسائی نے کہ چار رکعتین قبل ظہر کے اور دو بعد
اوسکے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے اور ایک روایت مین نسائی کی یہ ہی کہ دو رکعتین قبل عصر کے بدل دو
رکعتون کے بعد عشا کے باقی رہین چار قبل عصر کے اور چار قبل جمعہ اور چار بعد جمعہ اور چار قبل عشا اور چار بعد عشا تو آیا ہی
کہ چار قبل عصر کے مستحب ہین روایت کیا ابو داود اور احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے دونون نے اپنی صحیح مین اور ترمذی نے
ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرے اللہ اوس مرد پر جسنے پڑھین چار رکعتین قبل عصر کے کہا ترمذی نے
حسن غریب ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ دو قبل عصر کے پڑھے اور دلیل اونکی اوپر گذری ہی اور روایت کیا ابو داود نے عاصم بن ضمرہ سے اونے
حضرت علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے قبل عصر کے دو رکعتین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور احمد نے اور کہا چار بدلے
دو کے اور لیکن چار رکعتین قبل جمعے کے تو ثابت ہین چار رکعتون قبل ظہر سے اور چار رکعتین بعد جمعے کے تو اس واسطے کہ روایت کیا
ابو ہریرہ نے کہ فرمایا حضرت نے جب نماز پڑھے کوئی تم مین سے جمعے کی تو پڑھے بعد اوسکے چار رکعتین روایت کیا اسکو مسلم اور ابو داود
ترمذی نے اور اکثر روایتون مین آیا ہی کہ دو رکعتین بعد جمعے کے روایت کیا اسکو ابو داود نے سنن مین اور لیکن چار بعد عشا کے سو
روایت کیا ابو داود نے شریح بن ہانی سے کہا کہ پوچھا مینے حضرت عائشہ سے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سو کہا نہین پڑھی آپنے
عشا اور آئے میرے پاس مگر پڑھی چار رکعتین یا چھہ رکعتین آخر حدیث تک اور روایت کیا سعید بن منصور نے براء بن عازب سے کہ
فرمایا حضرت نے جو شخص پڑھے قبل ظہر کے چار رکعتین گویا کہ اوسنے تہجد پڑھا رات مین اور جسنے پڑھا چار رکعتون کو بعد عشا کے گویا کہ
پڑھین اوسنے چار شب قدر مین اور بعضون کا مذہب یہ ہی کہ دو بعد عشا کے پڑھے اور دلیل اونکی اوپر گذری ہی اور کہا حضرت عائشہ نے
کہ نہین چھوڑتے تھے آپ چار قبل ظہر کے اور دو قبل صبح کے اور فجر کی سنتون کی بڑی تاکید ہی فرمایا حضرت نے دو رکعتین قبل فجر کے

بہتر ہین ساری دنیا سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار رکعتین قبل ظہر کے اوسمین ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتون کے بعد سلام
نہ پھیرے بلکہ جب چارون پڑھ لے اور امام شافعی کے نزدیک دو دو کر کے پڑھے اور تمسک کیا ہمنے اوس سے جو روایت کیا ابو داود نے
اور ترمذی نے شمائل مین ابو ایوب انصاری سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ چار قبل ظہر کے نہین ہی اونمین سلام کھولے جاتے ہین
اونکے واسطے دروازے آسمان کے اور ضعیف ہی یہ حدیث بسبب عبیدہ بن معتب ضبی کے اور ایک لفظ مین ترمذی کی شمائل مین ہی کہ
کہا مینے ای رسول اللہ کیا اونمین سلام فاصل ہی کہا کہ نہین اور اسکا ایک دوسرا طریقہ ہی جو روایت کیا اوسکو امام محمد بن الحسن نے
موطا مین حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَامِلٍ الْبَجَلِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فَسَاَلَهُ اَبُوْ اَيُّوْبَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ
فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِيْ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَيْرٌ فَقُلْتُ اَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَيُفْصَلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ
قَالَ لَا یعنی تھے حضرت صلعم پڑھتے چار رکعتین قبل ظہر وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اونسے ابو ایوب نے اس سے پھر فرمایا حضرت صلعم نے
کہ کھولے جاتے ہین اس ساعت مین دروازے آسمان کے سو چاہتا ہون مین کہ چڑھے اس ساعت مین میری کوئی نیکی کہا مینے کیا سب
رکعتون مین قرأت ہی فرمایا کہ ہان کہا مینے کیا فصل کیا جاوے اون چارون مین ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہین یعنی چار رکعت کے بیچ مین سلام
نہ پھیرے **ص** اور دن مین چار رکعت سے نفل زیادہ پڑھنا ایک سلام سے مکروہ ہین اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ اور چار رکعتین
دن رات مین ایک سلام سے پڑھنا افضل ہین **ف** اور صاحبین کے نزدیک رات مین ہر دو رکعت مین ایک سلام چاہیے اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین زیادہ کیا اسپر اور اگر کراہیت نہوتی تو زیادہ کرتے واسطے تعلیم جواز کے اور افضل
رات مین نزدیک صاحبین کے دو دو ہین اور دن مین چار چار اور امام شافعی کے نزدیک رات دن مین دو دو پڑھنا افضل ہین اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن مین افضل ہین امام شافعی کی دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
مَثْنٰى مَثْنٰى یعنی نمازین دن رات کی دو دو ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عمر سے اور صاحبین کے نزدیک اعتبار
تراویح پر ہی اور یہ حدیث اسکی اسناد مین شعبہ ہی کہا ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوسمین تو بعضون نے اوسکو رفع کیا اور بعضون نے
وقف کیا اور روایت کیا اسکو ثقات نے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا اوسمین رات کی نماز کو اور نہین بیان کیا دن کی نماز کو اور
ایسا ہی ہی صحیحین مین اور کہا نسائی نے یہ حدیث نزدیک میرے خطا ہی اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبری مین کہ اسناد اوسکا جید ہی نہین معارض ہی
اوس کلام کی اسواسطے کہ وجود سند کا نہین مانع ہی خطا سے دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہو ثقات کو اور اسیواسطے روایت کیا اوسکو
حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث مین پھر کہا کہ رجال اسکے ثقہ ہین مگر یہ کہ اسمین علت ہی کہ اوسکے ذکر سے کلام طویل ہوگا انتہی اور بر تقدیر
تسلیم کے قریب اسکا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى یعنی نماز رات کی
دو دو ہین اور نہین ذکر کیا اوسمین دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے نہین نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس مگر پڑھین چار رکعتین اور اس سے معلوم ہوا کہ رات مین چار رکعتین ایک سلام سے آپنے
پڑھین اور روایت کیا ابو داود نے حضرت عایشہ رض سے کہا تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر مین
اور پڑھتے تھے چار رکعتین پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سونے کو آخر حدیث تک اور صحیح مسلم مین ہی حدیث معاذہ سے کہ پوچھا اونسے حضرت عایشہ رض سے

کہ کتنی رکعتیں پڑھتے تھے نماز ضحی کی کہا کہ چار رکعتیں اور زیادہ کرتے تھے جتنا چاہتے تھے اور روایت کیا ابو یعلی موصلی نے
اپنی سند میں حدثنا شیبان بن فروخ ثنا طیب بن سلیمان قال قالت عمرة سمعت ام المؤمنین
عائشة تقول کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی الضحی اربع رکعات لا یفصل بینهن بسلام
یعنی تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چاشت کی چار رکعتیں نہیں کرتے تھے بیچ میں اونکے سلام اور لیکن اول حدیث سے ثابت
نہیں ہوتا کہ ایک ہی سلام سے چاروں پڑھتے تھے اور ایک دلیل یہ ہے جو مروی ہے صحیحین میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ انھوں نے پوچھا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے کس طرح تھی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں رمضان کی کہا کہ نہیں زیادہ کرتے تھے رمضان میں اور نہ غیر رمضان
میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو نہ پوچھ اون رکعتوں کے حسن اور طول سے پھر چار سو نہ پوچھ اونکے حسن اور طول سے یعنی بہت
اچھی طرح طول سے پڑھتے تھے اور یہ جو جدا جدا چار چار کو بیان کیا اس سے مطلوب ثابت ہوتا ہے والا کہتیں آٹھ رکعت سو نہ پوچھ اونکے
حسن و طول سے اور اوپر بیان کر چکے ہم سنت ظہر میں کہ آپنے چار رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھیں تھیں اور اوس حدیث سے
مراد یہ ہے کہ دو دو رکعت کا ایک ایک شفع علیحدہ ہے یا یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد کے واسطے بیٹھے نہ یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے
اور دلیل اسپر یہ ہے جو اخراج کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے ذا ابن المبارک سے انھوں نے لیث بن سعد سے انھوں نے عبد اللہ بن سعید سے
انھوں نے عمران بن ابی انس سے انھوں نے عبد اللہ بن نافع سے انھوں نے ربیعہ بن الحارث سے انھوں نے فضل بن عباس سے کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز دو دو رکعتیں ہیں تشہد پڑھا جاتا ہے ہر دو رکعت میں واللہ اعلم **ص** فرض کی دو رکعتوں میں
اور وتر اور نوافل کی سب رکعتوں میں قرات فرض ہے **ف** کیونکہ مروی ہے صحیحین میں ابو قتادہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھتے ظہر میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط فاتحہ آخر حدیث تک اور اوپر گذر چکا کہ اگر تسبیح پچھلی دو رکعتوں میں
کہے یا چپکا رہے تو بھی درست ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شریک سے انھوں نے ابی اسحق سبیعی سے انھوں نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما
کہ کہا انھوں نے قرات کر اول کی دو رکعتوں میں اور تسبیح کر پچھلی دو رکعتوں میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت غریب ہے اور روایت
کیا امام محمد نے موطا میں ثنا محمد بن ابان القرشی عن حماد عن ابراهیم عن علقمة بن قیس ان عبد الله
بن مسعود کان لا یقرأ خلف الامام فیما یجهر فیه وفی ما یخافت فیه من الاولیین ولا فی الاخریین
واذا صلی وحده قرأ فی الاولیین بفاتحة وسورة ولم یقرأ فی الاخریین شیئا یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے نہ فاتحہ اور نہ سورت نہ نماز جہری نہ نماز سری میں اور نہ پچھلی دو رکعتوں میں اور جب نماز
پڑھتے تھے اکیلے تو پڑھتے تھے اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت اور نہ پڑھتے تھے کچھ پچھلی دو رکعتوں میں **ص** اور جس نفل کو
قصدا شروع کر لیا ہووے تمام کرنا اوسکا لازم ہے اگرچہ طلوع یا غروب آفتاب کے وقت شروع کیا ہووے تو اگر بھولے سے شروع کیا ہووے
مثلا اوسکو معلوم ہوا کہ ظہر میں نے نہیں پڑھی اور اوسنے شروع کی اور بعد اوسکے معلوم ہوا نماز میں کہ پڑھ چکا ہوں اور اوسنے
نماز توڑ دی قضا کرنا اوسکا واجب نہیں اور اگر چار رکعت نفل شروع کی پہلے دوگانے میں توڑ دیا ایک دوگانے کی قضا لازم آویگی
اور امام ابی یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں رکعت کی اور اگر دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا بعد اوسکو
توڑ دیا تو فقط دوسرے دوگانے کی قضا کرے کیونکہ اول دوگانہ تمام ہو چکا اور یہ اسپر مبنی ہے کہ ہر دوگانہ ایک نماز علیحدہ ہے **ف**

کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلوٰةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى یعنی نماز رات دن کی دو دو رکعتین ہین یعنی
ہر دو رکعت ایک نماز علیحدہ ہے **ص** اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دونون دوگانہ یا پہلے دوگانے یا دوسرے مین یا دوسرے دوگانے
کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے کی ایک رکعت مین یا اول دوگانے مین اور دوسرے کی ایک رکعت مین قرات ترک کی دو رکعتون کی
قضا لازم آویگی اور اگر ہر دوگانے کی ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانے مین اور ایک رکعت مین اول کی ترک کی تو چارون رکعتون کی
قضا لازم آویگی اور پہلی اور چھٹی صورت مین امام ابی یوسف کے نزدیک چار رکعتون کی قضا لازم آویگی اور ساتوین اور آٹھوین
صورت مین امام محمد کے نزدیک دو رکعتون کی قضا واجب ہوگی اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اور پانچوین صورت مین سب کے
نزدیک قضا دو رکعتون کی لازم آویگی تو امام صاحب کے نزدیک چھ صورتون مین دو رکعتون کی قضا لازم آویگی اور دو صورتون مین چار رکعت کی
اور امام ابی یوسف کے نزدیک چار صورت مین دو رکعتون کی اور چار صورت مین چار رکعتون کی اور امام محمد کے نزدیک سب صورتون مین
دو رکعت لازم آوینگی اور سب آٹھ صورتین ہین اور اگر چار رکعت نفل شروع کیے اور اول دوگانے کے تشہد مین توڑ ڈالا دوسرے
دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور اگر چار رکعتین نفل پڑھین اور بیچ مین اونکے نہ بیٹھا اول دوگانے کی قضا لازم نہ آویگی اور بیٹھ کے
نفل پڑھنا اگرچہ کھڑا ہو سکتا ہو درست ہے **ف** کیونکہ روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ پوچھا مینے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کی نماز سے جو بیٹھا ہو تو فرمایا جو پڑھے کھڑے ہو کے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کے پڑھے اوسکو
اجر برابر نصف قائم کا ہے اور جو شخص پڑھے لیٹ کے تو اوسکو اجر برابر نصف قاعد کے ہے اور قائم کے معنی کھڑے ہو کے نماز پڑھنے والا
اور قاعد کے معنی بیٹھ کے پڑھنے والا کہا امام نووی نے کہ کہا علمانے کہ یہ نفل مین ہے اور فرض مین بیٹھ کے پڑھنا بے عذر جائز نہین
تو اگر عاجز ہے قیام سے اور بیٹھ کے پڑھے تو اوسکا اجر قائم سے کم نہین انتہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیمار ہووے
مرد یا مسافر تو ثواب اوسکا مثل صحیح تندرست اور مقیم کے لکھا جاویگا اخراج کیا اوسکا بخاری نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسمین
مخصوص ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی نفل کی بیٹھ کے اور پوچھا صحابہ نے ارشاد فرمایا آپنے کہ ثواب قاعد کا نصف ہے
قائم کے فرمایا کہ مین نہین ہون مثل تمھارے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر سے **ص** اور کھڑے ہو کے شروع کرنا اور پھر بیچ مین
بے عذر بیٹھ جانا مکروہ ہے اور نفل باہر شہر کے سواری پر اگرچہ قبلے کی طرف مونہہ نہو اشارے سے درست ہے **ف** اور باہر شہر کے
اسمین قید ہے شہر کے اندر درست نہین کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے
حمار پر اور وہ متوجہ تھے طرف خیبر کے یعنی مونہہ آپکا خیبر کی جانب تھا اشارے سے اور جب کہ یہ فعل مخالف قیاس ہے تو اپنے مورد مین
منحصر ہوگا اور یہ حدیث خود شرح وقایہ مین مذکور ہے روایت کیا اوسکو مسلم اور ابو داود اور نسائی نے اور اوسمین اشارے کا
ذکر نہین اور غلطی بیان کی دار قطنی اور نسائی نے عمرو بن یحیی کی کہ اوسنے علی حمارٍ کا لفظ کہا اور صحیح عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ہے یعنی
اپنی اونٹنی پر تھے اور روایت کیا دار قطنی نے غرائب مالک مین انس رض سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ متوجہ تھے
طرف خیبر کے حمار پر نماز پڑھتے تھے اشارے سے اور سکوت کیا اسپر اور امام مین شیخ تقی الدین نے نسبت کی اشارے کی طرف صحیحین کے
اور زیلعی نے نہین دیکھا اوسکو صحیحین سے اور کہا عبد الحق نے جمع الصحیحین مین کہ متفرد ہوئے بخاری ساتھ ذکر اشارے کے کہا
شیخ ابن الہمام نے وَقَدْ رَاَيْنَاهُ فِيْ بَابِ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ یعنی دیکھا مینے

اس حديث کو صحيح بخاری باب الوتر فی السفر مين حديث ابن عمر سے اور روايت کيا اوسکو ابن حبان نے نوع اول مين
قسم رابع کی صحيح مين جابر رضی الله عنه سے که دیکها مينے نبی صلی الله عليه وسلم کو پڑھتے تھے نوافل اپنے اونٹ پر ہر طرف اشاره کرتے تھے
اور اپنا اونٹ کو کہتے ہين ص تو اگر سواری پر نفل شروع کيا اور پهر اوترا اور اتمام کيا جائز نہين اور اگر نيچے شروع کيا اور سواری پر تمام کيا نماز ہو گئی

فصل تراويح كے بيان مين

تراويح رمضان مين قبل وتر کے بعد عشا کے بيس رکعتين سنت ہين اور ہر چار رکعت کے بعد جتنی دير مين ادا اوسکو پڑها ہو
بيٹهے اور پانچ ترويحه ہوتے ہين اور ترويحه ہر چار رکعت کو کہتے ہين اور ہر ترويحه مين دو سلام ہين اور ايک ختم رمضان مين سنت ہے
اور قوم کی سستی سے ترک نہين کرنا چاهيے اور سوا رمضان کے وتر جماعت سے نه پڑھين اور رمضان مين وتر جماعت سے پڑھين **ف**
جاننا چاهيے که تراويح کے سنت ہونے مين اختلاف ہے بعضون کے نزديک سنت موکده ہے اور بعضون کے نزديک مستحب ہے اور بعضے
متن مين لفظ مستحب کا وارد ہے اور اسی طرح جامع صغير مين امام محمد کی مذکور ہے ليکن کہا صاحب ہدايه نے وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا سُنَّةٌ
كَذَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيَّنَ الْعُذْرَ فِي تَرْكِهِ الْمُوَاظَبَةَ وَهُوَ خَشْيَةُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا يعنی صحيح يه ہے که تراويح سنت ہے اور ايسا ہی روايت کيا
حسن نے ابو حنيفه سے کيونکه مواظبت کی اوسپر خلفاء راشدين نے اور نبی صلی الله عليه وسلم نے بيان کيا عذر کو ترک مواظبت مين اور وه خوف
اس بات کا که فرض ہو جاوے اور کہا امام المحدثين شيخ الفقہاء والاصوليين مولانا کمال الملة والدين نے فتح القدير مين که ظاہر منقول ہے
که شروع تراويح کا زمانه حضرت عمر سے ہے اور وه يه ہے که مروی ہے عبد الرحمن بن القاری سے کہا که نکلا مين ساتهه عمر بن الخطاب رضی الله عنه کے
ايک رات طرف مسجد کے تو ناگاه لوگ متفرق منتشر ہين يعنی جدا جدا نماز پڑھ رہے ہين کوئی شخص اکيلے پڑھتا ہے اور کوئی شخص دس آدمی کے
ساتهه اسطرح سو فرمايا حضرت عمر رضی الله عنه نے که مين جانتا ہون که اگر جمع کرون مين ان سبکو ايک قاری پر البته اچها ہوتا تو جمع کيا اونکو ابی
بن کعب پر پهر مين دوسری رات اونکے ساتهه نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتهه پڑھ رہے تھے تو فرمايا حضرت عمر رضی الله عنه نے
نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ يعنی اچهی ہے يه بدعت روايت کيا اسکو اصحاب سنن نے اور صحيح کيا اوسکو ترمذی نے اور فرمايا حضرت صلی الله
عليه وسلم نے لازم پکڑو تم اپنے اوپر سنت ميری اور سنت خلفاء راشدين کی بعد ميرے اور ايک حديث مين آيا ہے که فرض کيا الله نے تم پر روزے
رمضان کے اور سنت کيا قيام اوسکا اور بيان کيا حضرت صلی الله عليه وسلم نے عذر اوسکے ترک مين اور وه عذر يه تها که آپ کو خوف
فرض ہو جانے کا تها جيسا که بيان کيا اوسکو ہمنے باب الوتر مين حديث ابن حبان سے اور اوپر يه حديث گذر چکی اور صحيحين مين ہے حضرت عايشه
رضی الله عنها سے که آنحضرت صلی الله عليه وسلم نے پڑھی نماز مسجد مين تو پڑھی اونکے ساتهه نماز لوگون نے پهر دوسری رات پڑھی تو
بہت ہو گئے آدمی پهر سب جمع ہوئے تيسری رات اور آپ نه نکلے تو کہا آپ نے جب صبح ہوئی که مينے جانا جو تمنے کيا ليکن مين اسواسطے
نه نکلا که تم پر فرض نه ہو جاوے اور يه رمضان مين تها زياده کيا بخاری نے کتاب الصوم مين سو انتقال کيا حضرت رسول الله صلی الله عليه وسلم نے
اور حکم ايسا ہی رہا اور اوپر ہم باب النوافل مين حديث ابو سلمه بن عبد الرحمن سے بيان کر چکے که انهون نے پوچها حضرت عايشه رضی الله عنها سے
حضرت صلی الله عليه وسلم کی نماز کو رمضان مين کہا حضرت عايشه رضی الله عنها نے نہين زياده کرتے تھے رمضان اور نه غير رمضان مين گياره رکعت سے
آخر حديث تک اور جو روايت کيا ابن ابی شيبه نے مصنف مين اور طبرانی نے اور بيہقی نے اوس سے اور بغوی نے ابن عباس سے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان مین بیس رکعتین سوا وتر کے سو ضعیف ہی بسبب ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام
ابوبکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہی اوسکے ضعف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہی روایت صحیحہ کے مترجم کہتا ہی کہ ابراہیم بن عثمان
واسطی کو ذکر کیا شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال مین کہ روایت کیا عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ نہین ہی اور کہا احمد نے
ضعیف ہی اور کہا بخاری نے سکوت کیا اوس سے اور کہا نسائی نے متروک ہی حدیث اوسکی اور منا کیر ابو شیبہ سے ایک وہ ہی جو روایت
کیا بغوی نے حدیث بیان کی ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے ابوشیبہ نے اونسے حکم سے اونسے مقسم سے
انھون نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان مین سوا جماعت کے بیس رکعت اور وتر اور پھر کہا
شیخ ابن الہمام نے لیکن بیس رکعتین حضرت عمر رض سے ثابت ہوئین موطا مین ہی یزید بن رومان سے کہا کہ تھے لوگ کھڑے ہوتے زمانہ عمر بن الخطاب
مین ساتھ تیئیس رکعتون کے یعنی بیس تراویح کی رکعتین اور تین وتر کی اور روایت کیا بیہقی نے معرفت مین سائب بن یزید سے
کہا کہ کھڑے ہوتے تھے ہم زمانہ عمر رض مین ساتھ بیس رکعتون اور وتر کے کہا نووی نے خلاصے مین اسناد اوسکا صحیح ہی مترجم کہتا ہی کہ
روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عمر بن الخطاب سے کہ انھون نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھاوے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور روایت کیا
ابوالحسناء سے کہ حضرت علی رض نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اونکے ساتھ بیس رکعتین اور عبدالعزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی
بن کعب نماز پڑھتے ساتھ آدمیون کے مدینے مین بیچ رمضان کے بیس رکعتین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعتین اور ربیع سے انھون نے ابی البختری سے
کہ وہ پڑھتے تھے پانچ ترویحے رمضان مین اور وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور ابی اسحق سے انھون نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے لوگونکی
رمضان مین اتنا کو ساتھ بیس رکعتون کے اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعتون کے اور قنوت پڑھتے تھے قبل رکوع کے اور عطا سے کہ کہا
انھون نے پایا مینے لوگون کو اور وہ پڑھتے تھے تیئیس رکعتین مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام نے کہ حاصل ہوا ان سب روایتون سے
کہ قیام رمضان کا سنت ہی اوسمین گیارہ رکعتین ہین مع وتر کے جماعت سے کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا بسبب خوف
فرضیت کے اور نہین شک ہی کہ ان دونون امرون مین سے کوئی امر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق ہی اب تراویح سنت ہوگی اور بیس رکعتین
سنت خلفای راشدین کی ہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمپر لازم ہی سنت میری اور سنت خلفای راشدین کی بلاتا ہی طرف
سنت اونکی کے اور یہ مستلزم اس باتکو نہین کہ تراویح کی بیسون رکعتین سنت ہو جاوین سو واسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہین جسپر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو سواے مگر عذر سے اور بر تقدیر ہونے عذر کے مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ
رکعت پر جسمین سے تین رکعتین وتر کی ہوئین تو اس صورت مین بیس رکعتین مستحب ہونگی اور آٹھ اون مین سے سنت جیسے کہ
چار رکعت بعد عشا کے مستحب ہین اور دو سنت اور ظاہر کلام مشائخ کا یہی ہی کہ سنت بیس رکعت ہین اور مقتضی دلیل کا وہ ہی
جو ہمنے بیان کیا تو اس صورت مین اولی وہ ہی جو قدوری مین ہی لفظ مستحب کا نہ جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام

فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہین اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض ایک دوسرے پر اطلاق کرتے ہین
اور ہندی مین اوسکو گہن کہتے ہین ص وقت کسوف کے امام جمعے کا آدمیون کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے
مانند نفل کے اور ہر رکعت مین ایک رکوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو رکوع کرے اور قرات کا جہر کرے اور طول قرات کا کر

دونون رکعتون مین اور بعد اوسکے ملتفت رہے یہان تک کہ آفتاب روشن ہوجاوے اور جاننا چاہیئے کہ ماہتاب گہن ہو تو اکیلے اکیلے پڑھین اور خسوف بھی ایسی ہی ہے مگر اوس مین جماعت نہین **ف** اور رکوع کے باب مین روایتین مختلف ہوئین بعض روایات مین ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور بعض مین تین اور ابن عباس اور علی کی روایت مین چار رکوع ہین ہر رکعت مین اور ایک روایت ابو داود کی ابی بن کعب سے پانچ رکوع ہین اور کسی روایت مین ایک رکوع ہے مثل اور نمازون کے اسواسطے کہا علما ہمارے نے کہ جب مختلف ہوئین تو ہمنے تمسک کیا ہمنے ساتھ حال اور نمازون کے اور بھی روایت کیا ابو داود اور ترمذی نے اپنے شمائل مین اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کسوف ہوا آفتاب کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کھڑے ہوئے آپ اور طول کیا قیام کو پھر رکوع کیا سو کسی طرح نہ اوٹھاتے تھے سر اپنا پھر اوٹھایا سو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا سو کسی طرح سر نہ اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا تو کسی طرح سجدہ نہین کرتے تھے پھر سجدہ کیا تو کسی طرح سر نہین اوٹھاتے تھے پھر اوٹھایا اور کیا ایسا ہی دوسری رکعت مین آخر تک اور مروی ہے یہ حکم عبد الرحمن بن سمرہ سے بھی غرض مختلف ہوئین اس باب مین روایتین اور روایت کیا حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اور نہین اخراج کیا اوسکا بخاری مسلم نے بوجہ عطاء بن السائب کے اور یہ توثیق ہوا لوث ملک او تحقیق کہ اخراج کیا اوس سے بخاری نے ساتھ ابو بشر کے اور کہا یحیی بن معین نے لا یحتج بحدیثہ نہین حجت ہوگی اوسکی حدیث اور فرق کیا امام احمد نے اوس شخص مین جسنے پہلے اوسسے سنا اور جسنے پیچھے اوسسے سنا یعنی اول سننے کی روایت صحیح ہے اور پیچھے عطاء کا حافظہ خراب ہوگیا تھا اور سکوت کیا اوس سے ابو داود نے اور روایت کیا ابو داود نے اور نسائی نے سمرہ بن جندب سے ایک رکوع اور طول کیا اسمین شیخ ابن الہمام نے اور اس کتاب مین بوجہ خوف طول ترک کیا اور دعا بھی بعد نماز کے آفتاب کے صاف ہونے تک لازم ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مغیرہ مین کہ جب دیکھو تم اوسکو تو ذکر کرو اللہ کا اور دعا کرو اور نماز پڑھو یہان تک کہ روشن ہو جاوے آفتاب اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ آندھی اور تاریکی مین بھی یہ نماز مستحب ہے اور ابن عباس نے پڑھی نماز واسطے زلزلے کے بصرہ مین اور خسوف و کسوف کی نماز جہر چاہیئے صاحبین کے نزدیک اور دلیل اونکی حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے صحیحین مین کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف مین اور بخاری مین ہے کہ جہر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف مین اور روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داود وغیرہما نے اور ہمارے امام صاحب کے نزدیک سر چاہیئے کیونکہ مروی ہے حدیث ابن عباس سے مسند احمد اور ابو یعلی مین کہ نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کسوف کی اور نہ سنا مینے اوسسے ایک حرف قرات سے اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے معرفت مین دو طریقون سے اور طریق حاکم بن ابان سے جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبرانی نے پھر کہا کہ اگرچہ ان لوگون سے حجت نہین لیکن تائید انکی شاہد ہین روایات ابن عباس کی اور حدیث سمرہ مین ہے فَلَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا یعنی ہم نہین سنتے تھے آواز قرات کی

ص اور جب پانی برسنا بند ہو جاوے تو ہر شخص دعا کرتا اور استغفار نہ جماعت اور نہ خطبہ اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین تو بہتر ہے

ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یعنی بخشش مانگو اللہ سے کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اور کہا امام محمد نے نہین نماز ہے استسقا مین سوا اوسکے نہین کہ اوسمین دعا ہے اور پونہچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نکلے اور دعا کی اور پونہچا ہمکو حضرت عمرؓ سے کہ وہ چڑھے منبر کو اور دعا مانگی اور طلب پانی کی کی اور نہین پونہچا ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے

کہ نماز پڑھی ہو آپ نے مگر ایک حدیث شاذ مین کہ نہین تمسک کیا جاویگا ساتھ اوسکے اور حق یہ ہی کہ اکثر احادیث مین نماز کا ذکر نہین لیکن ذکر نماز کا بعض احادیث مین وارد ہی بیان کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین وکیع سے انہون نے عیسی بن حفص بن عاصم سے انہون نے عطا بن ابی مروان اسلمی سے انہون نے اپنے باپ سے کہا کہ نکلے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے واسطے استسقا کے سو نہ کیا کچھ مگر استغفار **ص** اور مونہہ قبلے کی طرف کرین اور چادر کو نہ اولٹین **ف** بعض احادیث مین چادر کو اولٹنا اسطرح ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنا کنارہ چادر کا بائین طرف کیا اور بایان کنارہ داہنی طرف کیا اور ظاہر چادر کا باطن ہو گیا اور باطن چادر کا ظاہر ہو گیا روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اور اکثر احادیث مین اسکا ذکر نہین ہوا اسواسطے ہمارے نزدیک نکرین کہ شاید حجرے مین داخل **ص** اور ذمی حاضر نہووے **ف** ذمی اوس کافر کو کہتے ہین جنپا اسلام مین اوسکو امن دیا گیا ہو اور اوسپر جزیہ بندھا ہووے تو ذمی اسواسطے حاضر نہو کہ دعا وغیرہ واسطے طلب نزول رحمت کے ہی اور اوسپر لعنت برستی ہی

باب فرض پانے کے بیان مین

جسنے کہ نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی واسطے جماعت کے نماز توڑے اور جماعت سے پڑھے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہووے اور اگر ایک رکعت سے زیادہ پڑھ چکا ہووے مثلا تو فجر مین اوسکی نماز تمام ہو چکی اور مغرب مین اکثر نماز ہو گئی اور اکثر کو حکم کل کا ہی اور جسنے عشا یا عصر یا ظہر مین شروع کیا اور پھر تکبیر ہوئی پھر واسطے جماعت کے توڑ دے اور مل جاوے مگر اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت بھی اوسکے ساتھ ملا لیوے تا کہ ایک دوگانہ نفل پورا ہو جاوے اور ایک رکعت ضائع نہو جاوے فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ یعنی نہ باطل کرو اپنے عملون کو بعد اوسکے سلام پھیرے جماعت مین ملے اور بغیر دوسری رکعت ملائے نہ توڑے اور اگر ایک رکعت سے کم پڑھا ہی تو توڑ دیوے اور جماعت مین شریک ہووے اگر چار رکعتی نماز مین تین پڑھ چکا ہی اور تکبیر ہوئی نماز کو تمام کرے بعد اوسکے نفل جماعت سے پڑھے مگر عصر مین پھر امام کے ساتھ نہ پڑھے کیونکہ نفل بعد عصر کے مکروہ ہین اور اگر مسجد مین اذان ہو گئی تو مسجد سے نکلنا قبل نماز کے مکروہ ہی **ف** کیونکہ روایت کیا ابن ماجہ نے مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کہ پائی اذان مسجد مین پھر نکلا بغیر کسی حاجت کے اور وہ پھر آنیکا ارادہ نہین رکھتا سو وہ منافق ہی اور روایت کیا ابو داؤد نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکلتا ہی کوئی شخص مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق لیکن جس شخص کو کسی حاجت نے نکالا ہووے اور وہ پھر آنے کا ارادہ رکھتا ہی اور مراسیل سعید کے مقبول ہین بالاتفاق کیونکہ پایا اون لوگون نے اونکے مراسیل کو مسانید اور روایت کیا جماعت نے سوا بخاری کے ابو الشعثا سے کہا کہ تھے ہم ساتھ حضرت ابو ہریرہ رض کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین نکلا ایک شخص جب اذان دی موذن نے تب کہا ابو ہریرہ رض نے کہ اس شخص نے نافرمانی کی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابو القاسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہی اور روایت کیا اوسکو ابن راہویہ نے مسند مین اور زیادہ کیا اوسمین کہ حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ نکلو مسجد سے بعد اذان کے **ص** اور اگر ظہر یا عشا کے وقت مسجد مین اقامت ہوئی مکروہ ہی کہ قبل نماز کے وہان سے نکلے اگرچہ آپ نماز پڑھ چکا ہو مگر یہ کہ دوسری جماعت کا مقیم ہووے اور فجر عصر مغرب مین اگر نکل جاوے تو جائز ہی بغیر کراہت کے اگرچہ تکبیر ہو چکی ہو کیونکہ اگر جماعت مین شریک ہو جاویگا تو وہ نماز نفل ہو گی اور نفل بعد فجر اور عصر کے مکروہ ہی اور مغرب مین تین رکعتین ہین اور تین رکعت نفل شروع نہین اور جو شخص ڈرتا ہی کہ اگر سنت فجر کی پڑھونگا تو نماز فرض جماعت سے نہ ملیگی سنت کو ترک کرے اور جو ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو ترک نکرے اور اگر سنت فجر کی بادون فرض کے فوت ہوئی تو قضا نکرے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے **ف** کیونکہ فرض تو پڑھ چکا اور فقط نفل باقی رہا

ف یعنی کسی اور مسجد کا امام ہووے کہ اوسکے نجانے سے وہان جماعت فوت ہوگی منہ مدظلہ

اور نفل بعد فجر کے مکروہ ہی یہان تک کہ آفتاب نکلے اور دلیل اسکی گذری **ص** اور بعد آفتاب نکلنے کے
بھی شیخین کے نزدیک قضا نکرے اور امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرے اور بعد زوال
کے نکرے اور اگر ساتھ فرض کے فوت ہوئی ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونون
کی قضا کرے اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد زوال کے بھی اور بعض کے نزدیک بعد زوال کے فقط فرض کی قضا پڑھے
ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب رات تعریس مین فجر فوت ہوئی تھی تو آپنے قضا کیا تھا اوسکو ساتھ سنت کے
قبل زوال کے ساتھ اذان اور اقامت کے جماعت سے اور یہ حدیث شرح وقایہ مین موجود ہی اور روایت ہی ابو قتادہ سے کہا کہ سیر کی ہمنے
ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم مین سے بعض لوگون نے کاش کہ ہم پڑے سوتے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپنے خوف کرتا ہون مین کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا بلال نے جگا دونگا مین آپکو اور
رسول اللہ سو لیٹ رہے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر تکیہ لگایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو کیا دیکھا کہ نکل آیا کنارہ آفتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہان گیا وہ جو تمنے کہا تھا اور جواب دیا بلال نے کہ کبھی ایسی
نیند آج تک مجکو نہین آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے قبض کرلین ارواح تمہاری اور پھر پھیر دیتا ہی جس وقت
چاہتا ہی اے بلال کھڑا ہو اور اذان دے نماز کی اور وضو کیا اور جب بلند ہوگیا آفتاب اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھی
جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابو داود نسائی ترمذی وغیرہم نے اور ابو داود کی روایت مین ہی کہ جب جگایا اونکو آفتاب کی
گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے پھر اوترے اور وضو کیا اور اذان دی بلال نے پھر پڑھی انحضرت نے سنت فجر کی بعد اوسکے پڑھی
نماز فجر کی اور سوار ہوئے آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک نے زید بن اسلم سے مرسل اور روایت کیا نسائی نے ابن عباس سے
اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نمازون کی قضا کرے تو بھی اذان اور اقامت کہے اور جماعت سے پڑھے اور یہ حکم فقط سنت فجر
مین ہی کیونکہ اوسمین تاکید زیادہ ہی سب سنتون سے اور باقی سنتون مین یہ حکم نہین **ص** سنت ظہر کی چاہیے خوف ہو جماعت کے
جانیکا یا نہو ترک کیجاویگی اور بعد فرض کے قبل دوگانہ سنت کے پڑھ لیوے اور سوا انکے کوئی سنت قضا نہین کیجاویگی **ف**
کیونکہ سنتین عصر اور عشا کی مستحب ہین اور مغرب کے اول مین سنت ہی نہین اور مغرب اور عشا کے بعد کی سنتین اگرچہ سنت ہین
لیکن اونکی تاکید نہین اور سنت فجر مین آپنے ارشاد فرمایا صَلُّوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ یعنی پڑھ لو اون دو رکعتون کو اگرچہ
روند ڈالین تمکو گھوڑے اور نہ چھوڑو اونکو روایت کیا اوسکو ابو داود نے ابو ہریرہ سے اور اسناد اوسکا ضعیف ہی لیکن قابل قبول کے ہی
اور صحیحین مین ہی حضرت عائشہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ نگاہ رکھنے والے کسی نفل کو سنت فجر سے اور سنن نسائی
مین ہی کہ دو رکعتین قبل فجر کے بہتر ہین دنیا سے اور جو اوسمین ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر مین کہ جو شخص چھوڑیگا
چار رکعت کو قبل ظہر کے نہ پہونچیگی اوسکو شفاعت میری اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے وَاَمَّا مَاذُكِرَ مِنْ
حَدِيْثِ سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ یعنی جو ذکر کیا اوسکو مصنف نے سنت ظہر مین سو اللہ اوسکو جانتا ہی اور یہ حدیث اونکو
نہین ملی لیکن صحیح بخاری مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین چھوڑتے تھے چار رکعت کو قبل ظہر کے اور دو رکعتون کو
قبل فجر کے اور ایک روایت مین ہی کہ نہین چھوڑتے تھے اوسکو کبھی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

فَاِنَّ فِيهِمَا الرَّغَائِبَ یعنی نہ ترک کرو دو رکعتون کو قبل فجر کے کیونکہ اونمین بہت عطائین ہین اللہ تعالی سے اخراج کیا اسکا
ابو یعلی نے ابن عمرؓ سے اور کہا حضرت عائشہؓ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے سنتون کو اور کبھی ترک کرتے تھے
لیکن نہین دیکھا مینے آپکو کہ ترک کی ہون دو رکعتین قبل فجر کی سفر اور نہ حضر مین روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین قابوس
بن ابی ظبیان سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے **ص** اور جس شخص نے ایک رکعت ظہر کی جماعت
سے پائی جماعت اوسنے نہین پڑھی بلکہ فضیلت جماعت کی پائی تو اگر کسینے قسم کھائی کہ ظہر کی نماز مین جماعت سے پڑھونگا اور اوسنے
ایک رکعت پائی قسم اوسکی جھوٹی ہوئی کیونکہ اوسنے جماعت کو نہین پایا بلکہ فضیلت جماعت کو پایا اور جو شخص کہ مسجد مین آیا اور جماعت اسمین
ہو چکی تھی تو اوسنے چاہا کہ فرض کو تنہا ادا کرے تو کرخی وغیرہ کے نزدیک سنتین نہ پڑھے اور حسن بن زیاد کے بھی نزدیک فرض
سے شروع کرے لیکن صحیح یہ ہے کہ سنتین پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو تو ترک کرے اور جسنے کہ اقتدا کی اور امام رکوع
مین ہے اور ٹھہرا یہان تک کہ امام نے سر اوٹھا لیا تو وہ رکعت اوسکو نہین ملی اور امام زفر کے نزدیک مل گئی اگر کسی
شخص نے قبل امام کے رکوع کیا اور پھر امام رکوع مین گیا درست ہوگیا اور امام زفر کے نزدیک درست نہین ہوا

باب قضا نمازون کے پڑھنے کے بیان مین

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازین اور وتر فوت ہوئی ترتیب سے پڑھنا فرض ہے اور جب بعض وقتی ہون اور بعض
قضا اونمین بھی ترتیب فرض ہے **ف** کیونکہ روایت کیا دارقطنی نے پھر بیہقی نے اسمعیل بن ابراہیم ترجمانی سے انھون نے
سعید بن عبدالرحمن جمحی سے انھون نے عبیداللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص بھول جاوے نماز اور نہ یاد کیا اوسکو مگر اوس وقت مین کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہے سو تمام کرلے نماز اپنی اور بعد اوسکے
اوس قضا نماز کو پڑھے اور جب فارغ ہو اوس نماز سے تو اعادہ کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو
مالک نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے موقوفا اور صحیح کیا دارقطنی اور ابو زرعہ نے وقف اوسکا اور اختلاف کیا اونھون نے اوس شخص مین
جسنے رفع مین خطا کی سوا اوسکے نہین ہے وہ لوگ ہین جنھون نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبدالرحمن کے اور بعضون نے طرف ترجمانی کے
اور لیکن شک نہین اس بات مین کہ رفع زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونون شخص ثقہ ہین کہا یحیی بن معین نے ترجمانی
مین نہین جرح ہے ساتھ اوسکے اور ایسا ہی کہا ابوداود اور احمد نے اور اسی طرح توثیق کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی ذہبی نے
توثیق اوسکی بہت لوگون سے میزان الاعتدال مین پس اگر کوئی کہے کہ یہ دونون برابر مالک کے نہین اور مالک نے وقف کیا اوسکا
جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ کچھ معارضہ نہین ہے جسمین بڑی برحی توثیق مین دونون راویون کی شرط ہے بلکہ زیادت ہے اور زیادت مین برابر ہونا
راویونکا قوت مین شرط نہین اور حجت نہ پکڑی جاویگی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاوے کسی نماز سے
یا بھول جاوے اوسکو تو پڑھلے اوسکو جب یاد کرے اوسکو کیونکہ اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول جو اوسنے نماز بھولے سے پڑھلی ہے اوسکو
پھر اعادہ کرے اور وہ نماز فاسد ہوگئی اور دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ تحقیق
مشرکین نے روک رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازون سے دن خندق کے یہان تک کہ کچھ رات بھی گذر گئی تھی سو حکم کیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال کو اور انھون نے اذان دی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی اول ظہر کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عصر کی پھر اقامت کہی

اور نماز پڑھی مغرب کی پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی عشا کی کہا ترمذی نے نہیں ہے سنا اسناد اوسکی کے کچھ حرج لیکن ابو عبیدہ نے
اپنے باپ ابن مسعود سے نہیں سنا یعنی وہ منقطع ہے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ منقطع درصورت ثقہ ہونے راویوں کے مرسل میں داخل ہے اور مرسل
ہمارے نزدیک حجت ہے اور کہا شیخ محی الدین نووی نے خلاصے میں کہ ابو عبیدہ نے نہیں پایا اپنے باپ کو اور بقول صحیح معین کہا ابو داود
سلیمان بن اشعث نے تُوُفِّيَ وَلِوَلَدِهِ اَبِي عُبَيْدَةَ سَبْعُ سِنِيْنَ یعنی وفات کی عبد اللہ بن مسعود نے اور ابو عبیدہ سات برس
کے تھے نقل کیا شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے اخراج کیا اسکا نسائی نے نمذی سے اور ابن حبان نے صحیح میں اور روایت کیا بزار نے
جابر بن عبد اللہ سے اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شُغِلَ عَنِ الْخَنْدَقِ عَنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَذَّنَ
فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَذَّنَ فَاَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ
ثُمَّ قَالَ مَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ غَيْرُكُمْ اور معنی اوسکے وہی ہیں جو اوپر گذرے
لیکن اسمین ہر نماز میں اذان ہے اور اسناد میں اوسکی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے ضعیف کیا اوسکو امام حدیث نے نقل
ترمذی نے شرح کنز اور روایت کیا ابن عون کو صحیحین میں اور ابن حبان اور سوا اوسکے بہت لوگون نے نبی صلعم اور جسکو یاد نہ رہا کہ
رات کو وتر نہیں پڑھے فجر کی نماز اوسکی جائز ہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی اور اگر اوسکو معلوم ہوا
کہ فرض عشا کے بے وضو اوسنے پڑھے تھے اور سنت اور وتر کو باوضو امام صاحب کے نزدیک فرض اور سنت کا اعادہ کرے اور وتر کا اعادہ
نکرے اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے اور ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے وقت کی تنگی تو مثلاً عشا اور وتر فوت ہوگئے اور فجر کا وقت
تنگ باقی ہے کہ پانچ رکعتیں پڑھ سکتا ہے صبح کی نماز اور وتر پڑھ لیوے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور اگر ظہر اور عصر فوت ہوئیں اور وقت مغرب کا
اتنا باقی ہے کہ سات رکعتیں پڑھ سکتا ہے ظہر اور مغرب پڑھ لیوے اور بھول جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً ادا پڑھنے کے وقت قضا
یاد نہ تھی اور پانچ نمازوں سے زیادہ اگر فوت ہوجاویں تو بھی ترتیب ساقط ہوتی ہے اگر چہ اگلی ہوں یعنی چھ سے زیادہ ہوں یا حادث ہوں
یعنی چھ سے کم ہوں یا چھ ہوں اور اگر کسی کی ایک مہینے کی نمازیں قضا ہوئیں اور اوسنے نادم ہوکے وقتی نمازیں پڑھنا شروع کیں
پھر اوسنے ایک نماز چھوڑ دی اور اوسکو یاد ہے تو اوسکو وقتی پڑھنا بغیر ادا کرنے اوسکے کے درست ہے اور اسی طرح اگر سارے مہینے کی قضا
نمازوں کو پڑھ لیا مگر ایک یا دو فرض باقی رہے تو اوسکو ترتیب فرض نہیں کیونکہ ترتیب جب ہی ہے جب پانچ یا کم قضا ہوئیں ہوں تو جب
سب ادا کریگا ترتیب آجاویگی اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ بہت زیادہ نمازیں پڑھ لیں اور پانچ یا کم باقی رہیں تو پھر ترتیب
فرض ہوجاتی ہے اور پہلا مذہب مختار امام سرخسی کا ہے اور صاحب محیط نے کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور اگر کسی کی ایک نماز
قضا ہوگئی تھی اور اوسکو یاد تھی اور بغیر اوسکے ادا کیے پانچ نمازیں پڑھیں سب فاسد ہوگئی تو اگر ایک نماز اور پڑھ لی
سب صحیح ہوجاوینگی اور اگر قضا بعد پانچ نمازوں کے پڑھ لی وہ فرض نمازیں سب نفل ہوجاوینگی نزدیک
امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے اور اونکو پھر پڑھنا پڑیگا اور امام محمد کے نزدیک نفل بھی نہونگی بلکہ سب باطل ہوجاوینگی

باب سجدہ سہو کے بیان میں

اگر ایک رکن کو دوسرے رکن پر مقدم کیا یا ایک کو دوبار کیا یا کسی واجب کو بدل دیا یا بھولے سے چھوڑ دیا جیسے رکوع قبل قرات کے

کر لیا یا بیچ کے تشہد مین بعد تشہد کے پھر بیٹھا رہا اور امام صاحب سے مروی ہی کہ اگر ایک حرف تشہد پر سے زیادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اتنا زیادہ کیا تو واجب ہوگا مگر جب ایک رکن کے موافق زیادہ ہووے جیسے قیام یا قعود یا دو بار رکوع کرے یا جہری نماز مین آہستہ سے پڑھے اور آہستہ والی مین پکار کے پڑھے یا پہلا قعدہ ترک کر دے غرض ترک واجب کا کرے تو ان سب صورتون مین بعد ایک سلام کے دو سجدے کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے ف اور امام شافعی کے نزدیک قبل سلام کے اور پھر اسمین اختلاف ہی کہ بعد دونون سلام کے سجدۂ سہو کرے یا بعد ایک سلام کے اور اول کو اختیار کیا صاحب ہدایہ نے اور دوسرے کو صاحب کافی نے اور مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہی کہ بعد دونون سلام کے کرے اور یہی مروی ہی احادیث مین اور ایک سلام کی روایت مینے نہین پائی دلیل امام شافعی کی یہ ہی کہ روایت کیا بخاری مسلم ابوداود نسائی ترمذی وغیرہم نے عبداللہ بن بحینہ سے انھون نے کہا کہ پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی سو کھڑے ہوگئے بعد دو رکعتون کے اور نہ بیٹھے تو کھڑے ہوئے لوگ بھی ساتھ آپکے یہان تک کہ جب تمام کر لی نماز آپنے اور انتظار کیا لوگون نے سلام کا تکبیر کہی اور وہ بیٹھے تھے تو سجدہ کیے دو سجدے قبل اسکے کہ سلام پھیرین اور سجدہ بعد سلام کے بھی مروی ہی صحاح ستہ مین حدیث ذوالیدین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین پھر دو رکعتین پچھلی اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ایک روایت مین مسلم اور ابوداود اور نسائی کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی عصر اور سلام پھیر دیا آپنے تین رکعتون کے یہان تک کہ کہا اوسنے کہ پڑھی باقی رکعت پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور لیکن قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لِکُلِّ سَھْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ یعنی ہر سہو کے واسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے سو روایت کیا اوسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے اسمعیل بن عیاش سے حدیث ثوبان سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لِکُلِّ سَھْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ السَّلَامِ کہا بیہقی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے اسمعیل بن عیاش اور وہ قوی نہین اور ہمارے نزدیک یہ ممنوع ہی کیونکہ اسمعیل بن عیاش ثقہ ہی توثیق کی اوسکی امام الجرح والتعدیل رکن الدین شیخ یحییٰ بن معین نے اور تضعیف اوسکی ابو اسحٰق فزاری سے مقبول نہین اور دیکھو کہ ابوزرعہ جو امام ہین اس فن مین کہا انھون نے نہین تھا شام مین بعد اوزاعی اور سعید بن العزیز کے حافظ زیادہ اسمعیل بن عیاش سے اور عبید اللہ بن عبید کلاعی اوسکی اسناد مین ثقہ ہی اور کہا ابن معین نے نہین جرح ہی ساتھ اوسکے اور زہیر بن اسحٰق عنسی ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور عبدالرحمن ابن جبیر بن نفیر کہا ابوزرعہ اور نسائی نے ثقہ ہی اور کہا ابوحاتم نے صالح الحدیث اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور جنھون نے منکر کہا اس حدیث کو نہین التفات کیا گیا طرف کلام اونکے کے علاوہ اسکے کہ سکوت کیا اوس سے ابوداود نے اور بفرض تسلیم ایک حدیث قولی اور موجود ہی روایت کیا ابوداود نے عبداللہ بن جعفر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ شک کرے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سجدے کرے دو سجدے بعد سلام کے اور فعلی حدیثین تو بہت ہین کہ بیان مین اونکے طول ہوگا بلکہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سجدۂ سہو کرنے کے جب شک کرے کوئی تم مین سے نماز اپنی مین تو چاہیے کہ سوچے صواب کو تو اوسی پر عمل کرے اور نماز کو تمام کرے اور سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے اور روایت کیا امالی محاملی مین حسین بن اسمعیل نے ایک حدیث ابن مسعود سے بسند صحیح کہا اونے حَدَّثَنَا السِّرِّيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ حَمَّادًا وَسُلَيْمَانَ يُحَدِّثَانِ

أَنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ لَا يَدْرِي ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ خَمْسًا ۔ حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد سلام کے
دو سجدے کیے اور اسیطرح بہت حدیثیں اس باب میں آئی ہیں حاصل کو ایک اشارہ کافی ہے اور روایت کیا بخاری نے بھی اس حدیث کو اور یہ
حدیث اول میں [illegible] ص مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہ آویگا بلکہ امام کے سہو سے اگر سجدہ کرے اور مسبوق
بھی امام کے ساتھ سجدہ کرے اور بعد اوسکے باقی نماز پڑھ لیوے اور جو قعدۂ اولی کو بھولے اور بیٹھنے کی طرف نزدیک ہو بیٹھ جاوے
اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو کھڑا ہو جاوے اور اخیر نماز میں سجدہ کرے اور جو قعدۂ اخیرہ سے اگر بھول کے کھڑا ہو گیا
جب تک اوس رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد ہووے تو بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو فرض اوسکے نفل ہو جاوینگے فقط اوسکے
ساتھ چھٹی رکعت بھی اگر چاہے ملا لیوے ف اور یہ اوسکی نیت پر اسواسطے موقوف کیا کہ نفل شروع سے اگر ہوا ہو تو ادا
نہیں ہوتا تمام کرنا اوسکا جیسا کہ گذرا اور ملانا ایک رکعت کا اچھا ہے کیونکہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت پڑھنے سے
اکیلے اخراج کیا اوسکا ابن عبد البر نے ابو سعید خدری سے ص اور اگر قعدۂ اخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو جاوے تو جب تک پانچوین
رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے بیٹھ جاوے اور بعد سجدے کے چاہے ایک رکعت اور ملا لیوے اور سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے تو چار رکعتیں
اوسکی فرض ادا ہو جاوینگی اور دو نفل ہو جاوینگی تو اگر اونکو توڑ ڈالیگا قضا لازم نہ آویگی اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر کے قائم مقام نہونگی
اور جو شخص ان دو رکعتوں میں امام کی اقتدا کریگا اوسکو پڑھنا لازم آوینگی اور توڑ دیگا تو قضا لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک چھ رکعتین
اوسکو پڑھنا چاہیے اور اگر توڑ دے تو قضا لازم نہ آویگی جیسے امام قضا نہیں کرتا اور اگر دو رکعت نفل میں سہو ہوا سجدہ کرے
اور بعد سجدے کے بغیر سلام کے دوسرا نفل اوسکے ساتھ نہ ملاوے اور اگر ملا لیا تو درست ہو جاویگا اور اگر کسیکو نماز میں سہو ہوا اور اخیر نماز میں
سجدۂ سہو کی نیت سے سلام پھیر لیا تو اگر اوسنے بعد سلام کے سجدہ نکیا تو گویا نماز سے وہ فارغ ہو چکا اور اگر سجدہ کیا تو وہ نماز میں ہے
تو اگر اوسنے سلام کیا اور کسی نے اوسکے ساتھ اقتدا کی پھر اوسنے سجدۂ سہو کیا اقتدا اوسکی صحیح ہو جاویگی اور اگر نکیا تو اقتدا اوسکی
باطل ہو جاویگی اور اگر سلام کیا اور قہقہہ کیا اور پھر سجدۂ سہو کیا وضو اوسکا باطل ہو جاویگا اور اگر سجدہ نکیا تو باقی رہیگا اور
اگر سلام پھیرا اور وہ مسافر تھا اوسنے نیت اقامت کی پھر سجدۂ سہو کیا تو اب چار رکعتیں اوسپر فرض ہو جاوینگی اور اگر سجدہ نکیا
تو فرض نہونگی اور اگر نماز میں سہو ہوا اور اوسنے توڑ دینے کی نیت سے سلام پھیرا نیت اوسکی باطل ہوگی اور سجدۂ سہو کرنا اوسکو
جائز ہوگا اور اگر نماز میں شک ہوئی کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اگر پہلی مرتبہ شک ہوئی ہے اور کبھی نہیں ہوئی تھی تو نماز پھر شروع سے
پڑھے ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے سو نہ جانے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ہیں تو چاہیے
کہ پھر اوسے نماز کو اور یہ حدیث غریب ہے اور مجکو نہیں ملی کہا شیخ ابن الہمام نے وهو غريب ص اور اگر کئی بار شک
ہو چکی ہو سوچے جو ذہن پر غالب ہو اوسپر عمل کرے ف کیونکہ روایت کیا ترمذی اور ابوداود نے اور بخاری مسلم نے اور نسائی
نے بھی ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں سو چاہیے کہ تلاش کرے
صواب کو اور بنا کرے اوسپر پھر سجدہ کرے دو سجدے اور روایت کیا سوا بخاری کے ابوداود ترمذی مالک وغیرہم نے ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شک کرے کوئی تم میں سے اپنی نماز میں اور نہ جانے کہ تین پڑھیں ہیں یا چار پڑھیں
تو چاہیے کہ دفع کرے شک کو اور بنا کرے یقین پر پھر سجدہ کرے دو سجدے قبل سلام کے تو اگر پڑھ لیگا پانچ رکعتیں شفاعت کریگی اوسکی نماز

اور اگر پوری چار پڑھین تو ذلت ہونگی واسطے شیطان مردود کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی **ص** اور اگر سوچنے مین کچھ نہ معلوم ہووے کم کو اختیار کرے اور جسکو اخیر نماز کا جانے اوس جگہہ بیٹھہ جاوے تو اگر اوسنے شک کیا کہ تین رکعتین یا چار رکعتین پڑھی ہین اور کچھ اوسکے ذہن کو معلوم نہووے تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھہ کے پھر چوتھی رکعت پڑھے **ف** تاکہ قعدۂ اخیرہ ترک نہو جاوے اور مروی ہی عبد الرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم مین سے نماز مین سو نہ جانے کہ ایک پڑھین یا دو پڑھین تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جانے کہ دو پڑھین یا تین پڑھین تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جانے کہ تین پڑھین یا چار پڑھین تو بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سجدے قبل سلام کے اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہوسکے تو بیٹھہ کے نماز پڑھے اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھہ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے مین رکوع سے زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہو چت لیٹے اور پیر قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے مگر مونہہ قبلے کی طرف کرے اور چت لیٹنا بہتر ہی اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور آنکھہ اور پلک اور دل سے اشارہ نکرے **ف** روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہا کہ تھی مجکو بواسیر اور پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کہا کہ پڑھ کھڑے ہوکے اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھہ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو پہلو پر زیادہ کیا نسائی نے اور اگر قدرت نرکھے تو چت لیٹ کے نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسیکو مگر موافق طاقت اوسکی کے اور نہین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھیگا تو بالضرور اشارے ہی سے پڑھیگا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے نرکھے کیونکہ ہدایہ مین حدیث ہی کہ اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور نہین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا بزار نے مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادت کی ایک مریض کی سو دیکھا اوسکو کہ سجدہ کرتا ہی تکیے پر سو پھینک دیا آپنے تب لی اوس مریض نے ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اوسپر اور حضرت نے اوسکو بھی پھینک دیا اور کہا کہ اگر قدرت رکھتا ہی تو زمین پر پڑھ اور نہین تو اشارے سے پڑھ اور کر سجدے کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کہا بزار نے نہین جانتے ہین ہم کہ کسینے روایت کیا ہو اوسکو ثوری سے مگر ابوبکر حنفی نے اور متابعت کی اسکی عبد الوہاب اور عطا نے ثوری سے انتہی لیکن ابوبکر ثقہ ہی کہا یہ شیخ ابن الہمام نے اور مین کہتا ہون کہ اس باب مین بہت آثار صحیحہ مروی ہوئین ہین روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی انھون نے صفوان کی اور پایا اونکو کہ سجدہ کرتے ہین تکیے پر سو منع کیا اونکو اور کہا کہ اشارے سے پڑھ اور روایت کیا مسروق سے کہا کہ داخل ہوئے عبد اللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اونکو کہ نماز پڑھتے ہین لکڑی پر سو چھین لیا اونسے اور دور کیا اوسکو اور کہا کہ اشارہ کر جہان تک کہ تیرا سر پہنچے اور روایت کیا جبلہ بن سحیم سے کہا کہ پوچھا مینے ابن عمر سے نماز مریض سے اوپر لکڑی کے کہا کہ نہین حکم کرتا ہون مین تمکو ساتھہ عبادت بتون کے بلکہ اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہوکے ورنہ بیٹھہ کے ورنہ کروٹ لیکے اور روایت کیا عروہ سے کہا انھون نے کہ مریض اشارہ کرے اور نہ اوٹھاوے اپنے مونہہ کی طرف کسی چیز کو اور کہا ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب مین روایت ہی ابو سعید اور گئے طرف اوسکے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور حسن اور شریح اور ابن سیرین اور عامر اور عطا اور طاؤس اور مسروق سے اور روایت کیا

دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز پڑھے بیمار کھڑے ہو کے تو اگر قدرت نرکھے پڑھے چت اور دونون پیر اوسکے طرف قبلے کے اور یہ حدیث ضعیف ہی ساتھہ حسن جیسے حسن عربی کے **ص** اگر رکوع اور سجدہ نکر سکے اور بیٹھا اور کھڑا ہو سکتا ہی بیٹھ کے اشارے سے پڑھے اور یہ کھڑے ہوکے اشارہ کرنے سے بہتر ہی اور جو شخص نماز اشارے سے پڑھتا ہی اور وہ شخص نماز کے اندر اچھا ہو گیا نماز پھر شروع سے پڑھے اور جو بیٹھنے والا نماز مین کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا باقی نماز کو کھڑے ہوکے پڑھے اور جو کشتی جاری ہی اوسمین بیعذر بیٹھ کے نماز پڑھنا درست ہی اور جو بندھی ہی تو درست نہین اور اگر کوئی ایکدن رات تمام دیوانہ یا بیہوش ہا واجب ہی کہ نمازون کو اوسدن کی قضا کرے اور اگر گھڑی بھر بھی اس سے زیادہ بیہوشی رہی یا جنون ہا تو قضا نکریگا اور امام محمد کے نزدیک اگر پانچ وقتون تک یہ حالت رہی تو قضا لازم آویگی اور جو چھٹے وقت نماز تک یا زیادہ تک رہی تو قضا ساقط ہوگی **ف** اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ قیاس یہ ہی کہ جب کسی نماز کا وقت گذر جاوے بیہوشی مین تو وہ نماز اوس سے ساقط ہوتی ہی اور پانچ نمازون تک قضا کرنا بہ استحسان ہی اور یہی مذہب ہی مالک اور شافعی کا اور دلیل وہ ہی جو روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے تحقیق کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوس شخص کو جو بیہوش ہو جاوے اور ترک کرے نماز کو کہا کہ نہین ہی اوسکو قضا مگر اوس نماز کی جسکا وقت باقی ہو اور اوسمین ہوشیار ہوا ہو اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہی اسناد مین اوسکی حکم بن عبداللہ بن سعد ایلی ہی کہا احمد نے کہ احادیث اوسکی موضوع ہین اور کہا ابن معین نے نہین ہی ثقہ اور نہین ہی مامون اور کاذب کہا اوسکو ابو حاتم وغیرہ نے اور کہا بخاری نے ترک کردی گئی ہی حدیث اوسکی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا محمد بن حسن نے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ سُئِلَ فِی الَّذِیْ یُغْمٰی عَلَیْہِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً قَالَ یَقْضِیْ یعنی کہا ابن عمر نے کہ جو شخص بیہوش ہو جاوے ایکدن رات قضا کرے اور روایت کیا عبدالرزاق نے نافع سے کہ بیہوش رہے ابن عمر ایک مہینے سو نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا اور روایت کیا ابراہیم بن حربی نے آخر کتاب غریب الحدیث کے ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً فَاَفَاقَ وَلَمْ یَقْضِ مَا فَاتَہٗ یعنی بیہوش رہے ابن عمر ایک دن اور ایک رات اور نہ قضا کی اوسکی جو فوت ہوا واللہ اعلم

ف حکم بن عبداللہ بن سعد ایلی

باب سجدۂ تلاوت کے بیان مین

سجدۂ تلاوت کا ایک سجدہ ہی سب نماز کی شرطون سے دو تکبیرون کے بیچ مین بغیر ہاتھ اوٹھانے کے اور تشہد اور سلام کے اور سجدۂ تلاوت مین جو نماز کے سجدے مین پڑھتا ہی پڑھے اور چودہ آیتون مین سے جو انمین سے ایک آیت پڑھے سجدہ واجب ہوتا ہی پہلی آیت سورۂ اعراف کے اخیر کی دوسری سورۂ رعد کی تیسری سورۂ نحل کی چوتھی بنی اسرائیل کی پانچوین مریم کی چھٹی پہلی آیت سجدے کی سورۂ حج سے اور امام شافعی کے نزدیک دوسری آیت سجدہ یعنی وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا مین بھی سجدہ کرے **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے سجدہ اوس جگہہ نکرے کہ وہ سجدہ نماز کا ہی ذکر کیا اسکو تفصیل سے شیخ ابن الہمام اور امام شافعی جو دلیل لاتے ہین حدیث عقبہ بن عامر کی کہ کہا مینے ای رسول اللہ کیا فضیلت دی گئی سورت حج کی اس سبب سے کہ اوسمین دو سجدے ہین فرمایا کہ ہان اور جو اون دونون سجدون کو نکرے تو اوس سورت کو بھی نہ پڑھے کہا ترمذی نے نہین ہی اسناد اوسکا قوی اور یہ اس سبب سے کہ اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی اور روایت کیا ابوداود نے مراسیل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے

تفضیل دی گئی سورت حج کی بسبب دو سجدون کے کہا ابو داؤد نے یہ حدیث مسند کی گئی ہی اور صحیح نہین ہی اور اخراج کیا حاکم نے
اوس حدیث ترمذی کو اور کہا کہ عبد اللہ بن لہیعہ اماموں مین سے ہی لیکن اخیر عمر مین اوسکو اختلاط ہو گیا تھا اور مین کہتا ہون کہ اگر یہ
قول مسلم بھی ہووے تو بھی صحت حدیث کی جب ہو گی کہ اس حدیث کے راوی نے قبل حالت اختلاط کے عبد اللہ سے سنا ہو ورنہ حدیث ضعیف
بہر صورت ہی اور اس باب مین ایک اور حدیث ہی کہ روایت کیا اوسکو ابو داود اور ابن ماجہ نے ابن منین سے انھون نے عمرو بن العاص سے
کہا کہ پڑھائے مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سجدے قرآن مین اونمین سے تین مفصل مین ہین اور سورۂ حج مین دو سجدے ہین اور
یہ بھی حدیث ضعیف ہی کہا عبد الحق نے ابن منین نہین حجت ہی ساتھ اوسکے اور کہا ابن القطان نے وہ مجہول ہی اور نہین پہچانا جاتا
حال اوسکا **ص** ساتوین فرقان کی آٹھوین نمل مین نوین سورہ سجدہ مین دسوین ص مین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک ص مین سجدہ نہین
اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کیا ابو داود نے کہ خطبہ پڑھا ہمپر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پڑھی سورۂ ص اور جب آیا سجدہ
اوترے اور سجدہ کیا اور کیا ہمنے بھی ساتھ آپکے اور پھر ایک اور بار آپنے پڑھا ص کو تو جب مستعد ہوئے ہم واسطے سجدے کے اور
دیکھا آپنے ہمکو فرمایا کہ یہ توبہ ایک نبی کی ہی اور لیکن دیکھا مینے تمکو مستعد سجدے کے لیے جانا اور پھر اوترے آپ اور سجدہ کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سجدہ ص کا واجب نہین اور دوسرے یہ کہ روایت کیا ابو داود اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے
نہین سجدہ ص کا واجبات سجدون مین سے اور دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سجدہ کرتے تھے ص مین اور فرماتے تھے سجدہ کیا
اوسکا داود علیہ السلام نے توبہ کی نیت سے اور ہم سجدہ کرتے ہین واسطے شکر کے اور جواب اسکا یہ ہی کہ اس حدیث سے عدم وجوب ثابت نہین ہوتا
اور ہونا سجدے کا شکر کے لیے منافی وجوب کے نہین غایۃ الامر یہ ہی کہ آپنے سبب سجدہ کرنے کا حق داود علیہ السلام مین اور ہمارے
حق مین ارشاد فرمایا جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہین ہیگا اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب بن الحرب تخریج کرنیوالے مسند
ابی حنیفہ نے اپنی سند سے عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْ صٓ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ص مین اور یہ دلیل
ہماری ہی اور روایت کیا امام احمد نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے انھون نے ابو سعید سے ایک حدیث اور آخر اوسکا یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہمیشہ سجدہ کرتے تھے ص مین نقل کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے **ص** گیارھوین حم سجدہ مین بارھوین والنجم مین
تیرھوین والنشقت مین چودھوین اقرأ مین اور امام شافعی کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہین مگر ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین
اور حج مین دو سجدے ہین اونکے نزدیک اور حم سجدہ مین شافعی کے نزدیک جب اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے
اور ہمارے نزدیک جب وَهُمْ لَا يَسْأَمُوْنَ پڑھے تب سجدہ کرے **ف** اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ تقدیم سجدے کی جائز نہین
اور تاخیر جائز ہی تو احتیاط اسمین ہی کہ وَهُمْ لَا يَسْأَمُوْنَ پر سجدہ کرے کہا ہدایہ مین کہ دلیل ہماری قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی
اور وہ قول ہمکو نہین ملا اور کہا شیخ ابن الہمام نے وَاِنَّ ذٰلِكَ قَوْلُ عُمَرَ فَغَرِيْبٌ یعنی یہ قول حضرت عمر کا غریب ہی لیکن اخراج کیا
ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے حم سجدہ مین نزدیک قول اللہ تعالی لَا يَسْأَمُوْنَ کے اور زیادہ کیا
ایک روایت مین کہ انھون نے دیکھا ایک شخص کو کہ سجدہ کرتا ہی نزدیک اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کے سو کہا آپنے جلدی کی تو نے
ص اور اگر کوئی شخص آیت سجدے کی سنے تو سجدہ کرے اگرچہ اوسکا قصد سننے کا نہو **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ اوس پر ہی جو سنے آیت سجدے کو اور جو پڑھے اوسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے وحدیث السجدۃ علی من سمعہا دفعۃ غریب یعنی یہ حدیث جو صاحب ہدایہ نے بیان کی مرفوع ہونا اسکا غریب ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابن عمر سے کہ سجدہ اوس پر ہی جسنے سنا اوسکو اور بخاری مین ہی تعلیقاً کہا عثمان رض نے کہ سجدہ اوس پر ہی جو سنے اوسکو اور اس جملے کو اخراج کیا عبد الرزاق نے أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب أن عثمان مر بقاص فقرأ سجدة ليسجد معه عثمان فقال عثمان إنما السجود على من استمع ثم مضى ولم يسجد یعنی گذرے حضرت عثمان رض ایک قصہ خوان پر سو پڑھی اوسنے آیت سجدے کی تاکہ سجدہ کرین حضرت عثمان رض ساتھ اوسکے سو فرمایا حضرت عثمان رض نے کہ سجدہ اوس پر ہی جوسنے پھر چلے گئے اور سجدہ نکیا واللہ اعلم ف اور امام آیت سجدے کی پڑھے مقتدی بھی اوسکے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اوسنے نہ سنا ہو اور اگر مقتدی نے پڑھی امام او مقتدی نہ اندر نماز کے اور نہ باہر نماز کے کبھی سجدہ کرین اور جو کوئی نماز مین تھا اوسنے اگر سنا تو وہ سجدہ کرے اور اگر مصلی نے آیت سجدے کی اوس سے سنی جو اوسکے ساتھ نماز مین شریک نہین سجدہ کرے بعد نماز کے اور جو سجدہ نماز کے اندر کرے تو بعد نماز کے پھر کرے اور نماز کو نہ لوٹاوے اور اگر کسی نے باہر نماز کے امام سے آیت سجدے کی سنی اور اوسنے اقتدا کی یا اور رکعت مین امام کے ساتھ ملا بعد نماز کے سجدہ کرے اور نماز کے اندر نکرے اور اگر اوسی رکعت مین قبل سجدے کے ملا امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بعد سجدے کے ملا سجدہ نکرے اور جو سجدہ کہ نماز مین واجب ہوا ہی باہر نماز کے اوسکو قضا نکرینگے اور اگر کسی نے آیت باہر نماز کے پڑھی اور قبل سجدہ کرنے کے نماز پڑھنے مین مشغول ہوا اور نماز مین پھر اوسی آیت کو پڑھا ایک ہی سجدہ اوسکو کافی ہی اور اگر آیت پڑھی اور سجدہ کر لیا اور پھر نماز مین اوسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے اور اگر ایک مجلس مین آیت سجدے کو کئی بار پڑھا ایک سجدہ کافی ہی خواہ سب بار پڑھکے اخیر مین سجدہ کیا یا ایک آیت پڑھکے سجدہ کیا اور پھر پڑھا کیا اور اگر ایک رکعت مین کئی بار پڑھا ایک ہی سجدہ لازم ہی خواہ سبکے بعد ایک ہی سجدہ کرے یا ایک بار پڑھکے سجدہ کرے اور پھر کئی بار پڑھے اور اگر ایک رکعت مین آیت سجدے کو پڑھا اور پھر دوسری رکعت مین بھی پڑھا امام ابی یوسف کے نزدیک ایک سجدہ لازم آویگا اور امام محمد کے نزدیک دو سجدے اور اگر آیت سجدے کو بدل یا مجلس کو تو ایک سجدہ کافی نہوگا مثلاً ایک مجلس مین دو آیتین سجدے کی پڑھین یا دو مجلس مین ایک آیت اور جو ادہر جو تا اتنا ہی تو آنے جانے مین مجلس اوسکی بدل جاتی ہی یو درخت پر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر جا جاوے تو بھی مجلس بدل جاویگی اور اگر ایک شخص نے ایک مجلس مین کئی بار آیت سجدے کو پڑھا اور سننے والے کی مجلسین بدل گئین تو اوسپر کئی سجدے واجب ہونگے اور اگر پڑھنے والے کی مجلسین بدلین لیکن سننے والے کی ایک ہی مجلس ہی تو اوسپر ایک سجدہ لازم آویگا اور ایک کام سے دوسرے کام کے شروع کرنے مین مجلس بدل جاویگی اور اسیطرح ایک مکان سے دوسرے مکان مین اور کونے گھر یا مسجد بمنزلہ ایک مکان کے ہین اور ایک درخت کی شاخین کئی مکان ہین ظاہر روایت مین اور نوادر کی روایت مین ایک مکان اور اگر بیٹھے سے اوٹھ کھڑا ہوا مجلس بدلیگی اور اگر کسی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اور وہ بیٹھے سے کھڑی ہوگئی تو بھی مجلس بدل جاویگی اور اگر کسی نے ساری سورت پڑھی اور آیت سجدے کی نہ پڑھی تو مکروہ ہی اور اگر آیت سجدے کو پڑھا اور باقی سورت چھوڑ دے تو مکروہ نہین اور دو تین یا ایک آیت اوسکے ساتھ ملانا مستحب ہے اور آہستہ سے بھی پڑھنا مستحب ہے تاکہ کوئی نہ سنے اور اوسکو سجدہ بھی لازم آوے اور شاید وہ اوس وقت بے وضو ہووے

باب مسافر کی نماز کے بیان مین

جو شخص کہ تین دن یا تین رات کی راہ کا اوسط چال سے ارادہ کرے اور شہر کے گھرون سے نکل جاوے تو وہ مسافر ہی اور اوسط چال خشکی مین اونٹ کی یا پیادے کی ہی اور دریا مین جب ہوا موافق ہو اور پہاڑ مین جو کچھ کہ پہاڑ کے لائق ہووے ف اور تین دن تین رات جاڑے

نزدیک مدت قصر کی ہی کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی رخصتون مین سے ہی جیسے مسح موزے کا تین دن تین رات مسافر کو واسطے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات اور یہی حدیث ہماری حجت ہی اور امام شافعی کے
نزدیک مدت قصر کی ایک دن ایک رات ہی اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہ کہا مینے ابن عباس سے کیا قصر کرو مین
عرفات تک کہا کہ نہین قصر کرو مزدلفہ تک کہا کہ قصر کرو مین طائف تک اور عسفان تک کہا کہ ہان اور یہ اڑتالیس میل تھا اور اشارہ کیا
انھون نے ہاتھ سے اور دوسری روایت مین ہی عمرو سے کہ خبر دی مجکو عطاء نے ابن عباس سے کہا کہ نہ قصر کر عرفے سے بطن نخلہ تک اور قصر کر
طرف عسفان اور طائف کے اور جدے کے آخر حدیث تک اور دلیل امام شافعی کی کوئی مجکو نہین ملی اور روایت ہی انس سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب نکلتے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اوسکو گناہ کا
قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر مین نہ داخل ہووے یا آدھے مہینے کے رہنے کی نیت نکرے کسی شہر مین یا گانون مین تب تک اوسکے واسطے
رخصت ہی یعنی اجازت ہی کہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے آدھے مہینے سے کم رہنے کی یا نیت کی اقامت کی مدت کی
یعنی آدھے مہینے رہنے کی دو جگہہ مین یا کسی شہر مین داخل ہوا مگر اوس ارادے پر کہ وہان سے کل یا پرسون چلا جاونگا اور اسمین اوسکو دیر ہو گئی
تو ان صورتون مین قصر کرے **ف** اگرچہ ایک سال یا زیادہ اسی طرح سے گذر جاوے کہ آج جاؤنگا یا کل جاؤنگا اور نیت پندرہ دن
رہنے کی نکرے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہین اور قیاس کیا اوسکو فقہا نے طہر پر کہ اوسکی بھی اقل مدت پندرہ دن ہین اور یہی
ماثور ہی ابن عباس اور ابن عمر رض سے روایت کیا ان دونون سے طحاوی نے کہا انھون نے إِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً وَأَنْتَ مُسَافِرٌ
وَفِي نَفْسِكَ أَنْ تُقِيمَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فَأَكْمِلِ الصَّلٰوةَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتٰى
تَظْعَنُ فَاقْصُرْهَا یعنی جب آئے تو کسی شہر مین اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پورا کر نماز کو اور اگر نہین جانتا ہی
تو کہ کب جاونگا وہان سے تو قصر کر نماز کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے کہ ابن عمر رض تھے جب اجماع کرتے اوپر اقامت پندرہ دن کے
تمام کرتے تھے نماز کو اور کہا امام محمد نے کتاب الآثار مین ثنا ابو حنیفۃ ثنا موسی بن مسلم عن مجاہد عن عبد اللہ
بن عمر قال إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى إِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَأَتِمَّ الصَّلٰوةَ
وَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي مَتٰى تَظْعَنُ فَاقْصُرْ اور معنی اسکے وہی ہین جو اوپر گذرے تمام ہوا مضمون فتح القدیر کا مترجم
کہتا ہی کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے کہا جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر تمام کرے
نماز کو اور سعید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کر نماز کو اور کہا سفیان نے جب ارادہ کرے کوئی شخص کسی
مقام پر پندرہ دن رہنے کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب نجانے کہ کب نکلیگا پڑھے دو رکعتین اگرچہ گذر جاوے
ایک سال اور یہی قول ہی اوزاعی کا یہ عبارت مصنف ابن ابی شیبہ کی ہی **ص** اگر لشکر اسلام دار الحرب مین داخل ہووے یا دار الحرب کے
قلعے کو گھیر لیوے یا باغیون کے تئین دار الاسلام مین شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب صورتون مین اگرچہ وہ سب اقامت کی مدت کی نیت
کرینگے مگر مقیم نہونگے نماز کو قصر کرینگے اسواسطے کہ وہ مقیم نہین ہوتے ہین اقامت کی نیت کرنے سے مگر بنجارے لوگ اپنے خیمون مین
اگر آدھے مہینے کی اقامت کی نیت کرینگے تو وہ مقیم ہو جاوینگے اسواسطے کہ نیت اقامت اونکی باہر شہر کے درست ہی اور جو
بنجارے وغیرہ نہین اونکی نیت اقامت کی جنگل مین صحیح نہین اور اگر مسافر نے چارون رکعتین پوری پڑھین اور پہلے قعدے مین بیٹھا

تو فرض اوسکا تمام ہوا مگر گنہگار رہا اسلام کی تاخیر کرنے کے سبب سے اور اللہ تعالی کا صدقہ قبول کرنے سے اور دو رکعتین جو زیادہ ہوئے
پڑھی ہین وہ نفل ہو جاوینگی اور اگر پہلا قعدہ نہین کیا تو نماز اوسکی باطل ہو جاویگی کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور اگر مقیم نے
امامت کی مسافر کی نماز چار گانی کے وقت مین تو مسافر چار رکعت ادا کرے اور وقت کے بعد مقیم مسافر کی امامت نہ کرے کیونکہ وقت مین مقیم کی
تابعداری سے مسافر پر بھی چار رکعت فرض ہو جاتی ہین اور وقت کے بعد مسافر کا فرض ہرگز نہین بدلتا ہے اور اگر مسافر امام ہووے اور
مقیم مقتدی تو مسافر قصر کرے اور مقیم پوری پڑھے اور مستحب ہے کہ مسافر کہہ دیوے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری پڑھو اور مین تو مسافر ہون
ف ایکبار حضرت امام ابی یوسف حج کو ہارون رشید بادشاہ کے ساتھ تشریف لیگئے تو نماز پڑھی آپ نے رشید کے ساتھ دو رکعتین
یعنی قصر کیا اور سلام پھیر کے یہ کہا کہ تمام کرو نمازین اپنی اے اہل مکہ کہ ہم مسافر ہین تو کہا ایک شخص نے اونمین سے کہ مین زیادہ ہون تمسے فقہ مین
اور حاکم زیادہ ہون تمسے کہا امام صاحب نے کہ اگر تو فقیہ ہوتا تو کلام نہ کرتا نماز مین ایسا ہی ہے معراج مین ص اور اگر ایک شخص نے
اپنے وطن اصلی کو چھوڑ کے دوسری جگہہ وطن اصلی بنایا تو پہلا وطن اصلی باطل ہو جاویگا اور دونون وطن کے درمیان مدت سفر کی ہووے
خواہ نہووے یہان تک کہ اگر وہ اوس پہلے وطن اصلی مین داخل ہوا تو بغیر اقامت کی نیت کے مقیم نہوگا مگر وطن اصلی سفر کرنے سے نہین باطل
ہوتا ہے یہان تک کہ اگر مسافر وطن اصلی مین داخل ہوا تو فی الفور داخل ہوتے ہی مقیم ہو جاویگا اور لیکن وطن اقامت کا یعنی جس مقام مین
پندرہ روز رہنے کی نیت کی ہو وہ باطل ہوتا ہے دوسری جگہہ کے وطن اقامت سے مثلا ایک شخص کا وطن اقامت کسی جگہہ پر تھا پھر اوسنے
دوسری جگہہ کو وطن اقامت کیا اگرچہ اون دونون کے درمیان مدت سفر کی نہین ہے تو اس صورت مین پہلی جگہہ وطن اقامت نہ رہیگی یہان تک
کہ اگر وطن اقامت مین پھر داخل ہوا تو بغیر نیت اقامت کے مقیم نہوگا اور اسی طرح سے اگر وطن اقامت سے اپنے وطن اصلی کی طرف جاوے تو
وطن اقامت باقی نرہیگا اور وطن اصلی اوسکو کہتے ہین جو اوسکا اصل مسکن ہووے اور سفر اور حضر دونون قضا نمازون کو نہین بدلتے ہین
تو اگر سفر کی قضا نمازون کو حضر مین قضا کرے تو قصر کرے اور اگر حضر کی نمازون کو سفر مین پڑھے تو قصر نہ کرے اور حضر کہتے ہین اقامت کو

باب جمعے کی نماز کے بیان مین

جمعے کے فرض ہونے کیواسطے کئی شرطین ہین پہلے شہر مین مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہین دوسرے تندرست ہونا بیمار پر
جمعہ واجب نہین تیسرے آزاد ہونا غلام پر جمعہ واجب نہین چوتھے مرد ہونا عورت پر واجب نہین پانچوین بالغ ہونا لڑکے پر واجب نہین
چھٹے عاقل ہونا دیوانے پر واجب نہین ساتوین آنکھ کا سلامت ہونا اندھے پر واجب نہین آٹھوین پانون کا سلامت ہونا لنگڑے پر
جمعہ واجب نہین ہے اگر وہ شخص جسپر جمعہ واجب نہین حاضر ہووے اور جمعہ ادا کرے تو درست ہے ظہر کا فرض اوسکا ادا ہو جاویگا اور
جمعے کے ادا کیواسطے بھی شرطین ہین پہلی یہ کہ شہر ہووے خواہ شہر کا کنارہ ف جاننا چاہیے کہ جمعہ فرض ہے منکر اوسکا کافر
ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع کے فرمایا اللہ تعالی نے اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
یعنی جب پکار لیا جاوے نماز کیواسطے دن جمعے کے تو دوڑو واسطے ذکر خدا تعالی کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجُمُعَةُ
حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ یعنی جمعہ حق ہے واجب
ہر مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخص پر غلام اور عورت اور لڑکا اور بیمار پر روایت کیا اوسکو ابو داود نے طارق بن شہاب سے اور کہا
منذری نے کہ طارق بن شہاب نے فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور روایت نہین کی ہے یہ قول کچھ اسکی صحت کا قادح نہین

کیونکہ صحابی ہونے مین فقط دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط ہی اور نہ حدیث مین کیونکہ غایت یہ ہی کہ حدیث مرسل ہوگی اور مرسل خصوصًا جب صحابی کی ہووے تو حجت ہی کہا نووی نے حدیث اوپر شرط شیخین کے ہی اور اخراج کیا بیہقی نے طریق بخاری سے تمیم داری سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ واجب ہی مگر اوپر لڑکے اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حاکم ابن عمر سے اور اوسمین زیادہ کیا عورت اور مریض کو اور مروی ہی ابو الجعد ضمیری سے اور تھی اونکو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے چھوڑ دیے تین جمعے سستی سے مہر کردیگا اللہ اوسکے دل پر روایت کیا اوسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے چھوڑے تین جمعے برابر لکھا جاویگا منافقین سے روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم کبیر مین حدیث جابر جعفی سے اور وہ ضعیف ہی لیکن اوسکے واسطے بہت شواہد ہین تخریج نصر کریگی تضعیف جابر کی اور غسل بھی دن جمعے کے سنت ہی اور گذرا بیان اوسکا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہا کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر تو اوسپر نماز جمعہ ہی دن جمعے کے مگر عورت اور لڑکے اور غلام اور مریض پر اور فرمایا حضرت علی نے کہ نہین جمعہ ہی اور تشریق اور عید فطر اور ضحی مگر مسجد جامع یا بڑے شہر مین اور مثل اوسکے مروی ہی حذیفہ سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور صحیح کیا اوسکو ابن حزم نے اور اسناد اوسکا یہ ہی حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَیْدَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ انتہی اور یہ اسناد صحیح ہی اور وہ جو روایت کیا اوسکو ابن عباس نے کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے مسجد رسول اللہ مین تھا ایک قریے مین یعنی گانون مین کچھ اسکے مخالف نہین کیونکہ قریے کا اطلاق عرب کے عرف مین شہر پر ہوتا ہی اور شاہد ہی اسکا کلام اللہ تعالی کا قالوا لولا نزل هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ اور اس جگہہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ مکہ شہر ہی اور ہدایہ مین اس حدیث کو رفع کیا ہی لیکن مرفوع نہین پائی گئی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ص اور شہر کی تفسیر مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک شہر وہ جگہہ ہی کہ جس جا پر امیر اور قاضی ہووے کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدونکو قائم کرے اور بعضون کے نزدیک شہر وہ جگہہ ہی کہ جسوقت وہان کے لوگ جمع ہووین تو اوس جگہہ کی بڑی مسجد مین نہ سماوین اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار کیا ہی اور شہر کا کنارہ وہ ہی جو مقام شہر کے متصل ہووے اور شہر کے فائدے کیواسطے مقرر ہو مثلا گھوڑا دوڑانے کیواسطے یا لشکر اوترنے کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کامون کے لیے مقرر ہو اور جمعے کا پڑھنا حج کے موسم مین منا مین خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کیواسطے درست ہی اور امیر موسم کیواسطے اور عرفات مین درست نہین دوسری شرط یہ ہی کہ بادشاہ ہووے یا اوسکا نائب تیسری شرط یہ ہی کہ ظہر کا وقت ہووے ف یعنی قبل وقت ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہین کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مائل ہو جاوے آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیون کے جمعے کو ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مروی ہوئی ہی مصعب بن عمیر کو جب بھیجا اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعے کو جب مائل ہو جاوے آفتاب اور صحیح بخاری مین حضرت انس سے مروی ہی کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعے کو جب مائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کیا مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب زوال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کیا دارقطنی نے

حدیث سہل سے کہا کہ میں حاضر ہوا ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعے میں سو تھا خطبہ اونکا قبل زوال کے اور ذکر کیا
ایسا ہی عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے اور نہیں دیکھا میں نے کسی کو عیب جانتا ہوا اسکو اور یہ دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ خطبہ قبل زوال
کے تھا لیکن یہ کچھ قادح نہیں ہو واسطے کہ اتفاق کیا محدثین نے اوپر ضعف عبد اللہ بن سیدان کے **ص** چوتھی شرط یہ ہی کہ نماز کے پہلے
خطبہ ہو اوتنا کہ ایک تسبیح کے وقت ظہر میں ہووے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ایک ذکر طویل یعنی ایک خطبہ دراز
پڑھا جاوے اور امام شافعی کے نزدیک دو خطبے ضرور ہیں کہ ہر خطبے میں حمد اور درود اور حکم تقوی کا ہو اور پہلا خطبہ قراءت کے طور پر ہو
اور دوسرا دعا کے طور پر پانچویں شرط یہ ہی کہ جماعت ہووے اور جماعت کی حد یہ ہی کہ امام کے سوا تین مرد ہوں اور اگر امام کے سجدہ کرنیکے
پہلے مقتدی بھاگ جاویں تو اس صورت میں امام ظہر شروع کرے اور اگر مقتدی چلے جاویں اور تین مرد رہجاویں یا امام کے سجدہ
کرنیکے بعد سب بھاگ جاویں تو ان دونوں صورتوں میں امام جمعہ تمام کرے چھٹی شرط یہ ہی کہ اذن عام ہووے یعنی تمام لوگوں کو
مسجد میں جانیکا حکم ہووے اور جو شخص کہ جمعے کے سوا سب نمازوں میں امامت کے لائق ہی وہ جمعے میں بھی امامت کے لائق ہی تو اگر
مسافر یا بیمار یا غلام جمعے میں امام ہووے درست ہو جاویگا اور امام زفر کے نزدیک درست نہوگا اور معذور اور قیدی کی ظہر جماعت کے ساتھ
دن جمعے کے شہر میں مکروہ ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک دو جگہ شہر میں جمعہ درست نہیں مگر جب ایسا شہر ہو کہ اوسکے دو جانب ہوں تو دو شہر کا
حکم رکھیگا جیسے بغداد اور امام محمد کے نزدیک دو جگہ یا تین جگہ یا زیادہ جمعہ ایک شہر میں جائز ہی برابر ہی کہ شہر کے دو جانب ہوں یا نہوں
اور اسی پر فتوی ہی اور جسکو عذر نہیں اوسکی بھی نماز الگ ظہر کی مکروہ ہوگی اور جس شخص کو عذر نہیں اوسنے ظہر پڑھی اور جمعے کیواسطے
دوڑا جس وقت کہ امام جمعے کی نماز میں مشغول ہووے تو ظہر اوسکی باطل ہوجاویگی جمعے کی نماز پاوے یا نہ پاوے یہ امام صاحب کا مذہب ہی اور صاحبین کے
نزدیک ظہر تب باطل ہوگی مگر جبکہ نماز جمعے کی پالیوے اور جو شخص کہ جمعے کی نماز میں تشہد میں یا سجدہ سہو میں ملے تو وہ شخص جمعے کی نماز پوری کرے
اور ظہر نہ پڑھے اور اوسنے جمعہ پایا **ف** یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہی اور امام محمد کا مذہب یہ ہی کہ اگر مقتدی امام
کے ساتھ دوسری رکعت کا اکثر کو پالیوے جمعے کو اوسپر بنا کرے اور اگر دوسری رکعت کا اکثر نہ پاوے اور شامل ہووے تو اوسپر ظہر پڑھنا
لازم ہی اور جمعے کو اوسنے نہیں پایا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا یعنی
جو پاؤ تم پڑھو اور جو جاتا رہے تو اوسکو ادا کرلو اور پوری حدیث یوں ہی کہ جب قائم کی جاوے نماز تو نہ آؤ تم دوڑتے ہوئے بلکہ اپنی چال
اور لازم ہی تمپر اطمینان اور سکون سو جو پاؤ اوسکو پڑھو اور جو فوت ہو جاوے تمام کرو روایت کیا اسکو احمد اور ابن حبان نے اور اوسمیں بجا
فاقضوا کے فَاَتِمُّوْا ہی اور بھی اخراج کیا اس حدیث کو بخاری مسلم ابو داود ترمذی نسائی ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ہریرہ سے اور ایک روایت
میں صحیح ابن حبان کے یہ لفظ بھی واقع ہی یعنی فاقضوا اور اسی طرح سے بیان کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے کہا مسلم نے خطا کی سفیان بن عیینہ
نے اس لفظ میں اور نہیں جانتا ہوں کسیکو کہ روایت کیا ہو اس لفظ کو زہری سے سوا سفیان کے کہا ابو داود نے نہیں کہا سوا سفیان کے
کسی نے یہ لفظ اور جواب اسکا یہ ہی کہ روایت کیا امام احمد نے مسند میں عبد الرزاق سے انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے اور اوسمیں فاقضوا
کا لفظ ہی اور روایت کیا بخاری نے ادب مفرد میں حدیث لیث سے اونسے زہری سے اور کہا اقضوا اور سلیمان کی روایت سے زہری سے مانند اوسکے
اور بھی کہا بخاری نے حدیث لیث سے ثنا یونس عن الزہری عن ابی سلمۃ وسعید عن ابی ہریرۃ مانند اسکے اور بھی
روایت کیا ابو نعیم نے مستخرج میں ابو داود طیالسی سے انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے زہری سے مانند اسکے تو باطل ہو گیا اس

صورت مین قول ابو داود کا اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** اور جب پہلی اذان ہووے تب لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دین **ف** اور جمعے کی طرف متوجہ ہون اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ یعنی دوڑو طرف یاد اللہ کے اور چھوڑ دو بیع یعنی بیچنے کو **ص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اٹھے نماز اور بات حرام ہوجاتی ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلے امام تو نہ نماز ہی نہ کلام اور رفع اسکا غریب ہی اور معروف یہ ہی کہ یہ کلام زہری کا ہی روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین کہا کہ نکلنا امام کا منع کرتا ہی نماز کو اور کلام اوسکا منع کرتا ہی کلام کو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین عطا سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر مکروہ رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد نکلنے امام کے اور کہا ابن ابی شیبہ نے **ثنا** عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِیْ مَالِكٍ الْقُرَظِیِّ قَالَ اَدْرَكْتُ عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانَ الْاِمَامُ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَكْنَا الصَّلٰوةَ وَالْكَلَامَ یعنی پایا مینے عمر اور عثمان کو کہ جب نکلتا تھا امام دن جمعے کے ترک کرتے تھے ہم نماز اور کلام کو اور مروی ہی حضرت علیؓ سے مانند اسکے اور بھی روایت کی عروہ سے کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو نہین ہی نماز اور کہا زہری نے کہ جو شخص آوے دن جمعے کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اور اخراج کیا ہے علماء ستہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تونے کلام کیا اپنے صاحب سے اور امام خطبہ پڑھتا ہی سو لغو کیا تونے اور جو جارحہ کیا اسکا بعض لوگون نے کہ آیا ایک شخص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ پڑھی تونے نماز ای فلانے کہا نہین کہا کہ پڑھ دو رکعتین لغو ہی کیونکہ دوسری روایت مین ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہ آیا ایک شخص مسجد مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو اور پڑھ دو رکعتین اور باز رہے آپ خطبے سے یہان تک کہ فارغ ہوا وہ شخص نماز سے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور کہا کہ اسناد کیا اوسکا عبید بن محمد عبدی نے اور وہم کیا اوسمین پھر نکالا دارقطنی نے احمد بن حنبل سے یہی حدیث مرسل اور اوسمین ہی کہ انتظار کیا آپنے اوسکا اور کہا کہ یہ مرسل صواب ہی اور ہم کہتے ہین کہ مرسل حجت ہی تو اوسکے مقتضی پر عمل ضرور ہی پھر اسناد اوسکا زیادت ہی جب کہ ماقبل کے معارض نہو کیونکہ اور حدیث مین اوسکا ذکر نہین نہ یہ کہ اسکا مخالف مذکور ہی اور زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور فقط زیادت اوسکی موجب غلط نہین ورنہ نہ مقبول کیجاوے زیادت مسلم کی اس حدیث مین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** جب تک کہ تمام کرے خطبے کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان کہی جاوے دوسری بار امام کے آگے **ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نے سوا مسلم کے سائب بن یزید سے کہا کہ تھی اذان دن جمعے کے اول اوسکے جب امام بیٹھتا تھا منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور ابو بکر اور عمر کے سو جب خلافت ہوئی عثمانؓ کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور ابن ماجہ مین ہی کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک گھر مین کہ نام اوسکا زورا تھا بازار مین اور بعض روایتون مین ہی کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان اس وجہ سے ہی کہ ایک اقامت کو بھی اذان مین شمار کیا ہی جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ یعنی درمیان دونون اذانون کے نماز ہی یعنی ایک اذان اور ایک اقامت کے تو دفع ہوگیا اس سے وہ اعتراض جو وارد کیا اوسکو بعض لوگون نے کہ اذان کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے اور اوسکے بعد نماز تو سنتین کسوقت ہوتین کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت مین نتھی اور وہ جو جواب دیا اسکا بعض لوگون نے کہ سنتین پڑھتے تھے بعد اذان کے تو وہ جہالت ہی کیونکہ یہ اذان متصل ہوتی ہی خطبے کے بلا فصل کے اور جائز ہی یہ بات کہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے نکلتے ہوں اور سنتیں پڑھتے ہوں اور پھر اذان ہو کے خطبہ شروع ہوتا ہو کہ کہا ابو ایوب انصاری نے
بیان کر چکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بعد زوال آفتاب کے دو رکعتیں اور کہتے تھے کہ یہ ساعت ہے کہ کھولے جاتے
ہیں اوسمیں دروازے آسمان کے تو میں چاہتا ہوں کہ چڑھے میری جانب سے اوس وقت میں کوئی عمل نیک ص اور لوگ امام کی طرف
منھ کر کے خطبہ سنیں اور امام با طہارت کھڑا ہو کے دو خطبے پڑھے اور اون دونوں کے بیچ میں ایکبار بیٹھے ف کیونکہ کہا
ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ثنا المحاربی عن حجاج عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ کان یخطب یوم الجمعۃ قائما ثم یقعد ثم یقوم فیخطب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تھے خطبہ پڑھتے دن جمعے کے کھڑے ہو کے پھر بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو کے خطبہ پڑھتے تھے ص اور جب خطبہ تمام ہو جاوے
تب اقامت کہی جاوے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھاوے ف جاننا چاہیے کہ خطبہ طول کرنا نہایت مکروہ ہے روایت کیا
ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کا قصر کرتے اور نماز کا بھی قصر کرتے اور کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے
کہ قصر خطبے کا اور طول نماز کا مخبر ہیں تفقہ سے اوس شخص کے اور عمار سے مروی ہے کہ منع کیا لوگوں کو طول کرنے میں خطبے کو مصنف ابن ابی شیبہ
میں ہے اور بہت مذمت بیان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں کی جو طول کرتے ہیں خطبے کا اور نماز میں کمی کرتے ہیں
اور یہ علامت قیامت میں سے آپ نے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ جو لوگوں کی عادت ہے کہ دو خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا ہے
تو دعا مانگتے ہیں بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعے کے جو لوگ الصلوۃ الصلوۃ کہکے
پکارتے ہیں بدعت ہے اور ہرگز جائز نہیں اور جمعے کے دن کپڑے بدلنا خوشبو لگانا مستحب ہے حدیث میں جمعے کو عید فرمایا ہے حق تعالی

باب عیدین کی نماز کے بیان میں

مستحب ہے کہ عید فطر کے روز نماز کے پہلے کھانا کھاوے اور مسواک کرے اور غسل کرے اور خوشبو ملے اور اپنا اچھا کپڑا پہنے ف
لیکن نماز کے پہلے کھانا کھانا خصوصاً جب کہ کھانا میٹھا ہو تو مستحب ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں نکلتے تھے واسطے نماز عید کے یہاں تک کہ کھا لیتے تھے کچھ خرمے اور کھاتے تھے اونکو طاق اور لیکن مسواک کرنا سو واسطے کہ
ہر وضو اور نماز کے وقت سنت ہے اور لیکن غسل کرنا سو بیان اسکا غسل کے باب میں گذرا اور لیکن خوشبو ملنا تو اسواسطے کہ یہ دن
خوشی کا ہے اور اجتماع کا اور جبکہ جمعے میں خوشبو لگانا مستحب ہے تو عیدین میں بطریق اولی مستحب ہوگا اور اچھا کپڑا پہنے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے پہنتے دن عید کے ایک جبہ صوف سے تھا یا کسی اور کپڑے سے اور یہ حدیث ہدایہ میں ہے اور روایت کیا
بیہقی نے مانند اسکے طریق شافعی سے اور اخراج کیا طبرانی نے اوسط میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے دن عید کے ایک جوڑا
سرخ اور جوڑا سرخ اس سے عبارت ہے کہ جس میں ایک کپڑا ہوتا ہے اوسمیں خط ہوتے ہیں سرخ اور سبز ص اور صدقہ فطر کا ادا کرے
ف اور بیان اسکا کتاب الزکوۃ میں آویگا ص اور مسجد کی طرف تکبیر آہستہ آہستہ کہتا ہوا جاوے ف خلاف جہر
تکبیر میں ہے عید فطر میں اور اصل تکبیر میں کیونکہ وہ عموم ذکر خدا میں داخل ہے تو نزدیک صاحبین کے جہر کرے جیسا کہ عید قربان میں اور امام صاحب
کے نزدیک جہر نہ کرے اور ایک روایت میں انسے جہر کرے اور کہا امام صاحب نے کہ جہر کرنا اور آواز کا بلند کرنا ساتھ ذکر کے بدعت ہے
اور مخالف ہے اللہ تعالی کے قول کے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یعنی یاد کر

عاجزی سے اور آہستہ ہے اور حدیث میں آیا ہی لاتدعون اصم ولا غائبا یعنی نہیں پکارتے ہو تم بہرے اور نہ غائب کو
یعنی اللہ تعالی سنتا جانتا موجود ہی اور روایت کیا دارقطنی نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے
فطر میں جب نکلتے تھے اپنے گھر سے عیدگاہ تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمرؓ سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید فطر
اور دن عید قربان کے جہر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کہا بیہقی نے صحیح ہی وقف اوسکا ابن عمر پر اور پھر
فعل صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل نہ پڑھے ف اور اکثر مشائخ نے
اسکو مکروہ جانا ہی اور یہی روایت ہی صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ کے
عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نماز پڑھی قبل اوسکے
اور نہ بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ نفی محمول ہی اس بات پر کہ عیدگاہ
مین سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے قبل عید کے کچھ
سو جب آتے اپنے گھر مین پڑھتے تھے دو رکعتین ص اور جو شرطین کہ جمعے کے واسطے ہین وہی شرطین عید کیواسطے بھی ہین
واجب ہونے اور ادا کرنے کے حق مین مگر خطبہ عیدین مین سنت ہی اور نماز عید کی واجب ہی اور یہی روایت ہی امام ابوحنیفہ سے
اور یہی صحیح ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ عید کی نماز سنت ہی ہمارے علماؤن کے نزدیک کیونکہ امام محمد نے کہا ہی کہ جب دو عیدین ایک دن مین
جمع ہوئین تو اول سنت ہی اور ثانی فرض ہی اور اسکا جواب یون دیا ہی کہ سنت سے مراد یہ ہی کہ حدیث سے وجوب اسکا ثابت ہوا ہی ف
اور وجہ وجوب کی یہ ہی کہ مواظبت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر اور وجہ سنت ہونے کی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حدیث اعرابی مین فرمایا جسوقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھپر لازم ہی سوا ان پانچ نمازون کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا
صاحب ہدایہ نے کہ صحیح وجوب ہی اور یہی مذہب ہی اکثر مشائخ کا لیکن جیسا مواظبت نماز عید سے وجوب اوسکا ثابت ہوتا ہی
اسی طرح وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہی بہر صورت قائل ہونا ساتھ وجوب نماز عید اور سنیت خطبہ عید کے ترجیح بلا مرجح ہی
ص اور عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہی جب آفتاب ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہوتا ہی اور باقی رہتا ہی جب تک کہ زوال نہو
آفتاب کا ف کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب آفتاب بلند ہو جاتا تھا موافق ایک نیزے کے
یا دو نیزے کے اور سنن ابوداود اور ابن ماجہ مین ہی یزید بن خمیر سے کہا کہ نکلے عبداللہ بن بسر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ آدمیون کے دن عید فطر یا عید ضحی کے سویرا کہا انھون نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہم اب تک نماز سے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوداود و نسائی نے روایت کیا کہ آئے کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیتے تھے
کہ انھون نے دیکھا چاند کو کل تو آپنے حکم کیا لوگون کو کہ افطار کرین اور جب صبح ہو جاوین طرف عیدگاہ کے اور بیان کیا گیا روایت ابن ماجہ
مین اور دارقطنی مین کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن مین اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی نے خلاصے مین
اور روایت کیا طحاوی نے ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا ھشیم بن بشیر عن ابی بشر جعفر بن ایاس عن ابی عمیر
بن انس بن مالك اخبرني عمومتي من الانصار ان الهلال خفي على الناس في اخر ليلة تقين من شهر
رمضان في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاصبحوا صياما فشهدوا عند رسول الله صلى الله عليه

بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ الْمَاضِيَةَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ
بِالْفِطْرِ وَاَنْ يَّخْرُجُوْا اِلٰى عِيْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ فَصَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الْعِيْدِ یعنی تحقیق کہ چاند پوشیدہ ہوا
لوگون پر اخیر رات مین رمضان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تو صبح کو انھون نے روزہ رکھا اور آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پاس بعد زوال کے لوگ کہ انھون نے دیکھا چاند کو شب گذشتہ مین پس حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو فطر کا اور نکلوا دو حضرت کی
روز دا وسی وقت او نکلے آپ ساتھ اونکے دوسرے روز صبح کے وقت اور پڑھی ساتھ اونکے عید کی نماز **ص** اور امام مقتدیون کے
ساتھ دو رکعت پڑھاوے اسطرح سے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور پھر ثنا پڑھے بعد اوسکے تین تکبیرین کہے تب فاتحہ اور سورت پڑھے
تب رکوع کرے تکبیر کہتا ہوا اور دوسری رکعت مین پہلے قرآن پڑھنا شروع کرے اور بعد قرات کے تین تکبیرین کہے اور پھر ایک تکبیر
اور کہکے رکوع مین جاوے اور چھ تکبیرین جو زیادہ ہین اونمین ہاتھ اوٹھاوے اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے اونمین احکام صدقہ فطر کے
بتاوے **ف** جاننا چاہیے کہ تکبیرات ہمارے نزدیک عیدین مین چھ چھ ہین اور احادیث مختلفہ اسمین وارد ہوئی ہین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور صحابہ سے لیکن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے سو یہ ہے کہ روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے عیدین مین سات اول رکعت مین اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قرات کے سوا دو تکبیرون
رکوع کے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ تفرد کیا ساتھ اوسکے ابن لہیعہ نے اور
تحقیق کہ استشہاد کیا اوس سے مسلم نے اور کہا کہ اس باب مین مروی ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور طریق اوسکے
فاسد ہین یعنی ضعیف ہین اور سنن ابو داود اور ابن ماجہ مین ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تکبیر عید فطر مین سات ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین اور قرات دونون رکعتون مین بعد اونکے ہے زیادہ کیا دارقطنی نے
اور پانچ دوسری رکعت مین سوا تکبیر نماز کے کہا نووی نے کہا ترمذی نے علل مین کہ پوچھا مین نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ وہ صحیح ہے
اور اخراج کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ عبد اللہ سے انھون نے اپنے دادا عوف مزنی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تکبیر کہی عیدین مین اول رکعت مین سات قبل قرات کے اور دوسری رکعت مین پانچ قبل قرات کے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے
اور وہ اچھی ہے سب حدیثون مین جو مروی ہین اس باب مین اور کہا ترمذی نے علل کبری مین کہ پوچھا مین نے بخاری سے اس حدیث کو سو کہا کہ نہین صحیح ہے
اس باب مین کوئی حدیث اصح اس حدیث سے اور اسی کو اخذ کرتا ہون مین اور مروی ہوئین چند حدیثین سوا اونکے کہ موافق ہین ان حدیثون کی اور
سنن ابو داود مین ہے جو معارض اسکی ہے کہ پوچھا سعید بن العاص نے ابو موسی اشعری سے اور حذیفہ بن الیمان سے کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اضحی اور عید فطر مین سو کہا ابو موسی نے کہ تھے تکبیر کہتے چار مثل تکبیر جنازے کے سو کہا حذیفہ نے سچ کہا پھر کہا
ابو موسی نے ایسا ہی تکبیر کہتا تھا مین بصرہ مین اخیر حدیث تک اور سکوت کیا اوس سے ابو داود نے پھر منذری نے اپنی مختصر مین اور یہ روایت
برابر دو حدیثون کے ہے کیونکہ تصدیق کی اوسکی حذیفہ نے تو گویا انھون نے بھی روایت کیا اوسکو اور سکوت ابو داود اور منذری کا تصحیح ہے
واسطے اوس حدیث کے اور جو ضعیف کیا ابن الجوزی نے اوسکو بسبب تضعیف عبد الرحمن بن ثوبان کے اور نقل کیا اوسکو ابن معین اور
امام احمد سے معارض ہے ساتھ قول صاحب تنقیح کے اپنی کتاب مین کہ توثیق کی اوسکی بہت لوگون نے کہا ابن معین نے نہین حرج ہے ساتھ اوسکے
لیکن اسناد مین اوسکی ابو عائشہ ہے کہا ابن القطان نے نہین جانتا ہون مین حال اوسکا اور کہا ابن حزم نے مجہول ہے لیکن اگر مسلم ہو تو بھی حدیث

ابن لہیعہ کی ضعیف ہی کیونکہ ظاہر ہوا اضطراب اوس حدیث کا تو کبھی تو اوسمین ہی عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ اور کبھی ہی عَنْ عَقِيلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اور بعض مین ہی عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ
عَائِشَةَ اور بعض مین ہی عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ کہا دارقطنی نے کہ اضطراب ہی اوسمین بوجہ ابن لہیعہ کے اور جو اور
دو حدیثین بیان کین منع کیا اونکی تصحیح کو ابن القطان نے اپنی کتاب مین اور کہا اوسنے کہ کثیر بیٹا عبد اللہ کا نزدیک محدثین کے
متروک ہی اور کہا احمد نے کہ کچھ نہین اور نہین روایت کی اوس سے اپنی مسند مین اور ایسا ہی کہا ابن معین نے اور کہا نسائی اور
دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابو زرعہ نے واہی ہی حدیث اوسکی یعنی ضعیف ہی اور کہا امام احمد نے نہین ہی تکبیر عیدین مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح لیکن سند پکڑی گئی ہی اوسمین ساتھ قول ابو ہریرہ کے اور لیکن جو مروی ہی صحابہ سے سو نکالا عبد الرزاق نے
ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ تِسْعًا اَرْبَعًا
قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ وَفِي الثَّانِيَةِ يَقْرَأُ فَاِذَا فَرَغَ كَبَّرَ اَرْبَعًا یعنی ابن مسعود تکبیر کہتے تھے
عیدین مین نو تکبیرین چار قبل قرات کے پھر تکبیر کہتے تھے اور رکوع کرتے تھے اور دوسری رکعت مین قرات کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تھے
قرات سے تکبیر کہتے تھے چار بار اور اول رکعت مین تین تکبیرین عید کی ہین اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری مین بھی تین عید کی اور ایک رکوع کی
اور روایت کیا اوسنے باسناد صحیح اوسی اسناد سے کہا کہ تھے ابن مسعود بیٹھے اور نزدیک اونکے ابو موسی اشعری تھے اور حذیفہ سو پوچھا
اونسے سعید بن العاص نے تکبیر سے نماز عید مین کہا حذیفہ نے پوچھ ابو موسی سے کہا ابو موسی نے کہ پوچھ عبد اللہ بن مسعود سے کیونکہ وہ ہم مین
قدیم ہین اور سب سے زیادہ جاننے والے ہین پھر پوچھا اونسے تو کہا ابن مسعود نے تکبیر کہے چار پھر قرات کرے اور تکبیر کہے اور رکوع
کرے پھر کھڑا ہو دوسری رکعت مین اور قرات کرے پھر تکبیر کہے چار بعد قرات کے اور ایک دوسرا طریقہ ہی کہ روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے باسناد صحیح مسروق سے کہ تھے سکھاتے ہمکو عبد اللہ بن مسعود تکبیر عیدین مین نو تکبیرین پانچ پہلی رکعت مین اور چار دوسری
رکعت مین اور اس سے مراد یہ ہی کہ ایک تکبیر تحریمہ کی اور تین عیدین کی اور ایک رکوع کی اول رکعت مین اور دوسری مین ایک رکوع کی
اور تین عیدین کی اور ایک دوسرا طریقہ ہی اس حدیث کا روایت کیا اوسکو امام محمد نے **ثنا** اَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ
عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ قَاعِدًا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَمَعَهُ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ
وَاَبُو مُوسَى الْاَشْعَرِيُّ فَخَرَجَ عَلَيْهِمُ الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِي مُعَيْطٍ وَهُوَ اَمِيرُ الْكُوفَةِ يَوْمَئِذٍ
فَقَالَ اِنَّ غَدًا عِيدُكُمْ فَكَيْفَ اَصْنَعُ فَقَالَا اَخْبِرْهُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ
اَنْ يُصَلِّيَ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ وَاَنْ يُكَبِّرَ فِي الْاُولٰى خَمْسًا وَفِي الثَّانِيَةِ اَرْبَعًا وَاَنْ يُوَالِيَ بَيْنَ
الْقِرَاءَتَيْنِ وَاَنْ يَخْطُبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ یعنی ایک روز حضرت عبد اللہ بن مسعود بیٹھے تھے مسجد کوفہ
مین اور تھے اونکے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور ابو موسی اشعری تو نکلے اونکے اوپر ولید بن عقبہ اور وہ امیر کوفے کے تھے اوس
زمانے مین اور کہا کہ کل عید ہی تمہاری تو کیا کرون مین یعنی کس طرح نماز پڑھاؤن مین کہا ابو موسی اور حذیفہ نے کہ بتاؤ اوسکو اے ابن مسعود
تو حکم کیا انھون نے اوسکو کہ پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے اور تکبیر کہے پہلی رکعت مین پانچ اور دوسری مین چار اور موالات کرے
درمیان دونون قراتون کے اور خطبہ پڑھے بعد نماز کے اپنی سواری پر اور یہ اثر صحیح ہی اور بیٹھے ہوئے تھے ساتھ صحابہ کے ابن مسعود لوگ گواہ

تھے ساتھ اوسکے حذیفہ اور ابو موسی تو اگر کوئی کہے کہ مروی ہی ابو ہریرہ اور ابن عباس سے جو مخالف ہی اوسکے جواب اوسکا یہ ہی کہ معارض ہو نگیا اثر عبد اللہ بن مسعود کے اور ترجیح ہوگی اثر عبد اللہ کو کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہین ہین مانند عبد اللہ بن مسعود کے اور بدری نہین ہین بخلاف ابن مسعود کے اور ابن عباس سے جو مروی ہی مصنف ابن ابی شیبہ مین تکبیرین کہین انھون نے عید مین تیرہ تکبیرین سات پہلی رکعت مین اور چھہ دوسری رکعت مین اور ایک روایت مین ہی کہ بارہ تکبیرین سات اول رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین معارض ہی اوسکے وہ جو روایت کیا اوسنے خود ابن عباس سے کہ نماز پڑھی انھون نے دن عید کے نو تکبیرین کھین پانچ اول رکعت مین اور چار دوسری مین اور موالات کی درمیان دونون قراتون کے اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا اوسمین کہ کیا مغیرہ نے مانند اسکے تو باقی رہا اثر ابن مسعود کا سالم معارضے سے اور اوسی سے حجت پکڑی ہمارے علماؤن نے واللہ اعلم اور دو خطبے بعد نماز عید کے پڑھے روایت کیا ابن ماجہ نے جابر رض سے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن فطر کے یا اضحی کے سو خطبہ پڑھا آپنے کھڑے ہوکے پھر بیٹھے آپ پھر کھڑے ہوکے پڑھا اور کہا نووی نے خلاصے مین اور جو مروی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سنت سے ہی یہ بات کہ خطبے پڑھے دو عید مین اور فاصل کرے اونمین ایک جلسے کو ضعیف ہی متصل نہین اور نہین ثابت ہوا دو خطبے پڑھنے مین کچھ اور معتمد اوسمین قیاس ہی جمعے پر تو اگر خطبہ پڑھا قبل نماز کے خلاف کیا سنت کا لیکن پھر اعادہ نکرے خطبے کا ص اور اگر امام نے نماز عید پڑھی اور کسی شخص نے اوسکے ساتھ نماز نہ پڑھی تو قضا نکرے اور اگر عید کی نماز کسی عذر سے پہلے روز نہ پڑھی گئی دوسرے دن پڑھی جاوے اور تیسرے دن نہ پڑھی جاوے ف اور دلیل اسکی اوپر گزری ص اور عید اضحی کے احکام عید فطر کے موافق ہین مگر عید قربان مین مستحب ہی کہ جب تک نماز نہ پڑھی جاوے کھانا نہ کھاوے اور نماز کے قبل کھانا مکروہ نہین اور اسی پر فتوی ہی ف روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اوسکو عبد اللہ بن بریدہ سے انھون نے اپنے باپ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نکلتے دن عید فطر کے یہان تک کہ کچھ کھا لیتے تھے اور نہین کھاتے تھے دن بقر عید کے یہان تک کہ لوٹتے تھے زیادہ کیا دار قطنی اور احمد نے کہ کھاتے تھے قربانی سے اور صحیح کیا اوسکو یحیی بن القطان نے اپنی کتاب مین اور دار قطنی کی زیادت کو بھی صحیح کیا ص اور عید اضحی مین تکبیر پکارکے راستے مین کہے ف اور بیان اسکا اوپر گزرا ص اور خطبے مین تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلاوے اور اگر کسی عذر سے یا بغیر عذر کے نماز نہ پڑھی گئی تو تین روز تک نماز درست ہی اور بعد اوسکے نہین اور عرفے کے روز واقفون کی مشابہت کے واسطے یعنی ان لوگون کی جو حج مین کھڑے ہوتے ہین اور وقوف کرتے ہین جمع ہونا کچھ معتبر چیز نہین ہی کہ اوس سے ثواب ہووے اسواسطے کہ ایک مکان خاص جسکو عرفات کہتے ہین اوسمین حاضر ہونا حج کے موسم مین فرض ہی اور موجب ثواب ہی اور عرفات کے سوا دوسرے مکان مین نہین اور تکبیرات تشریق کی یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عرفے کی فجر سے ہر فرض کے بعد جو مردون کی جماعت کے ساتھ پڑھا جاوے شہر کے مقیم پر ف جاننا چاہیے کہ اسمین اختلاف ہی کہ تکبیرات تشریق کی واجب ہین یا سنت بعضون نے کہا ہی کہ واجب ہین اور بعضون نے سنت اور اکثر کا مذہب یہ ہی کہ واجب ہین روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رض سے کہ وہ تکبیر کہتے تھے بعد فجر کے دن عرفے سے نماز عصر تک اخیر دن تک دنون تشریق سے اور روایت کیا محمد بن حسن نے نا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخَعِیِّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اس اسناد سے مثل اوسکے اور مذہب امام صاحب کا یہ ہی کہ فجر عرفے سے شروع کرے

اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل اونکی یہ ہی جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا ابو الاحوص عن ابی اسحٰق عن الاسود قال کان عبد اللہ یکبر من صلوٰۃ الفجر یوم عرفۃ الی صلوٰۃ العصر من یوم النحر یقول اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد یعنی تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ تکبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللہ اکبر اللہ اکبر اخیر تک اور روایت کیا حاکم نے علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے کہا دونوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے بیچ فرائض کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے تکبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اور ختم کرتے تھے اوسکو نماز عصر تک اخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی نے کہ یہ حدیث واہی ہے گویا موضوع ہے کیونکہ عبد الرحمن اسناد میں ہے اوسکی حدیثیں اوسکی منکر ہیں اور سعید اوسکی اسناد میں اگر سعید کریزی ہے تو وہ ضعیف ہے اور اگر دوسرا ہے تو مجہول ہے اور اخراج کیا اوسکا بیہقی نے اور ضعیف کیا اوسکو ص اور اوس عورت پر جسنے مرد کے ساتھ اقتدا کی اور اوس مسافر پر جو مقیم کا مقتدی ہے ایام تشریق کے آخر روز کی عصر تک اور واجب ہے مقتدی کو تکبیر تشریق کی ترک نکرے اگرچہ امام ترک کرے ف کیونکہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

باب خوف کی نماز کے بیان میں

جسوقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہووے تو اوسوقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اگر مسافر ہے اور دو رکعتیں اگر مقیم ہے تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاوین اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا آوے اور پڑھے اونکے ساتھ امام جو باقی ہے نماز میں اور سلام پھیر دیوے امام اکیلا اور چلے جاوین یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آوے اور تمام کرے نماز کو بغیر قرأت کے پھر دوسرا آوے اور وہ ساتھ قرأت کے نماز تمام کرین اور فجر کا حکم بھی ایسا ہی ہے ف اور دلیل ہماری حدیث ابن مسعود کی ہے اخراج کیا اوسکا ابو داؤد نے اور اوسمین بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو لوگون نے بسبب ابو عبیدہ کے کہ نہیں سنا انھون نے اپنے باپ ابن مسعود سے اور خصیف راوی قوی نہیں اور تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں ص اور مغرب کی نماز میں پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت اور اگر زیادہ ہووے خوف کہ گھوڑے سے اوتر نہ سکین تو اکیلے اکیلے سوار نماز پڑھین اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرین اور اگر قبلے کی طرف مونہہ نکر سکین تو جس طرف چاہین مونہہ کرین اور باطل کرتا ہے نماز کو لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا ف اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق میں قضا ہوئین تھین اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہوتا تو کیون قضا کرتے آپ

باب جنازے کے احکام کے بیان میں

جو شخص کہ قریب مرنے کے ہووے اوسکے واسطے سنت ہے کہ مونہہ قبلے کی طرف کیا جاوے داہنی کروٹ سے اور کلمہ شہادت کا سکھلایا جاوے اور چت لٹانا مختار ہے ف اور اول موافق سنت کے ہے اور چت لیٹنے میں آسانی ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینے میں تو پوچھا حال براء ابن معرور کا سو کہا صحابہ نے وفات کی اور کین تین وصیت ایک کہ میں جب قریب ہون موت کے تو کر دینا مونہہ میرا طرف قبلے کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہونچا وہ صواب کو آخر حدیث تک اور لیکن یہ بات کہ داہنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن ہے استدلال اوسپر حدیث صحیحین میں ہے براء ابن عازب سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف عبدالرحمن

ف تضعیف

کر فرمایا آپ نے جب آوے خوابگاہ اپنی کو تو وضو کر مثل وضو نماز کے پھر لیٹ داہنی کروٹ پر اور کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ
اِلَیْکَ آخر تک یہاں تک کہ کہا اگر مر جاویگا تو مریگا موافق شرع کے اور لیکن داہنی کروٹ پر لیٹنا اور مونہہ قبلے کی طرف بھی کرنا
سو بعض لوگ حجت پکڑتے ہیں اوس سے جو روایت کیا اوسکو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے وقت موت کے
مونہہ قبلے کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث بیان کی ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لیکن یہ حجت ضعیف ہے اور اسیواسطے نہیں ذکر کیا
اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف کے باب میں کتاب الجنائز سے سوا ایک اثر کے ابراہیم نخعی سے کہ مونہہ کرے میت طرف قبلے کے اور عطا سے بھی
ایسا ہی لیکن زیادہ کیا اونسے کہ اوپر داہنی کروٹ کے اور میں نہیں جانتا ہوں کسیکو کہ ترک کیا ہو اوسکو مردے سے اور کلمہ شہادت کا یاد دلاوے
اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھاؤ تم مردوں کو شہادت اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اوسکو
جماعت نے سوا بخاری کے اور ایسا ہی مروی ہے حدیث ابو ہریرہ سے اور روایت کیا مسلم نے مانند اوسکے **ص** اور جب مر جاوے تب اوسکی
داڑھی باندھے اور اوسکی آنکھ کو بند کرے اور خوشبو انگیٹھی پر رکھے اور اوسکا تخت اور کفن جلے اور جلانے کا شمار طاق ہووے
ف اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ وتر ہے یعنی طاق ہے اور دوست رکھتا ہے طاق کو **ص** اور تخت پر رکھا جاوے
اور ننگا کیا جاوے اور عورت اوسکی چھپائی جاوے اور وضو کرایا جاوے بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور اوس مردے کے اوپر وہ
پانی جاری کرے جسکو بیری کی پتی یا اشنان گھانس ڈال کے جوش کیا ہووے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھووے **ف**
اور وارد ہوئی ہے اس مضمون میں حدیث روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک میں اور ایک روایت میں ہے کہ اِغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ
یعنی غسل دو اوسکو ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے **ص** اور اوسکا سر اور داڑھی گل خیرو سے دھووے بعد اوسکے مردے کو بائیں
کروٹ لٹاکے غسل دیوے اسقدر کہ جو بدن تخت سے ملا ہووے اوسکو پانی پہونچے پھر داہنی کروٹ لٹاوے اور اسی طرح غسل دیوے
ف اسواسطے کہ شروع کرنا داہنی سے مستحب ہے **ص** اور پہلے بائیں کروٹ لٹانا اسواسطے کہا کہ جسمیں داہنی طرف
سے غسل شروع ہووے پھر اوسکو تکیہ دے کے بٹھاوے اور اوسکے پیٹ کو نرم نرم ملے اور جو کچھ نکلے اوسکو دھووے اور غسل کو نہ دہراوے
تب بعد اوسکے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اوسکے ناخون نہ تراشے اور بال میں کنگھی نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک کرے
ف کیونکہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا ایک عورت کو کھینچے جاتے ہیں بال اوسکی پیشانی کے یعنی کنگھی کی جاتی ہے کہ کیوں
کھینچتے ہو تم پیشانی اوسکی کو یعنی کنگھی کرنا تو واسطے زینت کے ہے اور مردے کو حاجت زینت کی نہیں اخراج کیا اسکا عبدالرزاق نے
سفیان ثوری سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے انہوں نے
ابراہیم سے اور روایت کیا ابراہیم حربی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ثنا ھُشَیْمٌ ثنا الْمُغِیْرَۃُ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ
عَائِشَۃَ اَنَّھَا سُئِلَتْ عَنِ الْمَیِّتِ یُسَرَّحُ رَأْسُہٗ فَقَالَتْ یعنی پوچھی گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردے سے
کہ کنگھی کیا جاوے تب کہا انہوں نے وہ قول **ص** اور اوسکی داڑھی اور سر پر خوشبو ملے اور سجدے کے اعضا پر کافور ملے یعنی پیشانی
اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم پر **ف** اور کافور لگانا مساجد پر حدیث سے ثابت ہے **ص**
سنت کفن کی مرد کیواسطے ازار اور کرتہ اور لفافہ ہے اور لفافہ کہتے ہیں اوس چادر کو جو سب کپڑوں کے اوپر لپیٹی جاتی ہے اور
متاخرین نے عمامہ بھی باندھنا سنت رکھا ہے اور اوسکے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہے **ف** اور کفن سنت کی حجت

یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین کپڑون مین سپید تھے سحول کے اور سحول نام ایک مقام کا ہی ملک یمن سے کہ کپڑے
اوس جگہ کے بہت اچھے ہوتے ہین اور روایت کیا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے حضرت عایشہ رض سے لیکن اوس حدیث مین یہ بھی مذکور ہی
کہ نتھا اون کپڑون مین کرتہ اور نہ عمامہ تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتہ اس سے خارج ہی اور وہ بھی کفن مین لازم ہی جیسا کہ کہا امام مالک نے تو چار
کپڑون مین کفن ہووےگا اور وہ غلط ہی کیونکہ بخاری مین ہی عَنْ اَبِي بَكْرٍ قَالَ لِعَايِشَةَ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَّاِزَارٍ وَّلِفَافَةٍ یعنی پوچھا حضرت ابوبکر رض نے حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا سے کہ کتنے کپڑون مین کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑون مین کرتہ اور ازار اور لفافہ اور
یہ ضعیف ہی بسبب ناصح بن عبداللہ کوفی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر ہووے اون لوگون مین سے جنکی حدیث لکھی جاوے
تو بھی حدیث حضرت عایشہ رض کی معارض نہوگی اور جو روایت کیا امام محمد نے امام ہمارے ابوحنیفہ سے عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ
عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي حُلَّةٍ يَمَانِيَّةٍ وَّقَمِيْصٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کفن دیے گئے ایک جوڑے یمنی مین اور کرتے مین مرسل ہی اور مرسل اگرچہ ہمارے نزدیک حجت ہی لیکن تقدیم اوسکی حدیث حضرت عایشہ رض
پر کس طرح سے ہوگی ہان اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قمیص کی مروی ہی چند طریقون سے تو معارض ہووےگی حدیث حضرت عایشہ رض کے اور اون
طریقون مین سے دو طریقے بیان کیے اور تیسرا طریقہ وہ ہی جو روایت کیا عبدالرزاق نے حسن بصری سے مرسل اور چوتھا طریقہ وہ ہی جو روایت
کیا ابوداود نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑون مین اوس کرتے مین جسمین انتقال کیا
اور ایک جوڑے بحرانی مین اور بحرین ایک شہر کا نام ہی اور یہ ضعیف ہی بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید اس طور پر
ہووے کہ کفن کو مرد عورت سے زیادہ جانتے ہین ورنہ اس مقام مین شک ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اوس
قمیص مین جسمین انتقال کیا پھر اوسیر کس طرح سے کفن پہنایا جاویگا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور حلہ یعنی جوڑا عرب کے عرف مین دو کپڑون کا نام ہی
ازار اور چادر اور ہمارے نزدیک عمامہ نہین لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگون نے کیونکہ مروی ہی ابن عمر رض سے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے
مردے کا اور مستحب کفن مین یہ ہی کہ سفید ہووے مرد کیواسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہی عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ
حالت حیات مین اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہووے اور اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغ اور بالغہ مین ہی اور دو کپڑے
کفایت ہین کیونکہ کہا حضرت ابوبکر رض نے نظر کرو میرے دو کپڑون مین سو دھواو انکو اور کفن دو مجکو اوسمین کیونکہ زندے کو زیادہ احتیاج ہی
نئے کپڑے کی طرف مردے سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہین اسمین کفایت ہی کیونکہ زینت لباس اور جمیع امور دنیاوی کی
تا بہ حیات ہی اور جب حیات نے قصد انفکاک کیا تو اوس وقت زینت وغیرہ بیفایدہ ہی اور روایت کیا عبدالرزاق نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا
سے کہ کہا ابوبکر رض نے اپنے دونون کپڑون مین جن مین بیمار رہے تھے کہ دھواو انکو اور کفن دو مجکو انمین تو کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کیا
نہ خرید کرین ہم تمہارے واسطے نیا کپڑا فرمایا کہ نہین زندہ زیادہ محتاج ہی طرف نئے کپڑے کے مردے سے اور صحیح بخاری مین جو مروی ہی
ابوبکر رض سے خلاف اوسکے معارض ہی اوسکے جو ذکر کیا ہمنے مصنف عبدالرزاق سے اور سند عبدالرزاق کی کچھ کم نہین سند بخاری سے
بلکہ اوس سے بھی زیادہ صحیح ہی اور سند اونکی یہ ہی اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَايِشَةَ قَالَتِ الْخ اور
عورت کیواسطے پیراہن اور ازار اور داسنی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاوین سنت ہی اور اوسکے واسطے

فائدہ ...

فائدہ ...

ازار اور لفافہ اور دامنی بھی کفایت ہے **ف** اور کفن سنت کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتون کو
جنھون نے اونکی بیٹی کو کفن دیا تھا پانچ کپڑے عطا فرمائے تھے ایسا ہی لکھا ہے فتح میں بیان کیا اسکو ام عطیہ نے اور منذری نے کہا کہ
سیاق جو ہے ام عطیہ کے سیاق سنت غالب ہے کہا الدسنکہ تھی ہیں ان عورتون میں جنھون نے کفن دیا تھا ام کلثوم بیٹی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول جو دیا اوسکو ازار تھی پھر پیراہن پھر دامنی پھر چادر پھر ایک اور کپڑا اوڑھا گیا
روایت کیا اسکو ابو داود نے اور حسن کہا اوسکو نووی نے اور کہا منذری نے کہ ام کلثوم نے وفات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
غائب تھے یعنی اوس جگہ نہ تھے اور معارض ہے اس قول کے وہ جو کہا ابن الاثیر نے کتاب الصحابہ میں کہ انتقال کیا ام کلثوم نے
سنہ نو مین بعد زینب کے ایک برس اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور کہا کہ وہ ہی جسکو غسل دیا تھا ام عطیہ نے
اور ایک سند قوی موجود ہے جو دلالت کرتی ہے ضعف پر قول منذری کے وہ جو روایت کیا ابن ماجہ نے بسند صحیح ام عطیہ سے کہا کہ
داخل ہوئے ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم غسل دے رہے تھے اونکی بیٹی ام کلثوم کو سو فرمایا آپ نے کہ غسل دو اوسکو تین بار
یا پانچ بار ساتھ پانی اور بیری کی پتی کے اور اخیر بار مین کافور کرین سو جب فراغت ہو جاوین خبر دین مجکو تو جب فارغ ہوئے ہم خبر دی
ہمنے آپکو تو پھینکی طرف ہماری ایک ازار اور کہا کہ پہنا دو یہ اوسکو ذکر کیا یہ شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** پہلے لفافہ بچھاوے
تب اوسکے اوپر ازار تب مردے کو پیراہن پہنا کر ازار پر رکھے اور ازار کو پہلے بائین طرف سے لپیٹے تب داہنی طرف سے لپیٹے تب بعد اوسکے لفافہ بھی
اسی طرح لپیٹے اور عورت کو پہلے پیراہن پہناوین اور اوسکے سر کے بال کو دو حصہ کرکے اوسکی چھاتی پر پیراہن کے اوپر رکھ دیوے
تب اوسکے اوپر دامنی اوڑھاوے تب اوسکے اوپر لفافہ لپیٹے اور اگر کفن کے کھل جانیکا ڈر ہووے تو اوسکو باندھ دیوے **ف** اور
کفن کفایت سے بھی کم کرنا مکروہ ہے مگر وقت ضرورت کے جیسا کہ روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کے خباب بن الارت سے کہا کہ ہجرت کی
ہمنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ کے تو واقع ہوا اجر ہمارا اللہ پر تو بعضے اونمین سے ایسے ہوئے جنھون نے کچھ اجر لیا اور
گذر گئے اونمین سے تھے مصعب بن عمیر کہ قتل کیے گئے دن احد کے اور چھوڑ گئے ایک چادر تو ہم جب ڈھانپتے تھے سر اونکا کھل جاتے
تھے پیر اونکے اور جب پیر کو بند کرتے تھے کھل جاتا تھا سر اونکا تو حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھپاؤ سر اونکا اور کرو پیر پر
گھاس اذخر کی اور کفن بھی قبل باندھنے کے خوشبو دیا جاوے طاق بار کیونکہ روایت کیا حاکم نے مستدرک مین کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوشبو دو تم میت کو تین بار اور ایک روایت مین بیہقی کی ہے جمّروا کفن المیت ثلثا یعنی
خوشبو دو کفن کو مردے کے تین بار اور کہا گیا ہے کہ سند اوسکی صحیح ہے اور بعد اوسکے اوسپر نماز پڑھین کیونکہ **ص** نماز پڑھنا جنازہ
کی فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑھ لین سب کے ذمے سے ساقط ہو گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب گنہگار ہونگے **ف** تو یہاں
جگہ پر دو باتین ثابت کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ نماز فرض ہے دوسری یہ کہ فرض کفایہ ہے تو دلیل فرضیت کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یعنی پڑھ نماز اونپر کیونکہ نماز تمہاری باعث آرام ہے اونکے واسطے اور دلیل دوسری کی
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردے پر خود نماز نہین پڑھی اور کہا اصحاب سے کہ پڑھو نماز اپنے صاحب پر تو اگر فرض عین ہوتی
نہ ترک کرتے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شرط اوسکی یہ ہے کہ مردہ امام کے سامنے حاضر ہووے تو نماز غائب پر درست نہین اور
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تھی تو اسواسطے کہ تخت اوسکا آپکے سامنے حاضر ہو گیا تھا اگرچہ مقتدیون کو

نہ معلوم ہوا اور دلالت کرتا ہی اوسپر جو روایت کیا ابن حبان نے صحیح مین عمران بن حصین سے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی تمھارا
نجاشی انتقال کیا اوسنے سو کھڑے ہو اور نماز پڑھو اوسپر تب کھڑے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی صحابہ نے پیچھے
آپکے اور تکبیر کہین چار تکبیرین اور وہ نہین جانتے تھے کہ جنازہ اونکے سامنے ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ گمان اونکا اسی طرف تھا کہ جنازہ بے
بغیر سامنے ہونے جنازے کے نماز کس طرح ہوگی تو شاید کہ کشف ہوا ہو آپ پر یا خصوصیات نجاشی مین ہووے واللّٰہ اعلم تو اگر کوئی اعتراض
کرے کہ سوا نجاشی کے آپنے معویہ بن معویہ مزنی پر نماز پڑھی اور وہ حاضر نتھے جیسا کہ اوترے حضرت جبرئیل علیہ السلام تبوک مین اور کہا
ای رسول اللہ معاویہ نے وفات کی مدینے مین تو اگر چاہو تم لپیٹ دون مین تمھارے واسطے زمین کو یعنی اوس زمین کو جہان وہ دفن ہوئے ہین
حاضر کرون اور تم نماز پڑھو اوسپر فرمایا کہ اچھا تو مارا اپنا بازو زمین پر حضرت جبرئیل نے تو اوٹھا آپکے واسطے تخت اونکا اور نماز پڑھی
آپنے اوپر اور پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صفین تھین فرشتون کی ہر صف مین ستر ہزار فرشتے تھے پھر پوچھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل ع سے کہ کس سبب سے یہ درجہ پایا اوسنے کہا کہ اچھی لگتی تھی اونکو سورت قل ہو اللہ احد کی اور پڑھتے تھے
اوسکو آتے جاتے اور چلتے اور کھڑے اور بیٹھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث ابی امامہ سے اور ابن سعد نے طبقات مین حدیث انس سے اور
نماز پڑھی آپنے زید بن حارثہ اور جعفر طیار پر جیسا کہ روایت کیا واقدی نے مغازی مین حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ قَتَادَةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ قَالَ لَمَّا الْتَقَى
النَّاسُ بِمُوتَةِ جَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُشِفَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّامِ
فَهُوَ يَنْظُرُ اِلَى مُعْتَرَكِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ وَصَلَّى
عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا اللهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَسْعَى ثُمَّ اَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ
فَمَضَى حَتَّى اسْتُشْهِدَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ يَطِيْرُ فِيْهَا
بِجَنَاحَيْنِ حَيْثُ شَاءَ یعنی بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر اور ظاہر ہوا اونکو شام تک اور دیکھتے تھے اونکی لڑائی
کی جگہہ کو پھر فرمایا آپنے لیا نشان کو زید بن حارثہ نے اور گذرے اور شہید ہوئے اور نماز پڑھی اوپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دعا کی
اونکے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے داخل ہو جنت مین اور وہ دوڑتا ہی جنت مین پھر لیا نشان کو جعفر بن ابی طالب نے اور گذرے اور شہید ہوئے
پھر نماز پڑھی اوپر اور دعا کی اونکے واسطے اور کہا کہ بخشش مانگو اللہ سے اوسکے لیے اور داخل ہوا وہ جنت کو اور اوڑتا ہی جنت مین ساتھ
دونون بازو کے جہان چاہتا ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ خصوصیت نجاشی کا ہمنے دعوی اوس تقدیر پر کیا ہی کہ جب تخت مردے کا نہ ظاہر ہوا ہو
آپکے واسطے اور نہ دیکھیں آپ اوسکو اور جو مذکور ہوا اوسکے خلاف ہی باوجود ضعف روایات کے سو جو مغازی سے مروی ہی مرسل ہی دونون
طریقون سے اور جو ابن سعد سے ہی طبقات مین ضعیف ہی ساتھ علا کے اور وہ بیٹا زید کا ہی اور کہا ہی کہ بیٹا زید کا اتفاق کیا محدثین نے اوسکے
ضعف پر اور طبرانی کی روایت مین بقیہ بیٹا ولید کا ہی اور وہ بھی ضعیف ہی اور اگر اسکو تسلیم کرین تو لازم آتا ہی کہ جتنے لوگ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ملکون مین مرے ہون نماز پڑھی ہو آپنے اون سب پر اور یہ ہرگز ثابت نہین ہوا ف اور نماز جنازے کی
یہ ہی کہ پہلے تکبیر کہے دونون ہاتھون کو اوٹھا کے پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھاوے اور شافعی کے نزدیک ہر تکبیر مین اوٹھاوے اور ثنا پڑھے پھر تکبیر
کہے اور درود بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے اگر مردہ بالغ ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا

فصل نماز جنازہ کی ترکیب میں

وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اور اگر لڑکا ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً اور پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیرے اور قراءت اسمین
نہین ہے اور شافعیؒ کے نزدیک قراءت بھی ہے **ف** اور ہمارے نزدیک چار تکبیرین ہین لوگ پہلے جو آپ پانچ یا زیادہ تکبیر کہتے تھے
منسوخ ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا امام محمدؒ نے ابوحنیفہؒ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ تھے لوگ تکبیر کہتے جنازہ پر
پانچ یا چھ یا چار یہان تک کہ انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تکبیر کہتے تھے ایسا ہی زمانہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مین پھر جب
والی ہوئے حضرت عمرؓ تو کہا انھون نے واسطے اونکے کہ تم گروہ ہو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگر تم اختلاف کروگے اختلاف کرینگے
لوگ بعد تمھارے اور ابھی لوگون کو تھوڑا زمانہ گذرا ہے جاہلیت سے تو اجماع کرو ایسی چیز پر کہ اجماع کرین اوسپر لوگ بعد تمھارے تو سب
لوگون کی رائے متفق ہوئی اس بات پر کہ اخیر جنازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی تکبیرین کہین تھین اوتنی ہی کہین لوگ
اوسکے ساتھ تمسک کرین اور چھوڑ دین اوسکے ماسوا کو تو ڈھونڈھا انھون نے اور پایا اخیر جنازے کو کہ تکبیرین کہین تھین اوسپر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ نہین پایا ابراہیم نے حضرت عمرؓ کو لیکن انقطاع ارسال مین داخل ہے
اور وہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور باوجود اسکے کہ وصل کیا اوسکو امام احمد نے روایت عامر بن شقیق سے انھون نے ابووائل سے
اور روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباسؓ سے کہ آخر جو تکبیر کہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر چار تکبیرین تھین اور تکبیرین
کہین حضرت عمرؓ نے چار اور ابن عمرؓ نے عمر پر چار اور حسن بن علی نے علی پر چار اور حسین بن علی نے حسن پر چار راضی ہوا اللہ ان سب
بزرگوارون سے اور تکبیر کہی ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر چار اور سکوت کیا اوس سے حاکم نے اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے بسبب
فرات بن سائب کے کہا متروک ہے اور روایت کیا اوسکو بیہقی نے سنن مین اور طبرانی نے نضر بن عبدالرحمن سے اور ضعیف کیا اوسکو
بیہقی نے اور کہا کہ مروی ہے بہت وجہون سے اور سب ضعیف ہین مگر یہ کہ اجتماع صحابہ کا چار پر دلیل ہے اس بات پر کہ یہ حدیث ثابت ہے
اور روایت کیا اوسکو ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان مین حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ بْنِ عِمْرَانَ ثَنَا
اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ الْفَرُّوْخِ ثَنَا نَافِعُ بْنُ هُرْمُزَ ثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَعَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ
ثُمَّ كَانَ اٰخِرُ صَلَاتِهٖ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ اِلٰى اَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی تھین تکبیرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بدر پر
سات اور بنی ہاشم پر پانچ پھر تھین آخر نماز مین چار تکبیرین یہان تک کہ نکلے دنیا سے اور مرفوع ہوا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ تھی اخیر نماز مین تکبیر کہ جو تھین آپ نے اسمین چار تکبیرین عمرؓ سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور
روایت کیا ابوعمرؒ نے استذکار مین سلیمان بن ابی حثمہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جنازے پر چار اور پانچ
اور سات اور آٹھ یہان تک کہ آئی خبر مرنے نجاشی کی تو نکلے آپ طرف مصلے کے اور صف کی لوگون نے پیچھے آپکے اور تکبیر کہی چار
پھر ثابت رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار پر یہان تک کہ اوٹھالیا اونکو اللہ تعالی نے اور روایت کیا اوسکو حارث بن ابی اسامہ نے

فرات بن سائب

مسند مین ابن عمر رضی سے مثل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین انس بن مالک رض سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیرین اور بنی ہاشم پر بھی سات اور اخیر نماز کہ پڑھی تھی اوسکو آپ نے
تکبیرین کہین تھین اوسمین چار یہان تک کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث بالجملہ ثابت ہوا کہ صحیح چار تکبیرین ہین اور
ایسا ہی بیان کیا اوسکو مشائخ عظام نے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ اور شروع کرنا ساتھ درود اور ثنا کے سنت
دعا کی ہی روایت کیا ابو داود اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات مین فضالہ بن عبید سے کہا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو کہ دعا کرتا ہی اور نہین درود بھیجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ ثنا کی اللہ تعالی پر سو کہا کہ جلدی کی اس شخص سے لے
تو بلایا اوسکو اور کہا کہ جب دعا کرے کوئی تم مین سے تو چاہیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور ثنا کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پھر دعا کرے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور یہ دعائین بھی حدیث مین وارد ہوئین ہین **ص** اور جو شخص
کہ نماز پڑھے وہ مردے کے سینے کے برابر کھڑا ہو **ف** اسواسطے کہ یہ مقام قلب کا ہی اور اوسمین نور ایمان ہی تو کھڑا ہونا
سینے کے پاس اشارہ ہی طرف شفاعت کے واسطے ایمان اوسکے کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کھڑا ہو سامنے
اوسکے سر کے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت انس رض سے اور کہا کہ یہی سنت ہی لیکن اوسکی اسناد مین کلام ہی **ص** اور بہتر ہی امامت
کیواسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام محلے کا پھر ولی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مردے کے اجازت لیکے غیر کو امامت کرنا
درست ہی اور اگر ولی کے سوا دوسرون نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہی کہ نماز کو دوہراوے اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ نہ دوہراوین اور جو
مردہ بغیر نماز پڑھے ہوئے دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے جب تک شبہہ سڑنے کا نہووے یعنی تین روز تک **ف** اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصار سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اوسکو ابن حبان اور حاکم نے
اور سکوت کیا اوس سے اور اخراج کیا مالک نے موطا مین یہی مضمون **ص** اور سواری پر نماز جنازہ درست نہین **ف** اور قیاس
اسکو مقتضی ہی کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہین بوجہ نہونے ارکان نماز کے اور استحسان سے نہین جائز ہی کیونکہ اوسمین تکبیر
تحریمہ موجود ہی **ص** اور جس مسجد مین جماعت ہوتی ہو اوسکے اندر مردے کو رکھکے نماز پڑھنا مکروہ ہی اور اگر مردہ اوسکے باہر
تو اوسمین اختلاف ہی بعض کے نزدیک مکروہ نہین اور بعض کے نزدیک مکروہ ہی **ف** روایت کیا ابو داود اور ابن ماجہ نے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر مسجد مین تو نہین اجر ہی واسطے اوسکے
اور ایک روایت مین فَلَا شَيْءَ لَهٗ ہی اور صالح مولی توأمہ کا اوسکی اسناد مین ثقہ ہی لیکن اختلاط ہو گیا تھا اوسکو آخر عمر مین نقل کیا
نسائی نے ابن معین سے کہ وہ ثقہ ہی اور جسنے قبل اختلاط کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہی اور ابن ابی ذئب نے سنا اوس سے
قبل اختلاط کے اور تفصیل کی اسکی شیخ ابن الہمام نے اور وہ جو مسلم مین ہی کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مین
جنازے کی ایک واقعہ ہی کہ اوس سے عموم ثابت نہین ہوتا اور جائز ہی کہ بعذر ہو اور وہ جو بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر پر پڑھی گئی
نماز مسجد مین اوسکی اسناد مین اسمعیل عنوی متروک ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور جو لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو اگر رویا ہی تو نام اوسکا
رکھا جاوے اور غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے **ف** روایت کیا نسائی نے جابر سے کہ جب روئے لڑکا نماز پڑھی جاوے اوسپر اور
وارث ہوگا کہا نسائی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہی اور روایت کیا اوسکو حاکم نے سفیان سے انھون نے ابو الزبیر سے

اسی اسناد سے اور صحیح کہا اوسکو اور جابر سے مروی ہے مرفوعا کہ لڑکا نہیں نماز پڑھی جاویگی او سپر اور نہ وارث ہوگا اور نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا یہاں تک کہ روئے اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے کہا ترمذی نے روایت کیا اوسکو موقوفا اور یہی صحیح ہے اور وہ جو معارضہ کیا ہے ساتھ اوسکے جو روایت کیا ترمذی نے حدیث مغیرہ سے اور صحیح کیا اوسکو کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سقط[ل] نماز پڑھی جاویگی او سپر اور دعا کی جاویگی واسطے والدین اوسکے کے ساتھ مغفرت کے ساقط ہے کیونکہ منع اس مقام میں مقدم ہے اثبات پر **ص** اور اگر ایک لڑکا قید ہوا اگر اپنے ماں باپ کے ساتھ قید ہوا ہو اور کوئی اونمیں سے مسلمان نہیں اور نہ وہ خود عاقل تھا نماز او سپر نہ پڑھی جاویگی اور اگر کوئی اونمیں سے مسلمان ہوا تو نماز او سپر پڑھی جاویگی اور اگر اکیلا قید ہوا تو او سپر نماز پڑھی جاویگی یا وہ لڑکا مسلمان ہوا لیکن اوسکو عقل تھی یا اوسکا کوئی ماں باپ بھی مسلمان نہ ہوا تو بھی نماز نہ پڑھی جاویگی اور اگر ایک کافر مرا اور اوسکا ولی مسلمان تھا تو اوسکا ولی غسل دیوے جس طرح سے نجس چیز دھوئی جاتی ہے یعنی اوسکو وضو نہ کرایا جاوے اور داہنی طرف سے شروع نہ کرے اور ایک کپڑے میں اوسکو لپیٹے اور ایک گڑھا کھودے اور اوسکو اوسمین ڈال دیوے **ف** روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ ثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا اَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِ اَبِي طَالِبٍ بَكٰى ثُمَّ قَالَ لِي اذْهَبْ فَاغْسِلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهٖ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِي اذْهَبْ وَاغْتَسِلْ قَالَ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ اَيَّامًا وَلَا يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ حَتّٰى نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهٰذِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ یعنی فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ جب خبر کی مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ موت ابو طالب کے روئے پھر کہا واسطے میرے جا اور غسل دے اوسکو اور چھپا اوسکو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا مینے ایسا ہی اور آیا میں پھر فرمایا کہ جا اور غسل کر اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش مانگتے واسطے اوسکے کئی دن تک اور نہ نکلے گھر سے یہاں تک کہ اوترے جبرئیل علیہ السلام ساتھ اس آیت کے کہ نہیں جائز واسطے نبی کے اور اون لوگوں کے جو ایمان لائے یہ کہ بخشش مانگیں مشرکوں کے واسطے اور اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی بخشش اگرچہ نبی کے عزیز و اقارب میں سے ہو روا نہیں ہوتی اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہے اور ایسا ہی روایت کیا ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعہ کے اور غسل میت سے اور یہ ضعیف ہے اور روایت کیا اونے اور ترمذی نے مرفوعا کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو اوٹھاوے اوسکو تو وضو کرے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو جمہور نے اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی ہاں محمول استحباب پر ہو سکتا ہے کہ مثلا بعد غسل میت کے غسل مستحب ہووے اور اسیطرح وضو بعد اوٹھانے جنازے کے **ص** اور سنت ہے جنازے کے اوٹھانے میں چار آدمی اس طرح پر کہ اوسکے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے اپنے داہنے کاندھے پر رکھیں تب اوسکے دوسری طرف کے آگے کے پائے اور پیچھے کے پائے کو اپنے بائیں کاندھے پر رکھیں اور جلدی جلدی چلیں اور دوڑیں نہیں **ف** اور یہ تدبیر اوٹھانے کی اور ہوئی ہے بہت صحابہ اور تابعین سے روایت کیا ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے مصنف میں علی ازدی سے کہا کہ دیکھا مینے ابن عمر کو ایک جنازے میں کہ وہ اوٹھایا جاتا تھا چاروں کونوں سے تخت کے اور روایت کیا

ل سقط اوس بچے کو کہتے ہیں جو حمل کے چار مہینے بعد گرے اور بعض کہتے ہیں اور جو پورے دنوں سے پہلے ایسے بچہ کو کہتے ہیں جو چار مہینے ۱۲

اونھی دونون نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو پکڑے چارون کونے تخت کے کیونکہ یہی سنت ہی اور روایت
کیا امام محمد نے اونھی سے کہ کہا انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ اوٹھاوے جنازے کو چارون کونون سے تخت کے اور اخراج کیا اوسکا
ابن ماجہ نے اور لفظ اوسکا یہ ہی کہ جو اوٹھاوے جنازے کو تو پکڑے چارون کونے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک آگے کا شخص گردن
کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد نے طبقات مین
اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہی یہ بھی بہت صحابہ سے لیکن جواب اوسکا یہ ہی کہ اوس وقت ہجوم تھا ملائکہ کا اوسواسطے
جنازہ اس طرح پر اوٹھایا گیا اور مروی ہی حدیث مین کہ ستر ہزار فرشتے جنازے مین حاضر ہوئے تھے یا کوئی اور سبب ہوگا اور جلدی چلنا
حدیث مین وارد ہی روایت کیا ابوداود اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ پوچھا ہمنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسطرح چلین
ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم خبب سے اور خبب ایک قسم ہی دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہی اور نکالا اصحاب ستہ والون نے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر مردہ نیک ہی تو تم جلدی لیے جاتے ہو اوسکو طرف نیکی کے اور اگر بد ہی
تو جلدی رکھتے ہو تم اوسکو کندھون سے اپنے **ص** قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھنا مکروہ ہی **ف** کیونکہ بیٹھ جانے سے معلوم ہوتا ہی
کہ اوس سے اعراض اور تغافل ہی اور جو شخص بیٹھا ہو اور جنازہ اوسکے سامنے سے گذرے تو کھڑا ہووے اور بعضون نے کہا ہی کہ کھڑا
ہووے اور صحیح اول ہی کیونکہ روایت کیا حضرت علی ع نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ہمکو کھڑے ہونے کا ساتھ جنازے کے
پھر بیٹھنے لگے بعد اوسکے اور حکم کیا ہمکو بیٹھے رہنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد وغیرہ نے **ص** اور جنازے کے پیچھے چلنا
مستحب ہی **ف** اور اس باب مین دونون طرح کے آثار وارد ہین اور حضرت علی رض سے مروی ہی کہ وہ پیچھے جنازے کے
چلتے تھے اور حضرت عمر اور ابوبکر وغیرہم سے آگے چلنا ثابت ہی اور حق یہ ہی کہ جس طرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوار چلے پیچھے جنازے کے اور پیدل جس طرف چاہے اور لڑکا کی نماز پڑھی جاوے اوسپر روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی
نے صحیح کیا اوسکو اور ایک روایت مین ہی کہ چلو آگے اوسکے اور پیچھے اوسکے اور داہنے اوسکے اور بائین اوسکے اور روایت کیا
ترمذی ابوداود ابن ماجہ وغیرہم نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر آگے جنازے کے **ص** قبر کھودے
اور لحد بناوے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہمارے واسطے ہی اور شق واسطے غیر ہمارے کے ہی روایت کیا
اوسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسناد مین اوسکی عبدالاعلی بن عامر ہی کہا اوسنے کہ اوسمین گفتگو ہی اور ابن ماجہ مین ہی انس
بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے مین دو شخص ایک لحد بناتا تھا اور ایک نہین بناتا تھا
تو کہا ہمنے کہ جو پہلے آویگا اوسی سے قبر بنوائین گے تو پہلے آیا بنانے والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور لحد کی وصیت کی سعد نے واسطے اپنے مرض موت مین **ص** اور مردے کو لحد مین جو قبر سے قبلے کی طرف قریب ہی رکھے
ف اور ایسا ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے اور ابوداود نے مراسیل مین کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبر مین قبلے کی طرف سے اور نہین کھینچے گئے کھینچنے کر یعنی سل نہین کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک سل چاہیے اور وہ یہ ہی
کہ رکھا جاوے تخت پیچھے قبر کے کہ ہووے سر مردے کا مقابل مین دونون قدمون کی قبر سے پھر داخل کیا جاوے سر مردے کا قبر مین اور اندر کیا جاوے
اور ہووین پیر اوسکے مقام اوسکے سر کے پھر داخل کیے جاوین پیر اوسکے اور اندر دیے جاوین اسی طرح اور یہی مروی ہی چند صحابہ سے

کہ اسی طرح رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اخراج کیا اوسکا امام شافعی نے اور بیہقی نے ساتھ اسناد صحیح کے ص
اور کہنے والا کہے بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ ف اور اس مقام پر جو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ ایسا ہی کیا تھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دفن کیا تھا ابو دجانہ کو قبر میں سو یہ اونکا سہو ہے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ غلط ہے ابو دجانہ نے انتقال کیا
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن روایت کیا ابن ماجہ نے حجاج بن ارطاۃ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے کہ تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب داخل کرتے میت کو قبر میں کہتے تھے بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ زیادہ کیا ترمذی نے اور بعد بسم اللہ کے
و باللہ اور کہا کہ حسن غریب ہے اور روایت کیا اسکو ابو داود نے اور طریقے سے اور حاکم نے اور اوس میں ہے کہ جب رکھو تم مردوں اپنے کو
قبر میں سو کہو بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ اور صحیح کیا اوسکو اور بہت سے طریقے دوسرے ہیں اس حدیث کے ص اور مردے کا
مونہہ قبلے کی طرف کر دیوے ف اور یہی ثابت ہے حدیثوں سے اور اتفاق کیا اوسپر علما امت نے ص اور جو کفن کے
کھلنے کے خوف سے گرہ باندھی تھی کھول دیوے اور کچی اینٹ اور بانس قبر پر رکھے ف اسواسطے کہ بچھائی گئین اینٹین اوپر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا انھوں نے اوس مرض میں کہ مرے اوسمین بناؤ واسطے
میرے لحد اور رکھو اوسپر اینٹین جیسا کہ کیا گیا تھا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور گذرا حدیث ابن حبان سے کہ رکھو اوپر
میرے اینٹین جیسا کہ رکھی گئین قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر پر رکھی گئی قصب اور یہ مرسل ہے اور روایت کیا ابن سعد نے طبقات میں کہ وصیت کی ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل ہمدانی
نے یہ کہ رکھی جاوین اوسکی لحد پر کچھ قصب اور کہا کہ دیکھا مینے مہاجرین کو کہ دوست رکھتے تھے اوسکو اور قصب نرکل کو کہتے ہیں فقط
ص اور دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرے اور مرد کی قبر پر نکرے ف اسواسطے کہ پردہ خاص واسطے عورت کے ہے
ص اور پختہ اینٹ اور لکڑی قبر میں بچھانا مکروہ ہے پھر مٹی ڈالے اور قبر کو ماہی پشت کرے اور مربع نکرے ف اور جسنے
دیکھا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بیان کیا کہ وہ مثل اونٹ کی کوہان کے ہے کہا امام ابو حنیفہ نے حدیث بیان کی ہمسے ایک شیخ نے
مرفوعا کہ منع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مربع کرنے سے قبر کے اور برابر کرنے سے اوسکو اور روایت کیا امام محمد نے ابراہیم نخعی سے
کہ کہا انھوں نے خبر دی مجکو اوسنے جسنے دیکھا قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہ تھین وہ اوٹھی ہوئی زمین
سے اور اوسپر تھے ٹکڑے سنگ سفید کے اور صحیح بخاری میں ہے ابو بکر بن عیاش سے کہ سفیان تمار نے حدیث بیان کی
اونسے کہ دیکھا انھوں نے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تھی مثل کوہان شتر کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
اور بہت سے آثار اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور روایت کیا ابو حفص بن شاہین نے کتاب الجنائز میں سالم سے کہ پوچھا مینے
ابو جعفر محمد بن علی اور قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ سے کہ کس طرح تھین قبریں آپکے بزرگوں کی کہا کہ تھین سب مثل کوہان شتر کے اور روایت کیا مسلم
نے ابو الہیاج اسدی سے کہا کہ کہا مجکو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجتا ہوں میں تجکو اوسپر کہ بھیجا تھا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹا
اوسکو اور نہ کوئی قبر اونچی مگر برابر کر دے اوسکو اور یہ جب ہے کہ قبر پر عمارت بنی ہو اور مراد نہیں ہے کہ قبر بالکل برابر ہو بلکہ ایسی چاہیے کہ ممتاز رہے اور معلوم ہو کہ قبر ہے

باب شہید کے بیان میں

جو شخص کہ طاہر ہو بالغ ہووے اور تیز ہتھیار سے مارا جاوے ظلم کی راہ سے اور اوس مارنے کے بدلے میں مال دنیا واجب نہ ہووے یا پایا گیا میدان قتال میں

زخمی پایا جاوے تو جسپر غسل واجب ہی جیسے جنب اور حائض اور نفسا یا لڑکا ہی تو وہ شہید نہین اور جسکو کہ تیز چیز سے قتل نہین کیا بلکہ
بھاری چیز سے تو وہ بھی شہید نہین مگر اگر باغیون نے مارا ہووے یا مشرکین یا لوٹنے والون نے کہ اونکا مقتول جس چیز سے چاہین
مارین شہید ہی **ف** اور جنب اگر شہید ہو تو امام صاحب کے نزدیک غسل اوسکو کرایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہین دلیل امام صاحب
کی یہ ہی کہ روایت کیا ابن حبان اور حاکم نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اور
تحقیق کہ قتل کیا گیا حنظلہ بن عامر ثقفی صاحب تمہارا غسل دیتے ہین اوسکو ملائکہ تو پوچھا صحابیون نے اونکی بیوی سے کہا کہ نکلے تھے
وہ اور جنب تھے اخیر حدیث تک اور فرمایا آپنے کہ اسیواسطے غسل دیتے ہین اوسکو ملائکہ اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط مسلم کے
اور بیوی کا ذکر نہین کیا اور نام اونکی بیوی کا جمیلہ بنت ابی سلول ہی بہن تھین عبد اللہ بن سلول منافق کی اور باغیون کے
یا مشرکون کے ہاتھ سے جو مارا جاوے تو وہ شہید ہی اور دلیل اسکی صاحب ہدایہ نے یہ بیان کی ہی کہ شہدا احد کے سب ہتھیار سے
نہین مارے گئے تھے اور پھر کسیکو غسل نہین دیا گیا **ص** اور جو ظلم سے نمارا جاوے بلکہ حد یا قصاص سے مرے تو بھی شہید نہین اور
جسکے مرنے سے دیت واجب ہووے وہ بھی شہید نہین مگر باپ اگر اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ شہید ہی اور اگر کسی شخص کو میدان مین زخمی
نپایا بلکہ اوسکی نکسیر چھوٹی ہوئی پائی تو وہ شہید نہین **ع** اگر کسی مسلمان کو ایک مسلمان نے کہ وہ باغی اور ڈکیت نہین مار ڈالا تو اگر لوہے سے
مارا ہی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہی اور جو لوہے سے نہین مارا تو شہید نہین اور صاحبین کے نزدیک کچھ لوہے کی شرط نہین اور
جو چیزین کپڑے سے خاص نہین جیسے پوستین اور قبا اور ٹوپی اور ہتھیار اور موزہ وہ شہید سے اوتار لیجاوینگی اور اگر کفن مین
کوئی چیز کم ہو تو زیادہ کرین اور جو زیادہ ہو تو کم کرین اور اوسکو غسل ندیوین اور نماز پڑھین اور خون بھرا ہوا دفن کر دیا جاوے
ف کیونکہ روایت کیا امام احمد نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئے احد کے شہیدون پر سو فرمایا کہ مین گواہ ہون
ان لوگون پر دفن کر دو اونکو ساتھ زخمون اونکے کے اور خون کے اور یہ مستلزم ہی عدم غسل کو کیونکہ جب غسل ہوگا تو خون کہان باقی رہیگا
اور غسل کے ترک مین چند حدیثین آئین ہین اخراج کیا بخاری اور اصحاب سنن نے لیث بن سعد سے انھون نے زہری سے انھون نے عبد الرحمن
بن کعب سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے دو شخصون کو شہیدون احد سے اور فرماتے تھے کہ کون سا
زیادہ ہی حافظ قرآن کا تو جب بتلاتا کوئی کسیکو اوسکو آگے کرتے لحد مین اور کہتے مین گواہ ہون انپر دن قیامت کے سو حکم کیا آپنے
اونکے دفن کا خونون مین اور نہین غسل دیا اونکو زیادہ کیا بخاری اور ترمذی نے اور نہین نماز پڑھی اونپر کہا نسائی نے نہین جانتا ہون مین
کہ متابعت کی ہو لیث کی کسینے اصحاب زہری سے اس اسناد پر اور بخاری نے نہین اختیار کیا اوسکو اور روایت کیا ابو داود نے جابر سے
کہ لگا ایک شخص کو تیر سینے مین یا حلق مین سو مر گیا اور رکھا گیا اوسی طرح اپنے کپڑون مین اور ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سند اوسکی صحیح ہی اور روایت کیا نسائی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹ دو اونکو اونکے خونون مین کیونکہ نہین ہی کوئی
زخم کہ لگا ہی اسکی راہ مین مگر آویگا دن قیامت کے کہ رنگ اوسکا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو جیسے مشک کی اور امام شافعی کے نزدیک اوسپر
نماز بھی نہ پڑھی جاوے اور کہتے ہین کہ تلوار محو کرنے والی ہی واسطے گناہون کے اور بعض فقہا نے اسکو کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہی
اور ایسا ہی ہی صحیح ابن حبان مین اور صحیح بخاری مین ہی جابر سے کہ نہین پڑھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قتیلون احد کے
اور جواب ہماری طرف سے یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین عطا بن ابی رباح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اوپر

شہداے احد کے ثواب مارضیتم کی حدیث جابر کی ہمارے نزدیک لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اوسکا یہ ہی کہ عطاء یہ بڑے تابعین سے ہین اور مرسلات انکے مانند مرفوع کے ہین اور اگر مسلم ہو تو جب قوت دیوے اوسکو دوسری حدیث مرفوع تو حجت ہوگی اور وہ یہ ہی جو روایت کیا حاکم نے جابر سے کہا کہ گم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو یعنی اونکی نعش نہین ملتی تھی بسبب کثرت شہدا کے پھر کھڑے ہوئے لوگ قتال سے سو کہا ایک شخص نے کہ دیکھا مینے اونکو فلانے درخت کے نیچے تب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس درخت کے پاس اور دیکھا اونکو اور اونکا حال اور روئے پکار کے سو کھڑا ہوا ایک شخص انصار مین سے اور ڈالا اونپر ایک کپڑا پھر لائے گئے حمزہ علیہ السلام اور نماز پڑھی آپنے اونپر پھر باقی شہید پڑھے جاتے تھے اونپر نماز پہلو مین حضرت حمزہ کے اور اوٹھتے جاتے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہین رکھے گئے یہان تک کہ پڑھی نماز سب شہیدون پر اور فرمایا آپنے کہ حمزہ سردار شہیدون کے ہین اللہ کے نزدیک دن قیامت کے اور کہا کہ صحیح ہی اسناد اوسکا اور نہین نکالا اوسکو شیخین نے لیکن اسناد مین اوسکی مفضل بن صدقہ ہی اور اوسکو اگرچہ ضعیف کیا یحییٰ اور نسائی نے لیکن کہا اہوازی نے کہ تھے عطاء بن مسلم توثیق کرتے اونکی اور احمد بن شعیب نے ثنا کی اونپر پوری ثنا اور کہا ابن عدی نے نہین دیکھتا ہون مین ساتھ اوسکے کچھ حرج تو نہ کم ہوگی حدیث درجہ حسن سے اور وہ حجت ہی اور شک نہین اسمین کہ قوت کرتی ہی حدیث ابوداود کو اور کہا احمد نے ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمۃ ثنا عطاء بن السائب عن الشعبی عن ابن مسعود قال کان النساء یوم احد خلف المسلمین یہان تک کہ کہا فوضع حمزۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجیئ برجل من الانصار فوضع الی جنبہ فصلی علیہ فرفع الانصاری وترک حمزۃ ثم جیئ باخر فوضع الی جنب حمزۃ فصلی علیہ ثم رفع وترک حمزۃ فصلی علیہ یومئذ سبعین صلوٰۃ یعنی تھین عورتین دن احد کے پیچھے مسلمانون کے یہان تک کہ کہا پس رکھے گئے حمزہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لائے گئے دوسرے شخص انصار مین سے اور رکھا اونکے پہلو مین سو نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر اور چھوڑ دیے گئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور اوٹھایا گیا وہ شخص پھر لائے گئے دوسرے شخص اور رکھا پہلو مین حمزہ کے اور نماز پڑھی آپنے اوسپر اور اوٹھایا گیا اور رکھے رہے حمزہ رضی اللہ عنہ یہان تک کہ پڑھی اونپر نماز ستر بار اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین عطاء بن السائب اگرچہ آخر عمر مین حفظ اونکا بگڑ گیا تھا لیکن جن لوگون نے اونسے اول عمر مین روایت کیا تو وہ صحیح ہی اور مین جانتا ہون کہ حماد بن سلمہ نے اونسے قبل تغیر کے سنا کیونکہ حماد بن زید نے تو ثابت ہوا ہی کہ قبل تغیر کے سنا اور وفات اونکی عطاء کے بعد پچاس برس کے ہوئی اور حماد بن سلمہ نے انتقال کیا قبل حماد بن زید کے بارہ برس پہلے تو روایت اونکی صحیح ہوگی اور بشرط عدم تسلیم کے حسن سے کم نہوگی اور روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ جب پھرے مشرک لوگ شہیدون احد سے یہان تک کہ کہا پھر آگے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور تکبیر کہی اونپر دس بار اور ذکر کیا مانند اور روایتون کے اور یہ بھی درجہ حسن سے کم نہین تھی درصورتیکہ سب ضعیف ہوتین تب بھی حاصل اون حدیثون کا حسن ہو جاتا ہی کہ ہر حدیث حسن ہووے علاوہ اسکے کہا واقدی نے مغازی مین حدثنی عبد ربہ بن محمد اللہ عن عطاء عن ابن عباس اور ذکر کیا اوس حدیث کو تو رفع ہو گیا اوسکا اور روایت کیا موسیٰ بن ربیعہ بن قیس لشکری نے کہا کہ تھا مین اوس لشکر مین کہ بھیجا تھا اوسکو ابوبکر صدیق نے ساتھ عمرو بن العاص کے ایلہ اور فلسطین کی طرف اور ذکر کیا حدیث کو اور کہا کہ قتل کیے گئے ہمین مسلمانون مین سے ایک سو تیس آدمی اور نماز پڑھی اونپر عمرو بن العاص اور اون لوگون نے جو اونکے ساتھ تھے

مفضل بن صدقہ

عطاء بن السائب

اور تھے اوسوقت ساتھ عمرو کے نو ہزار مسلمان اور دوسرے یہ کہ نماز واسطے ظاہر کرنے کرامت کے ہے اور وہ شہید مین نہین ہی **ص** اور لڑکے اور حائض اور جنب اور نفسا کو غسل دیا جاوے **ف** اور دلیل اسکی گذری کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل دیتے ہین حنظلہ کو ملائکہ اور لڑکے کو اسواسطے غسل دیا جاوے کہ سیف کافی ہوئی شہدائے احد کے حق مین غسل کے بدلے کیونکہ وہ معصوم تھے بخلاف لڑکے کے کہ اوسکا گناہ نہین ہی تو اونکے حکم مین نہوگا **ص** اور اگر ایک شخص کو شہر مین مقتول پایا اور قاتل اوسکا معلوم نہین برابر ہی کہ قتل اوسکا لوہے یا بڑی لاٹھی یا چھوٹی لاٹھی سے ہوا ہی غسل اوسکو دینگے اگر ایسے موضع مین جہان دیت اور قسامت لازم آتی ہی جیسے محلہ اور گھر وغیرہ مین پڑا ہووے اور اگر سڑک یا مسجد جامع مین پڑا ہووے تو اگر معلوم ہوا کہ لوہے سے قتل ہوا ہی غسل نہ دیا جاویگا کیونکہ وہ شہید ہی اور اگر لوہے سے نہین قتل کیا گیا ہی بلکہ بڑی لاٹھی سے امام صاحب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک نہین دیا جاویگا اور اگر چھوٹی لاٹھی سے قتل ہوا ہی سب کے نزدیک غسل دیا جاویگا اور اگر کچھ نہ معلوم ہوا کہ کس سے قتل ہوا ہی تو غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص معرکے مین زخمی ہوا بعد اوسکے سویا یا کچھ کھایا یا پیا یا اوسکا علاج کیا یا خیمے تک زندہ گیا یا ایک وقت نماز تک غافل رہا یا کچھ وصیت کی غسل دیا جاویگا اور نماز پڑھی جاویگی ان سب صورتون مین اور امام محمد کے نزدیک فقط وصیت سے غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا ڈاکے والا مارا گیا اوسکو غسل دینگے اور نماز نہین پڑھینگے **ف** کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہین نماز پڑھی باغیون پر ایسا ہی ہے ہدایے مین

باب کعبے مین نماز پڑھنیکے بیان مین

کعبے مین فرض اور نفل پڑھنا درست ہی اور امام شافعی کے نزدیک ہدایے مین کہا ہی کہ درست نہین اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ درست ہی جب متوجہ ہو طرف دیوار کعبے کے یہان تک کہ اگر مونہہ کیا طرف دروازے کے اور وہ کھلا ہی اور چوکھٹ بھی برابر اوسکی یا لان کی لکڑی کے نہین تو نہین جائز ہوگا اور یہی ہی اونکی کتابون مین کہ اگر معاذ اللہ مثلاً کعبہ گرا یا جاوے تو نماز اوسکے باہر اوس طرف مونہہ کرکے درست ہی اور اوسکے اندر جائز نہین مگر جب اوسکے سامنے سترہ ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور اعتراض کیا اوسپر صاحب شرح وقایہ نے **ف** اور ہمارے نزدیک اسواسطے درست ہی کہ روایت ہی صحیحین مین ابن عمر رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بند کرلیا اوسکو پھر رہے تھوڑی دیر اوسمین کہا ابن عمر نے کہ پوچھا مینے بلال سے جس وقت نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیے دو ستون بائین طرف اور ایک داہنی طرف اور تین پیچھے اپنے پھر نماز پڑھی تو تھا خانہ کعبے کا اوس دن چھہ ستون پر انتہی اور یہ دن فتح مکے کا تھا جیسا کہ تصریح کی انھون نے ساتھ اوسکے نافع سے انھون نے ابن عمر سے تو حدیث اور سوا اوسکے معارض ہی اوسکے جو نکالا اون دونو نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبے مین اور اوسمین چھہ ستون تھے سو کھڑے ہوئے نزدیک اپنے رب کے اور دعا کی اور نماز نہ پڑھی تو ترجیح ہوگی حدیث ابن عمر کو کیونکہ اثبات مقدم ہی نفی پر اور بعضون نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوۃ سے اوس جگہہ مراد دعا ہی غلط ہی کیونکہ خود بخاری مین ہی ابن عمر سے کہ پوچھا مینے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے مین کہا کہ ہان دو رکعتین آخر تک لیکن معارض ہی اوسکے جو صحیحین مین ہی قول ابن عمر سے کہ بھول گیا مین پوچھنا اون سے کہ کتنی رکعتین پڑھین تھین تو اس صورت مین جمع اس طرح پر ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کعبے مین دن فتح کے سو نہین نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دوسرے روز سو نماز پڑھی اور یہ حج وداع مین تھا اور یہ مروی ہی حضرت ابن عمر سے ساتھ اسناد حسن کے اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے تو بہم محمول کئے ہین

حدیث ابن عباس کو اول پر روز پر وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** کعبے کے اندر نماز پڑھنا جائز ہی اگرچہ مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو
مگر جسکی پیٹھ امام کے موونہہ کی طرف ہوگی اوسکی نماز درست نہوگی کیونکہ وہ امام سے آگے ہوگیا اور کعبے کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہی
تعظیم کے واسطے اور یہ ہمارے مین ہی کہ شافعی کے نزدیک جائز نہین **ف** اسواسطے کہ کعبہ اونکے نزدیک اوس بنا کا نام ہی اور
ہمارے نزدیک کعبہ ایک احاطہ ہی اور ہوا ہی آسمان تک نہ بنا کیونکہ نقل اوسکا ہوسکتا ہی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اگر پہاڑ پر کوئی شخص
نماز پڑھے تو وہ کعبے سے اونچا ہی تو اس صورت مین جب عمارت کا نام ہووے نماز نہ جائز ہووے اور مکروہ ہی اسواسطے کہ اوسمین ترک
تعظیم ہی اور وارد ہوئی ہی اوسمین نہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ابن ماجہ نے سنن مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سات جگہہ ہین کہ نہین جائز ہی نماز اونمین پیٹھ خانہ کعبہ کی اور مقبرہ آخر حدیث تک اور ضعیف کی گئی
یہ حدیث ساتھ ابو صالح کاتب اللیث کے لیکن توثیق کی اوسکی جماعت نے اور کلام کیا بعضون نے اور نہ جائز ہونے سے مراد یہ ہی
کہ مکروہ ہی اور نماز کامل نہین ہوتی **ص** اور اونکی کتابون مین لکھا ہی کہ جب کوئی سترہ آگے کھڑا کرلیوے تو درست ہی اور بغیر اوسکے
جائز نہین اور اگر ایک امام کے ساتھ لوگون نے اقتدا کیا کعبے کے گرد حلقہ باندھکے تو درست ہی مگر کوئی انمین سے اگر اپنے امام سے
زیادہ کعبے کی طرف نزدیک ہی مثلاً امام دو گز کے فرق پر ہی اور مقتدی ایک گز کے تو اس صورت مین اگر وہ شخص اوس طرف ہی جس طرف
امام ہی تو نماز اوسکی درست نہوگی اور اگر اور طرف مین ہی تو درست ہوگی جاننا چاہیے کہ کعبے کی چار جانب ہین چار دیوار کے حساب سے
تو پھر جو شخص کہ اوس طرف کھڑا ہی جس طرف امام ہی تو وہ شخص جسوقت کعبے کی طرف امام سے زیادہ نزدیک ہی تو امام سے آگے ہوجاویگا بخلاف
دوسرے تین طرف کھڑے ہونے والون کے کیونکہ وہ جو شخص کہ اونمین امام سے زیادہ کعبے کے نزدیک ہی وہ امام کے آگے نہین ہی فقط

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ چاندی اور سونا اور سوائم اور تجارت کے مالون مین اگر حاجت اصلی سے زائد ہون اور نصاب کے موافق ہون اور قرض
مین مالک آزاد اور عاقل بالغ مسلمان کے ہو دین بعد ایک سال گذرنے کے ان چیزون پر واجب ہوتی ہی **ف** زکوٰۃ فرض ہی
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ یعنی ادا کرو زکوٰۃ مالون اپنے کی اور اوسپر اجماع ہی امت کا اور واجب کہنے سے مراد اس
مقام مین فرض ہوتا ہی اور شرط آزاد ہونے کی اسواسطے ہی کہ کمال ملک کا ساتھ حریت کے ہوتا ہی اور غلام کی کچھ ملک نہین ہی اور
بلوغ اور عقل کو بیان کرینگے اور اسلام شرط ہی اسواسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہی اور عبادت کافر سے نہین ہوتی اور نصاب بھی ضرور ہی اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کیا نصاب کو اور روایت کیا بخاری مسلم نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی کم
پانچ وسق سے کھجور کے زکوٰۃ اور وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہی اور صاع چار مد کا اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہی اور فرمایا کہ نہین
ہی کم مین پانچ اوقیہ سے چاندی کے صدقہ یعنی زکوٰۃ اور اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہی تو پانچ اوقیہ کے دوسو درم ہوئے اور اس ملک مین
قریب چالیس روپیہ کے ہوتے ہین اور فرمایا کہ نہین ہی پانچ اونٹون سے کم مین زکوٰۃ اور ایکسال گذرنے کی اسواسطے قید ہی کہ روایت کیا
مالک اور نسائی نے نافع سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاصل کرے مال تو نہین ہی زکوٰۃ اوسپر یہان تک کہ گذر جاوے
اوسپر ایک سال اور روایت کیا ابو داؤد نے عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ و حارث اعور سے انھون نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے
جب ہون تیرے واسطے دوسو درم اور اوسپر گذر جاوے ایک سال تو اوسمین پانچ درم ہین اور پھر چاندی کے بیان کیا کہ نہین ہی کسی

ابو صالح کاتب اللیث
حارث الاعور
عاصم بن ضمرہ

مال مین زکوۃ یہان تک کہ گذر جاوے ایک سال اور حارث اگرچہ ضعیف ہی لیکن عاصم ثقہ ہی اور روایت کیا مالک نے کہ کہا قاسم نے
نہین لیتے تھے حضرت ابوبکر کسی مال سے زکوۃ یہان تک کہ گذرے اوسپر ایک سال **ص** اور جو مال نصاب یا زائد حاجت اصلی
سے نہووے جیسے غلام واسطے خدمت کے اور غلہ واسطے کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور اسباب خانگی اور جانور سواری کے
اور ہتھیار کہ اونکو استعمال کرتا ہی اور مزدوری کے ہتھیار اور کتابین پڑھنے کی تو زکوۃ واجب نہین **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ نہین ہی مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام مین اور اوسکے گھوڑے مین اور ایک روایت مین ہی کہ نہین ہی اوسکے غلام مین
صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے **ص** اور نیت تجارت کی بھی ضرور ہی مثلا غلام اوسکا
حاجت سے فاضل یا گھر بھی رہنے کے واسطے نہون تو اگر نیت تجارت کی نہو گی زکوۃ واجب نہوگی اور مکاتب پر زکوۃ واجب نہین
ف اور مکاتب اوس غلام کو کہتے ہین کہ اوس سے مالک کہدے کہ اگر اتنے روپے تو مجھے دیدے تو تو آزاد ہی اور زکوۃ اسواسطے
اوسپر واجب نہین کہ حریت صرف اوسمین نہین ہی بلکہ ایک طرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا متحقق ہی جب تک اپنی قیمت ادا کر لیوے
ص اور جو شخص کہ قرضدار ہی بقدر قرض اوسکے زکوۃ اوسپر واجب نہوگی یہ جب ہی کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور
اگر قرض خدا کا ہو جیسے نذر یا کفارہ تو زکوۃ واجب ہوگی اور مال ضمار یعنی اوس مال مین کہ مالک سے غائب ہی اور امید اوسکے
ملنے کی نہین ہی جیسے مال گما ہوا یا دریا مین ڈوبا ہوا یا غصب کیا ہوا اور اوسپر کوئی گواہ نہین یا جنگل مین مثلا گاڑا اور پھر جگہ
اوسکی بھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا برسون پھر اقرار کیا لوگون کے سامنے بعد برسون کے یا جو ظالم نے مال
لے لیا اور پھر بعد برسون کے مل گیا تو ان سب صورتون مین زکوۃ اون برسون کی لازم نہ آویگی اور امام شافعی کے نزدیک لازم آویگی
اور جو قرض کہ مفلس یا غنی پر ہووے اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہون یا قاضی آپ اوس سے
واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو ملجاویگا زکوۃ اون گذرے دنون کی واجب ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خریدا بعد اوسکے
نیت خدمت کی کی زکوۃ اوس مین واجب نہوگی اگرچہ پھر نیت تجارت کی کرے جب تک اوسے بیچ نہ ڈالے
اور جو شخص کسی مال کا سوا چاندی اور سونے اور سوائم کے ہبہ یا وصیت یا نکاح یا خلع یا دیت سے مالک
ہو جاوے اور وقت ملک کے نیت تجارت کی ہووے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واسطے تجارت کے ہوگا
اور زکوۃ واجب ہوگی اور نزدیک امام محمد کے واجب نہوگی اور بعضون نے کہا ہی کہ ابو یوسف کے نزدیک واجب نہوگی اور محمد کے نزدیک
واجب ہوگی اور اگر ملک کے وقت نیت تجارت کی نہو اگرچہ پھر نیت تجارت کی ہو جاوے زکوۃ واجب نہوگی جب تک اوسکو بیچ نہ ڈالے
یہ جب ہی کہ سبب ملک کا اختیاری ہو اور اگر اختیاری نہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوۃ واجب نہوگی اور زکوۃ مین دینے کے وقت
نیت زکوۃ کی چاہیے یا مال زکوۃ کو جدا کرے تو اگر کوئی شخص ہزارون کا مال بانٹتا ہی بغیر نیت زکوۃ کے وقت بانٹنے یا جدا کرنے کے تو وہ مال
زکوۃ سے محسوب نہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اللہ کی راہ مین دیدیوے تو زکوۃ ساقط ہوگی اور اگر تھوڑا مال دیوے تو جتنے کا مال
دیا ہی اوسکی زکوۃ امام محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہین ہوگی مثلا اگر اوسکے پاس دو سو درم تھے اور
سو اونمین سے دیدیے امام محمد کے نزدیک زکوۃ اون سو کی ادا ہو جاویگی اور ابو یوسف کے نزدیک ادا نہوگی *

باب مالون کی زکوۃ کے بیان مین

نصاب اونٹ کی پانچ ہین اور گاے کی تیس اور بکری کی چالیس تو جب اونٹ پانچ سے یا گاے تیس سے یا بکریان چالیس سے
کم ہون زکوۃ واجب نہوگی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے اور جسکے نہون مگر چار اونٹ تو نہین ہی اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے
مالک اوسکا یعنی فرض نہین زکوۃ اوسمین اور جب ہوجاوین پانچ تو اوسمین ایک بکری ہی اور فرمایا کہ جب ہون کم چالیس بکریون سے
آدمی کے پاس تو نہین ہی اوسمین صدقہ مگر یہ کہ چاہے مالک اوسکا اور فرمایا وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعٌ یعنی گاے مین
ہر تیس مین ایک گاے ہی ایکبرس کی اور دوسرے برس مین لگی ہو **ص** ہر پنجے مین اونٹ کے بختی ہون یا عربی **ف** بختی
اونٹ اوسکو کہتے ہین کہ عربی اونٹ اور عجمی سے مل کے پیدا ہوا ہو اور عربی جسکے ماں باپ دونون عربی ہون **ص** ایک بکری
واجب ہی تو دس مین دو بکریان اور پندرہ مین تین اور بیس مین چار واجب ہونگی اور جب پچیس اونٹ ہوجاوین ایک بنت مخاض
یعنی ایکبرس کی اونٹنی کہ دوسرے مین لگی ہو چھتیس تک اور جب ہوجاوین تو ایک بنت لبون یعنی دو برس کی اونٹنی کہ تیسرے برس مین
لگی ہو اور جب چھیالیس ہون تو ایک حقہ یعنی تین برس کی کہ چوتھے مین لگی ہو اور جب اکسٹھ ہون تو ایک جذعہ کہ چار برس کی پانچوین
مین ہو اور جب چھتر ہون تو دو بنت لبون اور جب اکانوے ہون تو ایک سو بیس تک دو حقہ پھر اسی طرح ہر پنجے مین ایک بکری
پھر ایک سو پینتالیس مین ایک بنت مخاض اور دو حقہ اور ڈیڑھ سو مین تین حقے واجب ہونگے پھر ہر پنجے مین ایک بکری پھر ہر
پچیس مین ایک بنت مخاض اور ہر چھتیس مین ایک بنت لبون پھر ایک سو چھیانوے سے مین دوسو تک چار حقے واجب ہونگے پھر بعد
دوسو کے پنجے سے شروع کیا جاویگا جیسا کہ بعد ڈیڑھ سو کے شروع کیا گیا تھا **ف** اور ایسا ہی وارد ہوا حدیث مین اور
اسمین خلاف امام شافعی کا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور جب تیس گاے ہون یا بھینسن تو ایک تبیعہ یعنی ایک سال کا دیوے اور جب
چالیس ہون تو ایک مسنہ یعنی دو برس کا پڑا یا پڑوا اور پھر ساٹھ تک حساب لگا کر دے تو جب ساٹھ ہون دو تبیعے دے انہتر تک پھر جب ستر ہون
ایک مسنہ اور ایک تبیعہ دے پھر جب اسّی ہون تو دو مسنے اور جب نوے ہون تو تین تبیعے اور جب سو ہون تو دو تبیعے اور ایک مسنہ اور جب
ایک سو دس ہون تو ایک تبیعہ اور دو مسنے پھر جب سوا سو بیس ہون چار تبیعے یا تین مسنے دیوے اسی طور سے ہر ایک تیس مین تبیعہ اور ہر
چالیس مین مسنہ دیا کریگا اور چالیس بکریان یا بھیڑ ہون تو ایک بکری ہی پھر ایک سو اکیس مین دو بکریاں پھر جب دوسو اور ایک ہون تو
تین بکریان دے پھر جب چار سو ہون تو چار بکریان دے پھر اسی طرح ہر سیکڑے مین ایک بکری دیا کرے **ف** اور ایسا ہی حدیث
مین آیا ہی روایت کیا اوسکو ابو داود نے حضرت علی سے اور اسناد اوسکا ضعیف ہی اور مروی ہی کتاب حضرت ابو بکر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایسا ہی ذکر کیا اوسکو بخاری نے **ص** اور جو خچر یا گدھے تجارت کے نہین ہین اونمین زکوۃ واجب نہین مگر یہ کہ تجارت
کے لیے ہون **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نازل ہوا مجپر اونمین کچھ اور جب تجارت کے لیے
ہون تو زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ حال اونکا مثل حال اور اموال کے ہی **ص** اور اونٹ گاے بکری اگر گھر مین بیٹھے اونکو کھلایا جاتا ہو
اور چارہ دیا جاتا ہو تو اونمین زکوۃ واجب نہین اور یہ جو ذکر کیا مین گذرین جب ہین کہ وہ جانور سوائم یعنی جنگل سے چر لیتے جاتے ہون
اکثر مدت مین سال کی اور جو جانور کہ کام کے لیے ہین جیسے بیل ہل جوتنے کے یا بوجھ لادنے کے لیے تو اونمین بھی زکوۃ واجب نہین
بکری کے اور اونٹ کے اور گاے کے بچون مین جتنے چاہے ہون زکوۃ نہین ہی مگر بڑے کی تبعیت مین مثلاً چالیس بچے مین
بکریون کے اور پانچ مین اونٹون کے اور تیس مین گایون کے اگر ایک بھی بڑا ہوگا تو زکوۃ واجب ہوگی اور نر سے اگر نر گھوڑے ہون

واسطے تجارت کے ۱۲

تو زکوٰۃ واجب نہین اور نر ہی یا مادہ ہون تو بھی ایک روایت مین واجب نہین اور اگر نر مادہ ملے جلے ہوون ہر گھوڑے مین ایک دینار لازم آویگا یا اونکی قیمت لگا سکے اگر نصاب ہووے چالیسوان حصہ لازم آویگا **ف** اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور قول امام زفر کا بھی ہی اور کہا صاحبین نے نہین زکوٰۃ ہی گھوڑون مین کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ نہین ہی صدقہ مسلمان پر اوسکے غلام اور گھوڑے مین روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ مراد اس سے وہ گھوڑا ہی جو واسطے جہاد ہی کے ہو اور ایسا ہی منقول ہی زید بن ثابت رضہ سے یا وہ جو گھر مین کھاتا ہو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے چرنے والے مین ایک دینار ہی یا دس درم ذکر کیا اس حدیث کو شیخ تقی الدین نے امام مین دار قطنی سے روایت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بعضون نے کہا کہ پہلے واجب تھی زکوٰۃ گھوڑون مین پھر منسوخ ہوگئی جیسا کہ روایت کیا ترمذی اور نسائی نے حضرت علی رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلعم نے تحقیق کہ مینے معاف کی تمسے زکوٰۃ گھوڑے اور غلام کی تو نکالو صدقہ دراہم مین اور یہ صحیح نہین کیونکہ جائز ہی کہ عفو اون گھوڑون سے ہو اور حدیث دار قطنی ناسخ اس حدیث کی ہو اور دلالت کرتا ہی اسپر جو روایت کیا دار قطنی نے زہری سے کہ سائب بن یزید نے خبر دی اونکو کہا کہ دیکھا مینے باپ اپنے کو کہ کھڑا کرتے تھے گھوڑون کو پھر دیتے تھے صدقہ اوسکا حضرت عمر کو اور حکم کیا حضرت عمر رضہ نے ایسا ہی روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور روایت کیا عبد الرزاق نے ابن جریج سے انھون نے ابن شہاب سے کہ عثمان رضہ صدقہ لیتے تھے گھوڑونکا اور سائب بن یزید نے خبر دی اوسکو کہ عمر بن خطاب لیتے تھے صدقہ گھوڑونکا کہا زہری نے نہین جانتا ہون مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رکھا ہو صدقہ گھوڑونکا اور روایت کیا امام محمد نے آثار مین **ثنا** اَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهُ قَالَ فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ الَّتِي يُطْلَبُ نَسْلُهَا اِنْ شِئْتَ فِي كُلِّ فَرَسٍ دِينَارًا اَوْ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ وَاِنْ شِئْتَ فَالْقِيمَةُ فَيَكُونُ فِي كُلِّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فِي كُلِّ فَرَسٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى اِنْتَهٰى یعنی جو گھوڑے چرنے والے کہ طلب کی جاوے اولاد اونکی اگر چاہے ہر گھوڑے مین ایک دینار یا دس درہم اور اگر چاہے تو قیمت کے حساب سے ہر دوسی درہم مین پانچ درہم ہر گھوڑے مین نر ہو یا مونث اور روایت کیا دار قطنی نے کہ مشورہ کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ٹھہرا کہ ہر گھوڑے سے دس درہم لیے جاوین **ص** زکوٰۃ اور کفارہ اور نذر اور عشر مین قیمت کا بھی دیدینا درست ہی اور جو مصدق یعنی صدقہ لیتا ہو حاکم کی طرف سے اوسکو چاہیے کہ اوسط مال لیوے تو اگر اوسط نہ ملے ادنی لیوے اور کمی لیوے یا اعلی لیوے اور جو بڑھے دیوے **ف** اور اوسط مال اسواسطے لیوے کہ فرمایا حضرت صلعم نے واسطے معاذ کے نہ لے تو اچھے مال اونکے اور ایسا ہی مروی ہی سنن ابو داود اور نسائی مین **ص** اور جو مال کہ بیچ سال مین بڑھ جاوے اصل نصاب سے اپنی قسم مین مل جاویگا مثلا اوسکے پاس اوس سال مین دوسی درم تھے اور بیچ سال مین سو اور بڑھ گئے تو یہ سو بھی اون دو سو کے ساتھ ملائے جاوینگے تو تین سو کی زکوٰۃ لازم آویگی اگرچہ اس سو پر پورا سال نہین گذرا ہی اور زکوٰۃ نصاب سے متعلق ہوتی ہی اور جو کچھ عفو ہی اوسکا حساب نہین مثلا جو کوئی پینتیس اونٹ کا مالک ہووے تو واجب ایک بنت مخاض ہی پچیس مین اور جو زیادہ ہین وہ معاف ہین یہان تک کہ اگر اس سال مین دس ہلاک ہوجاوین زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور اگر بعد ایک سال کے تمام نصاب ہلاک ہوجاوے زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر بعض ہلاک ہووے تو جتنا ہلاک ہوا ہی اوسکی زکوٰۃ ساقط ہوگی اور لینے جو کچھ نصاب سے ہلاک ہووے اوسکو عفو مین صرف کرینگے بعد اوسکے اوس نصاب مین جو عفو سے متصل ہی بعد اوسکے دس نصاب مین کہ اوس سے متصل ہی مثلا اگر ساٹھ

بکریوں میں سے بیس بکریاں ہلاک ہو جاویں یا پندرہ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس بکریوں پر اور پانچ اونٹ پر
ایک بکری باقی رہیگی اوسی طرح اگر چالیس اونٹ ہیں پندرہ ہلاک ہو جاویں چار کو عفو میں صرف کرینگے اور گیارہ کو چھتیس میں کہ اوس
متصل ہیں تو چھبیس اونٹ رہ جاوینگے اور اونمیں ایک بنت مخاض لازم آویگی اور اگر چالیس اونٹ ہیں بیس ہلاک ہو گئے تو چار عفو میں
صرف کیے جاوینگے اور گیارہ اوس نصاب میں جو عفو کے قریب ہے اور پانچ اوس نصاب میں جو اوس نصاب سے قریب ہے یہاں تک کہ
بیس اونٹ میں چار بکریاں باقی رہ جاویگی اور جو چھبیس ہلاک ہوں پندرہ رہ جاویگی تو تین بکریاں لازم آویگی اور جو تیس ہلاک ہوں
دس رہ جاوینگے تو دو بکریاں لازم آویگی اور جو پینتیس ہلاک ہو جاویں پانچ رہ جاوینگے تو ایک بکری لازم آویگی یہاں تک کہ نصاب پورا
نہ رہیگا **ص** اور جاننا چاہیے کہ لینا خراج کا امام کو پہونچتا ہے اور اسی طرح دسوان حصہ خارج کا اور زکوۃ سوائم اور زکوۃ مالہای
تجارت کی سب امام لیویگا تو اگر باغیون نے خراج لے لیا تو مالکون سے دوسری بار نہ لیا جاویگا کیونکہ خراج حق لڑنے والون کا ہے
اور وہ کافرون سے لڑتے ہیں اور اگر زکوۃ مال تجارت کی لے لی اور زکوۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکون سے دوبارہ نہ لیا جاویگا اور
اگر انھون نے اوسکے مصرفون میں صرف نہین کیا تو اون لوگون کو چاہیے کہ چھپکے سے دوبارہ زکوۃ دیوین اور اسی پر فتوی ہے اور بعضون
کے نزدیک انکو پھر دینا لازم نہیں اور بعضون کے نزدیک اگر اونکو دینے کے وقت نیت تصدق کی کرینگے تو زکوۃ اونسے ساقط ہو جاویگی
اور شیخ ابو منصور ماتریدی نے اسکو قبول نہین کیا **ف** اور باقی تفصیل اسکی اصل میں لکھی ہے ہمنے اس جگہ بنظر اس بات کے کہ
عوام فہم تھا ترک کیا **ص** اور جو لڑکا تغلبی ہو تو اوسکے مال سے جزیہ نہ لیا جاویگا اور عورت تغلبی کے مال سے مثل اونکے مردون کے
لیا جاویگا جاننا چاہیے کہ تغلبی منسوب ہے طرف بنو تغلب کے کہ ایک قوم تھی مشرکین سے حضرت عمر رض نے اون سے جزیہ طلب کیا اونھون نے
انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دونا دیوینگے تو اس بات پر صلح ہوئی اور حضرت عمر رض نے کہا کہ یہی جزیہ ہے تمپر جو تم چاہو اپنے یہان نام رکھو
اسکا تو جب اونسے زکوۃ کے دونے پر صلح ہو گئی اونکے لڑکون سے نہین لیا جاویگا اور عورتون سے لیا جاویگا اور جو صاحب نصاب کا ہے
اوسکو ایک سال کے پہلے یا زیادہ زکوۃ کا دیدینا اور بھی اوسکو کئی نصابون کی زکوۃ کا دیدینا درست ہے سکا اوسکے پاس دو سو درم تھے
اور اوسنے کئی نصابون کی زکوۃ اوسمین سے ادا کی اور بعد اوسکے وہ نصاب اوسکو ملی پہلی زکوۃ اوس سے بھی کافی ہوگی اور جو پورے
ایک نصاب کا مالک نہین اور وہ بیشتر کئی نصابون کی زکوۃ دے تو درست نہین **ف** پہلے سال سے زکوۃ دیدینا اسواسطے
درست ہے کہ روایت کیا ابو داود اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباس رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوۃ
جلدی دینے میں قبل گذرنے سال کے واسطے مسارعت کے طرف نیکی کے تو اذن دیا آپنے اونکو **ص** نصاب سونے کا
بیس مثقال ہے اور چاندی کا دو سو درم کہ ہر دس درم سات مثقال کے ہوں اور اس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہین تو ایک درم آدھا اور
پانچوان حصہ مثقال کا ہوویگا تو دس درم سات مثقال کے ہونگے اور مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہے اور درم چودہ قیراط کا اور قیراط
پانچ جو کا ہوتا ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے نہین کم پانچ اوقیہ سے چاندی مین زکوۃ ذکر کیا اوسے ہمنے اس حدیث کو اور
اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درم ہوئے اور روایت کیا ابو داود اور ترمذی نے حضرت علی رض سے اور اوسمین ہے
کہ نکالو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درہم میں ایک درہم اور نہین ہے ایکسو نوے مین کچھ اور جب دو سو ہو جاوین تو اوسمین پانچ درم ہین
اور روایت کیا دارقطنی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا معاذ بن جبل رض کو جب بھیجا اونکو یمن کی طرف یہ کہ لیوے

هر چالیس دینار مین سے ایک دینار اور ہر دوسی درہم سے پانچ درہم اخیر تک اور وہ ضعیف ہی ساتھ عبد اللہ بن شبیب کے اور
روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہ اور ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے ہر بیس دینار سے آدھا دینار اور چالیس
دینار سے ایک دینار اور یہ ضعیف ہی ساتھ ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع کے اور دینار ایک مثقال کا ہوتا ہی اور روایت کیا ابو احمد
بن زنجویہ نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہی دو سو درہم سے
کم مین کچھ اور نہ بیس مثقال سے کم سونے مین کچھ اور دوسی مین پانچ درم ہین اور بیس مثقال مین آدھا مثقال ہی اور اسناد اوسکا
ضعیف ہی اور روایت کیا ابوداود نے مراسیل مین اور نسائی نے دیات مین عمرو بن حزم سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا آپ نے ہر چالیس دینار
مین ایک دینار ہی اور یہ حدیث ثابت ہی اور کہا ابن الہمام نے وَهُوَ حَدِيثٌ لَا شَكَّ فِي ثُبُوتِهِ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ
یعنی یہ وہ حدیث ہی کہ نہین شک ہی اوسمین جیسا اوپر ہمنے اوسکو بیان کیا ص سونا یا چاندی مین سکہ دار اور معمول ہو یا ڈلا ہو
چالیسوان حصہ زکوۃ مین واجب ہوتا ہی ف تو اگر زیور چاندی یا سونے کا ہوگا زکوۃ واجب ہوگی اور امام شافعی
کے نزدیک نہین واجب ہی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو روایت کیا ابوداود اور نسائی نے کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور اوسکے ساتھ اوسکی بیٹی تھی اور اوسکے ہاتھ مین دو کنگن تھے موٹے سونے کے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی بیٹی سے کیا ادا کرتی ہی تو زکوۃ اوسکی کہا نہین کہا کہ آسان ہی تجکو کہ پہناوے اللہ تجکو دو کنگن دن قیامت کے آگ کے کہا راوی نے
کہ اوتارا اونکو اوسنے اور پھینک دیا حضرت کے سامنے اور کہا کہ یہ دونون واسطے اللہ کے اور رسول کے ہین کہا ابو الحسن قطان نے اسناد اوسکا
صحیح ہی اور کہا منذری نے مختصر مین کہ نہین ہی گفتگو اوسکی اسناد مین اور سنن ترمذی مین ہی ابن لہیعہ سے کہا کہ آئین دو عورتین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا اوس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کرو زکوۃ اوسکی اور وہ جو
ضعیف کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ نہین صحیح ہی اس باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مراد یہ ہی کہ اس طریقے سے کوئی
حدیث صحیح نہین آئی ورنہ خطا ہی کہا منذری نے کہ شاید قصد کیا اوسنے اون دو طریقون کو جو ذکر کیا اونکو اور طریقہ ابوداود کا نہین گفتگو ہی
اوسمین اور کہا ابن القطان نے بعد تصحیح کے حدیث ابی داود کو کہ ضعیف کیا ترمذی نے اس حدیث کو اسواسطے کہ نزدیک اوسکے اوسمین دو
ضعیف ہین ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح اور روایت کیا ابوداود نے عبد اللہ بن شداد سے کہا کہ داخل ہوئے ہم حضرت عایشہ رضہ پر
کہا کہ داخل ہوئے مجپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھین میرے ہاتھ مین بڑی بڑی انگوٹھیان چاندی کی سو فرمایا کیا ہی یہ ای عایشہ
سو کہا مینے بنایا مینے اونکو کہ زینت کرون مین واسطے تمھارے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ادا کرتی ہی زکوۃ اونکی کہا مینے
نہین فرمایا کہ وہ کافی ہی تجکو آگ کے لیے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اسطرح پر
کہ محمد بن عطا مجہول ہی اور رد کیا اوسکا بیہقی اور ابن القطان نے کہ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ لوگون مین سے ہین اور لیکن وہ اونکی اسناد مین
اپنے دادا کی طرف منسوب ہوا اسواسطے دارقطنی نے اوسکو مجہول جانا اور متابعت کی اوسکی عبد الحق نے اور بیان کیا وہ سنن ابی داود
مین اور بیان کیا اوسکو شیخ نے اوسکے محمد بن ادریس رازی نے اور وہ ابو حاتم رازی ہین امام جرح اور تعدیل کے اور روایت کیا
ابوداود نے ام سلمہ سے کہا کہ مین پہنتی تھی اوضاح سونے سے اور اوضاح ایک قسم زیور کی ہی سو کہا مینے کہ ای رسول اللہ ص
کیا کنز ہی یہ فرمایا کہ جو پہنچے یہان تک کہ ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی اور زکوۃ اوسکی دی جاوے تو وہ کنز نہین ہی اور کنز سے

مراد یہ ہے کہ روکنا چاندی اور سونے کا اور زکوۃ نہ دینا اوسکی گناہ ہے اور اخراج کیا اوسکا حاکم نے مستدرک مین محمد بن مہاجر سے
انھون نے ثابت سے اوسی اسناد سے اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب ادا کی جاوے زکوۃ اوسکی تو وہ
کنز نہین ہے لیکن کہا بیہقی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے ثابت بن عجلان اور کہا صاحب تنقیح نے یہ کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ ثابت سے
روایت کیا اوس سے بخاری نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور وہ جو کہا عبد الحق نے کہ نہین حجت پکڑی جاویگی ساتھ اوسکے
قول ہے ضعیف نہین کہا کسی نے اور انکار کیا اوسپر شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے اور وہ جو کہا ابن الجوزی نے کہ محمد بن مہاجر اوسکی
اسناد مین کہا ابن حبان نے کہ بناتا ہے احادیث کو اور نسبت کرتا ہے اونکی طرف ثقات کے کہا صاحب تنقیح نے یہ وہم ابن جوزی کا
ہے اسواسطے کہ محمد بن مہاجر کذاب وہ اور ہے اور یہ جو روایت کرتا ہے ثابت بن عجلان سے فقیہ ہے شامی ہے روایت کیا اوس سے
مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد اور ابن معین اور ابو زرعہ اور دحیم اور ابوداود وغیرہم نے اور عتاب بن بشیر روایت ابوداود
مین توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے بخاری نے ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے جابر سے انھون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ نہین ہے زیور مین زکوۃ کہا بیہقی نے باطل ہے نہین ہے اصل اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی نے موضوعات مین
اور یہ مروی ہے جابر کا قول اور جو آثار کہ مروی ہین ابن عمر اور حضرت عائشہ اور اسما سے سو وہ موقوف ہین اور معارض ہین اونکے
اور آثار روایت ہے حضرت عمر سے کہ انھون نے لکھا ابو موسی اشعری کو کہ زکوۃ دیوین عورتین اپنے زیورون کی روایت کیا اوسکو
ابن ابی شیبہ نے اور ابن مسعود سے کہ زیور مین زکوۃ ہے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طرف
بیوی سالم کے کہ نکالے زکوۃ اپنی بیٹیون کے زیورون کی روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عطا
اور ابراہیم اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شداد سے کہ کہا انھون نے وَفِی الْحُلِیِّ زَکٰوۃٌ یعنی زیور مین زکوۃ ہے اور
بھی روایت کیا عطا اور ابراہیم نخعی سے کہ کہا انھون نے جاری ہوئی سنت کہ زیور مین زکوۃ ہے اور بہت سے آثار آئے اس باب مین
اور وہ جو روایت کیا مالک نے ابن عمر اور حضرت عائشہ سے کہ نہین ادا کی انھون نے زیور مین زکوۃ سو معارض ہے اونکے جو اوپر گذرا تو صحیح
مذہب امام صاحب کا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ **ص** اور ایسا ہی اسباب تجارت مین بھی چالیسوان حصہ دیا جاویگا
اور چالیسوان حصہ درہم سے کرینگے اگر اوسمین فقیرون کو نفع ہووے یا دینار سے کرینگے اگر اوسمین زیادہ نفع ہو اور جب نصاب کے
پانچوان حصہ بڑھ جاویگا تو اوسمین بھی حساب سے زکوۃ واجب ہوگی جیسے دوسو درہم مین چالیس بڑھ جاوین تو ایک درم اور زکوۃ
مین دینا پڑیگا اور جو اتنی بڑھین دو بڑھ جاوینگے اور اگر پانچوین حصے سے نصاب سے کم بڑھین تو کچھ لازم نہین آتا **ف** اور
صاحبین کے نزدیک جو دوسو پر زیادہ ہو تو زکوۃ اوسکی اوسکے حساب سے واجب ہوگی چاہے پانچوان حصہ یعنی چالیس درہم پورے ہوت
یا نہون اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور دلیل اونکی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو زائد ہو دوسو پر تو زکوۃ اوسکی
اوسکے حساب سے ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے معاذ کے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ لَا یَاْخُذَ مِنَ الْکُسُوْرِ شَیْئًا یعنی حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لیوے کسور سے
کچھ یعنی چالیس تک جو بیچ مین کسرات واقع ہین اونمین زکوۃ نہ دی جاویگی مثلا دوسو بیس ہین تو پانچ درہم اور آدھا درہم ہے اور
اور دس بڑھین تو ربع درہم اور تیس بڑھین تو تین حصے درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاذ سے اور

ضعیف ہی ساتھ منہال بن حزم کے اور کہا عبد الحق نے احکام مین کہ روایت کیا ابو اویس نے عبد اللہ اور محمد سے اونھون نے اپنے باپ سے اونھون نے اپنے دادا سے اونھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لکھی آپ نے کتاب واسطے عمرو بن حزم کے کہ نہین ہی چاندی مین صدقہ یہان تک کہ پونہچے دو سو درہم کو تو اوسمین پانچ ہین اور ہر چالیس مین ایک ہی اور نہین ہی چالیس سے کم مین صدقہ اور روایت ہی کتاب ابن حزم مین بروایت نسائی اور ابن حبان اور حاکم کے کہ ہر پانچ اوقیے مین چاندی سے پانچ درہم ہین اور جو زیادہ ہو تو ہر چالیس سے ایک درہم ہی اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ فَمَا زَادَ عَلَی الْمِائَتَیْنِ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ یعنی لکھا حضرت عمر رضہ نے طرف ابی موسی اشعری کے اور لیکن جو زائد ہو دو سو پر تو ہر چالیس درہم مین ایک درہم ہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوسکا چوتھا حصہ دسوین حصے کا یعنی چالیسوان حصہ ہر چالیس درہم سے ایک ص اور اگر درم مین کچھ خلل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہی اوسی کا اعتبار ہوگا اور اگر غش یعنی تانبا وغیرہ زائد ہی تو اونکی قیمت لگائی جاویگی اور اگر نصاب کا بیچ سال مین نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال مین پورا ہو جاوے زکوۃ واجب ہوگی مثلا اگر اوسکے پاس اوس سال مین نصاب یعنی بیس دینار موجود تھے پھر سال کے درمیان مین کم ہوگیا اور پھر اخیر سال مین بیس دینار ہوگئے زکوۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملایا جاویگا اور اسباب دونون کی طرف ملایا جاویگا مثلا اگر اوسکے پاس دس دینار اور نوّے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار ہین زکوۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی او صاحبین کے نزدیک نہین واجب ہوگی اور جب اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے سبکے نزدیک زکوۃ واجب ہوگی

باب عاشر کے بیان مین

عاشر اوس شخص کو کہتے ہین جسکو بادشاہ نے راہگذر پر تاجرون سے صدقہ لینے کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشر سے کہا کہ تمام سال میرے اوپر نہین گذرا ہی یا قرض سے مین فارغ نہین ہون یا سوا اوسکے اور مال ہین کہا کہ شہر مین فقیر کو دیچکا ہون تو عاشر اوسکے قول کو بغیر قسم کے قبول نکرے اور اگر کہے سوائم مین کہ فقیر کو دے چکا ہون تو اوسکا قول سچ نجانے کیونکہ سوائم مین فقیر کو دینا درست نہین بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے کہ وہ اوسکو مصرف مین اوسکے صرف کرے اور اگر دعوی کیا کہ زکوۃ اس سال کی مین دوسرے عاشر کو دے چکا ہون اگر وہ عاشر اوس سال کا عاشر تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مان لینگے اور اوس عاشر سے نہ پوچھا جاویگا اور جسمین قول مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہی ذمی ص۱ کا بھی اعتبار کیا جاویگا نہ حربی کا مگر حربی اگر اپنی لونڈی مین کہے کہ یہ میری ام ولد ص۲ ہی تو سچ جانا جاویگا اور اوس سے کچھ نہ لیا جاویگا اور مسلمان سے عاشر چالیسوان حصہ لیوے اور ذمی سے بیسوان اور حربی سے دسوان حصہ اگر مال اوسکا نصاب کو پہونچ جاوے ف اور ایسا ہی کیا تھا حضرت عمر رضہ نے روایت کیا امام محمد نے حضرت عمر سے کہ بھیجا اونھون نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ لے مسلمانون کے مال سے جب تجارت کے لیے ہون چوتھا حصہ دس حصون مین سے اور ذمیون کے مال سے آدھا حصہ دس حصون مین سے اور حربی کے مال سے دسوان حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور اور لوگون نے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ص اور جتنا کہ کافر ہمارے تاجرون سے لیتے ہین معلوم نہووے اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوتنا ہی ہم بھی اونسے لیوینگے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہون تو اگر اہل حرب ہمارا کل مال لیوین تو ہمارا عاشر حربی سے کل مال نہ لیویگا اور اگر نصاب سے کم ہی تو اونسے نہ لیا جاویگا اگرچہ اوسنے اقرار کیا باقی نصاب کا کہ گھر مین ہی اور اگر اہل حرب ہم لوگون سے کچھ نہین لیتے تو ہم بھی اونسے کچھ نہ لینگے

ص۱ ذمی اوس کافر کو کہتے ہین جسے اسلام مین امان دی گئی ہو اور اوس سے جزیہ لیا جاتا ہو اور حربی جسے امان نہ دی گئی ہو منہ عفی عنہ

ص۲ ام ولد وہ لونڈی کہ جس سے مالک کی اولاد ہوئی ہو منہ عفی عنہ

اور اگر حربی سے عشر لے لیا اور پھر قبل سال گذرنے کے پھر عاشر پاس سے گذرا اگر دار الحرب سے آیا ہی تو اوس سے دوبارہ وصول
لیا جاویگا اور اگر لوٹ کے اپنے وطن جاتا ہی تو نہ لیا جاویگا اور جو ذمی شراب لیکے گذرے تو بیسوان حصہ لیا جاویگا اور سور مین کچھ
نہ لیا جاویگا فقط شراب یا سور کو یا دونون کو لیجاوے یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی اور شافعی کے نزدیک کسیکا بیسوان حصہ نہ لیا جا
اور نزدیک امام زفر کے دونون کا لیا جاویگا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر دونون کو لیکے گذرے تو دونون کا بیسوان حصہ لیا جا
اور اگر فقط شراب لیکے گذرے تو شراب کا بیسوان حصہ لیا جاویگا اور اگر فقط سور لاوے تو کچھ نہ لیا جاویگا اور اگر کوئی شخص مال بضاعت یا مال مضاربت لیکے گذرے جا
کہ اوس مال سے عاشر کچھ نہ لیوے اسواسطے کہ وہ مال اوسکے پاس امانت ہی مگر یہ کہ مال مضاربت مین اگر اوسکا حصہ نفع کو پہونچے تو اوسکے حصے سے لیا جا
لیا جاوے اور اگر کوئی غلام ماذون گذرے تو اگر قرضدار ہو تو کچھ نہ لیوے اور اگر قرضدار نہو تو اگر مولی اوسکا اوسکے ساتھ ہی تو لیوے اور اگر ساتھ نہین تو نہ

باب رکاز کے بیان مین

رکاز اوس مال کو کہتے ہین کہ زمین کے نیچے پیدا ہوا ہو یا رکھا گیا ہو تو کان پیدا ہوتی ہی اور خزانہ رکھا جاتا ہی کان سونے کی اور
اوسکے زمین خراجی یا عشری مین ہو پانچوان حصہ واجب ہوتا ہی **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز
پانچوان حصہ ہی اخراج کیا اوسکا صحاح ستہ والون نے **ص** اور باقی سب پانے والون کا ہی اگر اوس زمین کا کوئی مالک نہین
اور اگر وہ زمین کسیکی ملک ہی تو باقی مالک کو ہی اور اگر کسیکے گھر مین کچھ نکلا تو اوسمین کچھ واجب نہین ہوتا اور اگر اپنی زمین مین پایا
اوسمین ایک روایت مین کچھ لازم نہین آتا اور ایک مین لازم آتا ہی اور موتیون اور عنبر اور فیروزے مین اگر پہاڑ پر ملین تو زکوۃ اونپر
ف اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا خمس فی الحجر یعنی نہین ہی پانچوان حصہ پتھر مین اور یہ
ہدایہ مین ہی اور اس لفظ سے نہین ملی ہان روایت کیا ابن عدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لا زکوۃ فی حجر یعنی نہیں
زکوۃ پتھر مین دو طریق سے اور دونون ضعیف ہین پہلا بسبب عمر بن ابی عمر کلاعی کے اور دوسرا ساتھ محمد بن عبد اللہ عزرمی
اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے کہ نہین ہی موتی اور نہ زمرد مین زکوۃ مگر یہ کہ تجارت کے لیے ہون اور ایسا ہی عط
اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور محمد کا ہی اور ابو یوسف کے نزدیک جو چیز زیور کی قسم سے دریا سے نکالی جاوے اوسمین پانچوان حصہ
اسواسطے کہ حضرت عمر نے لے لیا خمس عنبر سے اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور روایت کیا اوسکو قاسم بن سلام نے کتاب الا
مین لیکن اسناد اوسکا ضعیف ہی علاوہ اسکے کہا شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے علی ان ثبوتہ عن عمر رضی اللہ عنہ لم
اصلا انتہی یعنی ثبوت اس حدیث کا عمر رضی اللہ عنہ سے نہین صحیح ہوا ہرگز لیکن روایت کیا عبد الرزاق نے ثنا معمر عن
سماک بن الفضل عن عمر بن عبد العزیز انہ اخذ من العنبر الخمس یعنی لیا عمر بن عبد العزیز نے عنبر
پانچوان حصہ اور حسن بصری اور ابن شہاب زہری سے کہ کہا انھون نے عنبر اور موتی مین پانچوان حصہ ہی اور روایت کیا شا
ابن عباس سے ان ابراہیم بن سعد کان عاملا بعدن سال ابن عباس عن العنبر فقال لو کا
فیہ شیء فالخمس یعنی پوچھا ابن عباس سے عنبر کو کہا اگر ہو اوسمین کچھ تو پانچوان حصہ ہی اور اس سے مسئلہ معلوم ہوتی
دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کیا ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور شافعی نے بھی ثنا ابن ابی مریم عن داؤد بن عبد ا
العطار سمعت عمرو بن دینار یحدث عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس فی العنبر خمس

کہا ابن عباسؓ نے کہ نہین ہی عنبر مین پانچوان حصہ اور کہا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهٗ اور جابرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہی **ف** جو خزانہ کہ سکہ اوسکا اسلام کا ہی اگر پاوے تو اوسکو لوگون سے پہنچوائے جیسے لقطہ یعنی پڑی چیز کا حکم ہی اور اگر سکہ کفر کا ہو تو پانچوان حصہ لازم آویگا اور باقی پانے والے کا اگر وہ زمین اوسکی ملک نہین اور نہین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہی اوسکو ملیگا اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب مین گیا اور وہان یہ کاز پائی سب اوسکی ہی اور اگر کسی حربی کے گھر مین پائی تو گھر کے مالک کی ہی اور اگر زمین مین دار الحرب کے جو کسیکی ملک نہین ہی پائی پانچوان حصہ اوسکا نہین اور باقی سب اوسکا

باب زکوٰۃ خارج کے بیان مین

زمین عشری کے شہد مین اور پہاڑ کے شہد مین اور میوے مین اور زمین مین نکلنے والی چیزون مین برابر ہی کہ اوسکو پانی جاری یا مینہہ نے سینچا ہو اگرچہ پانچ وسق نہون یا برس بھر باقی نہ رہتا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم مین کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہی اور صاع آٹھ رطل یعنی چار سیر کا ہوتا ہی **ف** لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہو دو سوا سوا سطے کہ روایت کیا بخاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسکو تر کرے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ ہی اور حدیث مین مطلق ہی اور ذکر پانچ وسق کا نہین ہی تو محمول ہوگی اطلاق پر اور اس باب مین بہت آثار ہین نکالا عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ جو لوگ کم پاسیت اوسمین دسوان حصہ ہی اور نکالا مانند اسکے مجاہد اور ابراہیم نخعی سے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور نخعی سے اور زیادہ کیا حدیث نخعی مین یہان تک کہ ہر چیز مین دسوان حصہ ہی اور امام شافعی کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرتؐ نے لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ نہین ہی پانچ وسق سے کم مین صدقہ اور اوپر یہ حدیث گذر چکی روایت کیا عبد الرزاق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھون نے لکھا طرف یمن کے یہ کہ لیا جاوے شہد والون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کیا یہ ابن حبان نے اور روایت کیا شافعی نے سعد بن ابی ذباب سے وہی کہ آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرو واسطے قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام لائے اوسپر سو کیا اور عامل کیا مجکو ابو بکرؓ نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جب آئے وہ اپنی قوم پر کہا ای قوم ادا کرو زکوٰۃ شہد کی کیونکہ نہین بہتری ہی اوس مال مین کہ ندی جاوے زکوٰۃ اوسکی کہا انھون نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی زکوٰۃ دیوین کہا کہ دسوان حصہ اوسکا لیا مینے اونسے دسوان حصہ اور لایا مین اوسکو حضرت عمرؓ کے پاس سو بیچ ڈالا انھون نے اوسکو اور کر دیا اوسکو مسلمانون کے صدقون مین اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے صفوان بن عیسی سے کہا انھون نے حدیث کی ہمسے اوسکی حارث نے اور روایت کیا اوسکو صلت بن محمد نے انس بن عیاض سے انھون نے حارث بن ابی ذباب سے انھون نے منیر بن عبد اللہ سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے سعد سے اور نہین پہچانا ابن المدینی نے والد منیر کو اور پوچھا اونسے ابو حاتم نے کیا صحیح ہی حدیث اوسکی فرمایا کہ ہان اور نکالا ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال مین عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے مین شہد سے دسوان حصہ ہر دس مشکون سے ایک مشک اور اسناد مین اوسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی

اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا ابن ماجہ نے اس حدیث کو بسند صحیح کہا اوسنے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ ثنا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ
یعنی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسوان حصہ اور یہ حدیث صحیح ہی اس باب مین اور اسی سے لازم ہی تمسک کرنا
اور اسناد اوسکا صحیح ہی اور روایت کیا ابن ماجہ نے ابو سیارہ متعی سے کہ کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس شہد ہی
فرمایا کہ ادا کر عشر کو یعنی دسوین حصے کو سو کہا مینے ای رسول اللہ محافظت کرو اوسکی تم میرے واسطے سو کی آپنے اور ایسا ہی روایت کیا
اوسکو امام احمد اور ابو داود طیالسی نے اور ابو یعلی موصلی نے اپنے مسندون مین کہا بیہقی نے کہ یہ صحیح ہی جو روایت کیا گیا
واجب ہونے عشر مین اور وہ منقطع ہی کہا ترمذی نے پوچھا مینے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو سو کہا کہ منقطع ہی سلیمان بن موسی نے
نہین پایا کسیکو صحابہ سے اور نہین ہی صحیح شہد کی زکوۃ مین کچہ اور روایت کیا مثل اسکے طبرانی نے معجم مین اور تعصیل کی
اسکی شیخ ابن الہمام نے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ لیکن حق یہ ہی کہ ان سب حدیثون سے زکوۃ شہد کی ثابت ہو گئی اگرچہ ایک
حدیث سے ثابت نہو اور دوسرے یہ کہ حدیث عمرو بن شعیب کی جسکو روایت کیا ابن ماجہ نے صحیح ہی اسناد اوسکا اور نہین پایا گیا اوس مین
کوئی قدح ص اور سبزوں وغیرہ مین یا جو چیزین کہ برس بہر نہین رہتین صاحبین اور شافعی کے نزدیک صدقہ نہین اور امام صاحب کے
نزدیک واجب ہی کہ مالک سبزوں وغیرہ کا فقیر کو صدقہ دیوے نہ کہ بادشاہ اوسکو لیوے ایسا ہی لکھا ہی اسرار مین قاضی امام ابو زید دبوسی نے
ف اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو اوپر گذری کہ جو اوگاوے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو اوسمین دسوان حصہ ہی اور
اطلاق حدیث کا اونکے نزدیک حجت ہی اور صاحبین کی دلیل یہ ہی جو جامع ترمذی مین ہی حدیث معاذ سے کہ نہین ہی سبزون مین
صدقہ اور کہا کہ نہین ہی اسناد اوسکا صحیح اور نہین ہی صحیح ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہ اس باب مین اور روایت کیا حاکم
نے یہ مضمون اور صحیح کیا اوسکو اور غلطی کی اوسنے اسناد مین اوسکی اسحق بن یحیی متروک ہی ترک کیا اوسکو احمد اور نسائی وغیرہما نے
اور اچھی اس باب مین ایک حدیث ہی روایت کیا جسکو دار قطنی نے موسی بن طلحہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
لیا جاوے سبزون مین سے صدقہ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی ص اور لکڑی وغیرہ جیسے نرکل یا گہانس مین صدقہ واجب نہین اور
جو کہ زمین سے نکلے اور ڈول یا دولاب سے پانی دیا جاوے تو اوسمین بیسوان حصہ پایا جاویگا تو پہلے صدقہ دے لین اور بعد اوسکے کاٹنے
وغیرہ کی مزدوری نکالین ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور جو زمین عشری تغلبی کی ہو اوسمین سے جو نکلے تو دگنا
حصہ لازم آویگا لڑکا اور مرد اور عورت سب اونکے برابر ہین اگرچہ وہ مسلمان ہو ویں یا اوسکو مسلمان یا ذمی خرید لیوے کیونکہ دگنا
حصہ لازم آتا ہی ہمارے لڑکون پر تو اونکے لڑکون پر اوسکا دونا لازم آویگا اگرچہ مسلمان ہو جاوین طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے
نزدیک اگر مسلمان ہو جاوے تو دسوان حصہ لازم آویگا اور عشری زمین کو ذمی نے خریدا تو وہ خراجی ہو جاویگی اور اگر پہر اوسکو مسلمان
نے لیا تو پہر عشری ہو جاویگی ف زمین عرب کی اور جو زمین کہ اہل اوسکے اسلام لاوین اور وہ زمین کہ اوسکو بعد فتح کے
ساتھہ غلبے کے لشکر مین تقسیم کیا عشری ہی اور وہ زمین کہ اوسکو بعد غلبے کے اونہین کفار پہ رہنے دیا اور وہ زمین کہ اونکے ساکنون سے
صلح کی خراجی ہی ص اگر اپنی زمین کو ذمی نے باغ بنایا خراجی ہو جاویگا اور اگر اوسکو مسلمان نے بنایا تو اگر اوسکو خراج کے

پانی سے سینچتا ہی تو خراجی ہی اور اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہی اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہی اور پانی اون نہرونکا جنکو عجمیون نے کھودا ہی جیسے نہر یزدجرد کی خراجی ہی اور سیحون اور جیحون اور دجلہ اور فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہرون کا پانی عشری ہی اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہی اور قیر اور نفط کے چشمے مین اگر زمین عشری ہی تو کچھ نہین اور اگر زمین خراجی ہی تو اگر گرد چشمہ کے کھیتی ہو سکتی ہی تو خراج اوسمین لازم ہوگا اور جو نہین ہو سکتی تو لازم نہین ۞

باب مصارف زکوة کے بیان مین

ف جاننا چاہیے کہ اصل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہی اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ الآیۃ اخیر آیت تک اور ساقط ہو گئے انمین سے وہ کافر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بوجہ ضعف اسلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب اسلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کافرون کے الفت دلانے کی نہین اور اون لوگون کو اللہ تعالی نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ یعنی الفت کرائے گئے دل اونکے فرمایا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ کہا حضرت عمر بن خطاب نے جب آیا اونکے پاس عیینہ ابن حصین کہ یہ دین سچ ہی اللہ کی طرف سے تو جسکا جی چاہے ایمان لاوے اور جسکا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر مین یعنی اب ہم کچھ کافرون کو واسطے ملانے کے مال نہ دینگے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور جب خلیفہ ہوئے حضرت ابو بکرؓ قطع کیا اوسکو اور اسی پر اجماع منعقد ہی اور ایک روایت مین حضرت عمرؓ سے ہی کہ کہا انھون نے یہ وہ چیز ہی کہ دیتے تھے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین دل تمھارا اوپر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم توبہ کرو اسلام پر تو اچھا ورنہ ہمارے تمھارے درمیان مین تلوار ہی اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکار اسکا کسی نے صحابہ مین سے تو ثابت ہوا اتفاق ص مصارف زکوة کے سات ہین ایک فقیر یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہین تیسرے عامل صدقے کا اوسکو اپنے عمل کے موافق دیا جاویگا چوتھے مکاتب تو اوسکی آزادگی مین مال زکوة سے مدد کی جاویگی پانچوین قرضدار جو شخص کہ فاضل اپنے قرض سے نصاب کا مالک نہین چھٹے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جہاد سے بسبب نہونے خرچ کے رک گیا ہو امام ابی یوسفؒ کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمدؒ کے نزدیک ف اسواسطے کہ کیا تھا ابو معقل نے ایک اونٹ کو اپنے اللہ کی راہ مین سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بٹھا دے اوسپر ایک حج کرنے والی کو روایت کیا اسکو ابو داود نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وہ حج کرنے والی ام معقل تھی ص ساتوین مسافر کہ اوسکے پاس مال ہی لیکن بالفعل سفر مین اوسکے پاس موجود نہین اور مالک نصاب کو درست ہی کہ زکوة اپنے مال کی ان سب مصارف کو دیوے یا بعض کو اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہی کہ سب مصارف مین صرف کرے اور ہر مصرف مین تین شخصون کو دیوے ف اور دلیل یہ ہی کہ موافق ہمارے مذہب کے روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے اور ابن ابی شیبہ نے عمرؓ سے اور روایت کیا طبری نے اس آیت کے تحت مین اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ

انا عمران بن عیینۃ عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ تعالی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْنِ الآیۃ قال فی ای صنف وضعتہ اجزاک یعنی کہا حضرت عبداللہ بن عباس نے کہ جس قسم مین انمین سے زکوة کو رکھیگا کافی ہو جاویگی تجھے اور کہا اوسنے اخبرنا جریر عن لیث عن عطاء عن عمر اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰکِیْنِ الآیۃ قال ایما صنف اعطیت من ھذا اجزا عنک ثنا حفص عن لیث عن عطاء عن عمر انہ کان

يَأْخُذُ الْفَرْضَ فِي الصَّدَقَةِ فَيَجْعَلُهُ فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ رَوَى ذٰلِكَ أَيْضًا عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنِ الْمِنْهَالِ
بْنِ عَمْرٍو عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وَضَعْتَهَا فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ أَجْزَأَكَ وَأَخْرَجَ
نَحْوَ ذٰلِكَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَأَبِي الْعَالِيَةِ وَمَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ
بِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ وَاسْتَدَلَّ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي التَّحْقِيقِ بِحَدِيثِ مُعَاذٍ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً
تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَالْفُقَرَاءُ صِنْفٌ وَاحِدٌ وَفِيهِ نَظَرٌ لِمَا سَمِعْتَهُ قَرِيبًا وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ
فِي كِتَابِ الْأَمْوَالِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى صِحَّةِ ذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَالٌ
فَجَعَلَهُ فِي صِنْفٍ وَاحِدٍ وَهُمُ الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ إِلَى آخِرِ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ یعنی کہا حضرت عمر نے اوس
آیت میں کہ جس قسم میں عطا کریگا تو اوسکو نہیں کافی ہو جاویگا جیسے اور حضرت عمر لیتے تھے مال صدقے سے اور کرتے تھے اوسکو ایک ہی
قسم میں اور ایسا ہی کہا حذیفہ نے اور نکالا مثل اسکے سعید اور عطا اور ابراہیم اور ابو العالیہ اور میمون بن مہران کہا تابعین سے
ساتھ سندوں صحیح کے اور دلیل لائے ابن الجوزی ساتھ حدیث معاذ کے کہ بتا تو اونکو کہ اللہ نے فرض کیا صدقہ جو لیا جاوے اونکے
امیروں سے اور دیا جاوے اونکے فقیروں کو اور کہا ابو عبید نے کتاب الاموال میں کہ دلالت کرتا ہے اسکی صحت پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ادا کیا مال بعد اس آیت کے اترنے کے اور کیا اوسکو ایک ہی قسم میں **ص** اور مال زکوٰۃ سے مسجد بنانا یا میت کے کفن میں دینا یا قرض
میت کا ادا کرنا یا غلام لیکے اوسکو آزاد کرنا درست نہیں **ف** اور وہ جو فرمایا اللہ تعالی نے اور صرف کرو صدقے کو گردنوں میں اس سے
مراد یہ ہے کہ مکاتب کو قیمت میں اوسکی مدد کرے آزاد کر دیوے ایسا ہی مروی ہے ابو موسی سے اخراج کیا اوسکا طبرانی اور لفظ اوسکا یہ ہے
عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّ مُكَاتَبًا قَامَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ أَيُّهَا الْأَمِيرُ حُثَّ النَّاسَ
عَلَيَّ فَحَثَّ عَلَيْهِ أَبُو مُوسَى فَأَلْقَى النَّاسُ عَلَيْهِ هٰذَا يُلْقِي عِمَامَةً وَهٰذَا يُلْقِي مُلَاءَةً وَهٰذَا يُلْقِي خَاتَمًا
حَتّٰى أَلْقَى النَّاسُ عَلَيْهِ سَوَادًا كَثِيرًا فَلَمَّا رَأَى أَبُو مُوسَى مَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ قَالَ اجْمَعُوهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَبِيعَ
فَأَعْطَى الْمُكَاتَبَ مُكَاتَبَتَهُ ثُمَّ أَعْطَى الْفَضْلَ فِي الرِّقَابِ وَلَمْ يَرُدَّهُ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ إِنَّ هٰذَا الَّذِي
أَعْطَوْهُ فِي الرِّقَابِ اور روایت کیا حسن بصری اور زہری اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے کہ کہا انہوں نے وفی الرقاب
میں وہ مکاتب لوگ ہیں وَاللّٰهُ أَعْلَمُ **ص** اور درست نہیں کہ مال زکوٰۃ کو اپنے باپ دادا یا نانی نانا اصول سے یا بیٹا بیٹی پوتا پوتی
فروع سے اور جورو کو اور جورو خاوند کو دیوے اور بھی ہوگی دینا اپنے غلام کو اگرچہ کچھ آزاد ہو چکا ہو درست نہیں **ف** صاحبین
کے نزدیک عورت کا خاوند کو دینا درست ہے اور دلیل اونکی یہ ہے کہ روایت کیا بخاری مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ پوچھا زینب بی بی
نے عبد اللہ بن مسعود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا کافی ہے مجکو صدقے میں کہ دوں میں اپنے خاوند کو اور یتیموں کو کہ میری
گود میں ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں اوسکو دو اجر ہیں ایک اجر صدقے کا اور ایک اجر قرابت کا اور روایت کیا
اسکو بزار نے مسند میں اور ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے **ص** اور درست نہیں کہ زکوٰۃ مالدار کو یا مالدار کے غلام کو یا اوسکے لڑکے کو
دیوے اور مکاتب کو مالدار کے دینا درست ہے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ نہیں حلال ہے صدقہ واسطے مالدار کے اور زور آور صحیح
ہے جو روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ضعیف کیا بعضوں نے اس حدیث کو کہ اسناد میں اوسکی

زید بن ریحان ہی اور اوسمین کلام ہی اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور کہا ابن حبان نے کہ وہ صدوق ہی علاوہ اسکے اس حدیث کے
بہت سے طریقے ہین سب طریقون مین یہ مرفوع ہی اور روایت کیا ابوداود اور نسائی نے کہ آئے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور حضرت تقسیم کرتے تھے صدقے کو اور انھون نے مانگا آپ سے سو فرمایا آپنے وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ
یعنی نہین ہی حصہ اوسمین واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کمائی کرنے والے کے کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیح ہی اور کہا
امام احمد نے یہ حدیث احسن ہی اسناد اوسکا اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث سابقہ حدیث معاذ کے کہ لے صدقہ مسلمانو کے
امیرون سے اور دیوے اونھی کے فقیرون کو حجت ہی امام شافعی پر کہ تجویز کیا انھون نے صدقے کو واسطے مالدار جہاد کرنے والے کے اور
دلیل امام شافعی کی یہ ہی جو روایت کیا ابوداود اور ابن ماجہ اور مالک نے کہ فرمایا حضرت نے نہین حلال ہی صدقہ واسطے غنی کے
مگر پانچ شخصون کے لیے ایک جو شخص کہ عامل ہو صدقے پر اور وہ شخص کہ جسنے خریدا اوسکو اپنے مال سے اور قرضدار اور جہاد کرنیوالا
اللہ کی راہ مین اور مرد مسکین کہ جسنے اوسکو صدقہ دیا اور اوسنے جاکے ایک امیر کو تحفہ دیا تو وہ اوس امیر کے واسطے درست ہی جیسا کہ
حضرت نے بریرہ لونڈی سے ارشاد فرمایا اوس گوشت کے حق مین جو اوسکو صدقے مین ملا تھا لَكِ صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ یعنی تیرے
واسطے صدقہ ہی اور ہمارے واسطے ہدیہ ہی اور ذکر کیا شیخ ابن الہمام نے قِيلَ لَمْ يَثْبُتْ وَلَوْ ثَبَتَ فَإِنَّهُ لَمْ يَقْوَ قُوَّةَ حَدِيثِ
مُعَاذٍ فَإِنَّهُ رَوَاهُ أَصْحَابُ الْكُتُبِ السِّتَّةِ مَعَ قَرِينَةٍ مِنَ الْحَدِيثِ الْآخَرِ وَلَوْ قَوِيَ قُوَّتَهُ لَتَرَجَّحَ حَدِيثُ
مُعَاذٍ بِأَنَّهُ مَانِعٌ وَمَا رَوَاهُ مُبِيحٌ یعنی یہ حدیث ثابت نہین ہی اور اگر ثابت ہو تو نہ ہوگی قوت اوسکی قوت حدیث معاذ کی سی اسواسطے
کہ روایت کیا اسکو اصحاب کتب ستہ نے باوجود اسکے کہ ایک اور حدیث ابن عمر رضہ کی اوسکے معین ہی آخر تک ص زکوۃ بنی ہاشم کو
یعنی حضرت علی اور عباس اور جعفر اور عقیل اور حارث کی اولاد کو اور اونکے غلامون آزاد کو دینا درست نہین ف کیونکہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حلال ہی واسطے تمھارے ای اہل بیت صدقات سے کچھ اسواسطے کہ وہ میل ہی آدمیون کے
ہاتھون کا اور تمھارے واسطے پانچوین حصے مین پانچوان حصہ ہی جو تمکو غنی کر دیگا روایت کیا اسکو طبرانی نے اور روایت کیا بخاری
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے ہم اہل بیت ہین نہین حلال ہی ہمارے لیے میل آدمیون کا اور روایت کیا مسلم
نے ایک مضمون طویل اس باب مین اور اونکے مولی یعنی جو غلام اونکا آزاد کیا ہوا ہو اوسکو بھی درست نہین اور روایت کیا ابوداود اور
ترمذی اور نسائی نے ابو رافع سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص کو بنی مخزوم سے اوپر صدقے کے سو کہا اوسنے
واسطے ابو رافع کے کہ ساتھ رہ میرے کیونکہ تمکو بھی کچھ اوسمین سے ملیگا کہا ابو رافع نے کہ آیا مین حضرت کے پاس اور پوچھا مینے اونسے سو فرمایا کہ مولی
قوم کا اونھین سے ہی اور ہمارے واسطے نہین حلال ہی صدقہ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور ابو رافع نام اونکا اسلم ہی
اور باپ کا نام عبید اللہ ہی اور وہ کاتب تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ص ذمی کو زکوۃ کے سوا اور چیزین دینا جیسے صدقہ وغیرہ
درست ہی ف اور زکوۃ درست نہین کیونکہ حدیث معاذ مین ہی کہ صرف کر زکوۃ کو مسلمانون کے فقیرون میں اور ذمی کافر ہی ص
اور اگر مالک نصاب نے کسیکو زکوۃ دیدی اور پیچھے معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہین جیسے وہ غلام یا مکاتب اوسکا نکلا پھر لوٹاوے زکوۃ کو اور اگر
معلوم ہوا کہ اوسکا باپ یا لڑکا ہی یا غنی یا ذمی یا ہاشمی نکلا تو پھر نہ لوٹاوے زکوۃ کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک پھر لوٹاوے اور
مستحب ہے زکوۃ دینی اتنی کہ ایک دن کو اوسکے سوال سے بے پرواہ کرے اور سارا نصاب دیدینا ایک فقیر کو مثلا دوسو درہم جبکہ وہ قرضدار نہین

یعنی غنیمت کے مال مین پانچوین حصے کا پانچوان حصہ تمھارے ۱۹ سطر ۱۲ منہ مد ظلہ

کروہ ہی اور مال زکوۃ کا دوسرے شہر مین بھیجنا مکروہ ہی مگر اپنے عزیزوں یا اونکو جو اپنے شہر سے زیادہ محتاج ہین

باب صدقۂ فطر کے بیان مین

صدقۂ فطر کا گیہون یا اوسکے آٹے یا اوسکے ستو سے یا سوکھے انگور سے آدھا صاع اور خرما یا جو سے ایک صاع اور وہ صاع ہمنا
آٹھ رطل ماش یا مسور سے ہی **ف** صدقۂ فطر واجب ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوۃ عید فطر کی یعنی صدقہ
اوسکا پاکی ہی واسطے مسلمانون کے لغو اور رفث سے اور کھانا ہی واسطے مسکین کے سو جسنے ادا کیا اوسکو قبل نماز کے سو وہ زکوۃ
مقبول ہی اور جسنے ادا کیا اوسکو بعد نماز کے تو وہ ایک صدقہ ہی صدقون سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابوداود اور ابن ماجہ نے
اور کہا دارقطنی نے کہ نہین ہی اوسمین کوئی مجروح ضعیف اور وہ جو حدیث صاحب ہدایہ نے بیان کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے خطبے مین کہ ادا کرو ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے سے آدھا صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے
روایت کیا اوسکو ثعلبہ بن صغیر عدوی نے یا صغیر عذری نے یعنی اختلاف ہی اسمین کہ عدوی دال سے ہی یا عذری ذال اور رے سے ہی
تو وہ حدیث مروی ہی سنن ابوداود اور دارقطنی اور مسند عبد الرزاق مین اور اختلاف ہی اوسکی نسبت اور نام اور متن حدیث مین
لیکن اختلاف نسبت مین سو یہ ہی کہ عدوی ہی یا عذری ہی ذال کے پیش اور رے سے تو بعضون نے کہا ہی کہ عدوی ہی نسبت ہی
ساتھ اوسکے بڑے دادا کے اور کہا ہی کہ عذری اور یہی صحیح ہی اور ذکر کیا اوسکو مغرب وغیرہ مین اور صحیح کیا ابو علی غسانی نے
عذری کو اور کنیت اوسکی ابو محمد ہی اور اختلاف نام مین سو یہ ہی کہ وہ ثعلبہ بن ابی صغیر ہی یعنی ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صغیر یا ثعلبہ
بن عبد اللہ بن صغیر اور اختلاف متن مین سو ایک روایت مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ
یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی سر کے پیچھے اور ایک مین ہی صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ عَلٰى
كُلِّ اثْنَيْنِ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہی گیہون سے دو آدمیون مین کہا صاحب امام نے کہ ممکن ہی تحریف راس کی طرف اثنین کی یعنی
لیکن یہ احتمال بعید ہی کیونکہ اکثر طریقون صحیحہ مین لفظ اثنین کا وارد ہی کہا عبد الرزاق نے اَخْبَرَنَا جُرَيْجٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ
اَوْ يَوْمَيْنِ فَقَالَ اَدُّوْا صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَّعَبْدٍ صَغِيْرٍ
اَوْ كَبِيْرٍ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو قبل عید فطر کے ایک دن یا دو دن سو کہا کہ ادا کرو ایک صاع گیہون سے درمیان
دو آدمیون کے یا ایک صاع کھجور سے یا جو سے ہر آزاد اور غلام چھوٹے بڑے کی طرف سے اور یہ سند صحیح ہی اور روایت کیا بخاری مسلم ابن ماجہ
وغیرہم نے ابن عمر سے کہ فرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کو رمضان سے لوگون پر ایک صاع کھجور سے یا جو سے اوپر ہر
آزاد اور غلام مرد اور عورت کے مسلمانون مین سے اور ایک روایت مین ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ فطر کا اور لازم کی
کہ چھوٹے بڑے ہر ایک پر اور حدیث ہے جسکو روایت کیا حاکم نے مستدرک مین ابن عباس سے اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَ صَارِخًا
بِبَطْنِ مَكَّةَ يُنَادِيْ اَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ الحديث
یعنی صدقہ فطر کا حق ہی واجب ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر آزاد ہو یا غلام آخر حدیث تک اور امام شافعی کے نزدیک سب چیزون
مین سے ایک ہی صاع ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث ابو سعید خدری کے کہ ہم نکالتے تھے جب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زکوة فطر کی ہر چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام سے ایک صاع طعام سے یا ایک صاع اقِط سے یا ایک صاع جَو سے یا کھجور سے
یا انگور خشک سے تو ہم ایسا ہی نکالتے رہے یہان تک کہ آئے معاویہ حج کرنے کو یا عمرہ تو بیان کیا لوگون سے منبر پر تو اونکا یہ کلام تھا
کہ جانتا ہون کہ دو مُد گیہون شام سے برابر ہونگے ایک صاع کھجور کے تو لیا اوسکو لوگون نے اور مین ایسا ہی نکالتا تھا جیسا کہ نکالتا تھا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اور دلیل ہماری بہت حدیثین مشہور ہین ایک حدیث ثعلبہ کی جو اوپر گذری اور روایت کیا
ابو داود اور نسائی نے حسن سے انھون نے ابن عباس سے کہ خطبہ پڑھا انھون نے اخیر رمضان مین بصرہ مین سو کہا کہ فرض کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور یا جو سے یا آدھا صاع گیہون سے آخر حدیث تک اور راوی اس حدیث کے بھی سب ثقہ ہین
مگر حسن نے نہین سنا ابن عباس سے تو وہ مرسل ہی اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہی اور روایت کیا ابو داود نے مراسیل مین سعید بن المسیب سے
کہ فرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوة فطر کی دو مد گیہون سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے کہا تنقیح مین اسناد اوسکا صحیح ہی
مانند آفتاب کے اور ہونا اوسکا مرسل نہین ضرر کرتا ہی اور مراسیل سعید کے حجت ہین اور نہایت طول کیا اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے
اور ضعیف کیا امام شافعی کی سب دلیلون کو اس باب مین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور ہمنے بوجہ خوف تطویل کے ترک کیا
ص اور مراد صاع سے صاع عراقی ہی اور صاع عراقی چار من کا ہوتا ہی اور من چالیس ستار کا ہوتا ہی اور استار ساڑھے چار مثقال کا
تو اس حساب سے من ایک سو اسی مثقال کا ٹھہرا اور امام شافعی کے نزدیک مراد صاع حجازی ہی **ف** اور دلیل اونکی یہ ہی کہ
فرمایا حضرت نے صاع ہمارا سب صاعون سے چھوٹا ہی اور اس حدیث کے ثبوت مین کلام ہی لیکن روایت کیا ابن حبان نے اپنی سند سے
حضرت ابو ہریرہ سے کہ کہا گیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اے رسول اللہ صاع ہمارا چھوٹا ہی سب صاعون سے اور مد ہمارا
بڑا ہی اور مدون سے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ برکت دے ہمارے صاع مین اور برکت دے ہمارے قلیل مین اور
کثیر مین اور کر ہمکو ساتھ ایک برکت کے دو برکتین اور ابو یوسف کا قول اور شافعی کا یہی ہی کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل ہی اور دلیل
اونکی یہ ہی کہ وہ آئے مدینے مین اور دیکھا قریب پچاس آدمیون کے انصار اور مہاجرین کی اولاد مین کہ صاع اونکا پانچ رطل کا تھا اور کچھ
زیادہ اور کہا انھون نے کہ یہی صاع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو کہا انھون نے (یعنی ابو یوسف نے) ترک کیا مینے قول ابو حنیفہ کو روایت کیا اوسکو
بیہقی نے اور مروی ہی کہ مناظرہ کیا اونسے امام مالک نے اور حجت پکڑی اون صاعون سے کہ لائے تھے اوسکو وہ لوگ سو رجوع کیا ابو یوسف رح نے
طرف اونکے قول کے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ مروی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ساتھ مد کے برابر دو رطلون کے اور غسل
کرتے تھے صاع سے برابر آٹھ رطلون کے اور ایسا ہی مفسّر واقع ہوا روایت انس اور حضرت عایشہ مین تین طریقون مین روایت کیا اوسکو
دار قطنی نے اور ضعیف کیا اوسکو اور جابر سے بھی روایت کیا اونسے ابن عدی نے اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ عمر بن موسی کے اور حدیث
صحیحین مین ہی اور وزن اوسمین صاع اور مد کا مذکور نہین اور اسی حدیث سے دلیل لائے صاحب ہدایہ اور کہا کہ ایسا ہی تھا صاع
عمر رض کا اور روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے یحیی بن آدم سے کہا کہ سنا مینے حسن بن صالح سے یقول صاع عمر رض ثمانیۃ ارطال
یعنی کہتے تھے کہ صاع عمر کا آٹھ رطل کا ہوتا ہی اور کہا شریک نے کہ اکثر تھا سات سے اور کم تھے آٹھ رطل سے اور روایت کیا مانند اسکے
موسی بن طلحہ نے عمر بن خطاب رض سے اور روایت کیا اوسکو طحاوی نے بھی بہر حال یہ روایت صحیح ہی **ص** اور اگر صدقۂ فطر مین دو سیر
گیہون دیدے بغیر اسکے کہ گیہون کو کیل سے ناپے درست ہی اور امام محمد کے نزدیک بغیر کیل کے درست نہین اور گیہون دینا مستحب ہی

جانکہ چیزون کو گیہوں سے خریدتے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک درہموں کا دینا ہر جگہ مستحب ہے اور صدقۂ فطر کا واجب ہے ہر
شخص پر جو حر یعنی آزاد ہووے اور مسلمان ہو اور وہ شخص مالک ہو نصاب زکوٰۃ کا کہ زیادہ ہو حاجت اصلی سے تو سونے اور چاندی
مال تجارت میں صدقہ واجب ہے اگرچہ سال اوس پر نہ گذرے اور اگر سوا ان مالوں کے ہووے جیسے گھر ہوں رہنے کے لیے اور نہ تجارت کے لیے
اور قیمت اوس کی نصاب کو پہونچتی ہو صدقۂ فطر اوس پر واجب ہوگا اور زکوٰۃ واجب نہوگی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک اگرچہ مالک نصاب کا نہووے لیکن
صدقے پر قادر ہو اوسکو صدقہ دینا واجب ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے صدقہ مگر مالدار سے
روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند میں اور ذکر کیا اوسکو بخاری نے تعلیقاً اور وہ جو دلیل لاتے ہیں امام شافعی ساتھ قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ ادا کرو ایک صاع گیہوں سے ہر دو شخصوں سے بڑے ہوں یا چھوٹے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام امیر ہو یا فقیر لیکن امیر تمہارا
تو پاک کرتا ہے اوسکے مال کو اللہ تعالیٰ اور فقیر کو سو پھیر دیتا ہے اللہ اوس پر اکثر اوس سے جو دیتا ہے روایت کیا اوسکو احمد نے اور ضعیف کہا
اوسکو ساتھ نعمان بن راشد کے اور جہالت ابن ابی صعیر کے اور برتقدیر صحت کے ہماری روایت کے مقابل نہوگا مترجم کہتا ہے کہ دلیل
امام شافعی کی وہ ہے جو روایت کیا طحاوی نے باسناد صحیح ابوہریرہ سے کہ کہا انہوں نے زکوٰۃ فطر کی اوپر ہر آزاد اور غلام اور مرد اور عورت
چھوٹے اور بڑے فقیر یا مالدار کے ہے اور کہا صعیر نے کہ زہری جسکو رفع کرتے تھے اوسکو زہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن
صاحب امام نے کہا کہ یہ حدیث وقف اوسکا صحیح ہے اور رفع اس مقام میں بے سند ہے **ص** جسپر صدقۂ فطر واجب ہے صدقۂ زکوٰۃ سے
وہ محروم ہوگا اور زکوٰۃ اوس پر حرام ہے **ف** ہمارے نزدیک اسواسطے کہ وہ مالک نصاب کا ہے بخلاف امام شافعی کے **ص**
صدقۂ فطر دے اپنی جان کیواسطے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت ابن عمر نے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کو
مرد اور عورت پر اور بڑے اور چھوٹے پر **ص** اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے اگر فقیر ہو اور اپنے غلام اور بندی کی طرف سے
جو خدمت کے واسطے ہیں اگرچہ مدبر یا کافر یا ام ولد ہو **ف** مدبر اوس غلام کو کہتے ہیں جسکو مولی نے یہ کہا ہو کہ بعد میرے
مرنے کے تو آزاد ہے اور ام ولد اوس لونڈی کو کہتے ہیں کہ جس سے اوسکے مالک کی اولاد ہووے اور کافر غلام کی طرف سے بھی صدقۂ فطر
واجب ہے اسواسطے کہ کافر غلام بھی مال ہے اور سبب وجوب صدقے کا بھی مال ہے اور نہیں دخل ہے اوس میں کفر اور اسلام کو اور دوسرے
یہ کہ حدیث مطلق آئی ہے نہیں ہے قید اوس میں مسلمان اور کافر کی اور تیسرے یہ کہ روایت کیا دارقطنی نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ حُرٍّ
أَوْ مَمْلُوكٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ یعنی صدقۂ فطر کا ہر صغیر اور کبیر اور مرد اور عورت اور یہودی
اور نصرانی آزاد یا غلام پر نصف صاع ہے گیہوں سے اور ایک صاع تمر سے یا جو سے لیکن یہ نہایت ضعیف ہے بلکہ شمار کیا ہے اسکو
موضوعات میں کہا شوکانی نے وَزِيَادَةُ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ مَوْضُوعَةٌ تَفَرَّدَ بِهَا سَلَّامُ الطَّوِيلُ وَهُوَ
مَتْرُوكٌ یعنی زیادتی یہودی اور نصرانی کی موضوع ہے تفرد کیا ساتھ اسکے سلام طویل راوی نے اور وہ متروک ہے اور کہا
ابن الہمام نے بَلْ عُدَّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ قِبَلِ سَلَّامٍ الطَّوِيلِ بِأَنَّهُ مَتْرُوكٌ رُمِيَ بِالْوَضْعِ یعنی شمار کی گئی
یہ حدیث موضوعات میں بسبب سلام طویل کے اسواسطے کہ وہ متروک ہے نسبت کیا گیا ہے طرف بنانے حدیث کے اور حدیث جو اسکے
بارے میں اور مجوسی بھی آئی ہے روایت ہدایہ میں ہے اور اسکا کہیں نشان نہیں ملا **ص** اور اپنی جورو کی طرف سے اور بڑے لڑکے کی طرف سے

صدقہ نہ دیوے اور اپنے چھوٹے لڑکے کی طرف سے بھی جو مالک نصاب کا یعنی غنی ہی بلکہ اوسکے مال سے دیوے اور مکاتب کی طرف سے اور اوس غلام کی طرف سے جو تجارت کے واسطے ہی اور اوس غلام کی طرف سے جو بھاگنے والا ہی نہ دیوے مگر جب وہ بعد بھاگنے کے پھر آیا ہو تو اوسکی طرف سے دیوے اور جو ایک غلام یا دو غلام دو شریک کے بیچ مین ہو دین تو اون غلامون کی طرف سے کسی شریک پر صدقہ واجب نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور نزدیک صاحبین کے دونون پر واجب ہی اور اگر ایک کے اختیار سے بیچا گیا تو جسکا ہوا عید الفطر کی صبح مین اوسپر صدقہ لازم آویگا **ف** یہ اختلاف اوس صورت مین ہی کہ کئی غلام ہون اور اگر ایک غلام ہو تو کسیکے نزدیک کسی پر صدقہ واجب نہوگا **ص** اور صدقہ واجب ہوتا ہی عید الفطر کی صبح ہونے سے تو پھر جو شخص مسلمان ہوا یا پیدا ہوا عید الفطر کی صبح ہونے کے پہلے تو اوسکے لیے واجب ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب کے ڈوبنے سے واجب ہوتا ہی تو جو اسلام لاویگا یا پیدا ہوگا رات کو عید کی اوسپر واجب نہوگا نزدیک اونکے اور جو شخص کہ عید کی رات مین مر جاوے ہمارے نزدیک صدقہ اوسکی طرف سے واجب نہین اور شافعی کے نزدیک واجب ہی اور اگر اسلام لایا یا پیدا ہوا بعد طلوع فجر کے تو صدقہ کسیکے نزدیک واجب نہوگا اور اگر صدقہ پہلے سے دیوے تو درست ہی **ف** اور اس باب مین حدیث بخاری کی ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا یہان تک کہ کہا اور تھے وہ دیتے قبل فطر کے ایک دن یا دو دن **ص** اور مستحب ہی صدقہ فطر کا صبح ہونے کے بعد جلدی دینا **ف** اور دلیل اسکی یہ ہی کہ روایت کیا حاکم نے کتاب علوم الحدیث مین اوس باب مین جسکی زیادت کے ساتھ ایک راوی منفرد ہوا ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا محمد بن الجهم السمري ثنا نصر بن حماد ثنا ابو معشر عن نافع عن ابن عمر قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نخرج صدقة الفطر عن كل صغير وكبير حر او عبد صاعا من تمر او صاعا من زبيب او صاعا من شعير او صاعا من قمح وكان يامرنا ان نخرجها قبل الصلوة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسمها قبل ان ينصرف الى المصلى يقول اغنوهم عن الطواف في هذا اليوم یعنی حکم کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا چھوٹے بڑے سے آزاد سے یا غلام سے ایک صاع کھجور سے یا خشک انگور سے یا جو یا گیہون سے اور حکم کرتے تھے ہمکو کہ نکالین صدقے کو قبل نماز کے اور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقسیم کرتے تھے صدقے کو قبل جانے کے طرف عید گاہ کے اور کہتے تھے کہ بے پرواہ کر دو اونکو آج پھرنے سے یعنی فقیرونکو غنی کر دو سوال کرنے سے **ص** اور اگر تاخیر کرے دینے مین تو اوسکے ذمے سے بغیر دیے ہوئے ساقط نہوگا **ف** اسواسطے کہ صدقہ فطر کا واجب ہی ہرگز ساقط نہین ہو سکتا

کتاب الصوم

کھانا پینا جماع ترک کرنا فجر سے آفتاب ڈوبنے تک ساتھ نیت کے اسی کو روزہ کہتے ہین اور روزہ رمضان کا فرض ہی ہر مسلمان عاقل بالغ پر اور ادا کرنا بھی اوسکا فرض ہی اور اگر کسی عذر سے ترک ہو جاوے تو قضا بھی فرض ہی اور روزہ نذر اور کفارے کا واجب ہی اور اسکے سوائے باقی سب نفل ہین **ف** لیکن صحیح یہ ہی کہ روزہ نذر اور کفارے کا بھی فرض ہی اور واجب سے مراد اس جا پر فرض ہی اور ثابت کیا اوسکو صدر الشریعۃ نے **ص** اور ہدایہ مین لکھا ہی کہ روزہ رمضان کا فرض ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا كتب عليكم الصيام یعنی فرض کیا گیا تمپر روزہ اور اسکے فرض ہونے پر اجماع ہی تو اسیواسطے انکار کرنے والا اسکا کافر ہی اور نذر کا بھی روزہ ایسا ہی واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا وليوفوا نذورهم یعنی پوری کرین نذرین اپنی اور باقی تفصیل اسکی

اصل میں کو رہی اور رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے کی نیت کرنا رات سے دوپہر کے قبل تک درست ہے اور دوپہر کو درست نہیں اور قدوری میں ہے کہ زوال تک درست ہے اور صحیح اول ہے **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نیت رات سے درست ہے اور دن کو جائز نہیں اور دلیل لاتے ہیں ساتھ اوس حدیث کے روایت کیا جسکو اصحاب سنن اربعہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہے اوس شخص کا جسنے نیت کی روزے کی رات سے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے لفظ حدیث میں کہ روایت ابن ماجہ میں اوسکے نہیں صیام ہے اوسکا جسنے نہ فرض کیا اوسکو رات سے اور معنی ایک ہیں اور اختلاف ہے اوسکے رفع اور وقف میں اور نہیں روایت کیا اوسکو مالک نے موطا میں مگر کلام ابن عمر اور حضرت عایشہ اور حفصہ رضی سے اور اکثر اوسکے وقف پر ہیں اور بہ تحقیق رفع کیا اوسکو عبداللہ بن ابی بکر نے زہری سے پہونچاتے ہیں اوسکو حفصہ تک کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ نہ ثابت کرے روزے کو قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے اور وقف کیا اوسکو زہری پر حفصہ پر معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی نے اور عبداللہ بن ابی بکر ثقہ اور رفع زیادت ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور روایت کیا دارقطنی نے حضرت عایشہ سے اور اوسمیں لفظ یہ ہے کہ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ یعنی جو شخص کہ رات سے نیت روزے کی قبل فجر کے تو نہیں روزہ ہے واسطے اوسکے کہا دارقطنی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے عبداللہ بن عباد نے مفضل سے ساتھ اس اسناد کے اور سب ثقہ ہیں اور کہا بیہقی نے کہ اسناد میں اوسکی عبداللہ بن عباد غیر مشہور ہے اور یحیی بن ایوب قوی نہیں اور روہ اوسکے رجال میں سے ہے اور کہا ابن حبان نے عبداللہ بن عباد بصری بدل دیتا ہے حدیثوں کو اور اولٹ دیتا ہے اونکو اور روایت کیا اوسنے روح بن الفرج سے ایک نسخہ موضوع اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا صحیحین میں سلمہ بن اکوع سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو اسلم سے یہ کہ خبر کرے لوگوں کو تو جسنے کہا لیا تو چاہیے کہ روزہ رکھے باقی دن تک اور جس شخص نے نہیں کھایا تو روزہ رکھے اسواسطے کہ یہ دن عاشورے کا ہے اور عاشورا فرض تھا رمضان کے فرض ہونے کے پہلے اور رد کیا اوسکا ابن الجوزی نے کہ عاشورا فرض نہ تھا بلکہ سنت تھا کیونکہ روایت ہے صحیحین میں معاویہ سے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ دن عاشورے کا ہے نہیں فرض کیا گیا تمپر روزہ اوسکا سو جسکا جی چاہے روزہ رکھے اور جسکا جی چاہے روزہ نہ رکھے اور میں روزہ سے ہوں تو روزہ رکھا لوگوں نے ساتھ آپکے اور ایک اور دلیل سنت ہونے پر اوسکے یہ ہے کہ نہیں حکم کیا حضرت نے قضا کا اوسکو جسنے کھا لیا تھا اور جواب یہ ہے کہ معاویہ اسلام لائے ہیں فتح مکہ میں تو اگر سنی انہوں نے یہ حدیث بعد اسلام کے تو سننا اونکا نویں برس ہجری یا دسویں ہجری میں ہوگا اور یہ بعد نسخ عاشورے کے تھا ساتھ رمضان کے اور اگر قبل اسلام کے سنا تو یہ قبل وجوب عاشورے کے ہوگا اور روزہ عاشورے کا فرض تھا اور پھر بوجہ رمضان کے منسوخ ہوا اور ثابت ہے صحیحین میں حضرت عایشہ سے کہ تھے قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے عاشورے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے اسدن تو جب آئے مدینے میں روزہ رکھا اوسکا اور حکم کیا لوگوں کو روزے کا اوسدن اور جب فرض ہوا رمضان کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اب جسکا جی چاہے رکھے روزہ اوس روز یا نہ رکھے تو اب حدیث سلمہ بن اکوع کی حجت ہوگی اور وہ قوی ہے اوس حدیث سے جس سے استدلال لائے امام شافعی کیونکہ ذکر کیا ہمنے اختلاف کو اوس حدیث میں اور وہ جو صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر دلیل لائے ہیں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آیا اونکے پاس اعرابی اور کہا اوسنے کہ دیکھا میں نے چاند کو کہ جس شخص نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے اور جسنے کھا لیا تو نہ کھاوے باقی دن تو یہ حدیث کہیں پائی نہیں گئی مشہور روایت یوں ہے کہ آیا اعرابی اونکے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے چاند کو سو حکم کیا آپ نے ہمیں کہ روزہ رکھیں کل کے روز روایت کیا

اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی سنن اربعہ مین ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو یعنی کہا حسن نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہی تو اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے کہا کہ ہان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہی اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا کہ ہان فرمایا اے بلال پکار دے لوگون کو کہ روزہ رکھین تو یہ حدیث اس بات پر دلالت نہین کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کب آیا تھا اور تفسیر کرتی ہی اوسکی حدیث دارقطنی کی جو بیان کی ابھی ہمنے اور وہ جو امام شافعی نے حدیث روایت کی ہی معنی اوسکے یہ ہین کہ نہین کمال ہی روزے کا بدون نیت کے جیسے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ اور لَا صَلٰوةَ لِلْعَبْدِ الْاٰبِقِ اور لَا صَلٰوةَ فِي الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ اور لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ اور سوا اسکے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ مین روزہ اللہ کا کل رکھونگا اور معین نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کا درست ہو جاویگا اور اگر رمضان کے مہینے مین دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اوس نیت سے بھی ادا ہو جاویگا اور اگر مریض یا مسافر رمضان مین دوسرے واجب کی نیت کریگا تو وہ ہی روزہ ادا ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا کہ مین فلانے روز روزہ رکھونگا اور اوس روز دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ ہی واجب ادا ہوگا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ مقیم تندرست ہو یا مریض اور نفل کا روزہ ادا ہوتا ہی نفل کی نیت سے اور صرف نیت سے اور نیت قبل دوپہر کے کرے اور دوپہر کے بعد نہین **ف** اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین روزہ ہی اوسکا جسنے نہین نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلق ہی شامل ہی فرض روزے اور نفل روزے کو اور ہماری دلیل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو روزہ دار نہین ہوتے تھے اور پھر پوچھتے تھے گھر مین آنکے کہ کچھ کھانے کو ہی سو اگر کہا جاتا کہ نہین کہتے تھے مین روزہ دار ہون اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہی کھا لیتے تھے اور نیت کر لیتے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے حضرت عایشہ رضہ سے **ص** اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کیواسطے شرط ہی رات سے نیت کرنا اگر رات شک کی ابر ہوا جیسے تیسوین رات مین شعبان کی اوسکے بعد دن کو روزہ نرکھین گے **ف** کیونکہ مروی ہی صحیحین مین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے تو اگر ابر ہو تمہارے اوپر تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن **ص** مگر نفل **ف** کیونکہ حدیث مین ہی کہ نہین روزہ ہی دن شک کے رمضان سے مگر نفل ایسا ہی ہدایہ مین ہی اور یہ حدیث مجکو نہین ملی اور بعضو کے نزدیک جائز نہین اور دلیل لاتے ہین ساتھ حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے روزہ رکھا دن شک کے سو مخالفت کی اوسنے ابو القاسم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے تذکرے مین موضوعات مین اور ایسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہی کیونکہ اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے تعلیقا اور روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور صحیح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور روایت کیا اوسکو خطیب نے تاریخ بغداد مین اس لفظ سے مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی جسنے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہی **ص** اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اوس دن رکھا تو مکروہ ہی اور ادا ہو جاویگا واجب سے صحیح مذہب مین اگر معلوم نہوا کہ یہ رمضان کا دن تھا اور اگر معلوم ہوا کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہی سب کے نزدیک اگر وہ دن اوسکے

روزہ رکھنے کا ہو اور نہین تو خاص لوگ جیسے قاضی اور مفتی روزہ رکھین اور عوام لوگ بعد زوال کے افطار کرین اور اگر اوسمین
شک کی نیت کی کہ اگر کل کا دن رمضان سے ہی تو روزہ میرا رمضان کا ہی ورنہ روزہ نہین کہتا ہون مین روزہ اوسکا درست نہوگا
اور مکروہ ہی یہ کہ نیت کرے کہ اگر کل کا دن رمضان سے ہی تو روزہ میرا رمضان کا ہی اور نہین تو دوسرے واجب کا ہی یا نہین تو دوسرے
نفل کا ہی لیکن اگر کل کا دن رمضان کا نکلا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جاویگا اور باقی دو صورتون مین نفل ہو جاویگا اور جس شخص نے
رمضان کا یا عید کا چاند اکیلے آپ ہی دیکھا تو روزہ رکھے دونون صورتون مین اگرچہ اوسکا قول قبول نہوگا اور اگر افطار کرے تو قضا
روزہ رکھے اور کفارہ اوسپر نہین اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا ف لیکن روزہ رکھنا تو اسواسطے کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ یعنی روزہ رکھو چاند دیکھکے اور افطار کرو چاند دیکھکے
یعنی روزہ موقوف کرو جب چاند دیکھلو شوال کا اور شروع کرو جب دیکھلو چاند رمضان کا اور اوس شخص نے چاند دیکھ لیا اگرچہ
قاضی کے نزدیک مقبول نہووے اور کفارہ امام شافعی کے نزدیک لازم ہوگا کیونکہ قصداً چاند دیکھکے اوسنے افطار کیا اور ہمارے
نزدیک اسواسطے واجب نہوگا کہ جب قاضی نے اوسکی شہادت قبول نکی ساتھہ دلیل شرعی کے تو ایک طرح کا شبہہ پڑ گیا اور حدود
اور کفارہ دفع ہو جاتے ہین شک اور شبہے سے کذا فی الہدایۃ اور اگر قبل اسکے کہ قاضی اوسکی شہادت رد کرے افطار کیا تو اوسمین
اختلاف ہی مشائخ کا اور اگر اس شخص نے اپنے حساب سے تیس دن پورے کر لیے تو روزہ موقوف نکرے جب تک کہ امام موقوف
نکرے اسواسطے کہ وجوب اوسپر واسطے احتیاط کے ہی اور احتیاط بعد اسکے تاخیر افطار مین ہی اور اگر اپنے حساب سے قبل امام کے
افطار کیا تو اوسپر کفارہ نہین ص اگر آسمان مین بدلی یا غبار ہووے تو رمضان کے مہینے مین ایک شخص عادل کی خبر کفایت ہی
اگرچہ وہ شخص غلام یا عورت ہو یا زنا کی تہمت کسیکو لگائی ہووے اور اوسکے بدلے مین وہ درے مار گیا ہو اور پہر اوسنے توبہ کی ہو ف
اور امام شافعی کے نزدیک دو آدمی لازم ہین اور دلیل اوسپر یہ ہی کہ روایت کیا اوسکو اصحاب سنن اربعہ نے ابن عباس سے کہ آیا ایک اعرابی طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ دیکھا مینے چاند کو سو فرمایا آپنے کہ گواہی دیتا ہی تو اس بات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اللہ کے
کہا اوسنے ہان پہر پوچھا آپنے کہ گواہی دیتا ہی تو کہ محمد رسول اللہ کے ہین کہا اوسنے کہ ہان فرمایا کہ ای بلال پکار دے لوگون کو کہ
روزہ رکھین اور بیان کیا اور ہمنا من جمع بیشکو ص اور شوال اور ذیحجہ مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین خبر دین کہ ہمنے چاند دیکھا
یعنی گواہی دین ف اور بعضی روایتون مین ہی کہ ایک شخص کی گواہی اسمین بھی مقبول ہوگی اور ایسا ہی ہی تحفے مین اور کہا
اوسمین کہ یہی صحیح ہی انتہی اور کہتا ہون مین کہ اسیکو موافقت کرتی ہین احادیث واللہ اعلم اور صاحب ہدایہ نے اسکو اختیار
نہین کیا ص اور جب کوئی آسمان مین علت نہووے اور مطلع صاف ہووے تو شرط ہی کہ تینون مہینون کے واسطے بہت سے
آدمی ہون تا اونکا قول قبول کیا جاوے یعنی اتنا گروہ ہو کہ اونکے سچے ہونے پر عقل گواہی دے اور اگر ایک شخص عادل نے رمضان کے
چاند کی گواہی دی اور آسمان مین کچھہ علت تھی تو سب آدمیون نے تیس دن روزے رکھے اور تیسوین دن ابر ہوا تو ایک شخص کی گواہی سے
افطار نکرینگے جب تک کہ دو شخص عادل نہون اور امام محمد کے نزدیک ایک شخص کی گواہی سے بھی افطار درست ہو جاویگا ف
اور قیاس بھی اسکو چاہتا ہی کیونکہ مہینہ تو معلوم ہی کہ تیس دن سے زیادہ نہین ہوتا اور جب ایک شخص کی گواہی روزہ رکھنے مین مقبول ہوئی تھی اور
حساب سے تیس دن ہو لیے اور چاند ہونا ضرور ہی تو گویا اوسکی ایک گواہی ہوئی اور ایک دوسرے شخص کی بلکہ دو گواہ ہو گئے تو لازم ہو گیا قطعاً واللہ اعلم بالصواب

باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان مین اور اوسکی قضا اور کفارے کے حال مین

جو شخص کہ قصداً جماع کرے یا جماع کیا جاوے قُبل یا دُبر مین یا کچھ کھاوے یا پیوے غذا کیواسطے ہو یا دوا کے لیے یا چھپا لگاوے (یعنی اور سمجھا کہ اوس پر کچھ نہین ہی ۱۲ منہ) اور معلوم ہوا اوسکو کہ میرا روزہ افطار ہوگیا اور پھر قصداً کھا لیوے تو ان صورتون مین قضا روزے کی کرے اور کفارہ دیوے جیسے ظہار کا کفارہ ہوتا ہی اور کفارہ فقط رمضان کے روزہ قصداً توڑنے مین ہی اور دوسرے روزے کیواسطے نہین **ف** ظہار لغت مین کہتے ہین کہ اپنی بیوی کے کسی عضو کو جو عورتین کہ اوسپر حرام ہین اونکے عضو سے تشبیہ دیوے اور اس مین ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہوسکے تو دو مہینے پے در پے روزے رکھے اور اگر نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے لیکن قصداً کھانے یا پینے مین سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے افطار کیا رمضان مین سو اوسپر ہی جو ظہار کرنے والے پر ہی ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث نہین ملی لیکن صحیحین مین مروی ہی حضرت ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا اوسنے رمضان مین یہ کہ آزاد کرے ایک غلام یا روزے رکھے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روزے کو افطار کرتا ہی وہ بھی اسی مین داخل ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے بھی اور مروی ہی صحاح ستہ مین حضرت ابوہریرہ سے کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہوا مین کہا کہ کیا ہوا تجھکو کہا اوسنے کہ جماع کیا مینے اپنی عورت سے روزہ رمضان مین سو فرمایا آپنے کیا پاتا ہی تو غلام کو کہ آزاد کرے اوسکو کہا نہین فرمایا کہ طاقت رکھتا ہی کہ تو دو مہینے روزے رکھے کہا نہین فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہی کہ ساٹھ مسکینون کو کھلاوے کہا نہین فرمایا بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹوکرا کہ اوسمین کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اوسکو فقیرون پر کہا اوسنے ای رسول اللہ نہین زیادہ مجھسے فقیر کوئی قسم خدا کی نہین ہی شہر کے کنارون تک اور اوسکے بیچ مین کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو میرے گھر سے سو ہنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کہ آگے کے دانت آپکے ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہا ظاہر ہی کہ یہ اوسکے واسطے خاص رخصت تھی اور اگر کوئی شخص اب ایسا کرے تو نہین چارہ ہی اوسکو کفارے سے اور واقع ہوا روایت ہدایہ مین کُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ يُجْزِئُكَ وَلَا يُجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تو کھالے اور تیرے عیال کافی ہوجاویگا تجھسے اور نہ کافی ہوگا سوا تیرے کسیکو بعد تیرے لیکن کہا ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے مین اس حدیث کے نہین ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ خصوصیت ہی کیونکہ دارقطنی کی روایت مین ہی فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجھسے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اوسکو روزہ یاد تھا اور کلی کرنے لگا تب اوسکے حلق مین بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسینے اوسکو زبردستی افطار کرادیا یا حقنہ لیا یا ناک یا کان مین دوائی ڈالی یا سر کے زخم مین دوا لگائی اور دماغ مین گئی یا پیٹ کے زخم مین لگائی اور اوسکے پیٹ مین دوا لگی یا اوسنے سنگریزہ نگلا یا بھر مونہہ اپنی خواہش سے قی کی یا سحر کھایا یا افطار کیا اس شبہے سے کہ رات ہی اور وہ دن تھا یا بھولے سے کچھ کھالیا اور شبہہ کیا کہ میرا روزہ افطار ہوگیا تب پھر قصداً کھایا یا عورت سوتی تھی اور جماع اوس سے کیا گیا یا رمضان کے تمام مہینے مین نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھایا تو ان سب صورتون مین قضا کا روزہ رکھے فقط **ف** روایت کیا ابو یعلی موصلی نے مسند مین حدیث حضرت عایشہ رضی سے اور اوسمین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اوس چیز سے ہی کہ داخل ہووے اور نہین ہی اوس سے جو نکلے کہا ابن الہمام نے لَا شَكَّ فِي ثُبُوتِهِ مَوْقُوفًا عَلَى جَمَاعَةٍ

یعنی نہیں شک ہی اوسکے ثبوت میں موقوف ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں ہی تعلیقاً کہا ابن عباس او عکرمہ نے کہ فطر اوس سے ہی
جو داخل ہو اور نہیں ہی اوس سے جو خارج ہو اور کہا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ اور عبد الرزاق نے ابن مسعود سے کہ کہا انھوں نے وضو ہی
جو نکلے اور نہیں ہی اوس سے جو داخل ہووے اور فطر روزے میں اوس سے ہی جو داخل ہو اور نہیں ہی اوس سے جو خارج ہو اور حضرت علی سے ہی
بھی یہی قول مروی ہی کہا اوسکو بیہقی نے **ص** اور اگر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور اوسکو روزہ یاد نہ تھا یا سویا اور اوسکو احتلام ہوا
یا کسیکی طرف نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا کسیکی غیبت کی یا اوسپر قے غالب ہوئی یا اوسنے قے کی یا جنب تھا
اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا یا غبار یا دھوان یا مکھی اوسکے حلق میں داخل ہوئی تو ان سب صورتوں میں روزہ
نہ گیا **ف** روایت ہی صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھول جاوے
اور وہ روزے سے ہی سو کھایا یا پیا تو تمام کرے اپنے روزے کو کیونکہ کھلایا اوسکو اللہ تعالی نے اور پلایا اوسکو اور ہدایہ میں کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اوسنے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا تجکو اور پلایا
اللہ تعالی نے اور یہ حدیث مروی ہی صحیح ابن حبان اور دار قطنی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا کہ
میں روزہ دار تھا سو کھایا اور پیا میں نے بھولے سے سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کر روزہ اپنا کیونکہ کھلایا اور پلایا تجکو
اللہ نے اور ایک لفظ میں ہی لَا قَضَاءَ عَلَيْكَ اور روایت کیا اسکو بزار نے ساتھ لفظ جماعت کے اور زیادہ کیا اوس میں
فَلَا تُفْطِرُ یعنی نہ افطار کرو اور روایت کیا ابن حبان نے ابوہریرہ سے أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ أَفْطَرَ فِي
رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ یعنی جسنے افطار کیا رمضان میں بھولے سے تو نہیں قضا ہی اوسپر اور
نہ کفارہ اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور کہا بیہقی نے معرفت میں تَفَرَّدَ بِهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَمْرٍو وَكُلُّهُمْ ثِقَاتٌ یعنی منفرد ہوا ساتھ اوسکے انصاری محمد بن عمرو سے اور سب ثقہ ہیں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تین چیزیں ہیں کہ نہیں افطار کرتی ہیں روزہ دار کو حجامت اور قے اور احتلام اور اسناد میں اوسکی عبد الرحمن بن زید بن اسلم روایت کرکر
اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہی او ذکر کیا اوسکو بزار نے بھائی عبد الرحمن سے اور نام اونکا اسامہ ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد نے اور ابن معین
نے ساتھ برائی حفظ اوسکے کے اور اگرچہ یہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہیں ہی قوی اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور طریق
سے اور اوسمیں ہشام بن سعید نے زید بن اسلم سے روایت کی اور ہشام پر ضعیف کہا اوسکو نسائی اور احمد اور ابن معین نے
اور ضعیف کیا اوسکو ابن عدی نے اور کہا کہ لکھی جاویگی حدیث اوسکی اور نہیں حجت ہوگی ساتھ اوسکے لیکن حجت پکڑی اوس سے
مسلم نے اور استشہاد کیا اوس سے بخاری نے اور روایت کیا اوسکو بزار نے حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے لَا يُفْطِرُ
الصَّائِمَ الْقَيْءُ وَالْحِجَامَةُ وَالْاِحْتِلَامُ قَالَ وَهٰذَا مِنْ أَحْسَنِهَا إِسْنَادًا وَأَصَحِّهَا یعنی نہیں افطار کرتی
صائم کو قے اور حجامت اور احتلام اور کہا کہ یہ احسن ہی اور حدیثوں سے اس باب میں اسناد کی رو سے اور اصح ہی اوس میں انتہی اور
اسناد میں اوسکی سلیمان بن حیان ہی کہا ابن معین نے سچا ہی اور نہیں ہی حجت ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے حدیث
ثوبان سے اور کہا کہ نہیں روایت کیجاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابن وہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

حسن ہی اور حسن حجت ہی مثل صحیح کے اور پچھنے لگانے سے روزہ نہین جاتا اور دلیل اوسکی یہی حدیث ہی اور امام احمد کے نزدیک
حجامت یعنی پچھنے لگانا روزے کو توڑتا ہی کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنی افطار کیا
پچھنے لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تین چیزین ہین کہ نہین توڑتی ہین روزہ حجامت اور قی اور احتلام اور دوسرے یہ کہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
پچھنے لگائے اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگائے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا گیا واسطے
انس کے کیا تم مکروہ رکھتے تھے حجامت کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سو کہا انھون نے کہ نہین مگر بسبب ضعف کے
روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اَوَّلُ مَا كُرِهَتِ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِي طَالِبٍ اِحْتَجَمَ
وَهُوَ صَائِمٌ فَمَرَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفْطَرَ هٰذَا ثُمَّ رَخَّصَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ فِي الْحِجَامَةِ بَعْدُ لِلصَّائِمِ وَكَانَ اَنَسٌ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي
رِوَايَةٍ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَلَا اَعْلَمُ لَهٗ عِلَّةً یعنی اول جو مکروہ رکھا مینے حجامت کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے
کہ جعفر بن ابی طالب نے حجامت کی اور وہ روزہ دار تھے اور گذرے اونپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اوسنے
پھر رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت مین واسطے روزہ دار کے اور تھے انس رض حجامت کرتے اور وہ روزہ دار
ہوتے تھے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ سب ثقہ ہین اور نہین جانتا ہون مین اوسمین کسیطرح کی علت اور فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ یعنی فطر اوس سے ہی جو داخل ہووے اور نہین ہی
اوس سے جو خارج ہو اور قی اگر آپ آجاوے تو روزہ نہین جاتا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے قی اور وہ
روزہ دار ہووے تو نہین ہی اوسپر قضا اور جو قی کرے قصدا تو قضا کرے روزے کی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی نہین پہچانتے ہین ہم
اوسکو حدیث ہشام بن حسان سے انھون نے ابن سیرین سے انھون نے ابوہریرہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسی بن یونس
سے کہا بخاری نے نہین دیکھتا ہون مین اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اوپر شرط شیخین کے اور ابن حبان نے اور
روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور کہا کہ روایت سب ثقہ لوگون کی ہی اور کہتا ہون مین کہ متابعت کی عیسی بن یونس کی ہشام
بن حسان سے حفص بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور سکوت کیا اوسپر اور روایت کیا
اوسکو مالک نے موطا مین موقوفا اوپر ابن عمر رض کے اور روایت کیا اوسکو نسائی نے حدیث اوزاعی سے موقوفا اوپر ابوہریرہ کے اور موقوف کیا
اوسکو عبدالرزاق نے ابوہریرہ رض سے اور وہ جو سنن ابن ماجہ مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک دن کہ تھے آپ روزہ رکھتے
اوس دن اور منگایا ایک برتن اور پانی پیا سو کہا صحابہ نے ای رسول اللہ آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہان لیکن قی کی تھی
مینے محمول ہی اوپر قبل شروع کرنے روزے کے یا بوجہ ضعف کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہین جاتا اسواسطے
کہ روایت کیا ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھون نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بیان کی بیماری اپنی
آنکھون کی کیا سرمہ لگاؤن مین اور مین روزہ دار ہون فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہان کہا ترمذی نے نہین اسناد اوسکا
قوی اور نہین صحیح ہی اس باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ اجماع ہی اوسکے ضعف پر اور روایت کیا ابن ماجہ نے

بقیہ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اكْتَحَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی سرمہ لگایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ روزہ دار تھے

ترجمہ زبیدی

اور گمان کیا بعض علما نے کہ زبیدی سند ابن ماجہ میں وہ محمد بن ولید ہے اور وہ ثقہ ہے اور یہ وہم ہے کیونکہ یہ زبیدی سعید بن ابی سعید زبیدی حمصی ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی بیہقی نے اپنی سند میں اور لیکن جیسا اس مقام پر اسکو راوی کہا تنقیح میں کہ وہ مجہول نہیں ہے جیسا کہ کہا اوسکو ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ وہ سعید بیٹا عبد الجبار کا ہے کہا ابن عدی اور بیہقی نے بلکہ سعید بن عبد الجبار حمصی ہے اور وہ مشہور ہے لیکن اتفاق ہے اوسکے ضعف میں اور ابن عدی نے اپنی کتاب میں فرق کیا درمیان سعید بن ابی سعید اور سعید بن عبد الجبار کے کہ وہ دو شخص ہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے اوسکے باپ کی کنیت ابو سعید ہے اور نام عبد الجبار ہے اور اخراج کیا اوسکو بیہقی نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا بیہقی نے کہ وہ قوی نہیں ہے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے اپنے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے کہا صاحب تنقیح نے اسناد اوسکا قریب ہے طرف صحت کے کہا ابو حاتم نے عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ بصری صالح الحدیث ہے تو یہ چند طریقے ہیں اگر ایک طریقے سے حجت نہو گی تو سب طریقوں سے ملا کے حجت ہوگی اور روایت سنن ابو داود میں ہے عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حکم کیا آپ نے ساتھ لگانے اثمد خوشبودار کے وقت سونے کے اور کہا کہ پرہیز کرے اوس سے روزہ دار تو خود اوس حدیث میں ابو داود نے کہا قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ مُنْكَرٌ يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ یعنی کہا اوس نے میرے یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی حدیث سرمہ لگانے کی اور کہا صاحب تنقیح نے کہ معبد اور بیٹا اوسکا نعمان دونوں مجہول ہیں اور اسکے سوا اور کوئی حدیث انکی نہیں پہچانی جاتی اور عبد الرحمن بن نعمان کو کہا ابن معین نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے سچا ہے اور اونکے کلام میں منافات نہیں کیونکہ صدق جمیع وجوہ صحت کو نفی نہیں کرتا

ترجمہ عتبہ بن حمید ضبی ابو معاذ

ترجمہ نعمان بن معبد

اور روایت کیا ابو داود نے باسناد صحیح اعمش سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو اپنے اصحاب میں سے کہ مکروہ رکھتا ہو سرمہ کو واسطے صائم کے اور تھا ابراہیم رخصت دیتے تھے سرمہ کی واسطے صائم کے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ص اور اگر مینہ برستا ہے یا برف پڑتی ہے اور اوسکے منہ میں جا پڑے تو اوسکا روزہ فاسد ہوگا صحیح مذہب میں اور اگر دھلی کی عورت کو یا چار پائے سے یا فرج کے سوا اور مقاموں میں جس طرح ران ہے یا بوسہ لیا یا مساس کیا تو ان سب صورتوں میں اگر انزال ہو تو قضا کرے اور اگر انزال نہو تو قضا نکرے

ف اور بوسہ لینا مرد کو واسطے جب انزال سے امن ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور مباشرت بھی مثل بوسہ کے جائز ہے روایت ہے صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ رضی سے مروی ہے کہ بوسہ لیتے تھے اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ روزہ دار ہوتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور اچھا یہ ہے کہ اگر جوان ہو تو اوس میں احتراز ایسے امر سے اچھا ہے اور بڈھے وغیرہ کو مضایقہ نہیں اور یہ تفصیل حدیث میں وارد ہے روایت کیا ابو داود نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ہریرہ رضی سے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباشرت سے واسطے روزہ دار کے تو رخصت دی آپ نے اوسکو اور آیا دوسرا شخص اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے پھر معلوم ہوا کہ جسکو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسکو منع کیا وہ جوان تھا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ص ایک شخص نے گوشت کھایا اور اوسکے دانت میں چنے کے برابر باقی

قضا کرے فقط اور اگر چنے سے کم ہو تو قضا لازم نہین ہی مگر جسوقت کہ اوس گوشت کو مونہہ سے نکالے اور ہاتھہ مین لیوے
اور پھر کہا لے تو اگر چنے سے کم ہو قضا کرے اور اگر کسینے ایک تل نگلا تو اوسکا روزہ فاسد ہوا اگر اوسکو جب چباویگا تو روزہ
نہین جاویگا اور پھر جو منہ قی آکے پھر پیٹ مین چلی جاوے یا وہ خود آپسے پیٹ مین نگلے روزہ فاسد ہوگا اور تھوڑی سی قے
سے دونو حالت مین فاسد نہوگا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر قی کو آپ سے پھیرے اگرچہ تھوڑی سی ہو تو فاسد ہوگا
اور خود پھر جانے مین اگرچہ بہت سی ہو روزہ فاسد نہین ہوتا تو بہت سی قی کے آپ پھیرنے مین سب کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا
اور تھوڑی سی قی پھر جانے مین سبکے نزدیک فاسد نہوگا اور تھوڑی سی قی کے پھیرنے مین ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہوگا
اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اور بہت سی قی اگر لوٹ جاوے تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک نہین فاسد ہوگا

باب روزے کے مکروہات کے بیان مین

مکروہ ہی روزہ دار کو چکھنا کسی چیز کا اور چبانا مگر لڑکے کے واسطے وقت ضرورت کے اور مکروہ ہی بوسہ لینا اگر امن جماع سے نہووے
سرمہ لگانا اور موچھہ مین تیل لگانا اور مسواک کرنا اگرچہ زوال کے بعد ہووے مکروہ نہین اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ ہی **ف**
دلیل امام شافعی کی یہہ ہی کہ روایت کیا طبرانی اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب روزہ رکھو تم تو مسواک کرو
صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار جب خشک ہو جاتے ہین دونون ہونٹھہ اوسکے تو ہوگا واسطے اوسکے
نور دن قیامت کے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے موقوف حضرت علیؓ پر اور دونون طریقون مین کیسان ابو عمر قصاب ہی ضعیف کہا
اوسکو ابن معین نے اور کہا عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کہ پوچھا ہمنے اپنے باپ سے کیسان ابو عمر سے سو کہا کہ وہ ضعیف الحدیث ہی ذکر کیا
اسکو سیر ان مین اور ایک دلیل اونکی یہہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مونہہ روزہ دار کا اللہ کے نزدیک پاک زیادہ ہی مشک
سے تو مسواک سے یہہ بو زائل ہو جاویگی اور دلیل لائے ہین صاحب ہدایہ ہمارے مذہب پر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تحقیق کہ بہتر خلال روزہ دار کا مسواک ہی روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے حدیث حضرت عائشہؓ سے اور دارقطنی نے اور اسناد
مین اوسکی مجالد ہی ضعیف کیا اوسکو بہت لوگون نے اور دلیل ہماری یہہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری
امت پر البتہ حکم کرتا مین اونکو مسواک کا نزدیک ہر نماز کے اور یہہ عام ہی روزہ دار وغیرہ کو اور مسند احمد مین ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک نماز مسواک سے بہتر ہی ستر نمازون سے بغیر مسواک کے اور یہہ بھی عام ہی اور روایت کیا طبرانی نے ثنا ابراهيم
بن هاشم البغوي حد ثنا هرون بن معروف ثنا محمد بن سلمة الحراني ثنا بكر
بن خنيس عن ابي عبد الرحمن بن عبادة بن نسي عن عبد الرحمن بن غنم قال سألت معاذ بن جبل اتسوك
وانا صائم قال نعم قلت اي النهار اتسوك قال اي النهار شئت غدوة وعشية الحديث يعنی کہا عبد الرحمن
بن غنم نے کہ پوچھا مینے معاذؓ سے کہ مسواک کرون مین اور مین روزہ دار ہون کہا انھون نے ہان کہا مینے کسوقت دن کو کرون
کہا جسوقت چاہے تو صبح اور شام سے آخر حدیث تک ذکر کیا اوسکو ابن الہمام نے اور روایت کیا بیہقی نے اسحاق سے کہ پوچھا مینے
عاصم احول سے کیا مسواک کرے روزہ دار ساتھہ مسواک تر کے کہا ہان کیا دیکھتا ہی تو تر زیادہ اوسکو پانی سے کہا مینے اول
روز مین اور آخر دن مین کہا کہ ہان کہا مینے کہ کس سے پونہچا یہہ تجکو رحم کرے تجپر اللہ کہا کہ انس رضی اللہ عنہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ف کیسان ابو عمر قصاب

اور کہا بیہقی نے تفرد کیا ساتھ اوسکے ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی نے اور تحقیق کہ حدیثین بیان کین انھون نے صحت سے
منکر حدیثین کہ نہین ہی تبیت ساتھ اونکے اور روایت کیا ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ابن عمرؓ سے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ اٰخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے
آخر روز میں اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ضعیف کیا اوسکو بسبب ابو میسرہ کے کہا نہین ہی حجت ساتھ اوسکے اور رفع کرنا
اوسکا باطل ہی اور صحیح ابن عمر کا فعل ہی اور روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مسواک
کرے صائم اور وہ روزہ دار ہو فرمایا کہ ہان کہا میں نے کہ ساتھ تر مسواک کے اور خشک کے فرمایا ہان کہا مینے اول روز میں اور
آخر روز میں فرمایا ہان تو کہا گیا واسطے انس رضی اللہ عنہ کے کس سے سنا تمنے یہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اوسکو
تمام نے انس سے مرفوعا کہا ابن حبان نے لَا اَصْلَ لَهٗ نہین ہی اصل اوسکی اور اسناد میں اوسکی ابراہیم بن بیطار خوارزمی ہی
روایت کرتا ہی عاصم احول سے مناکیر کو کہا صاحب اللآلی نے اخراج کیا اوسکو نسائی نے کنی میں اور بیہقی نے سنن میں اور کہا کہ
منفرد ہوا ساتھ اوسکے ابراہیم اور وہ منکر ہی حدیث اوسکی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ واسطے اوسکے ایک شاہد ہی حدیث معاذ سے
جا اوپر گذری **ص** بڈھا ضعیف اگر روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ہر مسکین کو کھانا دیوے
جتنا کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہی اور جب بڈھے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اوسکی قضا کرے **ف** وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قول اللہ تعالی کا اس باب میں حجت ہی **ص** عورت حاملہ اور عورت دودھ پلانے والی جسوقت
کہ اپنی جان یا بچے کی جان کا خوف کرے یا مریض ہووے اور زیادتی مرض کا اوسکو خوف ہووے یا مسافر ہو تو یہ سب افطار کرین
اور پھر جب عذر انکا جاتا رہے تو قضا ادا کرین بغیر صدقے کے **ف** اسواسطے کہ روایت ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے وضع کیا (معاف کیا) مسافر سے روزہ اور آدھی نماز کو اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کو
روایت کیا اسکو ابوداود وغیرہ نے اور مریض بھی اسواسطے نہ رکھے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی جو بیمار ہو یا مسافر ہو تو اوتنے ہی شمار کرلے اور دنون سے یعنی اوتنے ہی روزے جتنے
قضا ہوئے اور دنون میں رکھلے اور اسی طرح بڈھا بھی روزہ نہ رکھے اور دلیل اوسکی وہ آیت جو گذری لیکن وہ منسوخ ہی جب معنی
اوسکے لَا يُطِيْقُوْنَهٗ کے ہونگے دوسری آیت سے اور کہا ابن عباس نے کہ وہ منسوخ نہین ہی اور وہ بڈھے مرد اور عورت کیواسطے
جو طاقت روزے کی نہین رکھتے تو کھلاوین بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو روایت کیا اوسکو بخاری نے اور ایسا ہی مروی ہی حضرت علی
اور ابن عباس اور ابن عمر اور سوا انکے صحابہ اور کسی سے خلاف اسکا مروی نہین تو اجماع ہو جاویگا اوپر **ص** اور جس
مسافر کو کچھ روزے سے نقصان نہوتا ہو تو اوسکو سفر میں روزہ رکھنا مستحب ہی تو اگر وہ سفر میں یا مرض میں مر گیا تو اوسکے
روزے کے بدلے میں صدقہ نہ دیا جاویگا اور اگر بیمار تھا اور اچھا ہوا تب مرا یا مسافر تھا اور مقیم ہوا تب مرا تو اوسکے روزے کے بدلے
میں اوسکا ولی صدقہ دیوے اس طرح پر کہ اگر وہ شخص صحت اور اقامت کے بعد اوسکے جتنے روزے فوت ہوئے تھے اوتنے روز جیتا
رہا ہوئے تو اوسکے سب روزون کے بدلے صدقہ دیو اور اگر اوتنے روز نہین جیا تو جتنے روز تندرست اور مقیم رہا اوتنے دنون کا
صدقہ دیوے مثلا اوسکے دس دن فوت ہوئے تھے سو وہ بعد رمضان کے پانچ دن تک مقیم یا تندرست رہا تب مرا تو پانچ دن کا

ولی صدقہ دیوے اور صدقہ دینے کیواسطے یہ بھی شرط ہی کہ مرتے وقت وہ شخص وصیت کر گیا ہو یعنی کہہ گیا ہو کہ میرے بدلے میرے روزے
کی طرف سے صدقہ دینا تو اوسنے جتنا مال چھوڑا ہی اوسکے تہائی حصے میں ادا کیا جاویگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک
سفر میں روزہ رکھنا افضل ہی اور دلیل لاتے ہیں اوس سے جو مروی ہی صحیحین میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفر میں تو
ایک جگہہ دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پر سایہ کر رہے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہی یہ کہا انھون نے
کہ وہ روزہ دار ہی تب فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ یعنی نہیں ہی کچھہ نیکی سے روزہ رکھنا سفر میں اور
دلیل لاتے ہیں اوس سے جو روایت کیا مسلم نے جابر رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سال فتح کے طرف مکے کے رمضان میں
یہانتک کہ پہونچے کسی منزل کو تو روزہ رکھا لوگون نے پھر منگایا آپنے ایک قدح پانی کا اور پیا اوسکو سو کہا گیا آپ سے کہ بعض
لوگون نے روزہ رکھا سو فرمایا آپنے اُولَٰئِكَ الْعُصَاةُ وہ لوگ گنہگار ہین انتہی اور جواب یہ ہی کہ اول حدیث مین تو آپنے
صورت ضرر و نقصان مین منع کیا تھا اور یہ ہمارے نزدیک بھی ہی کیونکہ جب خوف ضرر کا ہووے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہی
اور اسی طرح روایت مسلم مین بھی کیونکہ ایک لفظ اوسکا یہ ہی کہ آدمیون کے اوپر شاق ہوئے روزہ اور روایت کیا اوسکو واقدی نے
مغازی مین اور اوسمین یہ ہی کہ حکم کیا تھا اونکو افطار کا اور اونھون نے قبول نکیا جب یہ کلمہ آپنے ارشاد فرمایا اور اس توجیہ مین موافقت
ہوگی درمیان احادیث کے کیونکہ روایت ہی صحیح مسلم مین حمزہ اسلمی سے کہ انھون نے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاتا ہون مین
قوت روزے پر سفر مین تو کیا مجھپر گناہ ہی روزہ رکھنے مین تو فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ رخصت ہی اللہ کی
طرف سے سو جو قبول کرے اوسکو تو اچھا ہی اور جو دوست رکھے روزے کو تو نہین ہی کچھہ گناہ اوسپر اور صحیحین مین ہی کہ تھے ہم سفر کرتے
ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو بعض ہم مین سے روزہ رکھتے تھے اور بعض نہین تو کوئی عیب نہین کرتا تھا دوسرے پر اور مروی ہی
سنن ابوداود وغیرہ مین ابوالدرداء سے کہ نکلے ہم ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض جہاد مین نہایت گرمی مین یہانتک
کہ رکھتے تھے ہم مین سے لوگ ہاتھہ اپنے سر پر بسبب گرمی کے اور نہین تھا ہم مین کوئی روزہ دار مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ
بن رواحہ تو یہ حدیثین دلالت کرتی ہین اوپر مباح ہونے روزے کے سفر مین اور یہی ہی حجت ہماری اور خلاف پر بھی اسکے حدیثین آئی ہین
مسند عبد الرزاق مین ہی کعب بن عاصم اشعری سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ فِي
امْسَفَرِ یعنی نہین ہی نیکی سے روزہ رکھنا سفر مین اور ایک روایت مین ہی کہ روزہ رکھنے والا سفر مین مانند افطار کرنے والے کے ہی
اقامت مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور بزار نے اور دفع تعارض کی وہی توجیہ ہی جو اوپر بیان کی ہمنے فقط اور ولی اوسکے
روزون کے بدلے اگر مر گیا ہو تو صدقہ دیوے اور اوسکے بدلے روزہ نہ رکھے اور بعضون کے نزدیک رکھے دلیل اون لوگون کی یہ ہی کہ آیا ایک شخص نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ماں میری مر گئی اور اوسپر ایک مہینے کے روزے تھے کیا قضا کرون مین اوسکے بدلے سو فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تیری ماں پر کچھہ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہین کہا اوسنے کہ ہان ادا کرتا فرمایا کہ پھر کیسا جب قرض اللہ کا ہو
روایت کیا بخاری مسلم نے اسکو حدیث ابن عباس سے اور ایک روایت مین ہی کہ آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ ای رسول اللہ تحقیق کہ ماں میری
مر گئی اور اوسپر ایک روزہ نذر کا ہی کیا روزہ رکھون مین اوسکے بدلے فرمایا کہ روزہ رکھہ تو اوسکے بدلے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص مر جاوے اور اوسکے اوپر روزے ہین روزہ رکھے اوس سے ولی اوسکا روایت کیا اسکو بخاری مسلم ابوداود وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی سے

اور جواب اسکا یہ ہے کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ میں ابن عباس سے اور وہ راوی حدیث کے ہیں کہ نہ نماز پڑھے کوئی بدلے کسی کے اور نہ روزہ رکھے بدلے کسی کے اور فتویٰ راوی کا بخلاف روایت کے بمنزلہ ذکر ناسخ کے ہے اور ایسا ہی کہا حضرت عمر نے روایت کیا اوسکو عبدالرزاق نے اور ذکر کیا اوسکو مالک نے موطا میں اور کہا مالک نے کہ نہیں سنا میں نے کسی سے صحابہ اور تابعین سے مدینے میں کہ کوئی اون میں روزہ رکھتا ہو کسی کے بدلے یا نماز پڑھتا ہو کسی کے بدلے اور یہ مؤید ہے نسخ کو اوس حدیث کے وَاللہُ اَعْلَمُ **ص** صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزے کے صدقے کے برابر ہے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک فدیہ پانچ نمازوں کا یعنی ایک دن کی نمازوں کا مانند فدیے ایک دن کے روزے کے ہے اور رمضان کی قضا لگاتار چاہے ادا کرے اور چاہے تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرے اور اگر دوسرا رمضان آجاوے تو قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ اوس رمضان کے رکھے تب بعد رمضان کے پھر اوسی قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزے کی طرف سے نہ دیوے اور امام شافعی صاحب کے نزدیک صدقہ بھی واجب ہوگا **ف** اور دلیل انکی یہ ہے جو آئی ہے حدیث میں کہ بیمار ہوئے ایک رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر افطار کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے پھر نہ روزے رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور روزے رکھے اوسی رمضان کے پھر روزے رکھے اوسکے جو قضا کیے تھے اور کھانا دیتے تھے ایک مسکین کو ہر روز اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی شمار ہے اوتنا دوسرے دنوں میں سے اور یہ تمام ہے اور وہ جو امام شافعی نے روایت کیا ثابت نہیں ہے کیونکہ سند میں اوسکی ابراہیم بن نافع ہے کہا ابو حاتم رازی نے جھوٹھ بولتا تھا حدیث میں اور اوسمیں ایک اور شخص ہے جسکو تہمت ہے وضع حدیث کی **ص** مردے کا ولی روزے کے بدلے روزہ نہ رکھے اور اوسکی نماز کے بدلے نماز نہ پڑھے اور نفل کا روزہ جب کوئی شخص شروع کرے تو اوسے تمام کرنا اوسکا لازم آتا ہے تو اگر اوسکو توڑ ڈالیگا تو قضا اوسکی ادا کرے **ف** کیونکہ حضرت نے روزہ نفل صبح کو رکھا تھا پھر کھا لیا اور یہ حدیث اوپر گذری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کیا روزے کو سفر میں بعد اسکے کہ رکھ چکے تھے اور اسی واسطے ضیافت کے واسطے روزہ نفل توڑ دینا درست ہے اور قضا اوسکی لازم ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حضرت عائشہ اور حفصہ کو جب کھا لیا تھا انہوں نے کھانا اور روزہ رکھا تھا صبح کو کہ اِقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهٗ یعنی قضا کرو دوسرے دن بدلے اسکے اور صحیح کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور دفع کیا گیا ہے ضعف اوسکا بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے علاوہ اسکے روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح میں اوس طریقے کے اور ابن ابی شیبہ نے اور طریقے سے اور بزار نے اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے اوسط میں سوا ان سب طریقوں کے اور طریقوں سے پھر کہا شیخ ابن الہمام نے فَقَدْ ثَبَتَ هٰذَا الْحَدِيْثُ ثُبُوْتًا لَا مَرَدَّ لَهٗ یعنی ثابت ہو گئی یہ حدیث اس طرح پر کہ نہیں ہے رد کرنے والا اوسکا کوئی اور روایت کیا دارقطنی نے جابر سے کہ تیار کیا ایک شخص نے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تو بلایا اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب اصحابوں کو تو جب لائے وہ کھانا کھنچ رہا ایک شخص سو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے تجھکو کہا اوسنے میں روزے سے ہوں تو کہا حضرت علیہ السلام نے تکلیف کی تیرے بھائی نے اور بنایا واسطے تیرے کھانا اور تو کہتا ہے میں روزہ دار ہوں کھا لے اور روزہ رکھ لے بدلے اوسکے اور بعضوں نے کہا ہے کہ روزے کو نہ توڑے اور دلیل لاتے ہیں اوس حدیث سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بلایا جاوے کوئی تم میں سے طرف کھانے کے تو قبول کرے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھاوے سو اگر روزہ دار ہے تو دعا کرے اور اس حدیث کا کہیں نشان نہیں اور نہیں معلوم ہے اسکا حال اور تفصیل کی

ابراہیم بن نافع

اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** مگر جس ایام مین کہ روزہ رکھنا منع ہی اونمین اگر شروع کریگا تو تمام کرنا اوسکا لازم نہ آویگا اور وہ پانچ دن ہین ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعید کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارھوین اور بارھوین اور تیرھوین ذیحجہ کی اور نفل کا روزہ بے عذر نہ توڑے ایک روایت مین اور ایک روایت مین جائز ہی کیونکہ قضا اوسکے قائم مقام ہی اور ضیافت کے عذر سے نفل کا روزہ توڑنا درست ہی اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونون کے واسطے ہی اور اگر رمضان مین دن کو ایک لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز مین کچھ نہ کھاوے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے سبب سے اور اوس روزے کی قضا ادا نکرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونون نے کی اور پھر کھا لیا تب بھی قضا نہین کرے اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونون باقی روز کچھ نکھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کے روزے کی قضا ادا کرین اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روزے کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو وہ روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اوسپر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا مقیم نے اوس دن سفر کیا تو اوسکا بھی یہی حکم ہی اور اون دونون نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہین ہی جن دنون مین بیہوش رہا اونکی قضا ادا کرے مگر جسدن بیہوشی شروع ہوئی ہی اور وہ نیت روزے کی کر چکا ہی یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اونکی قضا نکرے غرض یہ ہی کہ اگر نیت کر چکا ہی تو روزہ صحیح ہو جاویگا اور جو نہین نیت کی تو ہرگز صحیح نہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نکرے اور اگر بعض دن کے رمضان مین دیوانہ رہا تو جتنے روز گذرے ہین اونکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً نابالغ یا عاقل نتھا اور حالت جنون مین بالغ عاقل ہوا تو بھی یہی حکم ہی ظاہر روایت مین اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون مین بالغ ہوا تو روزے اوسپر واجب نہونگے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی اور اگر اون پانچ دن مین جنمین روزہ رکھنا حرام ہی روزے کی نذر کیا یا پورے یکسال بھر روزے کی نیت کی تو اون دنون کی قضا ادا کرے اور اگر روزہ رکھ لیگا تو پھر قضا نہین مگر گنہگار ہوگا تو اگر کچھ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور یہ نیت کی کہ قسم نہین ہی تو ان تینون صورتون مین نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہین ہی تو قسم ہوگی اور اگر افطار کریگا کفارہ قسم کا لازم آویگا اور اگر دونون کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ نذر نہین ہی یا ہی تو ان دونون صورتون مین نذر اور قسم دونون ہونگی اور اگر افطار کر دیگا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونون کی نیت مین نذر ہوگی اور فقط قسم کی نیت مین قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی مین مذکور ہی ستّش عید یعنی چھہ روزے جو شوال مین رکھتے ہین تو اونکو جدا جدا رکھنا مستحب ہی لگاتار نرکھے تو مکروہ نہوگا اور مشابہت نصاری سے نہ لازم آویگی **ف** اولا استحباب ان چھہ روزون کا احادیث سے بیان کرنا لازم ہی سو وہ یہ ہی جو روایت کیا مسلم اور ابو داود اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے اور پیچھے رکھے اوسکے سات روزے شوال مین تو ہوگا ایسا جیسے کسینے سارے زمانے روزے رکھے اور اب وجہ تشبیہ نصاری کی بیان کرنا واجب ہی وہ یہ ہی کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھہ روزے بعد فطر کے متصل رکھے گیا تو ایک طرح کی تشبیہ نصاری کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضون کے نزدیک جائز ہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب عید فطر کے روز روزہ نرکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جیسے شعبان کے روزے رکھے اور ملا دیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو اچھا کیا اوسنے اور مستحب ہین روزے ایام بیض یعنی

تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ کو ہر مہینے سے روایت کیا نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نہین افطار کرتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض مین نہ سفر مین اور نہ اقامت مین نقط اور حکم کیا حضرت نے صحابہ کو ان دنون مین روزہ رکھنے کا
روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی نے اور عید فطر اور ایام تشریق یعنی تین دن بقر عید کے بعد اور دن بقر عید کے ان دنون مین روزہ رکھنا
حرام ہی روایت کیا بخاری مسلم ابوداود اور ترمذی نسائی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہے
روزہ دو دنون مین ایک دن فطر کے اور دن قربانی کے اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن عرفے کا اور دن قربانی کے اور ایام تشریق کے یہ دن عید اہل اسلام کے ہین اور وہ دن کہانے اور پینے کے ہین اور مراد عرفے
کے دن سے یہ ہی کہ عرفے کے دن حج مین مقام عرفے پر روزہ رکھنا مکروہ ہی اور تصریح اسکی دوسری حدیث مین آئی ہی روایت کیا ابوداود نے
کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفے کے بیچ عرفے کے اور اگر مقام عرفے مین نہو تو عرفے کے دن روزہ رکھنا
مستحب ہی اور روایت ہی نبیشہ ہذلی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایام تشریق کے دن کہانے اور پینے کے ہین
اور اللہ کے ذکر کے اور ایام تشریق اونکو اسواسطے کہتے ہین کہ عرب لوگ گوشتون کو قربانی کے ان دنون مین آفتاب کے نیچے خشک
کرتے تھے اور روایت کیا طبرانی نے ابن عباس سے أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ أَيَّامَ مِنًى صَائِحًا
يَصِيحُ أَنْ لَا تَصُومُوا هٰذِهِ الْأَيَّامَ فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ یعنی بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنون منی کے یعنی ایام تشریق کے ایک پکارنے والے کو کہ پکارے نہ روزہ رکھو ان دنون مین کیونکہ یہ دن کہانے اور پینے اور جماع
کے ہین اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے حدیث ابو ہریرہ سے اور اسناد مین اوسکی سعید بن سلام کاذب ہی اور اوسکو احمد نے اور
روایت کی دارقطنی نے عبد اللہ بن حذیفہ سہمی سے کہ بہیجا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سواری پر دن منی کے پکارو
مین اے لوگو یہ دن کہانے اور پینے اور جماع کرنے کے ہین اور ضعیف کیا اوسکو بسبب واقدی کے اور توثیق کی اوسکی بعض لوگون نے
اور ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے باب المیاہ مین کتاب الطہارۃ سے اور روایت کیا ابن ابی شیبہ اور اسحٰق بن راہویہ نے مسند مین
قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَهْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ بَعَثَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يُنَادِي أَيَّامَ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَبِعَالٍ یعنی بہیجا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کہ پکارین دن منی کے دن کہانے اور پینے اور جماع کے ہین اور سحری کہانا سنت ہی فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کہاؤ کیونکہ اوسمین برکت ہی روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اور فرمایا کہ
فرق درمیان ہمارے روزے اور درمیان اہل کتاب کے روزے کے کہانا سحری کا ہی روایت کیا اسکو مسلم اور ترمذی اور ابوداود نے
اور درست ہی سحری کہانا یہان تک کہ صبح صادق نہو وے اور روزہ کہولنا جلدی افضل ہی تاخیر فطر کی بعد وقت آجانے کے مکروہ ہی
فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہین گے لوگ ساتھ بہتری کے جب تک جلدی کرینگے فطر کو روایت کیا اوسکو
بخاری مسلم امام مالک نے اور ترمذی نے بہی سہل بن سعد سے اور جسوقت افطار کرے کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ
یعنی اے اللہ تیرے ہی واسطے مینے روزہ رکھا تہا اور تیرے رزق پر افطار کرتا ہون روایت کیا اوسکو ابوداود نے کہ
ایسا ہی کرتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مستحب ہی کہ کہجور سے روزہ افطار کرے اور یہ وارد ہوا حدیث مین نسائی سے

سعید بن سلام

دارقطنی

اور عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بدون اذن خاوند کے نرکھے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم وغیرہما نے اور جو شخص کسی قوم پر جاکے اوترے تو بغیر اذن اونکے روزہ نرکھے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث منکر ہی واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف سنت موکدہ ہی اور اعتکاف کے معنی یہ ہین کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد مین بہ نیت عبادت جسمین جماعت ہوتی ہی **ف** لیکن سنت موکدہ ہونا تو فقط عشرۂ اخیرہ مین ہی کیونکہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرۂ اخیرہ مین رمضان سے یہانتک کہ اوٹھالیا اونکو اللہ تعالی نے پھر اعتکاف کیا بعد اونکے اونکی ازواج مطہرات نے تو یہ مواظبت دلالت کرتی ہی سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہی وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان دس دنون مین اخیر رمضان کے اور دنون مین اعتکاف کرنا اور اون دنون مین مواظبت ثابت نہین ہوئی بیان کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ رکن ہی اعتکاف کا اور نیت شرط ہی اوسکی اور روزہ بھی شرط ہی اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہین دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عایشہ رضہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا اعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے کہا بیہقی نے یہ وہم ہی سفیان بن حسین یا سوید سے اور ضعیف کیا اوسنے سوید کو لیکن کمال مین ہی کہا علی بن حجر نے کہ پوچھا مینے بیہقی سے اون دونون کے احوال سے تو ثنا کی انھون نے اونپر اور روایت کیا ابو داود نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عایشہ رضہ سے کہ کہا انھون نے سنت ہی اوپر اعتکاف کرنے والے کے کہ نہ عیادت کرے کسی مریض کی اور نہ حاضر ہو جنازے مین اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوس سے اور نہ نکلے کسی حاجت کو مگر جو ضروری ہی اور نہین ہی اعتکاف مگر روزے سے اور نہین ہی اعتکاف مگر مسجد جامع مین کہا ابو داود نے سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اوسمین لفظ سنۃ کا نہین ذکر کرتا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا گیا ہی اوسمین لیکن اخراج کیا اوس سے مسلم نے اور توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور ثنا کی اوسپر غیر اوسکے نے اور روایت کیا ابو داود نے اور نسائی نے ابن عمر رضہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کرین جاہلیت مین ایکدن اور ایک رات نزدیک کعبے کے سو پوچھا انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپنے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت مین نسائی کی ہی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کرین اور روزہ رکھین کہا دارقطنی نے متفرد ہوا ساتھ اوسکے عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی عمرو سے اور وہ ضعیف الحدیث ہی اور ثقات لوگون نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہین ذکر کیا روزے کا اونمین سے ہین ابن جریج اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین مین ہی نہین ہی اوسمین ذکر روزے کا بلکہ اتنا ہی ہی کہ کہا حضرت عمر نے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون مسجد حرام مین ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت مین ہی حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون ایکدن نزدیک مسجد حرام کے تو مراد یہ ہی کہ ایکدن ساتھہ رات کے یا ایک رات ساتھہ ایکدن کے تاکہ مطابقت ہووے حدیثون مین اور جواب دیا جاویگا کہ غایت اسکی یہ ہی کہ سکوت کیا روزے کے ذکر سے ان لوگون نے اور یہ بات اصول حدیث مین مقرر ہوئی ہی کہ زیادت ثقہ ضابط کی مقبول ہی اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد اللہ بن بدیل کا مسلم نہین کیونکہ کہا ابن معین نے کہ وہ صالح الحدیث ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے ثقات مین اور دوسرے کہ

ف سوید

ف عبد الرحمن بن اسحق

ف عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء

مؤید ہو اسکے حدیث حضرت عایشہ کی جو نقل کی ہے ہمنے اوپر ابوداود و نسائی سے اور نکالا بیہقی نے ابن جریج سے انھون نے
عطا سے انھون نے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے الْمُعْتَكِفُ يَصُومُ یعنی اعتکاف کرنے والا روزہ رکھے
تو یہ قول ابن عمر کا بھی مؤید اوسکے ہے کیونکہ نقل کیا انھون نے اسکو اپنے باپ سے اور یہ واقف تھے اوس واقعے سے اور امام شافعی
دلیل لاتے ہین اوس سے جو روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے اعتکاف
کرنے والے پر روزہ مگر یہ کہ کر لے اپنے نفس پر اور تصحیح کی اوسکی حاکم نے اور جواب یہ ہے کہ تصحیح اونکی تمام نہین اسناد مین اوسکی
عبداللہ بن محمد رملی ہے اور وہ مجہول ہے اور باوجود جہالت اوسکی کے نہین رفع کیا اوسکو کسی نے سوا اوسکے بلکہ موقوف کرتے ہین
اوسکو ابن عباس پر اور مؤید ہے اسکے وقف کے جو ذکر کیا اوسکو بیہقی نے بعد ذکر اس بات کے کہ متفرد ہوا ساتھ اوسکے رملی کہ روایت
کیا اوسکو ابوبکر حمیدی نے عبدالعزیز بن محمد سے انھون نے ابو سہیل بن مالک سے کہا کہ جمع ہوا مین اور ابن شہاب نزدیک عمر بن عبدالعزیز
کے اور اونکی عورت نے نذر کی تھی اعتکاف کی مسجد حرام مین سو کہا ابن شہاب نے کہ نہین ہوتا ہے اعتکاف مگر ساتھ روزے کے سو کہا عمر
بن عبدالعزیز نے کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہا انھون نے نہین سو کہا کہ ابوبکر سے کہا انھون نے نہین کہا عمر سے
کہا کہ نہین کہا ابوسہیل نے کہ پھر پھرا مین سو پایا مینے طاؤس اور عطا کو تو پوچھا مینے اونسے یہ سو کہا طاؤس نے تھے ابن عباس
نہین دیکھتے تھے معتکف پر صیام مگر یہ کہ خود اپنے نفس پر مقرر کر لے اور کہا عطا نے یہ رائے صحیح ہے تو اگر ابن عباس نے رفع کیا ہوتا
اوسکو نہ وقف کرتے طاؤس اوسکو ابن عباس پر اور اسیواسطے اعتراف کیا بیہقی نے کہ رفع اوسکا وہم ہے اور یہ عجیب ہے
کہ وقف بھی معارضے سے سالم نہین ہو اسواسطے کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ابن عباس اور ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے معتکف روزہ رکھے
اور کہا عبدالرزاق نے حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ یعنی جو اعتکاف کرے تو اوسپر روزہ ہے اور اسناد اوسکا صحیح ہے اور نکالا عبدالرزاق نے
حضرت عایشہ سے موقوفا مَنِ اعْتَكَفَ فَعَلَيْهِ الصَّوْمُ اور زہری اور عروہ سے بھی کہ کہا اون دونون نے لَا اعْتِكَافَ إِلَّا
بِالصَّوْمِ اور موطا مین مالک کی ہے کہ پونہچا اونکو قاسم بن محمد اور نافع مولی ابن عمر سے کہ کہا اون دونون نے نہین ہے اعتکاف مگر
ساتھ روزے کے سبب قول اللہ تعالی کے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ
یعنی تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتون سے جب تم اعتکاف کرتے ہو مسجدون مین تو ذکر کیا اللہ تعالی نے اعتکاف کو
ساتھ روزے کے کہا یحیی نے کہا مالک نے وَالْأَمْرُ عَلَى ذَٰلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ یعنی حکم نزدیک ہمارے
اسپر ہے کہ نہین ہے اعتکاف مگر ساتھ روزے کے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اعتکاف اوس مسجد مین صحیح ہے جہان جماعت ہوتی ہو روایت
کیا طبرانی نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا حذیفہ نے واسطے ابن مسعود کے کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اون لوگون سے کہ درمیان تمھارے گھر کے اور گھر
ابوموسی کے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ہم اعتکاف کیے ہین سو کہا ابن مسعود نے کہ شاید وہ لوگ صواب پر ہون اور تم خطا پر اور اون لوگون کو
یاد ہو اور تم بھول گئے ہو کہا حذیفہ نے لیکن مین جانتا ہون کہ نہین ہے اعتکاف مگر مسجد جماعت مین اور نکالا بیہقی نے ابن عباس سے
کہ بدتر سب کامون مین اللہ کے نزدیک بدعتین ہین اور تحقیق کہ بدعت مین سے ہے اعتکاف کرنا اون مسجدون مین جو گھرون مین ہین روایت
کیا ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے دونون نے اپنے مسند مین ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ أَخْبَرَنِي جَابِرٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا اعْتِكَافَ اِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اور اوپر گذر چکا مرفوعاً حدیث حضرت عایشہ میں
اور ایک روایت مین امام ابوحنیفہ سے یہ مروی ہی کہ نہین صحیح ہی اعتکاف مگر اوس مسجد مین جسمین پانچون نمازین پڑھی جاتی ہین اور دلیل
لاتے ہین ساتھ اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ابن الجوزی نے حذیفہ سے کہ کہا انھون نے سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تھے جو مسجد کہ واسطے اوسکے امام ہی اور مؤذن سو اعتکاف اوسمین صحیح ہوتا ہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ **ص** اور کم مدت
اوسکی ایک دن ہی تو جو اعتکاف شروع کرے اور ایک روز تمام ہونے کے پہلے چھوڑ دیوے تو اوسپر قضا ہی اور امام محمد کے نزدیک
کم مدت ایک ساعت ہی اور وہ ہوگئی تو قضا نہین اور معتکف مسجد مین سے باہر نہ نکلے مگر حاجت انسانی جیسے پیشاب یا پاخانہ کے واسطے
ف کیونکہ مروی ہی حضرت عایشہ رضؓ سے کہ نہین داخل ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین مگر واسطے حاجت انسانی کے
جب ہوتے تھے معتکف نکالا اسکو اصحاب صحاح ستہ نے **ص** یا جمعے کے واسطے آفتاب ڈھلے نکلے اور جبکہ مکان جامع مسجد سے
دور ہووے تو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ پا لیوے اور سنتین پڑھے چار جمعے کے پہلے اور ایک روایت مین چھ رکعتین چار
سنت اور دو تحیۃ المسجد کی اور بعد جمعے کے چار امام صاحب کے نزدیک اور چھ صاحبین کے نزدیک اور اسقدر سے زیادہ دیر لگانا
معتکف کو جامع مسجد مین اعتکاف کو فاسد نہین کرتا اور اگر بغیر عذر کے مسجد سے ایک ساعت بھی نکلے تو فاسد ہوگا
ف اور صاحبین کے نزدیک نہین فاسد ہوگا مگر جب کہ آدھا دن برابر نکلا رہے اور یہی مستحسن ہی **ص** معتکف کھاوے
اور پیوے اور سووے **ف** اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہوتی تھی کوئی جگہہ اعتکاف مین مگر درمیان مسجد کے
ص اور بیچے اور خریدے مسجد مین بغیر سودا حاضر کرنے کے اور سوا معتکف کے اور کوئی شخص مسجد مین یہ کام نکرے
ف روایت کیا اصحاب سنن نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اور
خریدنے سے مسجد مین آخر حدیث تک اور ایک روایت مین ہی کہ بچاؤ مسجدون کو اپنے لڑکون سے یہان تک کہ فرمایا اور
بیچنے سے اور خریدنے سے روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور پوری حدیث یون مروی ہی مصنف مین اوسکے حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُوْمَاتِكُمْ وَرَفْعَ
اَصْوَاتِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَسَلَّ سُيُوْفِكُمْ وَاتَّخِذُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ
وَجَمِّرُوْهَا مِنَ الْجُمَعِ **ص** اور چپ نہ رہے **ف** یعنی ایسا نکرے کہ بالکل بات کرنے کو موقوف کرے
ص بلکہ بہتر اور نیک باتین کرے اور اعتکاف کو جماع باطل کرتا ہی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ
وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ یعنی نہ مباشرت کرو عورتون کی جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدون مین **ص**
اگرچہ رات کو ہووے یا بھولے سے اور اگر سوا فرج کے اور جگہہ وطی کرے یا بوسہ لیوے یا چھوئے تو اگر انزال ہوا اعتکاف
باطل ہوگا اور اگر انزال نہوا تو باطل نہوگا اگرچہ یہ کام اعتکاف مین حرام ہین اور عورت اپنے گھر مین اعتکاف کرے اور اگر کچھ
روزون کے اعتکاف کی نذر کی تو اون روزون کی رات مین بھی اوسکو اعتکاف کرنا واجب ہوگا برابر لگتا تار اگرچہ اوسنے
ایسی نیت نکی ہووے اور جو دو روز کی نیت کی تو دونون روز کی رات بھی داخل ہوجاویگی اور فقط دن کی نیت صحیح ہوجاویگی

کتاب الحج

جان تو کہ حج فرض ہی اور منکر اوسکا کافر ہی **ف** اور فرضیت اوسکی قرآن شریف سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالی جل شانہٗ نے
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی اللہ کیواسطے لوگون کے ذمے پر ہی حج خانہ کعبہ کا اور عمر بھر مین ایکبار فرض ہی
روایت کیا احمد نے مسند مین اور دارقطنی نے سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا صحیح ہی اور بر شرط شیخین کے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ای لوگو فرض کیا اللہ نے تمپر حج کو سو کھڑے ہوئے اقرع
بن حابس اور کہا کہ ای رسول اللہ کیا ہر سال مین سو فرمایا آپنے اگر مین کہتا ہان البتہ واجب ہوتا ہر سال مین اور تم اوسکی قدرت نرکھتے
حج ایکبار ہی اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہی اور روایت کیا مسلم نے صحیح مین ابو ہریرہ رض سے مانند اسکے **ص** ہر آزاد مسلمان مکلف تندرست
آنکھہ والے پر حج واجب ہی اوسکے واسطے توشہ اور سواری ہو فاضل ضروری خرچ اور عیال کے نفقے سے لوٹنے تک اور راہ کا بھی امن
ہووے **ف** آزاد اور بالغ ہونا اسواسطے شرط ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لڑکا حج کرے پھر بالغ ہووے تو اوسپر
دوسرا حج ہی اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اوسپر دوسرا حج ہی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن عباس سے اور کہا صحیح ہی بر شرط
شیخین کے اور تفرد محمد بن منہال کا ساتھ رفع اوسکے کے کچھ ضرر نہین کرتا کیونکہ رفع زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی اور تائید کی
اسکے ایک مرسل حدیث روایت کیا جسکو ابو داؤد نے مراسیل مین محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو لڑکا حج کرین اہل اوسکے اور مر جاوے کافی ہو جاویگا اوس سے تو اگر پاوے بلوغ کو حج کرے اور جو غلام کہ حج کرین لوگ اوسکے کافی ہو جاویگا
اوس سے تو اگر آزاد کر دیا جاوے تو لازم ہی اوسپر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہی یہ روایت موقوفا ابن عباس
سے اور تندرست ہونا شرط ہی بیمار پر حج نہین آنکھہ والا چاہیے اندھے پر اگر مال ہو حج نہین توشہ اور سواری شرط ہی اسواسطے
کہ روایت کیا حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انھونے قتادہ سے انھونے انس سے اللہ کے قول مین وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی حج ہی لوگون پر اللہ کے واسطے جو شخص طاقت سبیل کی رکھتا ہو کہا گیا ای رسول اللہ کیا چیز ہی
سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری اور کہا کہ صحیح ہی اور بر شرط بخاری مسلم کے اور نہین نکالا اون دونونے اوسکو اور متابعت کی سعید
کی حماد بن سلمہ نے قتادہ سے پھر نکالا اوسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہی اور بر شرط مسلم کے اور مروی ہی اور طریقون صحیح سے
مرسلا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین کہ سبیل زاد اور راحلہ ہی اور بہت لوگون سے یہ حدیث مروی ہوئی ابن عمر
اور ابن عباس اور حضرت عایشہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت اصلی ضروری سے
مانند خادم اور اسباب خانگی اور کپڑون وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ہونا ضرور ہین اور یہ بھی شرط ہی کہ اہل وعیال کے نفقے سے فارغ ہو
اسواسطے کہ نفقہ فرض ہی اور حق بندے کا مقدم ہی اللہ کے حق پر نزدیک شرع کے اور جو لوگ مکے سے قریب ہین اونکو سواری شرط نہین
کیونکہ اونکی مشقت اسقدر نہین کہ سواری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگون کے اور راہ کا بھی امن شرط ہی اسواسطے کہ محافظت جان
ومال کی ضرور ہی **ص** عورت کو بغیر محرم اور خاوند کے حج درست نہین اگر اوس عورت سے مکے تک مدت سفر کے برابر راہ ہووے
ف اور اگر اس سے کم ہووے تو شرط نہین اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو بے محرم کے حج جائز ہی جب کہ ایک قافلہ ہووے
اور اوسکے ساتھہ معتبر عورتین ہون اور ہمارے نزدیک جائز نہین اور دلیل امام شافعی کی عموم آیت کا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ آخر تک

اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج کرو مطلق اور ذکر نہ کیا مرد اور عورت کا اور دلیل ہماری یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے
لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ
قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا وَأَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ أَيْضًا عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَلَفْظُهُ لَا تَحُجَّنَّ
امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ یعنی نہ حج کرے عورت مگر اوسکے ساتھ محرم ہو سو کہا ایک شخص نے ای نبی اللہ کے مین لکھا گیا
ہون فلانے غزوے مین اور عورت میری حج کرنے والی ہی کہا آپنے لوٹ جا اور حج کر ساتھ اوسکے اور روایت کیا اوسکو دار قطنی نے
اور معنی اوسکے یہی ہین اور مدت سفر کی اسواسطے شرط ہی کہ دوسری حدیث مین صحیحین کی ہی ابو سعید سے انہون نے ابن عباس سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت مگر ساتھ محرم کے اور سفر کے معنی اوپر ہم کتاب الصلوۃ مین بیان کر چکے
کہ تین دن اور تین رات سے کم نہین ہوتا اور احتیاط اسمین ہی کہ کسی جا کا ارادہ بغیر محرم کے نکرے اگرچہ مدت سفر سے کم ہووے
اسواسطے کہ روایت کیا بخاری مسلم نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سفر کرے عورت دو دن مگر اوسکے ساتھ اوسکا
خاوند ہو یا اور کوئی محرم ہو اور ایک روایت مین ابو ہریرہ رض سے ہی کہ نہین حلال ہی جو ایمان لائی ہی واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر
یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے اور ایک روایت مین طبرانی کی ہی کہ نہ سفر کرے تین میل بھی بغیر محرم کے ص عمر مین ایک بار
فرض ہی جسوقت قدرت ہو فی الفور فرض ہوویگا یہ مذہب امام ابی یوسف کا ہی اور امام محمد کے نزدیک فی الفور واجب نہین ہوتا
تو اگر اوس سال مین نہ گیا اور دوسرے یا تیسرے سال مین ادا کیا اسکے نزدیک ادا ہو جاویگا اور اگر ادا نہین کیا اور مر گیا تو اسکے نزدیک
گنہگار ہوگا تو اگر پہلے سال سے تاخیر کی امام ابی یوسف کے نزدیک گنہگار ہوگا اور محمد کے نزدیک نہین ہوگا اور اگر لڑکے نے
احرام باندھا اور بالغ ہو گیا یا غلام نے اور آزاد ہو گیا اور حج کیے گئے فرض اونکا ادا نہوگا تو اگر لڑکے نے احرام پھر باندھا اور
پھر وقوف کیا فرض اوس سے ادا ہو جاویگا اور غلام کا نہوگا فرض حج کے تین ہین [1] احرام باندھنا اور [2] عرفات مین کھڑے ہونا اور [3]
طواف کرنا زیارت کا اور واجب پانچ ہین [1] مزدلفہ مین کھڑا ہونا اور [2] دوڑنا صفا اور مروہ کے بیچ مین اور [3] کنکریان پھینکنا اور [4] طواف صدر کا
یعنی اخیر کا طواف وقت رخصت کے واسطے افاقی کے اور [5] منڈانا سر کا اور ان آٹھ کے سوا باقی سنت یا مستحب ہین ف اور
ان سب چیزون کا ذکر تفصیل سے آگے آویگا ص مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے ہین اور انکے قبل
احرام باندھنا مکروہ ہی ف فرمایا اللہ تعالی نے اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ یعنی حج کچھ مہینے ہین مقرر اور روایت کیا
بخاری وغیرہ نے ابن عمر رض سے کہ مہینے حج کے شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہین اور مروی ہی یہ بخاری مین تعلیقا اور
روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور ایسا ہی مروی ہی ابن عباس سے روایت کیا اوسکو دار قطنی نے اور ایسا ہی
روایت کیا اوسکو ابن مسعود رض سے اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اور حدیث عبد اللہ بن زبیر کی روایت کیا اوسکو دار قطنی نے کہ مہینے
حج کے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہین تو یہ سب عبادلہ سے مروی ہی عبادلہ کہتے ہین عبد اللہ بن مسعود عبد اللہ بن عمر عبد اللہ
بن عباس عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو اور بعضون کے نزدیک عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو بھی ص عمرہ سنت ہی اور
عمرہ طواف اور سعی یعنی دوڑنے کو درمیان صفا اور مروہ کے کہتے ہین اور وقوف یعنی کھڑا ہونا اوسمین نہین ہی اور سارے برس مین
جب چاہے درست ہی اور مکروہ ہی دن عرفے کے اور چار دن مین بعد عرفے کے ف اور سنت ہونا اوسکا حدیث سے ثابت ہی

روایت کیا ترمذی نے جابرؓ سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرو
تو وہ افضل ہو اور اسکا بیان آگے آویگا ص میقات مدینے کے رہنے والے کا ذوالحلیفہ ہو اور عراق والون کا ذات عرق
اور شام والون کا جحفہ اور نجد والون کا قرن اور یمن والون کا یلملم ف میقات اوسکو کہتے ہین جہان سے احرام
باندھتے ہین اور ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقامون کے نام ہین اور یہ تعیین حدیث مین
مروی ہو روایت ہی صحیحین مین حضرت ابن عباسؓ سے کہ مقرر کیا میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ
اور واسطے اہل شام کے جحفہ اور واسطے اہل نجد کے قرن اور واسطے اہل یمن کے یلملم اور اخراج کیا اوسکا ترمذی اور ابوداود
وغیرہما نے اور آخر حدیث کا یہ ہو کہ یہ مقام اون لوگون کے واسطے ہین اور جو اون پاس آجاوے اور اون لوگون مین سے نہووے
جو ارادہ کرے حج اور عمرے کا اور جو انکے سوا ہو تو جہان سے چاہے یہان تک کہ اہل مکہ احرام باندھین مکے مین اور نہین ذکر کیا
اوسمین میقات اہل عراق کو لیکن ذکر کیا اوسکو جابرؓ نے روایت کیا اوسکو مسلم نے اور شک کی راوی نے اوسکے رفع مین اور ابن ماجہ
نے روایت کیا اوسکو اور اوسمین شک نہین اور اوسمین ہو کہ مقام اہلال اہل مشرق کا ذات عرق ہو مگر اسناد مین اوسکی ابراہیم
بن یزید جوزی ہو اور نہین شک ہو اوسکی حدیث مین اور روایت کیا ابوداود نے حضرت عایشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مقرر کیا میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق اور اسناد مین اوسکی افلح بن حمید ہو اور تھے احمد بن حنبل انکار کرتے اسکا اور نکالا
عبدالرزاق نے مالک سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق
کے ذات عرق اور صحیح ہوئی یہ حدیث ص ان مقامون سے آگے بڑھنا بغیر احرام کے حرام ہو جسکا قصد مکے مین داخل ہونے کا ہو
ف برابر ہو کہ قصد کرے حج اور عمرے کا یا نکرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تجاوز کرے کوئی میقات سے مگر احرام
باندھکے اور یہ عبارت حدیث مین ہو اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ
عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ
اِلَّا بِاِحْرَامٍ یعنی نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو طبرانی نے اور کہا شافعی نے
اپنے سند مین حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّهُ رَاَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ
الْمِيقَاتَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ یعنی پھیر دیتے تھے ابن عباس اوسکو جو آگے جاتا تھا میقات سے بغیر احرام کے اور روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے ثنا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور ذکر کیا اوسکو اور روایت کیا
اسحق بن راہویہ نے سند مین حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ اِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ اِلَى الْوَقْتِ فَاَحْرَمَ وَاِنْ خَشِيَ اَنْ رَجَعَ اِلَى
الْوَقْتِ فَاِنَّهُ يُحْرِمُ وَيُهْرِيقُ لِذٰلِكَ دَمًا یعنی کہا ابن عباس نے کہ جب تجاوز کرے کوئی شخص میقات کو اور نہ احرام
باندھے یہان تک کہ داخل ہوجاوے مکے مین تو لوٹے طرف میقات کے اور احرام باندھے اور اگر خوف کرے رجوع کا طرف میقات کے تو وہ
احرام باندھے اور اوسکے بدلے مین ایک قربانی کرے ص اور قبل پہونچنے کے ان مکانون مین اگر پہلے سے احرام باندھ لے
تو درست ہو ف روایت کیا حاکم نے باب التفسیر مین مستدرک سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قول اللہ تعالی سے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ

وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ یعنی تمام کرو حج اور عمرے کو واسطے اللہ کے سو کہا انھون نے یہ کہ احرام باندھے تو اپنے گھر سے اور کہا کہ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ صحیح ہی اوپر شرط بخاری مسلم کے اور مروی ہی یہ حدیث ابو ہریرہ سے مرفوعا اور اوسمین ضعف ہی اور حدیث ابن مسعود کی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے اور نہین پایا مینے اوس حدیث کو **ص** اور جو ان مقامون کے بیچ رہنے والے ہین اونکو مکے مین بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہی تو اونکی میقات حل ہی جو مکے کا رہنے والا ہی وہ احرام حج کے لیے حرم مین باندھے اور عمرے کے لیے حل سے **ف** حل سوا حرم کے اور زمین کو کہتے ہین اسواسطے کہ حکم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کہ احرام باندھین جوف مکہ سے روایت کیا مسلم نے جابر سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم حلال تھے یعنی احرام نہین باندھا تھا کہ احرام باندھین ہم جب توجہ کرین طرف منی کے کہا جابر نے کہ اہلال کیا ہمنے ابطح سے اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رض کے بھائی کو کہ عمرہ کرا دین اونکو تنعیم سے اور تنعیم حرم مین نہین ہی اور دلیل قوی یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَمَنْ کَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَیْثُ شَاءَ حَتّٰی اَھْلُ مَکَّةَ مِنْ مَکَّةَ یعنی جو ان مقامون سے نہ آیا ہو تو وہ جہان سے چاہے احرام باندھے یہان تک کہ اہل مکہ مکے سے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص**

جو شخص ارادہ احرام کا کرے وضو کرے اور غسل کرنا اچھا ہی **ف** اسواسطے کہ غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے روایت کیا اوسکو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی غریب ہی اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پہنے کپڑے اپنے سو جب آئے ذوالحلیفہ مین پڑھین دو رکعتین پھر سوار ہوئے اونٹ پر تو جب چڑھ چکے اوسپر احرام باندھا حج کے لیے اور کہا حاکم نے صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ یعنی یہ حدیث صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری مسلم نے اور نکالا ابن عمر سے کہ کہا انھون نے مِنَ السُّنَّةِ اَنْ یَغْتَسِلَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُحْرِمَ وَصَحَّحَہٗ عَلٰی شَرْطِھِمَا وَاَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالْبَزَّارُ وَقَوْلُ الصَّحَابِیِّ مِنَ السُّنَّةِ حُکْمُہُ الرَّفْعُ عِنْدَ الْجُمْھُوْرِ یعنی کہا حضرت عبداللہ بن عمر رض نے کہ سنت سے ہی یہ بات کہ غسل کرے جب ارادہ احرام کا کرے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے بخاری مسلم کی شرط پر اور نکالا اوسکو ابن ابی شیبہ اور بزار نے اور قول صحابی کا من السنة بمنزلہ رفع کے ہی **ص** اور ایک ازار اور چادر پاک پہنے اور خوشبو لگاوے اور ایک دوگانہ نفل پڑھے **ف** اسواسطے کہ پہنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار اور چادر اور صحابہ نے آپکے نکالا اوسکو بخاری نے اور لیکن خوشبو لگانا سواسواسطے کہ کہا حضرت عایشہ رض نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون ہاتھون سے جسوقت احرام باندھا آپنے اور لگائی مینے خوشبو آپکے جب کھولا احرام آپنے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوس خوشبو مین مشک تھی اور لیکن دو رکعتین نفل پڑھنا سواسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتین ذوالحلیفہ مین وقت احرام کے روایت کیا اوسکو مسلم نے ابن عمر رض سے اور ایسا ہی کرتے تھے حضرت عمر بھی روایت کیا اوسکو بخاری نے اور روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوداود اور حاکم نے بروایت ابن عباس کے **ص** تو اگر حج مفرد یعنی فقط حج کرتا ہی تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون حج کا تو آسان کر تو اوسکو میرے واسطے اور قبول کر اوسکو میری طرف سے پھر لبیک کہے بعد نماز کے اور نیت حج کی کرے اور وہ یہ ہی اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اور اس سے کم نکرے اور اگر زیادہ کرے تو درست ہی **ف** لیکن لبیک کہنا

بعد ذبح كے سو حديث سے ثابت ہے روايت كيا ترمذی اور نسائی نے ابن عباس سے كہ نبی صلی اللہ عليہ وسلم نے لبيك كہی بعد نماز كے
سو كہا ابن الہمام نے كہ يہ حديث صحيح ہے اور ثابت كيا اسكو اور اگر سواری پر چڑھ كے لبيك كہے تو بھی درست ہے اور يہ بھی احاديث صحيحہ
سے ثابت ہے روايت كيا انكو بخاری مسلم نے اور زيادہ كرنا اس سے جائز ہے اور امام شافعی كے نزديك جائز نہين اور دليل ہماری يہ ہے كہ
حضرت عمر بن الخطاب نے زيادہ كيا ان كلمات پر اور كہا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ مروی ہے
صحاح مين اور زيادہ كيا ابو داود نے ايك روايت مين كہ زيادہ كرتے تھے لوگ ان كلمات پر اور آنحضرت صلی اللہ عليہ وسلم سنتے تھے
اور كچھ نہين كہتے تھے اور زيادہ كيا ابن مسعود نے اسپر مروی ہے مسند اسحق بن راہويہ مين اور امام حسن بھی زيادہ كرتے تھے ان كلمات پر
روايت كيا اسكو ابن سعد نے طبقات مين وَاللّٰهُ أَعْلَمُ **ص** اور جب لبيك نيت كر كے كہہ لی احرام اوسكا بندھ چكا تو
جماع اور فحش كلام سے موقوف كرے اور ذكر كرنے كو جماع سے عورتون كے سامنے روايت ہے كہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے جب يہ شعر پڑھا
شعر وَهُنَّ يَمْشِينَ بِنَا هَمِيسًا إِنْ تَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيسًا كہ معنی اوسكے يہ ہين كہ اونٹ چلتے ہين ہمارے
ساتھ درحاليكہ اونكے موزون كے نعل سے آواز آتی ہے اگر فال سچ ہو تو ہم لميس كہ ايك عورت ہے اوس سے جماع بھی جا كرينگے
تو لوگون نے كہا كہ آپ رفث كرتے ہين احرام مين تو فرمايا كہ رفث اوسكو كہتے ہين جسمين عورتين مخاطب ہون اور بچے فسوق اور
گناہون سے اور جدال سے اور وہ يہ كہ اپنے رفيق سے لڑے يا شركون سے حج كی تقديم اور تاخير مين **ف** كيونكہ فرمايا اللہ تعالی نے
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ يعنی نہين ہے رفث اور فسوق اور جدال حج مين **ص** اور شكار كرے
خشكی كا احرام مين اور دريا كا شكار منع نہين اور شكار كے جانور كو كسيكو نہ بتلائے اور نہ اوسكی طرف اشارہ كرے **ف**
اسواسطے كہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے شكار كيا تھا ايك حمار وحشی كا اور وہ احرام سے نہ تھے تو پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ
عليہ وسلم سے اوسكے كھانے كو سو فرمايا آپ نے كيا تمنے اوسكے شكار مين كچھ مدد كی تھی يا اشارہ كيا تھا كچھ تمنے كہا انھون نے نہين
تب فرمايا حضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے سو كھاؤ جو اوسكا گوشت باقی ہے روايت كيا اوسكو اصحاب صحاح ستہ نے اور دوسرے يہ كہ دلالت
كرنے والا يعنی بتانے والا كسی چيز كا مثل كرنے والے كے ہے اور يہی حكم نيك كامون كے باب مين ہے فرمايا حضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے
اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ يعنی بتلانے والا بہتری كا مانند اوسكے كرنے والے كے ہے اور فرمايا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا
الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ يعنی نہ شكار كرو جب احرام باندھے ہو تم **ص** اور پرہيز كرے خوشبو لگانے سے اور ناخن كاٹنے سے
ف اور يہ منع حديث مين وارد ہے **ص** اور مونہہ ڈھانپنے سے اور سر ڈھانپنے سے **ف** اور امام شافعی كے نزديك
جائز ہے واسطے مرد كے چھپانا مونہہ كا اسواسطے كہ فرمايا حضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے إِحْرَامُ الرَّجُلِ فِي رَأْسِهِ وَإِحْرَامُ
الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا يعنی احرام مرد كا اوسكے سر مين ہے اور احرام عورت كا اوسكے مونہہ مين ہے روايت كيا اوسكو دارقطنی اور
بيہقی نے موقوفًا ابن عمر پر اور ذكر كيا اوسكو مرفوع صاحب ہدايہ نے اور فرمايا حضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے ايك شخص كے باب مين جب مر گيا تھا
احرام مين كہ چھپاؤ مونہہ اوسكا اور نہ چھپاؤ سر اوسكا روايت كيا اوسكو امام شافعی نے اور دليل ہماری يہ ہے كہ فرمايا حضرت صلی اللہ عليہ وسلم نے
ايك شخص كے باب مين جب وہ مر گيا تھا احرام مين كہ نہ چھپاؤ مونہہ اوسكا اور نہ چھپاؤ سر اوسكا اسواسطے كہ وہ اوٹھيگا دن قيامت كے
لبيك كہتا ہوا اور دوسرے يہ كہ جب عورت نے باوجود اس بات كے كہ اوسكے مونہہ كھولنے مين خوف فتنے كا ہے مونہہ نہ چھپايا تو

مرد کو ضرور ہو منہ کھولنا واجب ہوگا اور دلیل امام شافعی کی وہ بھی ہی جو روایت کیا امام مالک نے حضرت عثمان سے کہ وہ چھپاتے تھے
مونھہ اپنا اور وہ محرم ہوتے تھے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے مرفوعًا اور کہا کہ صواب موقوف ہونا اس حدیث کا ہی **ص** اور سر
دھونے سے اور داڑھی دھونے سے ساتھ خطمی کے **ف** اسواسطے کہ خطمی خوشبودار چیز ہی اور سر کے کیڑون کو قتل کرتی ہی
اور غسل کرنا احرام مین درست ہی اسواسطے کہ حضرت ابن عمر رض غسل کرتے تھے احرام مین روایت کیا اسکو مالک وغیرہ نے **ص** اور
داڑھی کترنے سے اور سر منڈانے سے اور بال بدن کے مونڈنے سے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور نہ مونڈو سر اپنا یہان تک کہ پہونچ جاوے قربانی اپنی جگہہ مین اور کترنا بھی مونڈنے کے حکم مین ہی
ص اور کرتہ پہنے اور سراویل اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزون کے پہننے سے **ف** اسواسطے کہ منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزون کے پہننے سے احرام مین روایت کیا اسکو صحاح ستہ والون نے اور اگر موزہ پہنے تو اوسکو کاٹ کے
ٹخنے سے نیچا کرلے اور اسی طرح اگر تہمت نہو تو اوسکے بدلے سراویل پہن لیوے اور بعضون کے نزدیک نہ کاٹے اور پہن لیوے جب نعل نہووے
جو لوگ موزے کے کاٹنے کو کہتے ہین دلیل لاتے ہین ساتھہ حدیث ابن عمر کے کہ فرمایا آپ نے اور نہ پہنے موزہ مگر جب نپاوے نعلین تو کاٹ ڈالے اونکو
اور نیچا کرلے ٹخنون سے اور جو کہتے ہین نہ کاٹے دلیل لاتے ہین حدیث ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نپاوے تہمت
پہنے سراویل اور جو نپاوے موزہ پہن لیوے نعلین روایت کیا اوسکو بخاری مسلم ابوداود وغیرہم نے **ص** اور اوس کپڑے سے جو خوشبودار
رنگ مین رنگا ہووے مگر بعد زائل ہوجانے خوشبو کے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پہنو اوس کپڑے کو
جسمین زعفران اور ورس لگا ہو احرام مین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور روایت کیا اوسکو بہت محدثین نے مثل طحاوی کے ابن عمر رض سے
ص اور حمام مین جانا اور سایہ لینا گھر سے اور محمل سے یعنی کجاوے سے جائز ہی **ف** اور کپڑا تان دینا واسطے سائے کے
سر کے آگے ہمارے نزدیک جائز ہی اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہی اور عثمان رض سے یہ منقول ہی روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا وکیع ثنا
الصَّلْتُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ رض بِالْاَبْطَحِ وَاِنَّ فُسْطَاطَهٗ مَضْرُوْبٌ وَسَيْفُهٗ مُعَلَّقٌ
بِالشَّجَرِ یعنی کہا عقبہ نے کہ دیکھا مینے عثمان رض کو ابطح مین کہ فسطاط اونکا تنا ہوا تھا اور تلوار اونکی لٹکتی تھی درخت مین اور سایہ کیا
صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج مین روایت کیا اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین مین اور حضرت عمر رض ڈال دیتے تھے
کھال کو درخت پر اور اوسکے سایے مین بیٹھتے تھے اور آپ احرام سے ہوتے تھے اور حمام مین جانا درست ہی اسواسطے کہ حضرت عمر رض نے غسل کیا
اور آپ احرام سے تھے روایت کیا اوسکو شافعی نے اور روایت کیا اوسکو مالک نے موطا مین اور نقل کیا حضرت ابوایوب نے سر دھونے کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی صحیحین مین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ **ص** اور ہمیانی کا باندھنا جائز ہی کمر مین **ف** یہ اسواسطے
بیان کیا کہ احرام مین سیا ہوا کپڑا پہننا نہین جائز ہی اور ہمیانی سی ہوئی ہی تو اسکا باندھنا ضرورت کے سبب سے جائز ہی **ص**
اور زیادہ کہے لبیک کو جب نماز پڑھ چکے یا کسی اونچی جگہہ پر چڑھے یا نیچی جگہہ مین اوترے یا سوارون سے ملاقات ہو اور جب صبح کا وقت ہو
ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہتے تھے اور صحابہ آپ کے ان وقتون مین روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ثنا معویہ
عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ سِتٍّ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَاِذَا اسْتَقْبَلَتْ بِالرَّجُلِ رَاحِلَتُهٗ
وَاِذَا صَعِدَ شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا وَاِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَبِالْاَسْحَارِ یعنی تھے صحابہ کہ مستحب جانتے لبیک کہنے کو

جب کہ پڑہے پیچھے نماز کے اور جب سامنے آوے مرد کے سواری اوسکی اور جب چڑہے چڑہائی پر اور جب اوترے اوتار میں اور جب ملاقات کرے
بعض بعض سے اور صبح کے وقت اور روایت کیا ابن ماجہ نے فوائد میں جابر سے قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ
اِذَا لَقِيَ رَاكِبًا یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب مقاموں کو
سوا اسکے کہ جب سامنے آوے سواری جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جب داخل ہووے مکے میں پہلے جاوے مسجد حرام میں
ف اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے مسجد سے تو پڑھتے تھے اوس میں
دو رکعتیں قبل بیٹھنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور نہیں ہے مضایقہ اسمیں کہ جاوے مسجد میں رات کو یا دن کو روایت کیا
نسائی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے میں رات کو اور دن کو داخل ہوئے حج وداع میں رات کو اور دن کو عمرے میں
ص اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تکبیر اور تہلیل کہے **ف** تہلیل کے معنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا اور روایت ہے عطا سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ
ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھ اور اوس مقام پر اللہ تعالیٰ سے جنت میں داخل ہونا بغیر حساب
و کتاب کے مانگے کیونکہ دعا قبول ہوتی ہے وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے **ص** پھر سامنے جاوے حجر اسود کے اور تکبیر کہے اور تہلیل کہے
اور اوٹھاوے دونوں ہاتھ مانند نماز کے اور چوم لیوے اوسکو منہ لگا کے اور اگر چومنا نہ ہو سکے تب چھولے اوسکو ہاتھ سے پھر
پھر ہاتھ چوم لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ ہجوم کے نہ ہوسکے تو سامنے اوسکے جاوے اور تکبیر اور تہلیل کہے اور تعریف کرے اللہ تعالیٰ کی اور
درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ف** لیکن سامنے جانا حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کہنا حدیث سے ثابت ہے روایت کیا
امام احمد نے مسند میں سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اونکے تم ایک
مرد قوی ہو سو نہ مزاحمت کرو لوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاوے تو چوم لے اوسکو ورنہ سامنے جا اوسکے اور
تکبیر اور تہلیل کر اور ہاتھ اوٹھانا اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھائے جاویں مگر سات جگہ میں اور ذکر کیا انمیں سے
وقت چومنے حجر اسود کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور نہیں ہے یہ قول اس حدیث میں جیسا کہ کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث گذری اور
چومنا سو اس طرح چاہیے کہ اوسپر دونوں ہاتھ رکھے اور منہ لگا کے چوم لیوے اسواسطے کہ صحیحین میں ہے کہ حضرت عمرؓ آئے
حجر اسود پاس اور چوما اوسکو اور کہا قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو ضرر کر سکتا ہے نہ نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے تجکو نہ چومتا میں تجکو اور مروی ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور
سجدہ کرتے تھے اوسپر یعنی سر اپنا واسطے چومنے کے اوسپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چومتے تھے اوسکو
اور سجدہ کرتے تھے اوسپر اور پھر کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا
اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے
حجر اسود پر بعد بوسہ لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباس اور کہا کہ دیکھا میں نے عمر کو کہ بوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور
کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت اسکو ابن المنذر اور حاکم نے اور صحیح کیا
اوسکو اور جب ہجوم ہو تو چومنے سے باز رہے تاکہ کسیکو اذیت نہووے اسواسطے کہ چومنا سنت ہے اور مسلمان کے ایذا دینے سے

بار پڑھنا واجب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ یعنی مسلمان وہ شخص ہے کہ جس میں مسلمان اوسکی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسیکو زبان سے کچھ برا کہے اور نہ ہاتھ سے کچھ اذیت دیوے **ص** اور طواف کرے خانہ کعبہ کا طواف قدوم اور سنت ہے یہ طواف واسطے آفاقی کے پھر اضطباع کیے ہوئے داہنی طرف کو چلے اور طواف کو حجر اسود سے شروع کرے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لیوے اور اضطباع اوسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے دونوں کنارے اوسکے بائیں کندھے پر ڈالے اور سات پھیرے اسیطرح کرے **ف** حطیم ایک مقام ہے کہ اوسمیں میزاب ہے قریش نے جب کعبہ بنایا اور پھر اتنا مال حلال نہ پایا کہ اوتنی جگہہ کو بھی کعبے میں داخل کریں تو اوسکو باہر رکھا تھا اور اسی واسطے اوسکو حطیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور ایساہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے یعلی بن امیہ سے کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضطباع کرکے ساتھہ ایک چادر سبز کے اور مروی ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نذر کی تھی انھوں نے کہ اگر فتح ہوگا مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ پر پڑھینگی اوسمیں دو رکعتیں سو جب فتح ہوا مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ کا ہاتھہ پکڑا اور کر دیا اونکو حطیم میں اور فرمایا کہ پڑھ اس جگہہ اسواسطے کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہے اور تیری قوم نے جب بنایا اونکو خرچ تو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں توڑ لیتا کعبے کی بنا کو اور بناتا میں اوسکو جیسا حضرت ابراہیم ع نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرتا میں حطیم کو کعبے میں اور جو کھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرتا میں اوسکے دو دروازے ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر میں جیونگا اگلے سال تک تو کرونگا ایساہی روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداود ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفاے راشدین کو اس امر کی یہانتک کہ زمانہ ہوا حضرت عبد اللہ بن زبیر کا اور سنی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عایشہ رض سے تو کیا انھوں نے ایساہی اور ظاہر کیے قواعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع کے اور بنا کیا اوسکو جیسا بنا کیا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور داخل کیا حطیم کو خانہ کعبہ میں تو جب قتل کیا حجاج ظالم نے اونکو پھر آیا اوسنے کعبے کو رکھنا اس طور پر کہ بنایا تھا اوسکو عبد اللہ بن زبیر نے اور کر دیا اوسکو جیسا تھا جاہلیت میں تو جب حطیم خانہ کعبہ سے ٹھہرا تو اس صورت میں طواف حطیم کو اندر کرکے کیا جاویگا یہانتک کہ اگر خالی جگہہ میں داخل ہوکر طواف میں حطیم کو چھوڑ دیا نہیں جائز ہوگا لیکن اگر کوئی مصلی مونہہ کرکے حطیم کی طرف نماز پڑھے کا جائز نہیں اسواسطے کہ مونہہ کرنا طرف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہے تو نہیں ادا ہوگا ساتھہ خبر واحد کے اور طواف میں احتیاطا کیوا سطے داخل کیا اسکو یہ مضمون شرح وقایہ کا ہے **ص** اور پہلے تین پھیروں میں رمل کرے اور ایک پھیر تمام ہوتا ہے حجر اسود سے حجر اسود تک اور رمل اوسکو کہتے ہیں کہ دونوں کندھوں کو ہلاتے ہوئے اکڑتے ہوئے جلدی جلدی چلنا جیسے سپاہی معرکے میں کرتے ہیں اور سبب اسکا شجاعت دکھلانا تھا مشرکین کو کیونکہ کہا تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اونکو یثرب یعنی مدینے کے بخار نے پھر باقی رہا یہ حکم اپنے حال پر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے **ف** اور روایت کیا بخاری مسلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اور آئی ہیں اس باب میں بہت حدیثیں **ص** اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ دے اسی طرح ہر پھیرے میں اور بوسہ دیو رکن یمانی کو اور دونو مستحب ہے پھر ختم کرے طواف کو ساتھہ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑھے دو رکعت اور دو رکعتیں پڑھنا واجب ہیں ہر طواف میں سات پھیروں کے بعد مقام ابراہیم میں یا جس جگہہ میسر ہو جاوے مسجد میں سے **ف** کیونکہ حدیث جابر رض میں ہے کہ جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ع۱
[illegible]

ع۲
اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اس باب میں طویل حدیث ہے جو مناسک کے باب میں اکثر مقاموں پر وارد اس حدیث کا کیا ہے اور کل حدیث کو بوجہ خوف طوالت اس جگہ یہاں ذکر نہیں کیا ۱۲ منہ عفی عنہ

مقام ابراہیم پر فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى یعنی لو مقام ابراہیم کو مصلی تو امر سے وجوب اس نماز کا
ثابت ہوا ہی اور وہ جو صاحب ہدایہ نے دلیل وجوب کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وَلْيُصَلِّ الطَّائِفُ لِكُلِّ اُسْبُوعٍ
رَكْعَتَيْنِ یعنی طواف کرنے والا پڑھے بعد ہر سات پھیرون کے دو رکعتیں بیان کیا ہی یہ نہیں پایا گیا ہان فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ثابت ہی صحیحین مین یہ حدیث ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے تھے حج اور عمرے مین تو آپ جلدی چلتے تھے
پہلے تین پھیرون مین اور آہستہ چلتے تھے چار پھیرون مین پھر پڑھتے تھے دو رکعتیں اور روایت کیا عبد الرزاق نے مرسل ابن جریج سے
انھون نے عطا سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي لِكُلِّ اُسْبُوعٍ رَكْعَتَيْنِ یعنی تھے پڑھتے بعد طواف
دو رکعتیں **ص** پھر لوٹ آوے اور چومے حجر اسود کو **ف** حدیث جابر مین ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے
دو رکعتیں لوٹ آئے طرف حجر اسود کے **ص** اور نکلے اور چڑھے صفا پہاڑ پر اور منہ کرے طرف خانہ کعبہ کے اور تکبیر کہے اور
تہلیل کہے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اوٹھاوے دونون ہاتھ اور دعا مانگے جو جی چاہے **ف** اسواسطے
کہ حدیث جابر مین ہی سو چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہان تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو سو توحید بیان کی اللہ تعالیٰ کی
اور منہ کیا قبلے کی طرف اور تکبیر کہی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ
پھر دعا کی درمیان اسکے اور کہا مانند اسکے تین بار اور ماثور یہ ہی کہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور اوٹھاوے دونون ہاتھ واسطے دعا کے اور درود بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
پھر دعا مانگے اور جب اوترے کہے اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِي عَلٰى مِلَّتِهِ وَاَعِذْنِي مِنْ مُضِلَّاتِ
الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ **ص** پھر چلے طرف مروہ پہاڑ کے دوڑتا ہوا درمیان دو میلون سبز اور سرخ کے
اور چڑھ جاوے اوسپر اور کرے جیسا کیا تھا صفا پر اسی طرح کرے سات بار شروع کرے صفا سے اور ختم کرے مروہ پر **ف**
یہ دو میل نشان ہین بطن وادی مین درمیان صفا اور مروہ کے تو جب پہنچے بطن وادی مین درمیان ان دونون میلون کے کہے
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یہ مروی ہی حضرت عبد اللہ بن عمر سے اور
مروہ پر مثل صفا کے اور صفا کی طرف جس دروازے سے چاہے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تھے دروازہ بنی مخزوم سے
روایت کیا طبرانی نے ابن عمر سے اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ
بَنِي مَخْزُومٍ وَاَسْنَدَ اَيْضًا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَابِ الصَّفَا
وَرَوٰى ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا مِنْ بَابِ بَنِي مَخْزُومٍ
یعنی نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ بنی مخزوم سے اور کہا جابر نے باب صفا سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہی کہ نکلے صفا
کو دروازہ بنی مخزوم سے اور سات بار صفا سے مروہ کو جانا حدیث سے ثابت ہی صحیحین مین ہی ابن عمر سے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مکے مین سو طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھین پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتیں اور طواف کیا درمیان صفا اور مروہ کے سات
اور دوڑنا درمیان صفا اور مروہ کے ہمارے نزدیک واجب ہی اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہی دلیل انکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ یعنی دوڑو اسواسطے کہ فرض کیا اللہ نے تمپر دوڑنا یعنی درمیان صفا اور مروہ کے اور دلیل ہمکو یہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا یعنی نہین گناہ ہی اوسپر کہ طواف کرے درمیان ان دونون کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور پوری حدیث یون ہی عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ اَبِیْ تَجْرَاۃَ اِحْدٰی نِسَاءِ بَنِیْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَطُوْفُ وَالنَّاسُ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ وَرَاءَھُمْ وَھُوَ یَسْعٰی حَتّٰی اَرٰی رُکْبَتَیْہِ مِنْ شِدَّۃِ مَا یَسْعٰی وَھُوَ یَقُوْلُ اِسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور طریقے سے کہا صاحب تنقیح نے اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی اسناد اوسکا صحیح ہی اور صفا سے اسواسطے شروع کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ یعنی صفا اور مروہ اللہ کی نشانیون مین سے ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَءَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی شروع کرو اوس سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے اور شروع کیا اللہ تعالی نے صفا سے اپنے کلام مین روایت کیا اس حدیث کو اس لفظ سے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اوسکا مسلم اور ابوداود اور ترمذی ابن ماجہ مالک وغیرہم نے **ص** اور ایک پھیرا صفا سے مروہ تک کا ہوتا ہی پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا تو شروع کرے دوڑنے کو صفا سے اور ختم کرے اوسکو ساتوین بار مین مروہ پر اور روایت طحاوی مین ہی کہ سعی صفا سے مروہ تک ہی پھر مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہی حاصل یہ ہی کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا یہ ایک پھیرا ہی تو اس حساب سے چودہ پھیرے ہونگے اور ختم صفا پر ہوگا اور صحیح اول مذہب ہی رہے مکے مین احرام باندھے رہے اور طواف کرے خانہ کعبہ کا نفل جتنا چاہے **ف** اسواسطے کہ طواف مثل نماز کے ہی اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ یعنی طواف خانہ کعبہ کا مثل نماز کے ہی اِلَّا اَنَّ اللّٰہَ اَحَلَّ فِیْہِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فَلَا یَنْطِقُ اِلَّا بِخَیْرٍ یعنی حلال کیا اللہ تعالی نے اوسمین کلام کو سو جو کوئی کلام کرے تو نہ کرے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونون طرح مروی ہی لیکن مرفوع سو روایت سفیان سے انھون نے عطا ابن سائب سے انھون نے طاوس سے انھون نے ابن عباس سے روایت کیا اوسکو حاکم اور ابن حبان نے اور نکالا اوسکو بیہقی نے روایت موسی بن اعین سے انھون نے لیث بن ابی سلیم سے انھون نے عطا سے انھون نے طاوس سے مرفوعا ساتھ اوسی لفظ کے اور روایت کیا اونھون نے اوسکو اور طریقے سے اور روایت کیا اوسکو ثقات نے موقوفا لیکن عطا ابن سائب ثقہ ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور حفظ اوسکا اخیر مین متغیر ہوگیا تھا اور جسنے اوس سے قبل تغیر کے سنا تو روایت اوسکی صحیح ہی اور سفین نے اوس سے قبل تغیر کے سنا ہی اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے طاوس سے انھون نے ابن عمر رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلطَّوَافُ بِالْبَیْتِ صَلٰوۃٌ فَاَقِلُّوْا فِیْہِ الْکَلَامَ یعنی طواف خانہ کعبہ کا نماز ہی سو کم کرو اوسمین کلام **ص** اور خطبہ پڑھے امام مکے مین ساتوین تاریخ اور سکھائے اوسمین طریقے حج کے مثلا نکلنا طرف منی کے اور نماز اور کھڑا ہونا عرفات مین اور افاضہ یعنی لوٹنا اوس جگہہ سے انکے سب طریقے بتلاوے اور دوسرا خطبہ نوین تاریخ دن عرفات کے اور تیسرا خطبہ گیارھوین تاریخ منی مین تو ہر خطبے مین ایک دن کا فاصلہ چاہیے **ف** ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی اور اسی طرح پڑھا حضرت ابوبکر رضی نے اور امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھے آٹھوین تاریخ سے دسوین تک **ص** پھر نکلے صبح کے وقت دن ترویہ کے یعنی آٹھوین تاریخ ذیحجہ کے اور ترویہ کے معنی سیراب کرنے کے ہین

ف عطاء بن السائب

اور عرب لوگ آج کے دن میں اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں منی کی طرف اور ٹھہرے وہاں روز عرفے کی فجر تک پھر وہاں سے عرفات کو جاوے **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جابر میں ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا تو چلے انہوں نے طرف منی کے اور اہلال کیا ساتھ حج کے سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں انکے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر پھر ٹھہرے تھوڑی دیر یہاں تک کہ طلوع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ میں منے میں پڑھے اور جب عرفات کو جاوے کہے اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور لبیک کہے اور تکبیر کرے اور تہلیل کرے اور مروی ہے یہ ابن مسعود سے روایت کیا اسکو ابو ذر نے **ص** اور عرفات میں جہاں چاہے ٹھہرے مگر بطن عرنہ میں کہ ایک مقام ہے اوس جگہہ نہ ٹھہرے **ف** کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ سب ٹھہرنے کی جگہہ ہے اور نہ ٹھہرو بطن عرنہ میں اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہہ ہے اور نہ ٹھہرو بطن محسر میں روایت کیا اوسکو طبرانی اور حاکم نے ابن عباس سے اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط مسلم کے اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں ابن عمر سے اور ابو ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس کے اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور اسناد اوسکا ضعیف ہے **ص** اور جب زوال ہو آفتاب کا خطبہ پڑھے امام دو خطبے مانند جمعے کے اور سکھلائے اوسمیں طریقے حج کے مثلا کھڑا ہونا عرفے میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار اور نحر اور حلق اور طواف زیارت **ف** اور یہ مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اوسکا ابو داود اور امام احمد وغیرہ نے **ص** اور پڑھے اونکے ساتھ ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے **ف** اور جمع کرنا اس مقام میں صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ذکر کیا ہمنے اونکو کتاب الصلوۃ میں **ص** اور شرط اسکے واسطے یہ ہے کہ امام ہو اور احرام ہو دونوں نمازوں میں تو جمع نہیں جائز ہوگی عصر اوسکی جسنے نہیں پڑھی ظہر ساتھ جماعت کے اور جسنے احرام نہیں باندھا اور جس شخص نے کہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہیں جائز ہے عصر اوسکو پڑھنا ساتھ امام کے گر وقت عصر میں **ف** اور ظہر جائز ہے کیونکہ ظہر تو اپنے وقت میں ہے اور عصر نہیں جائز ہے وقت ظہر میں مگر ساتھ شرط جماعت کے ظہر اور عصر میں اور احرام کے دونوں نمازوں کے وقت میں **ص** پھر جاوے طرف موقف کے اور غسل کرنا اوس وقت سنت ہے **ف** تو اگر فقط وضو کیا جائز ہے اور دلیل سنت ہونے غسل عرفے کی کتاب الصلوۃ میں گذری **ص** اور کھڑا ہو امام اونٹ پر قریب جبل رحمت کے موںہہ قبلے کی طرف کرکے اور دعا مانگے خوب کوشش اور عجز و زاری سے اور سکھاوے طریقے حج کے اور کھڑے ہوویں لوگ پیچھے امام کے نزدیک اور موںہہ سب کا قبلے کی طرف ہووے اور امام کے کلام کو سنیں **ف** لیکن کھڑا ہونا امام کا سواری پر سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اونٹ پر روایت کیا یہ جابر نے اور موںہہ کرنا قبلے کی طرف سو اسواسطے کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْمَوَاقِفِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر موقف وہ ہیں کہ موںہہ ہووے اونمیں طرف قبلے کے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں پائی گئی لیکن روایت کیا حافظ ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں محمد بن صلت سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خَيْرُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ یعنی بہتر مجلسیں وہ ہیں کہ موںہہ ہوا اونمیں طرف قبلے کے اور روایت کیا حاکم نے ادب میں ایک حدیث طویل کہ اول اوسکا یہ ہے اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرَفًا وَاِنَّ شَرَفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ

بِهِ الْقِبْلَةَ اور ضعیف کیا گیا یہ ساتھ ہشام بن ابی زیاد کے اور مرفوع ہی ابن عمر رض سے اَکْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اُسْتُقْبِلَ
بِهِ الْقِبْلَةَ اور اسناد مین اوسکے حمزہ نصیبی ہی منسوب ہی طرف وضع کے اور لیکن دعا کرنا سو اسواسطے کہ روایت کیا بزار نے ابن عباس
سے انھون نے فضل سے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفے مین دعا کرتے تھے دونون ہاتھ کھینچکے جیسے کوئی
کھانا طلب کرتا ہی اور اسناد مین اوسکی حسین بن عبد اللہ ہی ضعیف کیا اوسکو نسائی اور ابن معین نے لیکن کہا ابن عدی نے کہ لکھی
جاویگی حدیث اوسکی کیونکہ نہین دیکھی مینے اوسکی کوئی حدیث منکر کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کیا بیہقی نے ابن عباس رض سے
کہ دیکھا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یَدْعُوْ بِعَرَفَةَ یَدَاهُ اِلٰی صَدْرِهٖ کَاسْتِطْعَامِ الْمِسْکِیْنِ دعا مانگتے تھے
عرفے مین اور دونون ہاتھ اونکے سینے تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین اور کوشش کرے دعا مین اسواسطے کہ حدیث
مین آیا ہی کہ دعا مانگی آپنے کوشش سے اس موقف مین اپنی امت کیواسطے سو قبول ہوئی دعا اونکی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے
آخر حدیث تک اور لبیک اس مقام پر دمبدم کہے اور امام مالک کے نزدیک اس مقام مین لبیک موقوف کرے اور دلیل ہماری ہی جو
جو مروی ہی صحاح ستہ مین فضل بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے یہانتک کہ رمی کرتے جمرۂ عقبہ کی اور
زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب رمی کر چکتے تھے جمرۂ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لبیک کو اور جمرۂ عقبہ کا بیان آگے آویگا **ص** اور جب
غروب ہو جاوے آفتاب دن عرفے کے آوے مزدلفہ مین اور جہان چاہے وقوف کرے مگر وادی محسر مین **ف** نہ ٹھہرے اور
دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اوترے نزدیک جبل قزح کے اور پڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اقامت کے وقت مین
عشا کے مغرب کو بھی پڑھے اور اس مقام مین جمع کرے **ف** اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کیا
ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رض سے کہ وقوف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ ڈوب گیا آفتاب اور
جب ڈوب چکا چلے وہان سے یہانتک کہ آئے مزدلفہ مین اور پڑھین لوگون کے ساتھ دونون نمازین مغرب اور عشا کی اور جب
صبح ہوئی آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اوسپر صحیح کیا اوسکو ترمذی نے اور بعد آفتاب کے ڈوبنے کے وہان سے چلنا مین مخالفت
مشرکین کی ہی جیسا روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین مسور بن مخرمہ سے کہ کہا انھون نے خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عرفات مین اور حمد کی اللہ تعالی کی اور ثنا کی اوسپر پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَھْلَ الشِّرْکِ وَالْاَوْثَانِ کَانُوْا
یَدْفَعُوْنَ مِنْ ھٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُؤُسِ الْجِبَالِ کَاَنَّھَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰی رُؤُسِھَا
وَاَنَا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ الحدیث یعنی مشرک اس مقام سے قبل غروب آفتاب کے جاتے ہین اور ہم بعد آفتاب کے
ڈوبنے کے جاتے ہین اور اگر خوف ہو ازدحام کا تو ٹھہر جانے مین کچھ حرج نہین اور جب ہجوم موقوف ہو جاوے وہانسے روانہ ہو روایت کیا
ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عایشہ رض منگاتی تھین پانی اور افطار کرتی تھین پھر وہانسے جاتی تھین **ص** اور جسنے مغرب کی
نماز رستے مین پڑھ لی پھر دوہرا دے یا عرفات مین پڑھ لی تو بھی اعادہ کرے جب تک فجر نہ طلوع ہووے کیونکہ اوسنے اگر نماز پڑھی مغرب کی
قبل وقت عشا کے نہین جائز ہی نزدیک امام ابو حنیفہ اور محمد کے تو واجب ہی اعادہ اوسکا جب تک کہ فجر طلوع نہووے اور پڑھے صبح کی
نماز تاریکی مین **ف** اسواسطے کہ روایت کیا ابن مسعود نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت
معمول کے روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے صحیحین مین **ص** پھر وقوف کرے اور دعا مانگے **ف** اسواسطے کہ حدیث جابر

مین ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی اونکو صبح ساتھ اذان اور اقامت کے پھر سوار ہوئے قصوا پر یہان تک کہ آئے مشعر حرام مین اور موہنہ کیا طرف قبلے کے اور دعا مانگی اور تکبیر اور تہلیل کہی اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی تو آپ وقوف کرتے رہے یہان تک کہ خوب روشنی ہوگئی سو وقوف کیا آفتاب کے طلوع ہونے تک **ص** اور یہ وقوف ہمارے نزدیک واجب ہی اور رکن حج کا نہین **ف** اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور یہ وہم ہی کیونکہ امام شافعی کی کتابون مین اس وقوف کو سنت لکہا ہی اور دلیل ہماری ابن الہمام نے فتح القدیر مین بیان کی ہی اور ایک دلیل یہ ہی جو روایت کیا اصحاب سنن نے ابن عباس سے کہ بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے ضعیفون کے پاس تاریکی مین یعنی رات باقی ہوتی تھی اور فرماتے تھے کہ نہ رمی کرین جمرہ کی یہان تک کہ طلوع ہو آفتاب تو اگر رکن ہوتا نہ حکم کرتے آپ اونکو ترک کا اور وجوب کی دلیل یہ ہی کہ روایت کیا ابو داود اور ترمذی نسائی ابن ماجہ نے عروہ بن مضرس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حاضر ہو ہماری اس نماز مین اور وقوف کرے ہمارے ساتھ یہان تک کہ لوٹے اور وقوف کر چکا تھا وہ عرفے مین رات یا دن کو سو تمام ہوا حج اوسکا کہا حاکم نے صحیح علی شرط کافۃ الحدیث یعنی صحیح ہی اوپر شرط اکثر محدثین کے اور تفصیل فتح القدیر مین ہی **ص** اور جب خوب فجر روشن ہو جاوے آگے منی مین اور رمی کرے جمرہ عقبہ کی بطن وادی سے سات بار اونگلیون سے اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے **ف** یعنی سات کنکریان چھوٹی چھوٹی لیکے پھینکے اور منی ایک بستی ہی اطراف مکے مین اور چھوٹی کنکریان اسواسطے پھینکے کہ ذلت ہو شیطان کی اور تا کہ لوگون کو اذیت نہو اور جس جگہ سے چاہے کنکریان اوٹھالے مگر نزدیک جمرہ کی کیونکہ اوسکے نزدیک جو کنکریان ہین مردود مین اور یہ حدیث مین وارد ہی اور جمرہ کے معنی چھوٹا سنگریزہ اور عقبہ تنگ گھاٹی کو جو پہاڑون مین ہوتی ہی کہتے ہین اور کہا حضرت سعید بن جبیر نے کیا حال ہی سنگریزون کا کہ پھینکتے ہین لوگ اوسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اور وہ معلوم نہین ہوتین اور اب تک تو چاہیے تھا کہ ایک پہاڑ کنکریون کا ہو جاتا کہا حضرت ابن عباس نے کہ نہین جانا تو نے جسکا حج قبول ہو جاتا ہی تو اوسکی کنکریان اوٹھتی جاتی ہین اور جسکا قبول نہین ہوتا اوسی جگہ پڑی رہتی ہین کہا مجاہد نے کہ جب سنا مینے یہ اونسے مینے اپنی کنکریون پر نشانی مقرر کردی پھر آیا مین پاس جمرہ کے اور ڈھونڈھا مینے اونکو سو نہ پایا مینے اور جائز ہی رمی جو قسم سے زمین کے ہووے مثلا کنکر پتھر مٹی وغیرہ نہ لعل اور یاقوت اور چاندی اور سونا اور پیسا اور چھوٹی کنکریان انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی سے پھینکنا چاہیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ یعنی لازم ہی تمپر پھینکنا کنکریون کا اونگلیون سے اور مروی ہی یہ صحاح مین روایت کیا اوسکو مسلم وغیرہ نے اور آسان یہ ہی کہ کنکری کو انگوٹھے اور کلمے کی اونگلی کے کنارے سے پکڑے اور اوسکو پھینکے اور اگر بڑی کنکریان پھینکے درست ہی سوا اسکے کہ بڑے بڑے پتھر پھینکنے لگے کہ لوگون کو اذیت ہو اور اگر رمی کی عقبے کے اوپر سے درست ہی لیکن مستحب یہ ہی کہ بطن وادی سے کرے کیونکہ روایت کیا ابو داود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے آخر حدیث تک یہان تک کہ اژدحام ہوا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جھگڑا کرین بعض تم مین سے بعض سے اور جب پھینکو تم تو پھینکو مثل کنکری خذف کے یعنی چھوٹی کنکریان اونگلیون سے اور مروی ہی یہ بہت احادیث مین اور اگر بدلے تکبیر کے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا تو جائز ہی اور لبیک کہنا موقوف کرے جب پہلی کنکری پھینکے ایسا ہی کرتے تھے سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر کنکری کو ڈال دیوے کافی ہو جاویگا لیکن مخالفت ہوگی

سنت کی اور اسقدر پھینکے کہ کنکری پانچ گز تک جاوے ایسا ہی روایت کیا حسن نے امام ابو حنیفہ سے اور اگر کنکری کو پھینکا اور وہ گر پڑی قریب جمرہ کے کافی ہی اور اگر وہان سے دور جا پڑی نہین جائز ہی **ص** اور موقوف کرے لبیک کو جب اول کنکری رمی کرے **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** پھر ذبح کرے اگر چاہے پھر قصر کرے یا حلق اور حلق افضل ہی **ف** اور قربانی کرنا اس حج مین لازم نہین لیکن اگر چاہے تو کرے روایت کیا جماعت نے سوا ابن ماجہ کے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے منی مین سو آئے جمرہ کے پاس اور رمی کی پھر اپنے مقام پر آئے منی مین اور قربانی کی پھر کہا واسطے حجام کے سر اشارہ کیا طرف داہنی طرف کے پھر بائین طرف پھر شروع کیا آپ نے دینا بالون کا لوگون کو اور اسی طرح پر منڈانا سنت ہی **ص** اور اب حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین **ف** اور امام مالک کے نزدیک خوشبو لگانا بھی درست نہین اور ہمارے نزدیک حلال ہی دلیل امام مالک کی یہ ہی کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ بن زبیر رض سے کہ کہا انھون نے سنت سے حج کی یہ بات ہی کہ جب رمی کر چکے جمرہ کی حلال ہوگئین اوسکو سب چیزین سوا عورات اور خوشبو کے یہان تک کہ زیارت کرے خانہ کعبہ کی اور کہا حاکم نے صحیح ہی اوپر شرط بخاری مسلم کے اور قول صحابی کا سنت سے ہی حکم رفع مین ہی اور عمر سے ہی کہ کہا انھون نے اذا رميتم الجمرة فقد حل لكم ما حرم الا النساء والطيب یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئین واسطے تمھارے جو چیزین حرام ہوئین تھین سوا عورتون اور خوشبو کے اور اسناد اسکا منقطع ہی ذکر کیا اوسکو شیخ تقی الدین نے امام مین اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کیا نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان سے انھون نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے حسن سے انھون نے ابن عباس سے کہ کہا انھون نے جب رمی جمرہ کی کر چکے تم تو حلال ہوئین تمھارے لیے سب چیزین مگر عورتین تو کہا ایک شخص نے کہ خوشبو بھی حلال ہی سو فرمایا انھون نے کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر اپنے مشک سے تو کیا مشک خوشبو ہی یا نہین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وكيع عن هشام بن عروة عن عروة عن عائشة عنه عليه السلام اذا رمى احدكم جمرة العقبة فقد حل له كل شيء الا النساء یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب رمی کر چکا کوئی تم مین سے جمرۂ عقبہ کی تو حلال ہوئین اوسکے واسطے سب چیزین مگر عورتین اور نہین ذکر کیا خوشبو کو اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے اور اسناد مین اوسکی حجاج بن ارطاۃ ہی اور وہ ضعیف ہی اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور اوس مین بھی حجاج ہی اور کہا انھون نے کہ نہین روایت کیا اوسکو مگر حجاج بن ارطاۃ نے کہتا ہون مین کہ ایک دلیل قوی ہی اس باب مین وہ یہ کہ روایت کیا بخاری مسلم نے حضرت عائشہ رض سے کہ کہا انھون نے خوشبو لگائی مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت احرام کے جب احرام باندھا اور دن قربانی کے قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اوسمین مشک تھی **ص** پھر طواف کرے زیارت کا کسی دن مین ایام نحر کے سات بار بغیر رمل اور سعی کے اگر پیشتر رمل اور سعی کر چکا ہو ورنہ رمل اور سعی بھی کرے اور اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر کے ہی دن نحر کے اور اوسی دن یہ طواف کرنا افضل ہی اور حلال ہین اب اوسکے واسطے عورتین تو اگر تاخیر کی طواف کی ایام نحر سے مکروہ ہی اور واجب ہوتی ہی قربانی پھر آئے منی مین اور جب دوسرا دن نحر کا ہو تو بعد زوال آفتاب کے رمی کرے تین تین جمرون کی شروع کرے اوس جمرے سے جو نزدیک ہی مسجد خیف کے پھر جو اوس سے نزدیک ہی پھر جمرۃ العقبہ پر سات سات بار اور تکبیر کہے ساتھ ہر کنکری کے اور وقوف کرے بعد پہلی رمی کے اور دوسری رمی کے نہ بعد تیسری رمی کے اور نہ بعد رمی کے دن نحر کے اور دعا مانگے پھر دوسرے دن ایسا ہی کرے پھر بعد اوسکے ایسا ہی اگر ٹھہرے اور یہ اچھا ہی اور اگر پہلے کیا رمی کو چوتھے دن زوال پر جائز ہی اور درست ہی اوسکو وہان سے چلا جانا یعنی منی سے

قبل فجر ہونے چوتھے دن کے نہ بعد طلوع فجر کے اور اگر ٹھہرا طلوع فجر تک تو واجب ہو گیا اوسپر رمی کرنا **ف** اسواسطے کہ
روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حلق کیا انحضرت نے رجوع کیا طرف مکے کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات پھیرے پھر
لوٹ آئے منی میں اور نماز پڑھی ظہر کی منی میں اخراج کیا اوسکا مسلم نے ابن عمر سے کہا نافع نے اور تھے ابن عمر طواف کرتے دن نحر
کے پھر رجوع کرتے تھے طرف منی کے اور پڑھتے تھے ظہر اوس جگہ اور ذکر کرتے تھے کہ ایسا ہی کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور حدیث جابر میں ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہے خلاف اسکے کہ اسواد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور نماز پڑھی
ظہر کی مکے میں اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ کوئی انمیں سے وہم ہے اور ثابت ہے حضرت عائشہ سے مثل حدیث جابر کے
اور اسناد میں اوسکی ابن اسحق حجت ہے صحیح مذہب پر اور اسیواسطے کہا منذری نے مختصر میں یہ حدیث حسن ہے کہا شیخ ابن الہمام نے
جب معارض ہوئیں حدیثیں اور ضرور ہے پڑھنا نماز ظہر کا کسی جا میں تو مسجد حرام میں بہتر ہے بوجہ کثرت ثواب کے اور حال منی اور باقی
سب امور حدیث جابر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں **ص** اور جائز ہے رمی کرنا سوار ہوکے اور رمی جمرۂ اولی کی
جو مسجد خیف کے پاس ہے اور جمرۃ الوسطی کی جو اوسکے بعد ہے بغیر سواری کے کرنا افضل ہے اور جمرۂ عقبہ کی سوار ہوکے افضل ہے
ف اور مروی ہے یہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ابراہیم جراح نے کہا کہ داخل ہوا میں ابو یوسف کے پاس
اوس بیماری میں کہ انتقال کیا انھوں نے اوسمیں تو کھولیں آنکھیں اپنی اور کہا مجھسے کہ رمی کرنا سوار ہوکے افضل ہے یا پیدل کہ افضل ہے
سو کہا میں نے پیدل کہا خطا کی تو نے سو کہا میں نے سوار ہوکے کہا خطا کی تو نے اور کہا کہ جو رمی کہ اوسکے بعد ٹھہرنا اور تسبیح اور تہلیل
اور دعا لازم ہے وہ پیدل افضل ہے اور جو ایسی نہیں اوسمیں سوار ہوکے افضل ہے اور بیان کی وجہ اسکی تو میں چلا اونکے پاس سے
یہاں تک کہ نہ پہنچا تھا گھر کے دروازے تک کہ خبر اونکے انتقال کی سنی سو تعجب کیا میں نے اونکے حفظ و یاد سے کہ موت کے وقت بھی اس طرح مسائل
حضور ہے **ص** اور اگر اسباب اپنا مکے میں بھیجدیا اور اقامت کی منی میں واسطے رمی کے مکروہ ہے **ف** اسواسطے کہ روایت
کیا ابن ابی شیبہ نے عمر سے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ قَبْلَ النَّفْرِ فَلَا حَجَّ لَهُ یعنی جو شخص بھیجدے اسباب اپنے کو قبل کوچ کے سو نہیں ہے
حج اوسکا اور عمارہ سے کہا انھوں نے کہ فرمایا حضرت عمر نے مَنْ قَدَّمَ ثِقْلَهُ مِنْ مِنًى لَيْلَةً يَنْفِرُ فَلَا حَجَّ لَهُ اور منی میں
جب ہے تو چاہیئے کہ رات کو بھی اوسی جا رہے اور مکروہ ہے کہ رات کو رمی کی اور جگہ پر رہے اسواسطے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى اَنْ يَّبِيْتَ اَحَدٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَاْمُرُهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْا مِنًى وَاَخْرَجَ
اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنًى بِمَكَّةَ اور
معنی اسکے یہ ہیں کہ مکروہ ہے ایام منی میں سوا منی کے اور جگہ رات کو رہنا اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے **ص** اور جب
کوچ کرے مکے کو اوترے محصب میں **ف** اسواسطے کہ اوترے تھے اوسمیں سردار ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے
یہ صحاح ستہ میں **ص** پھر طواف کرے طواف صدر کا سات پھیرے بغیر رمل اور سعی کے اور یہ طواف واجب ہے مگر اہل مکہ پر **ف**
اسواسطے کہ روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا تو آخر کام اوسکا ساتھ خانہ کعبہ کے
طواف ہووے مگر حائضہ عورتیں اور رخصت دی اونکو اوسکے ترک میں کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحیحین میں ہے ابن عباس
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اسکا اور اس سے وجوب اسکا ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ مکے کے رہنے والے ہیں اونپر طواف

واجب نہین اسواسطے کہ یہ طواف وداع یعنی رخصت کا ہی اور مکے کے لوگ کعبے سے رخصت نہین ہوتے ہین **ص** پھر پیوے
پانی زمزم کا **ف** روایت ہی حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر پانی دنیا مین پانی زمزم کا ہی
کہ اوسمین کھانا ہی سیر کرنے والا اور شفا ہی بیمار کی یعنی جو پانی زمزم کا بھوکا شخص سیر ہونے کی نیت سے پی لیوے خدا اوسکو اپنی قدرت
سے سیر کرتا ہی روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور راوی اوسکے ثقہ ہین اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے بھی
آخر حدیث تک اور روایت کیا بزار نے ساتھ اسناد صحیح کے ابو ذر رضی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا کھانا ہی سیر کرنے والا
اور شفا ہی بیمار کی اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ ہم نام رکھتے تھے زمزم کا شباعہ یعنی سیر کرنے والا اور ہم پاتے تھے
اوسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر یعنی وہ اگر بھوکے ہوتے تھے تو اوسکے پانی سے سیر ہو جاتے تھے روایت کیا اوسکو طبرانی نے
کبیر مین اور اسناد اوسکا صحیح ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہی کہ کہا مَاۤءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ اِنْ شَرِبْتَهٗ
لِتَشْفِيَ شَفَاكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهٗ لِشِبَعِكَ اَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَاِنْ شَرِبْتَهٗ لِقَطْعِ ظَمَاۤئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ وَهِيَ
هَزْمَةُ جِبْرَئِيْلَ وَسَقْيُ اللّٰهِ اِسْمٰعِيْلَ یعنی پانی زمزم کا جس واسطے پیا جاتا ہی اوسی کیواسطے ہوتا ہی اگر پیے تو اوسکو
شفا کے لیے شفا دیگا تجکو اللہ تعالی اور اگر سیر ہونے کے واسطے پیے سیر کریگا تجکو اللہ اور اگر پیاس موقوف ہونے کے لیے پیے تو موقوف
کردیگا پیاس کو تیری اللہ تعالی اور وہ پانوں مارنا حضرت جبرئیل کا ہی اور پانی پلانا اللہ کا حضرت اسمعیل کو روایت کیا
اوسکو دارقطنی نے اور سکوت کیا اوس سے باوجود کہ شیخ اونکا اوسمین عمر بن حسین اشنانی ہی طعن کیا اوپر ذہبی نے بسبب سکوت کے
اونکے اوس حدیث پر باوجود اس بات کے کہ ضعیف کیا اوسکو دارقطنی نے اور مروی ہی اونسے کہ کاذب کہا انھون نے اونکو
اور اوسکے واسطے اور طعن ہین اور کہا کہ یہ حدیث اس اسناد سے باطل ہی نہین روایت کیا اوسکو ابن عیینہ نے بلکہ معروف حدیث
جابر کی ہی روایت عبداللہ سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے مستدرک مین اور زیادہ کیا فَاِنْ شَرِبْتَهٗ مُسْتَعِيْذًا
اَعَاذَكَ اللّٰهُ یعنی اگر پیےگا تو اوسکو درحالیکہ پناہ مانگنے والا ہی پناہ دیگا اللہ تجکو اور تھے حضرت عبداللہ بن عباس جب پیتے پانی زمزم کا فرماتے
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاۤءً مِّنْ كُلِّ دَاۤءٍ اور اس حدیث کی صحت مین کلام ہی بیان کیا
اوسکو ابن الہمام نے اور طول کیا اس حدیث کی جرح اور تعدیل مین اور حق یہ ہی کہ یہ حدیث ثابت ہی بہت طریقون سے اور پیا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اوسکا اور آپ نے اوسمین سے ایک ڈول نکلا کے کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اوسمین ڈالدیا روایت کیا اوسکو ازرقی نے
تاریخ مکہ مین اور ابن سعد نے طبقات مین اور بعض روایتون مین ہی کہ آپ نے اوسمین تھوک دیا تھا اس سبب سے اوسکو یہ عزت اور شرف حاصل ہوا
روایت کیا اوسکو امام احمد اور طبرانی نے ابن عباس سے **ص** پھر بوسہ دیوے چوکھٹ کو اور رکھے سینہ اپنا اور مونہہ اپنا ملتزم پر اور ملتزم
درمیان حجر اسود اور دروازے کے ہی اور پردہ کعبے کا ہاتھہ مین پکڑ کر رہتا ہوا دعا مانگے نہایت عجز و زاری سے اور روتا ہوا حسرت کرتا ہوا
روتا ہوا کعبے کی مفارقت اور جدائی مین الٹے پانون لوٹے یعنی پشت اوس طرف کرکے نہ لوٹے **ف** روایت کیا ابوداود نے
عمرو بن شعیب سے کہا کہ طواف کیا مینے ساتھ عبداللہ کے تو جب آئے ہم پیچھے کعبے کے کہا مینے کیا نہین پناہ مانگتے ہو کہا کہ پناہ مانگتا ہون
مین دوزخ سے پھر گئے اور بوسہ دیا حجر اسود کو اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے سو رکھا سینہ اپنا اور مونہہ اور دونون ہاتھہ اور
دونون کف کو اور کشادہ کیا اونکو پھر کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے

اوسکا اسناد بہی کہ سعید نے اور مجاہد نے طواف کیا ساتھ عبد اللہ کے مع وہ ضعیف ہی ساتھ مثنی بن الصباح کے اور عبد اللہ کی روایت
عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ہی تصریح کی انکے نام کی عبد الرزاق نے اپنی روایت میں ساتھ سند صحیح کے اور ملتزم کو اسواسطے ملتزم کہا
کہ درمیان رکن اور دروازے کے ملتزم ہی روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ یعنی درمیان رکن اور باب کے ملتزم ہی اور روایت کیا اوسکو ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے
مرفوعًا اور وقف کیا اوسکا عبد الرزاق نے کہا انہوں نے حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ
مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا بَيْنَ الْحَجَرِ اور ایسا ہی ہی موطا میں اور ملتزم اون مکانون میں سے ہی جہان دعا قبول ہوتی ہی
مروی ہی ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہیں دعا کی میں نے اوس جگہ کبہی مگر قبول کیا اوسکو اللہ نے اور
حسن بصری کے رسالے میں ہی کہ دعا وہان پندرہ جگہ پر قبول ہوتی ہی وقت طواف کے اور نزدیک ملتزم کے اور نیچے میزاب کے اور خانہ کعبہ
کے اندر اور نزدیک زمزم کے اور پیچھے مقام ابراہیم کے اور صفا اور مروہ پر اور سعی کے وقت اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور منی میں
اور وقت جمرات کے اور ذکر کیا بعضون نے کہ وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے اور حطیم میں اور تعجب ہی کہ جابجا اندر خانہ کعبہ کے اور بیان ہوچکا
اوپر ان سب چیزون کا ص اور ساقط ہوگا طواف قدوم اوس شخص سے جسنے وقوف کیا عرفے میں قبل جانیکے مکے کے اور اوسکے
ترک کرنے سے کچھ اوسپر واجب نہین اسواسطے کہ یہ طواف سنت ہی اور سنت کے ترک سے کچھ واجب نہیں ہوتا اور جسنے وقوف کیا عرفات
مین ایک ساعت بہی بعد زوال آفتاب سے نوین تاریخ کو دسوین تاریخ کے طلوع آفتاب تک تو پایا اوسنے حج کو ف تو اول وقت
وقوف کا عرفات میں بعد زوال کے ہی اور یہ گذرا حدیث جابر میں اور روایت کیا دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں
رات کو تو اوسنے پایا حج کو اور جسکو فوت ہوا وقوف عرفات کا تو فوت ہوا اوسکا حج تو حلال ہوجاوے وہ عمرے سے اور لازم ہی اوسپر
حج اگلے سال اور اسناد میں اوسکی رحمہ بن مصعب ہی کہا دارقطنی نے اور نہیں لایا اوسکو کوئی سوا اوسکے اور روایت کیا یہ
اوسمین سے اصحاب سنن اربعہ نے ص اور جو شخص عرفات سے گذر گیا اور وہ سوتا تہا یا بیہوش تہا اور اہلال کیا اوس سے لوگوں نے
یا معلوم نہوا اوسکو کہ یہ عرفہ ہی صحیح ہوا حج اوسکا اور جسنے نہین وقوف کیا عرفات کا فوت ہوا حج اوسکا سو طواف کرے اور سعی
کرے اور حلال ہوجاوے اور قضا کرے حج کی اگلے سال یہ اوس شخص میں ہی کہ احرام باندہ چکا ہو حج کا اور عورت بہی سب کامون میں
مثل مرد کے ہی لیکن وہ نہ کہولے سر اپنا ف اور دلیل اسکی بیان ہوچکی ص بلکہ کہولے موںہہ اپنا اور اگر موںہہ پر کوئی
کپڑا ڈال لیوے اور موںہہ سے جدا رکہے تو درست ہی اور لبیک بہی جہر سے نکرے اور نہ سعی کرے درمیان دو میلون کے اور نہ حلق کرے
بلکہ قصر کرے اور پہنے سیے ہوئے کپڑے کو اور نہ قریب ہو حجر اسود کے ازدحام میں ف اور موںہہ پر کپڑا ڈال لینا اور موںہہ سے
جدا رکہنا عورت کے لیے حضرت عائشہ رض سے مروی ہی روایت کیا اسکو ابوداود اور ابن ماجہ نے ص اور اگر عورت حائضہ ہو
تو سب کام حج کے کرے سوا طواف کے ف اسواسطے کہ طواف میں مسجد میں جانا پڑتا ہی اور حائضہ کو مسجد میں جانا درست نہین
جیسا کہ کتاب الطہارہ میں گذرا ص اور اگر کسی عورت کو بعد وقوف عرفات کے اور طواف الزیارۃ کے حیض ہوا تو
ساقط ہوجاویگا اوس سے طواف رخصت کا یعنی طواف صدر اور احرام جیسے لبیک کہنے سے ہوتا ہی اسی طرح بدنہ بہیجنے سے بہی
احرام ہوجاتا ہی تو جس شخص نے تقلید کی بدنہ کی ف یعنی اوسکے گلے میں علامت کے لیے نعل یا ٹکڑا نعل کا یا توشہ دان یا اوسکا

اونٹ یا گائے بیل ہو

یا دار ہمی کسی درخت کی باندھ دیوے تاکہ معلوم ہو کہ یہ بدنہ ہدی ہی یعنی کعبے مین جاتی ہی اور اسکو تقلید بدنہ کہتے ہین ھ
نفل کے طور پر یا نذر کی تھی یا بدلہ تھا شکار کا احرام مین یا مانند اسکے مثل قربانیون کے بسبب جنایت کے جو اگلے سال مین اوس سے
واقع ہوئی تھی ف یعنی یہ قربانی یا بدلہ ہی شکار کا کہ اوسنے احرام مین کیا تھا کیونکہ احرام مین شکار کرنا حرام ہی اور اگر کرے
تو برابر اوسکے دوسرا جانور قربانی کرے اور جنایات کا بیان آگے آویگا ص اور وہ ارادہ کرتا ہی حج کا یا قربانی بھیجے اسواسطے
کہ وہ تمتع کا ارادہ رکھتا ہی اور متوجہ ہوا ساتھ اوس قربانی کے مکے شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا لبیک
کہنے سے محرم ہو جاتا ہی ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَلَّدَ بُدْنَۃً فَقَدْ اَحْرَمَ یعنی جسنے
تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہدایہ مین ہی اور مرفوع نہین پائی گئی ہان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین
ابن عباس اور ابن عمر رض سے اونکا قول اور نکالا سعید بن جبیر رض سے کہ دیکھا انھون نے ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوسنے بدنہ کی سو کہا انھون نے
کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارد ہوا مثل اوسکے حدیث مرفوع مین نکالا اوسکو عبد الرزاق نے اور روایت کیا بزار نے مسند مین حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کو اور طبرانی نے قیس بن سعد رض سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ص اور اگر اشعار کیا یعنی ایک طرف
سے اونٹ کی کوہان مین بائین طرف چیر دیا تا معلوم ہو کہ یہ ہدی ہی یا اوسکی پیٹھ پر جھول کو ڈالا یا تقلید کی بکری کی محرم نہوگا ف
اور اشعار کرنا ہمارے نزدیک مکروہ ہی اور صاحبین بعد امام شافعی کے نزدیک اچھا ہی اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی
اور کچھ مضایقہ نہین اوسمین اور جھول ڈالنے سے اسواسطے محرم نہین ہوتا کہ وہ واسطے حفاظت کرنے مکھیون وغیرہ سے ہوتی ہی تو حج کے افعال
مین سے اوسکا شمار نہین ص اور اگر بدنہ بھیجا تو محرم نہوگا جب تک کہ خود اوس سے مل نجاوے اور اگر ساتھ نہو اوسکے بلکہ فقط اوسکو
بھیجدیا محرم نہوگا اور جب مل جاویگا محرم ہو جاویگا ف کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مین بٹتی تھی واسطے بدنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قلائد اور بھیج دیتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو اور حلال ہوتی تھی اور یہ مروی ہی بہت حدیثون صحیح مین روایت کیا اوسکو بخاری نے
ص اور بدنہ اونٹ اور بیل اور گاے کو کہتے ہین ف اور امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہین تو ہمارے
نزدیک اونٹ اور بیل ہدی بھیجنا دونون درست ہین اور شافعی رح کے نزدیک سوا اونٹ کے درست نہین اور دلیلین اونکی فتح القدیر مین مذکور ہین

باب قران اور تمتع کے بیان مین

قران افضل ہی حج مفرد اور تمتع سے ف جاننا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گذر چکا اور حج مفرد اوسکو کہتے ہین کہ تنہا کرنا حج کا
اس طرح پر کہ اوس سال مین عمرہ نکرے یا بعد ایام حج یا قبل شوال کے کرے اور تمتع اوسکو کہتے ہین کہ احرام باندھکر عمرے کے افعال کرنا
حج کے مہینون مین اور قبل وطن جانے کے بعد فارغ ہونے کے عمرے سے احرام کھول کے یا بغیر احرام کھولے حج بھی ادا کرنا لیکن اگر قربانی
ساتھ لیے ہو تو اوسکو حج سے پہلے حلال ہونا جایز نہین اور تمتع نام اسکا اسواسطے ہی کہ متمتع فائدہ اوٹھا سکتا ہی اون چیزون مین جو
احرام مین ممنوع ہین درمیان احرام عمرہ اور حج کے بخلاف قران کرنے والے کے کیونکہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کریگا قربانی لازم آویگی
ص اور قران اوسکو کہتے ہین کہ لبیک کہنا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار مین میقات سے ف اور قران افضل ہی تمتع سے اور افراد
ہمارے نزدیک اور تمتع افضل ہی افراد سے کیونکہ روایت کیا طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اٰلَ مُحَمَّدٍ
اَھِلُّوْا بِحَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ یعنی اہلال کرو یعنی بلند کرو آوازین اپنی ساتھ لبیک کے واسطے حج اور عمرے کے ایک ساتھ اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے حج مفرد اور قران اور تمتع سب منقول ہین احادیث صحیحہ مین ذکر کیا اونکو شیخ ابن الہمام نے **ص** اور کہے قران یا
بعد نماز کے یعنی بعد اون دو رکعت نفل کے جو احرام باندھکے پڑھتے ہین اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا
مِنِّیْ یعنی الہی ارادہ کرتا ہون حج اور عمرے کا سو آسان کر تو اون دونون کو میرے واسطے اور قبول کر اونکو مجہسے اور طواف کرے واسطے
عمرے کے سات پہیرے رمل کرے اول کے تین پہیرون مین اور سعی کرے اور سر نہ منڈاوے پہر حج کرے جیسا کہ گذرا سو اگر اوسنے
دو طواف کیے اور دو بار سعی کی مکروہ ہے یعنی چودہ پہیرے طواف کے کیے سات واسطے عمرے کے اور سات طواف قدوم حج کے لیے
ف اسواسطے کہ طواف قدوم سنت حج مین ہی عمرے مین نہین **ص** پہر سعی کرے دونون کیواسطے **ف** اور ہمارے نزدیک
یہ مکروہ ہی اور عمرہ کرکے پہر افعال حج کے شروع کرے اور دوبارہ حج کیواسطے بدستور سعی اور طواف کرے اور امام شافعی کے نزدیک
ایک ہی طواف کرے اور ایک ہی بار سعی کرے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل ہوا عمرہ حج مین دن قیامت تک اور
صحیحین مین ابن عمرؓ سے مروی ہی کہ انھون نے قران کیا اور ایک طواف کیا دونون کیواسطے پہر کہا کہ ایسا ہی کیا تھا اوسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہماری دلیل یہ ہی کہ روایت کیا نسائی نے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے کہا انھونے طواف کیا مینے ساتھ
اپنے باپ کے اور جمع کیا تھا انھونے حج اور عمرے کو سو طواف کیے اون دونون کے واسطے دو طواف اور دو بار سعی کی اور کہا کہ کیا
حضرت علیؓ نے ایسا ہی اور حدیث بیان کی اونسے کہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی اور کیا تھا بعض لوگون نے
ایسا ہی سو کہا اونکے واسطے حضرت عمرؓ نے هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ہدایت کیا گیا تو واسطے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایسا ہی ہی ہدایہ مین اور یہ حدیث مین علی اور نسائی کی روایت مین حماد بن عبد الرحمن اگرچہ ضعیف کیا اوسکو ازدی نے لیکن درج
اوسکو ابن حبان نے ثقات مین تو حدیث اوسکی درجہ حسن سے کم نہین اور روایت کیا امام محمد نے آثار مین **ثَنَا اَبُوْحَنِیْفَةَ ثَنَا**
مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ اَبِيْ نَصْرٍ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ اِذَا اَهْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
فَطُفْ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَاسْعَ لَهُمَا سَعْيَيْنِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلَقِيْتُ مُجَاهِدًا وَهُوَ يُفْتِيْ
بِطَوَافٍ وَاحِدٍ لِمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثْتُهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اُفْتِ اِلَّا بِطَوَافَيْنِ
وَاَمَّا بَعْدَهُ فَلَا اُفْتِيْ اِلَّا بِهِمَا یعنی کہا حضرت علیؓ نے جب اہلال کرے تو ساتھ حج اور عمرے دونون کے تو دو بار طواف کر اور
دو بار سعی کر صفا اور مروہ پر کہا منصور نے ملاقات کی مینے مجاہد سے اور وہ فتوی دیتے تھے ساتھ ایک طواف کے جو قران کرے تو یہ حدیث بیان
کی مینے اونسے سو کہا انھونے اگر مین سنتا یہ حدیث نہ فتوی دیتا مگر ساتھ دو طوافون کے اور لیکن اب بعد اسکے سو نہ فتوی دونگا مگر ساتھ دو
طوافون کے اور نہین شبہ اس سند کی صحت مین باوجود اس بات کے کہ مروی ہی حضرت علیؓ سے بہت طریقون سے اور ہمنے اونکو ترک کیا
اور اقتصار کیا اس صحیح طریقے پر اور روایت کیا اوسکو امام شافعی نے اور اوسکی اسناد مین ایک راوی مجہول ہی اور تاویل کی اوسکی امام شافعی نے
اسطرح پر کہ طواف کرے خانۂ کعبہ کا اور ساتھ صفا اور مروہ کے اور طواف کرے خانۂ کعبہ کا طواف زیارت اور یہ صریح مخالف ہی کلام
حضرت علیؓ کے اور وہ جو کہا ابن المنذر نے کہ اگرچہ قول ثابت ہو حضرت علیؓ سے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسک کرنا ساتھ اوسکے
اولی ہی اور وہ یہ ہی کہ فرمایا آپنے جو شخص احرام باندھے ساتھ حج اور عمرے کے کافی ہی اوسے دونون سے ایک طواف اور ایک سعی جواب
اوسکا یہ ہی کہ مانند قول حضرت علیؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہی تو متعارض ہوئے دونون قول تو یہ روایت باقی رہی سالم معارضے سے

حماد بن عبدالرحمن

پس تمسک ساتھ اسکے اولی ہی اور ثابت ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے کہ لاا وسکو دارقطنی نے محمد بن علی زدی سے انھون نے عبد اللہ
بن عروہ سے انھون نے شعبہ سے انھون نے حمید بن ہلال سے انھون نے مطرف سے انھون نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیے
دو طواف اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحیی کہا دارقطنی نے ثقہ ہی اور ذکر کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب الثقات مین سوا اسکے کہ دارقطنی نے
اس روایت مین اوسکی طرف وہم کی نسبت کی ہی اور کہا کہ صواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ساتھ حج اور عمرہ کے اور
نہین ذکر ہی اوسمین سعی اور طواف کا او حاصل یہ ہی کہ ذکر سعی اور طواف کا زیادت ہی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہی علاوہ اسکے مروی
ہی ابن مسعود سے اور حضرت علی سے کہا ابن ابی شیبہ نے ثنا ھشیم عن منصور بن زاذان عن الحکم عن زیاد بن مالک
ان علیا وابن مسعود قالا فی القران یطوف طوافین ویسعی سعیین فھؤلاء اکابر الصحابۃ
عمر وعلی وابن مسعود وعمران بن حصین رضی اللہ عنھم فان عارض ما ذھبوا الیہ روایۃ ومذھبا
روایۃ غیرھم ومذھبہ کان قولھم وروایتھم مقدمۃ مع ما یساعد قولھم وروایتھم من المعنی
فی الشرع من ضم عبادۃ الی اخری انہ یفعل ارکان کل منھما ھذا ما قال الشیخ ابن الھمام فی
حاشیۃ الھدایۃ ص اور قربانی کرے قران مین بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزے رکھے کہ آخیر روزہ
اوسکا عرفہ کے دن ہو یعنی ساتوین تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزے بعد حج کے رکھے جہان چاہے یعنی بعد
ایام تشریق کے کہ اندنون مین روزہ رکھنا حرام ہی ف اور قربانی یا بکری ہو یا گاے ہو یا اونٹ ہو یا ساتوان حصہ گاے یا اونٹ کا ہو وجوب اوسکے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی یعنی جو شخص تمتع کرے تو اوسپر لازم ہی ہدی
اور تمتع بھی مثل قران کے ہی اور روزے رکھنا بھی قران سے ثابت ہین فرمایا اللہ تعالی نے فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج
وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ یعنی جو شخص نپاوے قربانی کو تو اوسپر لازم ہین تین روزے حج مین اور سات
جب کہ ہان سے لوٹے یہ دس روزے ہوے پورے ص تو اگر فوت ہوئے یہ تین روزے مقرر ہو گئی قربانی ف یعنی پھر قربانی کرنا ضرور ہی
اور امام شافعی کے نزدیک بعد حج کے یہ روزے رکھے اور قربانی واجب نہین اور امام مالک کے نزدیک اونھی دنون مین روزے رکھ لے
اور دلیل ہماری یہ ہی کہ جب عرفہ کے دن تک روزے نرکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہوا اور جب چار دن گذر گئے تو اب جو روزہ
رکھیگا تو حج مین نہونگے اور اللہ تعالی نے فرمایا فصیام ثلثۃ ایام فی الحج یعنی روزے تین دن کے حج مین چاہیین ص اور
قارن اگر مکے مین نگیا بلکہ پہلے ہی سے وقوف کیا عرفات مین باطل ہوا عمرہ اوسکا اور واجب ہوئی اوسپر قربانی عمرہ کے ترک سے اور
ساقط ہوئی قربانی قران کی ف یعنی عمرے کو ترک کیا اوسنے کیونکہ طواف نکیا اور کھولڈالا احرام بغیر اوسکے تو واجب ہی
اوسپر قربانی اور قربانی قران کی واجب نہوئی کیونکہ قران اوس جگہہ پایا نہین گیا ص اور تمتع بہتر ہی حج مفرد سے ف
اسواسطے کہ تمتع مین جمع ہی درمیان دو عبادتون کے مثل قران کے ص اور تمتع یہ ہی کہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے
مہینون مین اور طواف کرے اور سعی کرے اور حلق کرے یا قصر کرے اور موقوف کرے لبیک کو اول طواف مین عمرے کے پھر
احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور حج کرے مفرد کے مانند جیسا کہ گذرا ف اور ایسا ہی کیا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق و قصر کرنا امام مالک کے نزدیک نہین ہی اور دلیل ہماری یہ ہی کہ روایت کیا معاویہ رض نے

فائدہ

کہ تمرکہ تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرے میں تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور لبیک کو اول طواف میں موقوف کرے اسواسطے
کہ روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے لبیک سے عمرے میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو اور کہا
ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو ابو داود نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہے عمرہ کرنے والا جب تک
اور یہ مذہب ہی امام مالک پر کہ نزدیک اونکے لبیک کو وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے موقوف کرے ص مگر فرق یہ ہی کہ حل کرے
طواف زیارت میں اور سعی کرے بعد اوسکے اور اگر متمتع نے قبل جانے منی کے بعد احرام کے طواف کیا اور سعی کی تو اب طواف
زیارت میں حل نکرے اور نہ سعی کرے بعد اوسکے اسواسطے کہ وہ ایک بار دونوں کو کر چکا اور اوسپر لازم ہی ذبح کرنا اونٹ کا یا بکری
اسکے قربانی دن نحر کی اور اگر عاجز ہوا اس سے روزہ رکھے مانند قران کے اور یہ تین روزے رکھنا جائز ہین بعد احرام کے نہ قبل احرام کے
اور تاخیر انکی مستحب ہی یعنی تین روزے جو رکھے جاتے ہین حج مین جسکو قربانی میسر نہوے تو اوسکو بعد احرام کے حج کے مہینون میں رکھنا اونکا
درست ہی اور فضل یہ ہی کہ تاخیر کرے اسطرح پر کہ تین روزے پے در پے رکھے اور اخیر روزہ عرفے کے دن پڑے اور اگر متمتع قربانی کو ہانکنا
چاہے اور یہ افضل ہی احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلاوے اور سوق یعنی پیچھے سے ہدی کو ہانکنا افضل ہی اوسکو آگے چلکے کھینچنے سے اور
اوسکو قود کہتے ہین ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ذوالحلیفہ مین اور ہدیا آپ کی ہانکی جاتی تھین آگے اونکے
مگر جب سوق سے ہدی نہ چلے تو قود کرے ص اور تقلید کرے بدنے کی اور یہ اولی ہی تجلیل سے ف تقلید کے معنی بیان کر چکے
یعنی اونٹ گلے کے گلے مین جوتا توشہ دان وغیرہ ڈال دیوے اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہین اور یہ بھی جائز ہی لیکن تقلید فضل ہی تجلیل سے
اسواسطے کہ حدیث مین تقلید مذکور ہی جیسا گذرا اور قرآن شریف مین ہی وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ ص اور تجلیل سے
محرم نہین ہوتا جب تک لبیک نہ کہے اور تقلید سے ہو جاتا ہی اور مکروہ ہی اشعار یعنی چیر دینا کوہان اونٹ کا بائین طرف سے اور اگر کرے
تو بائین طرف سے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ مارا اوسکی بائین طرف مین قصدا اور داہنی طرف مین اتفاقا اور
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ رکھا اوسکو کیونکہ مشابہ ہی مثلہ کے ف اور مثلہ کے معنی تکلیف دینا اور منع کیا اس سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث عمران مین ہی کہ نہین کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین مگر منع کیا ہم کو
سے اور مثلہ حرام ہی مرتدین جسکا قتل واجب ہی تو کیونکر نہوگا قربانی مین ص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
اسواسطے کیا تھا کہ مشرکین تعرض کرتے تھے ہدایا کو مگر جب اشعار کرتے تھے تو باز رہتے تھے اوس سے اور بعضوں نے کہا ہی کہ مکروہ رکھا ابو حنیفہ
نے اشعار کو اپنے زمانے کے لوگوں کیواسطے کیونکہ وہ اوس مین مبالغہ کرتے تھے یہان تک کہ خوف ہوتا اوس سے سرایت زخم کا اور بعضون نے کہا ہی
اختیار کیا اوسکا تقلید پر مکروہ ہی ف اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہی اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہی روایت ہی جامع ترمذی مین
کہ بیٹھے تھے ایک جگہ وکیع اور حدیث بیان کی انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اشعار کیا آپ نے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اشعار
مثلہ ہی تو کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے بھی یہی مروی ہی کہ اشعار مثلہ ہی تو نہایت غصے ہوئے وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور کہا کہ مین تجھسے حدیث بیان کرتا ہون
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو بیان کرتا ہی اوسکے مقابلے مین قول ابراہیم کا اس لائق ہی کہ قید کیا جاوے تو پھر نہ خلاصی ہو تیری جب تک کہ
باز آوے تو اس قول سے انتہی اور سبب غصے ہونے وکیع کا یہ تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص قول بیان کرے تو اوسکے مقابلے مین کوئی
کسی دوسرے کا قول مخالف اوسکے بیان کرے تو لائق تنبیہ کے ہی اسواسطے کہ ایسا نہ کرنا ہی وہ قول غیر کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خبر ہے بیان گو

جب یہ حدیث بیان کی کہ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے
تو اونکے بیٹے نے کہا کہ ہم منع کرینگے اور عبد اللہ رض اس بات سے غصے ہوئے اور بہت برا کہا اونکو اور ترک کیا کلام اونسے مرتے دم تک اور اشعار
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی روایت کیا ترمذی نے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکائین دو جوتیان اور اشعار کیا
ہدی کا داہنی طرف سے ذو الحلیفہ مین اور زائل کیا اوس سے خون کو کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور روایت کیا اوسکو مسلم نے اور بخاری
نے بھی اور نووی نے ذکر کیا داہنی اور بائین طرف کو اور ہمارے نزدیک بائین طرف کرے اگر کرے روایت ہی ابی حسان سے انھون نے ابن عباس سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب الیسر یعنی بائین طرف مین پھر بہایا خون اوس سے اور تقلید کی اوسکی دو نعلون سے روایت کیا
اسکو ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہی حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور وہ ہی جو روایت کیا اونسے مسلم نے اور بہت لوگون نے داہنی طرف
مین اور صحیح کیا ابن القطان نے کلام اوسکا لیکن روایت کیا ابو یعلی نے ابن عباس تک اور طریقے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اشعار کیا بدنہ کا بائین جانب مین پھر بہایا خون اوس سے اونگلی سے اور موطا مین ہی کہ حضرت ابن عمر رض جب ہدی بھیجتے تھے مدینے سے
تقلید کرتے تھے اوسکی دو نعلون سے اور اشعار کرتے تھے اوسکا بائین طرف سے اور یہ معارض ہی اوسکے جو روایت کیا مسلم نے حاصل یہ ہی کہ
ان حدیثون سے اشعار کرنا ثابت ہی تو عمل کرنا اوسپر کچھ منافی مذہب امام ابو حنیفہ نہین کیونکہ فرمایا آپ نے مَا صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ مَذْھَبُنَا جو صحیح ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت
امام ابو حنیفہ رح اور اور ائمہ کو نفسانیت نہ تھی فقط ظاہر کرنا حق کا منظور تھا تو اشعار مین صحیح یہ ہی کہ سنت ہی لیکن چونکہ اب لوگ
اوسمین نہایت مبالغہ کرنے لگے اور بخوبی کیفیت اشعار سے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا واقف نہین اور تقلید بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہی تو حتی المقدور احتیاط تقلید مین ہی اشعار سے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ **ص** اور عمرہ کرے اور نہ کھولے احرام عمرے کا یہانتک کہ احرام باندھے حج کا
دن ترویہ کے اور قبل اوسکے افضل ہی اور احرام نہ کھولے عمرے کا جب سوق کیا ہو ہدی کا اور اگر نہین سوق کیا ہدی کا تو حلال ہو جاوے احرام عمرے سے جیسے
گذرا **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہی ذکر کیا اوسکو صاحب ہدایہ نے **ص** اور حلق کرے دن نحر کے اور حلال ہو جاوے دونون احرامون سے **ف**
یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرے کا **ص** اور جو شخص مکے کا رہنے والا ہی وہ افراد کرے اور قران اور تمتع نہ کرے **ف** سو اسواسطے کہ
فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَھْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ اوسکے واسطے ہی کہ نہون اہل اوسکے حاضر مسجد حرام مین اور
امام شافعی کے نزدیک مکی بھی قران اور تمتع کرے اور جو شخص میقات کے اندر داخل ہی وہ مثل مکی کے ہی اور وہ بھی تمتع اور قران نکرے **ص** اور جسنے
عمرہ کیا اور نہ سوق کیا ہدی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر مین تو اوسکو اب احرام کھولنا صحیح ہی اور المام اوسکا کامل ہو گیا اور تمتع باطل ہو جاویگا اور جسنے
سوق کیا ہدی کا تو لوٹنا اوسکو واسطے حج کے واجب ہوگا تو اب المام اوسکا فاسد رہیگا اور جب لوٹ آیا اور احرام باندھا حج کا تمتع اوسکا صحیح رہیگا
اور جسنے احرام باندھا قبل حج کے مہینون کے اور طواف کیا اوسمین کم چار پھیرون سے اور پھر جب حج کے مہینے آئے اور تمام کر لیا اوس طواف کو اور
حج کیا تو تمتع اوسکا درست ہوا اور اگر چار پھیرے کر لیے قبل حج کے مہینون کے متمتع نہوگا اور ایک شخص کوفے کا رہنے والا ہی اور حلال ہوا عمرے سے حج کے
مہینون مین اور سکونت کی اوسنے مکے مین یا بصرے مین اور حج کیا تو وہ متمتع ہی اور اگر آیا واسطے عمرے کے اور توڑ ڈالا اوسکو اور قصر کیا پھر بصرے سے لوٹ آیا اور پھر
عمرے کی قضا کی حج کے مہینون مین اور حج کیا اوسی سال مین تو متمتع نہوگا مگر جب کہ لوٹ آیا اپنے گھر مین اور پھر عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا
تو متمتع ہوگا اور جسنے عمرہ کیا حج کے مہینون مین اور اوسی سال حج کیا تو جو ان مین سے فاسد ہو گیا اوسکو کرتا چلا جاوے اور ساقط ہوگا دم تمتع کا

احرام کھولنا اور محرمات احرام کرنا درست ہی اور ایک المام فاسد یعنی اونکو اسطرح پر کہ احرام باقی رہے اور یہ اوسمین ہی کہ سوق کیا ہو ہدی کا ... ہونا اوسکو حج سے فراغت کرنے تک درست نہین تو تمتع اس صورت مین باقی رہیگا ۱۲ منہ مدظلہ

باب جنایات کے بیان مین

اگر خوشبو لگائی محرم نے کسی عضو کو یا خضاب کیا سر کا ساتھ مہندی کے یا تیل ڈالا یعنی لگایا تیل کو کسی عضو مین اور تیل خالص تھا
زیتون کا یا تل کا تو واجب ہوگا دم نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر تیل کو
بالون مین استعمال کیا تو واجب ہوگا دم اور اگر استعمال کیا اوسکو اور جگہ مین تو اوسپر کچھہ نہین اور اگر تیل خوشبودار ہے جیسے تیل بنفشہ کا
تو واجب ہوگا دم بالاتفاق بسبب خوشبو کے یا سیے ہوئے کپڑے کو پہنا یا چھپایا سر کو ایک دن تک یا مثلا یا چوتھائی سر کو یا پچھنے
لگانے کی جگہہ کے بال مونڈے یا ایک بغل کے بال یا دونون کے یا بال زیر ناف کے دور کیے یا ناخون ہاتھون کے کاٹے یا پیرون کے یا ایک مجلس مین
یا ایک ہاتھہ یا ایک پیر کے یا طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا اور وہ جنب تھا یا فرض طواف بیوضو کیا یا لوٹا عرفات سے قبل امام کے
یا ترک کیا طواف زیارت مین ایک پھیر یا دو پھیر یا تین پھیر کیونکہ اگر تین پھیرے سے زیادہ ترک کیا تو محرم رہیگا یہانتک کہ ادا کرے یا ترک کیا
طواف صدر کا یا چار پھیر اوسکے ترک کیے یا سعی کو ترک کیا یا وقوف مزدلفہ کو یا سب رمی کو یا ایک دن کی رمی کو یا پہلی رمی کو اور وہ رمی ہے جمرۂ عقبہ کی یوم
نحر کے یا اکثر کو اوسکے ترک کیا مثلا چار کنکریان پھینکنا ترک کین اور باقی پھینکین یا حلق کیا زمین حل مین واسطے حج کے یا عمرہ کے اسواسطے
کہ حلق حج کا منی مین اور وہ حرم مین داخل ہے اور جو عمرہ کرنے والا نکل گیا حرم سے قبل حلال ہونے کے اور پھر آیا حرم مین تو اوسپر کچھہ نہین اور حج
کرنے والے نے اگر ایسا کیا تو اوسپر دم لازم آویگا یا بوسہ لیا یا چھوا شہوت سے انزال ہوا یا نہو یا تاخیر کی حلق کی یا فرض طواف کی ایام نحر سے
یا ایک فعل کو دوسرے پر مقدم کیا مثلا حلق کیا قبل رمی کے یا قربانی کی قران کرنے والے نے قبل رمی کے یا حلق قبل ذبح کے تو ان سب صورتون
اوسپر دم لازم ہے اور قارن پر دو دم لازم آوینگے اگر حلق کیا اوسنے قبل ذبح کے ایک دم تو حلق کا قبل اوسکے وقت کے اور ایک دم
ذبح کی تاخیر کا حلق سے اور نزدیک صاحبین کے ایک دم لازم آویگا **ف** اور اگر سردی یا مرض کی ضرورت سے محرم سر یا تمام بدن کو
ڈھانپے یا سیے ہوئے کپڑے پہنے جب تک وہ ضرورت باقی ہو ایک ہی قربانی لازم آتی ہے اگر چہ ایک قمیص کی ضرورت کے وقت دو
بھی پہنے یا ٹوپی پہننے کی ضرورت کے ساتھہ عمامہ بھی باندھے اور اگر ایک عضو کے ڈھکنے کی ضرورت کیوقت دو عضو کو چھپایا جیسے
سر ڈھانکنے کی ضرورت تھی کرتا بھی پہنا یا فقط ایک وقت ضرورت تھی بے ضرورت دوسرے وقت بھی سر ڈھانکا تو دو کفارے لازم
آوینگے **ص** اور اگر خوشبو لگائی کم ایک عضو سے یا چھپایا سر اپنا یا سیا ہوا کپڑا پہنا ایک دن سے کم یا مونڈا سر کم چوتھائی سر سے یا کترے
ناخون کم پانچ سے یا پانچ متفرق یا طواف قدوم اور صدر کا بیوضو کیا یا سات پھیرون مین سے طواف صدر کے تین پھیر ترک کیے یا تین
جمرون مین سے ایک کی رمی ترک کی یا مونڈا دوسرے شخص کا سر صدقہ دے نصف صاع گیہون سے اور اگر خوشبو لگائی یا سر مونڈا عذر سے یا کپڑا
یا صدقہ دیوے تین صاع طعام کے چھہ مسکینون پر یا تین روزے رکھے اور اگر اوسنے وطی کی اگر چہ بھولے سے ہو قبل وقوف عرفات کے جو
فرض ہے باطل ہو جاویگا حج اوسکا اور حج کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے حج کی اور یہ لازم نہین کہ عورت کو چھوڑے حج کی
قضا مین اور نزدیک امام مالک کے چھوڑ دے اوسکو جب نکلین دونون اور امام زفر کے نزدیک جب احرام باندھین اور امام شافعی کے نزدیک
جب اوس مقام کو پہونچے جہان جماع کیا تھا اوس سے چھوڑے اوسکو اور اگر وطی کی بعد وقوف کے تو نہ فاسد ہوگا حج اوسکا اور واجب ہوگا
بدنہ اور وطی مین بعد حلق کے ایک بکری لازم آتی ہے اور عمرہ مین اگر اوسنے چار پھیرے طواف کے کر لیے اور بعد اوسکے جماع کیا تو فاسد نہوگا
اور واجب ہوگا ذبح اور اگر قبل اسکے کیا عمرہ فاسد ہوگا کرتا چلا جاوے اور ذبح کرے اور پھر قضا کرے تو اگر قتل کیا محرم نے صید بلا یا

ط یعنی ایسا تیل جو خوشبودار نہ ہو مثل تیل زیتون اور تیل کنجد کے [illegible] ۱۲ منہ عفی عنہ

اوسکے قاتل کو اول بار یا دوسری بار بھولے سے یا قصد سے تو اوسپر اوسکی جزا لازم ہی اگرچہ وہ جانور درندہ ہو یا انسیت رکھتا ہو
آدمی کے ساتھ یا کبوتر ہی ایسا کہ اوڑ نہین سکتا یا محرم لاچار ہی اوسکے کہانے کے لیے تو ان سب صورتون مین جزا لازم آویگی **ف**
جاننا چاہیے کہ شکار خشکی کا محرم پر حرام ہی اور دریا کا شکار حلال ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ یعنی حلال ہی تمہارے
واسطے شکار دریا کا اور خشکی کا جانور وہ ہی کہ خشکی مین پیدا ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور دریا کا جانور وہ ہی کہ اوسمین پیدا
ہوتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور نکال لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین سے کتے کاٹنے والے اور بھیڑیے اور چیل اور کوے اور سانپ
اور بچھو کو اور کوے سے مراد وہ ہی جو مردار کہاتا ہی اور جزا اوسکی اسواسطے لازم ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ
حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ الخ آخر آیت تک اور نہ قتل کرو شکار کو اور تم احرام مین ہو اور جو قتل کرے اوسکو
تم مین سے قصداً تو اوسپر جزا ہی اور بتانا اور اشارہ کرنا بھی شکار کرنے مین داخل ہی بسبب حدیث قتادہ کے جو اوپر گذری اور کہا عطا نے
کہ اجماع کیا لوگون نے اس بات پر کہ بتانے والے پر ہی جو کرنے والے پر ہی اور دوسری دلیل یہ ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ دلالت کرنے والا بہتری پر مانند کرنے والے کے ہی تو دلالت کرنے والا بدی پر مانند کرنے والے بدی کے ہی
ص اور جزا اوسکی وہ ہی جو قیمت مقرر کردین اوسکی دو شخص عادل جس جگہ پر وہ جانور قتل ہوا ہی یا اوسکے قریب یعنی قیمت اوس جانور کی
اوسی حساب سے لگائی جاویگی جہان وہ جانور قتل ہوا ہی اور اگر اوسکی اوس جا پر قیمت نہین تو اوسکے قریب مکان مین قیمت اوسکی لگائی جاویگی لیکن اگر درندہ جانور ہی تو
جزا اوسکی ایک بکری سے زائد نہوگی پھر جائز ہی واسطے قاتل کے کہ اوس قیمت سے ہدی کو خرید کرے اور ذبح کرے اوسکو مکے مین یا قیمت مین طعام لے اور مسکینون پر
تصدق کرے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون سے یا ایک صاع کھجور سے یا جو اور اس سے کم نہ دیوے ہر مسکین کو اور طعام ایک ایک روزہ رکھے اور اگر فاضل ہو کسی مسکین کے طعام سے تو صدقہ دیوے اوسکا
یا ایک روز روزہ رکھے اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا ہی اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک اگر اوس جانور کے مثل دوسرا جانور
پیدا ہو تو واجب ہی وہی جانور مثلاً ہرن مین اور ضبع مین بکری ہی اور خرگوش مین بکری کا چھوٹا بچہ اور یربوع مین جفرہ یعنی
چار مہینے کی بکری اور شتر مرغ مین بدنہ اور حمار وحشی مین گاے اور کبوتر مین بکری ہی **ف** اور دلائل انکے اور شکار ہر ایک
کے شرح وقایہ اور ہدایہ مین مذکور ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے اور کبوتر مین بکری لازم آتی ہی امام محمد اور شافعی کے نزدیک
حالانکہ مشابہت صورت مین متحقق نہین موطا مین امام مالک کی ہی کہ حضرت عمر نے فیصلہ کیا اس طرح پر کہ ضبع مین بکری ہی اور
ہرن مین بکری ہی اور خرگوش مین عناق اور یربوع مین جفرہ اور روایت کیا امام شافعی نے کہ حضرت عمر اور عثمان اور علی اور
زید بن ثابت اور ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہم ان سب نے کہا کہ شتر مرغ اگر قتل کرے اوسکو محرم تو ایک بدنہ ہی اور اوسمین
ضعف ہی اور انقطاع ہی اور روایت کیا بیہقی نے ابن عباس سے فِیْ حَمَامَةِ الْحَرَمِ شَاةٌ یعنی کہا ابن عباس نے کہ کبوتر مین
حرم کے ایک بکری ہی وَفِیْ بَیْضَتَیْنِ دِرْهَمٌ وَفِی النَّعَامَةِ جَزُوْرٌ وَفِی الْبَقَرَةِ بَقَرَةٌ وَفِی الْحِمَارِ بَقَرَةٌ یعنی
دو انڈون مین ایک درہم ہی اور شتر مرغ مین قربانی ہی اور گائے مین اور حمار وحشی مین گاے ہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ضبع صید ہی اور اوسمین ایک بکری ہی ایسا ہی ہدایہ مین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ سے کہ پوچھا مینے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے ضبع کو کہ وہ صید ہی فرمایا کہ ہان اور مقرر کیا اوسمین ایک بکرا جب قتل کرے اوسکو محرم اور روایت کیا اوسکو حاکم نے جابر سے
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبع صید ہی تو جب پہنچے اوسکو محرم تو اوسمین ایک بکرا ہی اور کہا کہ صحیح ہی اور نہین نکالا اوسکو بخاری و مسلم نے

یعنی نصف صاع ... ربع صاع ... نصف صاع ... اگر چاہے ایک روزہ رکھے اور ایسا ہی حکم ہی اون جسکی جزا نصف صاع سے کم ہو ... جزا وغیرہ قتل کیا منہ مد ظلہ

اور جس چیز سے مفرد حج کرنے والے پر ایک دم ہی تو قارن پر اوس چیز مین دو دم ہین ایک دم حج کا اور ایک دم عمرے کا مگر جس صورت مین قارن نے
میقات سے تجاوز کیا بغیر احرام کے تو اوسپر ایک ہی دم لازم ہی کیونکہ جب وہ میقات پر پونچا تو ایک احرام اوسپر واجب ہی اور ایک واجب کی تاخیر سے ایک ہی
دم لازم ہی اور جو دو شخصون نے کہ دونون محرم ہین ایک صید کو قتل کیا تو ہر ایک پر کامل جزا لازم ہی اور اگر ایک صید کو حرم مین دو شخصون نے کہ دونون حلال تھے
اور احرام سے نہین تھے مار ڈالا تو اون دونون پر ایک جزا نصف نصف لازم ہی اور اگر بیچا محرم نے کسی صید کو یا خریدا اوسکو تو بیع باطل ہی اور اگر ذبح کیا اوسکو محرم نے
تو کھانا اوسکا حرام ہی اور اگر اوسمین سے کچھہ کھا لیا اوسکو موافق اوسکے جتنا کھایا ہی قیمت دینی پڑیگی اور جو اوسکو ذبح کیا ہی کسی اور محرم نے اور کھایا
اوسکو دوسرے محرم نے تو نہین لازم آویگی کھانے والے کو قیمت اوسکی لیکن اوسپر کھانا اوسکا حرام تھا اور اگر کسی نے ایک ہرنی کو حرم سے نکال دیا اور اوسنے
ایک بچہ جنا اور بچہ بھی مر گیا اور ہرنی بھی مر گئی تو نکالنے والے پر دونون کی جزا لازم ہی اور اگر اوسکی جزا دیدی اور پھر بچہ ہوا اوسکا تو نہین لازم ہی اوسپر جزا بچے کی

باب میقات سے آگے جانے مین بغیر احرام کے

مسئلہ ایک آفاقی ہی کہ ارادہ رکھتا ہی حج کا یا عمرے کا اور تجاوز کیا اوسنے میقات سے بغیر احرام کے لازم آویگا اوسپر دم اور جو لوٹ آیا طرف میقات کے
اور احرام باندھا تو ساقط ہو جاویگا اوس سے دم بالاتفاق یا وہ احرام باندھ چکا تھا اور کوئی عمل حج کا بجا نہین لایا تھا اور آیا طرف
میقات کے اور لبیک کہی تو ساقط ہوگا اوس سے دم نزدیک ہمارے اور امام زفر کے نزدیک نہین ساقط ہوگا اور جو کوئی عمل حج کا کر لیا مثلا
طواف شروع کر چکا تھا یا بوسہ لیا تھا حجر اسود کا پھر آیا طرف میقات کے لبیک کہتا ہوا تو نہین ساقط ہوگا اوس سے دم اجماعا اور لبیک کی
قید اسواسطے ہی کہ اگر لوٹ آیا طرف میقات کے اور لبیک نہ پکارا تو امام صاحب کے نزدیک دم نہین ساقط ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ساقط
ہو جاویگا اور اسی طرح مکے کا رہنے والا جو ارادہ رکھتا ہی حج کا اور متمتع جو فارغ ہوا عمرے سے اور نکل گئے دونون حرم سے اور احرام باندھا
انھون نے تو لازم آویگا دم اون دونون پر یہ اسواسطے کہ میقات ان دونون کا حرم ہی اور اگر کوئی کوفے کا رہنے والا بستان مین داخل ہوا کسی
حاجت کیواسطے تو اوسکے لیے داخل ہونا مکے مین بغیر احرام کے جائز ہی اور میقات اوسکا بستان ہی مانند اوسکے جو بستان مین رہتا ہی اور بستان
بنی عامر کا ایک مقام ہی داخل میقات کے اور خارج ہی حرم سے تو اگر کسی شخص نے جو بستان کا رہنے والا ہی یا اوسمین داخل ہوا تھا احرام باندھا
انھون نے حل سے اور وقوف کیا عرفے مین تو کچھہ حرج نہین اسواسطے کہ احرام باندھا انھون نے اپنی میقات سے اور جو شخص داخل ہوا مکے مین بغیر
احرام کے لازم ہی اوسپر حج یا عمرہ تو جب داخل ہوا مکے مین بغیر احرام کے پھر لوٹ آیا طرف میقات کے اوسی سال اور احرام باندھا حج کا اور سبب سے
جسنے نذر کی تھی اوسنے حج کی تو ساقط ہوا اوسپر جو واجب ہوا تھا اوسپر داخل ہونے مکے مین بغیر احرام کے اور وہ حج تھا یا عمرہ تو یہ حج
کافی ہو جاویگا اوس سے اور اگر بعد اوس سال کے آیا طرف میقات کے تو یہ حج کافی نہوگا اور جسنے تجاوز کیا اپنی میقات سے اور احرام باندھا
عمرے کا اور فاسد کر دیا اوسکو عمرہ کرتا چلا جاوے اور پھر قضا کرے اور نہین ہی دم اوسپر بسبب ترک کرنے احرام کے میقات مین اور جو
مکے کا رہنے والا ہی اور طواف کیا اوسنے واسطے عمرے کے اور ابھی ایک پھیرا کیا تھا کہ احرام باندھا حج کا ترک کرے حج کو اور لازم ہے
اوسپر دم اور حج اور عمرہ اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی اور صاحبین کے نزدیک ترک کرے عمرے کو اور اگر چار پھیرے کر لیے تو
ترک کرے حج کے احرام کو سب کے نزدیک تو اگر تمام کر لیا اون دونون کو یعنی عمرے اور حج کو تو صحیح ہوا اور ذبح کرے قربانی اور جسنے
احرام باندھا حج کا اور حج کیا پھر احرام باندھا دن نحر کے دوسرے حج کا اگلے سال مین تو اگر حلق کیا واسطے اول حج کے قبل احرام کے
لازم ہوگا اوسکو دوسرا حج بغیر دم کے اور اگر نہ حلق کیا لازم ہوگا اوسکو دوسرا اسکے ساتھ دم کے تو اب برابر ہی کہ حلق کرے یا نکرے دم لازم آویگا

اوسین تمتع نے عمرہ ادا کیا مگر حلق نہین کیا اور احرام باندھا دوسرے عمرے کا ذبح کرے ایک آفاقی نے احرام باندھا حج کا پھر عمرے کا
لازم ہوئے اوسپر دونون اور عمرہ باطل ہوجاتا ہے ساتھ وقوف کے عرفات مین قبل افعال عمرے کے اور اگر فقط توجہ کرے طرف عرفات کے
تو باطل نہین ہوتا تو اگر طواف کیا حج کا پھر احرام باندھا عمرے کا اور عمرہ کرتا چلا گیا ذبح کرے اور مستحب ہے ترک کرنا عمرے کا تو اگر ترک
کرے قضا کرے عمرے کی اور اوسپر دم لازم ہے اور جسنے حج کیا اور اہلال کیا عمرے کا دن نحر کے یا اون تین دنون مین بیچ دن نحر کے بعد
مین یعنی ایام تشریق مین تو لازم آویگا اوسپر عمرہ اور ترک کرے اوسکو اور قضا کرے اور دم بھی اوسپر لازم ہے تو اگر عمرہ کرتا چلا گیا تو صحیح
اور لازم ہوا اوسپر دم اور جسکو فوت ہوا حج پھر احرام باندھا حج یا عمرے کا تو وہ ترک کرے اونکو اسواسطے کہ جسکا حج فوت ہوا ہو لازم
ہے اوسپر کہ حلال ہوجاوے عمرے کے افعال کر کے اور قضا کرے اور ذبح کرے **ف** اور دلیل اسکی اصل شرح وقایہ کے اوسی مقام مین مذکور ہے

باب احصار کے بیان مین

اگر محرم کو کسی دشمن نے روکا یا مرض کے سبب سے رک گیا تو جو شخص حج مفرد کرتا تھا وہ ایک دم بھیجے اور قارن دو دم اور مقرر کر دے ایک دن
ذبح کا اگرچہ قبل دن نحر کے ہووے یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر عمرے سے روکا ہے تو اسی طرح کرے اور اگر حج سے
رک گیا ہے تو نہین جائز ہے ذبح مگر دن نحر کے **ف** اور ہمارے نزدیک روکا جانا یعنی احصار مرض سے بھی ہوتا ہے اور امام شافعی کے
نزدیک نہین ہوتا احصار مگر دشمن کے سبب سے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا طحاوی نے شرح آثار مین **ثنا** فهد **ثنا** علی
بن معبد بن شداد العبدي صاحب محمد بن الحسن **ثنا** جرير بن عبد الحميد عن منصور عن ابراهيم
عن علقمة قال لدغ صاحب لنا وهو محرم بعمرة فذكرناه لابن مسعود فقال يبعث الهدي
ويواعد اصحابه موعدا فاذا نحر عنه حل وبه الى جرير عن الاعمش عن عمارة بن عمير عن
عبد الرحمن بن يزيد قال قال عبد الله ثم عليه عمرة بعد ذلك یعنی کہا علقمہ نے کہ کاٹا سانپ نے ایک شخص کو
اور وہ محرم تھا عمرے کا تو ذکر کیا ہمنے یہ ابن مسعود سے کہا انھوں نے بھیج دیوے ہدی کو اور وعدہ کر دیوے اپنے لوگون سے تو جب قربانی کرین
اوسکی حلال ہوجاوے اور پھر اوسپر لازم ہے عمرہ اور آیت بھی احصار کی مرض کے باب مین نازل ہوئی ہے **ص** اور حل مین اوسکا ذبح
جائز نہین اور جب ذبح ہوگئی قربانی اوسکی تو وہ حلال ہوجاویگا قبل حلق اور قصر کے اور لازم ہے اوسپر کہ اگر حلال ہوا حج سے تو اوسپر حج
اور عمرہ لازم ہے اور عمرے سے تو عمرہ لازم ہے اور قران سے ایک حج اور دو عمرے چاہیین **ف** اور مروی ہے اول عبد اللہ بن عباس اور ابن مسعود سے
ذکر کیا اسکو رازی نے اور دوسرا بیان کیا ہمنے اوسکو ابن مسعود سے اور قران مین دو عمرے اسواسطے ہیں کہ ایک عمرہ تو حج کے فوت کا ہوا اور ایک عمرہ
اوس عمرے کی قضا ہے جو قران مین تھا **ص** تو جب احصار اوسکا جاتا رہے اور ممکن ہو اوسکو ہدی اور حج کا پانا تو جاوے اور اگر دونون نہ
ممکن ہوون یعنی حج ملنا ممکن ہو اور قربانی ملنا ممکن نہو یا قربانی ملنا ممکن ہو اور حج کا ملنا ممکن نہو تو جائز ہے اوسکے واسطے کہ حلال ہوجاوے
اوسی جگہہ یا چلا جاوے اور جو شخص وقوف اور طواف سے مکے مین دونون سے منع کیا گیا ہے تو احصار اوسکا ثابت ہے اور اگر ایک سے ان دونون مین سے
روکا گیا تو احصار اوسکا ثابت نہین اور جو شخص عاجز ہو حج سے اور حج کیا جاوے اوسکی طرف سے تو صحیح ہوگا اور اوسکا حج ادا ہوجاویگا
اگر عجز اوسکا موت تک باقی رہا اور نیت کی حج مین اوسکی طرف سے **ف** اسواسطے کہ کہا ایک عورت نے ای رسول اللہ تحقیق فرض کیا
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پایا مینے اپنے باپ کو ضعیف بوڑھا کہ نہین ٹھہر سکتا سواری پر کیا حج کروں مین اوس سے فرمایا آپنے ہان ہے ایسا ہی

بخاری مسلم نے اور فرمایا آپ نے ایک شخص کیواسطے حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ یعنی حج کر تو اپنے باپ سے اور عمرہ کر روایت کیا اوسکو
ابوداود و نسائی ترمذی نے اور صحیح کیا اوسکو اور وارد ہی یہ بہت حدیثون مین ص اور اگر کسیکو دو شخصون نے حکم حج کا دیا اپنی طرف سے
اور خرچ دیا اون دونون نے اور حج کیا اوسنے دونون کی طرف سے تو وہ حج اوس کرنے والے کا ہوگا اور اون دونون کا مال دینا پڑیگا او
نہین جائز ہی اوسکو کہ کرے اوس حج کو اون دونون مین سے ایک کی طرف اور اگر حج کیا ہی اپنے مان باپ سے تو درست ہی اوسکو کہ کرے اوس حج کو
باپ سے یا مان کی طرف سے اور جو کسینے ایک شخص کو حکم دیا حج کیا اور اوسکو احصار ہوا تو دم احصار کا حکم کرنے والے پر ہی اور دم قران اور
جنایت کا حج کرنے والے پر ہی یعنی اگر کسینے حکم دیا کہ میری طرف سے قران کرنا تو دم قران کا حکم کرنے والے پر نہین حج کرنے والے پر ہی اور
اگر حج کرنے والے نے جماع کیا قبل وقوف عرفات کے تو باطل ہوا حج اوسکا سو دینا پڑیگا نفقہ اوس شخص کا جسنے حکم کیا تھا اوسکو حج کا اور
اگر بعد وقوف کے جماع کیا تو نہ لازم آویگا اوسکو پھیر دینا نفقے کا کیونکہ صحیح ہوگیا حج اوسکا اور اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے
حج کرا دینا اور لوگون نے بعد اوسکے ایک شخص کو واسطے حج کے مقرر کیا اور خرچ حج کا اوسکو دیدیا اور وہ راستے مین مرگیا تو جو خرچ وہیکے
مال باقی رہا ہی اوسکے ثلث مین سے پھر حج کرایا جاویگا امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال کے ثلث سے حج کرایا جاویگا اور نزدیک امام محمد کے
اگر اوس مال مین سے جو پہلے شخص کو واسطے حج کے دیا تھا کچھہ باقی ہی حج کرایا جاویگا اور جو کچھہ باقی نہین رہا باطل ہوگی وصیت اوسکی اور ہدی
چاہے اونٹ کی ہو اور چاہے بکری ہو یا گاے اور ادنی درجہ یہ ہی کہ بکری ہو ف اور ہدایہ مین ہی کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہی لیکن پایا نہین گیا روایت کیا شافعی نے عطا سے کہ کہا انھون نے ادنی درجہ دم کا حج مین بکری ہی اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس
نے مروی ہی یہ صحیح بخاری مین ص اور نہین واجب ہی لیجانا اوسکا عرفات مین اور ہدی مین اوسی قسم کا جانور جائز ہی جیسا
دن نحر کے قربانی مین جائز ہوتا ہی اور جو اوسمین جائز نہین اسمین بھی جائز نہین ف مثلا اونٹ اور گاے مین جو قربانی کے
لیے ہو سات آدمیون کا شریک ہونا درست ہی تو اوسمین بھی درست ہی اور اسی طرح نہایت دبلی جو قربانی کی جگہہ تک نہ جاسکے یا اندھی
یا لنگڑی یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہین اور ذکر اسکا خلاصے مین کچھہ تھوڑا سا آویگا ص اور جائز ہی بکری ہر چیز مین مگر جب
طواف زیارت جنابت کی حالت مین کرلیا یا وطی کی بعد وقوف کے تو ان دونون صورتون مین بدنہ یعنی اونٹ یا گاے کی قربانی لازم ہی
اور جو ہدی نفل ہو اوسمین سے کھالیوے اور تمتع اور قران کی بھی ہدی سے کھاوے اور سوا انکے اور کسی مین نہ کھاوے ف حدیث جابر
مین ہی کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل ہدی اور تمتع اور قران کی ہدی سے اور سوا انکے مین مثلا احصار کی ہدی یا جنایت کی ہدی
مین سے نہ کھاوے اور منع کیا اوسکے کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروی ہی یہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین ص اور تمتع
اور قران کی ہدی دن نحر کے ذبح کرے اور باقی جس دن چاہے ذبح کرے اور ذبح کی جگہہ حرم ہی ف فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے سارا عرفہ موقف ہی اور سارا منی قربانی کی جگہہ ہی اور جتنے کوچے مکے کے ہین سب قربانی کی جگہہ ہین روایت کیا اسکو ابوداود
اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے ص اور صدقہ دینا قربانی مین سے حرم کے فقیرون کو اور جسکو چاہے فقیرون مین سے درست ہی اور صدقے
مین دیوے اوسکی جھول اور نکیل اور نہ دیوے قصاب کی اجرت مین اوسکو اور نہ سوار ہو ہدی پر مگر واسطے ضرورت کے اور نہ نکالے
اوسکا دودھہ اور موقوف کرے دودھہ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوسکے سرد پانی سے دھووے ف اور یہ جب ہی کہ قربانی اوسکی
قریب ہووے اور لیکن جب ذبح اوسکا قریب نہووے تو اوسکا دودھہ نکال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو ضرر نہووے اور روایت کیا جماعت نے

سوا ترمذی کے حضرت علی سے کہ حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کرو قربانیوں کی کھالون کو اور اونکی جھولون کو اور حکم کیا مجکو کہ نہ دون اوس مین سے اجر قصاب کا اور فرمایا کہ ہم اوسکو اپنے پاس سے دیوینگے اور ایک روایت مین ہے کہ صدقہ دو اونکی کھالون اور جھولون کا اور سوار ہونا وقت ضرورت کے اوسپر درست ہے صحیحین مین مروی ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکتا ہے بدنہ کو سو فرمایا آپ نے سوار ہوجا اوسپر سو کہا اوسنے کہ یہ بدنہ ہے فرمایا کہ سوار ہو اوسپر سو دیکھا مینے اوسکو کہ سوار تھا اوسپر ص اور جسنے ہانکا ہدی کو اور وہ قریب ہوئی کہ ہلاک ہوجاوے تو اگر نفل ہے تو اوسپر دوسری ہدی لینا ضرور نہین اور اگر واجب ہے تو اوسکی جگہہ پر دوسری مقرر کرے اور اگر اوسمین نہایت عیب ہے مثلاً تہائی حصے سے زیادہ اوسکی دم یا کان یا آنکھہ جاتی رہی تو اوسکو بھی بدلے اور عیب والی ہدی مالک کی ہے جو چاہے اوسکو کرے اور اگر مرنے لگے ہدی راستے مین اور وہ نفل تھی تو نحر کرے اوسکو اور نعل کہ جو اوسکے گلے مین ہے اوسکے خون مین رنگ دیوے اور اوسکو لیکے اوسکے کوہان پر مار دیوے تاکہ اوسمین سے فقیر کھاوے اور غنی نہ کھاوے ف اور ایسا ہی حکم کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو ص اور اگر وقوف کیا لوگون نے اور گواہی دی ایک قوم نے کہ یہ دن نحر کا تھا اور عرفے کا دن گذر گیا تو نہین قبول کی جاویگی شہادت اونکی لیکن اگر قبل وقت وقوف کے گواہی دی کہ آج کا دن ترویہ کا تھا اور کل عرفہ ہے تو قبول کی جاویگی شہادت اونکی اور اگر رمی کی جمرہ وسطی اور تیسرے جمرے کی اور نہ رمی کی جمرہ اولی کی تو اگر رمی کرے سبکی تو اچھا ہے اور اگر فقط جمرہ اولی کی رمی کی قضا کی تو جائز ہے اور اگر نذر کی کسی شخص نے کہ حج پیدل کریگا تو پیدل کرے طواف زیارت تک اور بعد طواف زیارت کے جائز ہے اوسکو سوار ہونا اور اگر ایک لونڈی کو خریدا اور وہ محرم تھی اپنے مالک کے اذن سے تو جائز ہے خریدنے والے کو کہ حلال کرے اوسکو اس طرح پر کہ بال اوسکے کاٹے یا ناخون کترے پھر جماع کرے اوس سے اور یہ اولی ہے اس سے کہ حلال کرے اوسکو جماع کر اور اگر جماع سے حلال کیا اوسکو تو درست ہے خدا کا شکر ہے کہ کتاب الحج بھی تمام ہوئی خدا تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول کرے اور آمین یا رب العالمین

خاتمہ فوائد متفرقہ کے بیان مین

فائدہ پہلا او پر گذرا کہ عمرہ سنت ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے دلیل امام شافعی کی یہ ہے کہ روایت کیا حاکم نے مستدرک مین اور دارقطنی نے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِمَا بَدَأْتَ قَالَ الْحَاكِمُ اَلصَّحِيحُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِنْ قَوْلِهٖ یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین تو نہین ضرر کرتا ہے تجکو جس سے چاہے شروع کر کہا حاکم نے صحیح یہ ہے کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علاوہ اسکے مین کہتا ہون کہ اسناد مین اوسکی اسمعیل بن مسلم مکی ہے ضعیف کیا اوسکو محدثین نے کہا بخاری نے منکر الحدیث ہے وَقَالَ حَسَنٌ فَنَاحَدِيثُهٗ یعنی پھینک دیتے ہین ہم حدیث اوسکی اور روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے ہشام بن حسان سے انھون نے محمد بن سیرین سے موقوفاً اور یہی صحیح ہے اور نکالا دارقطنی نے عمر بن الخطاب سے اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَاَنْ تَحُجَّ وَتَعْتَمِرَ یعنی پوچھا ایک شخص نے کہ اے رسول اللہ کیا ہے اسلام فرمایا یہ کہ گواہی دے تو کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد رسول اللہ کے ہین اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور حج کرے اور عمرہ کرے تو کہا دارقطنی نے اسناد اوسکا صحیح ہے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے کتاب الحج علی شرط مسلم مین کہا صاحب تنقیح نے یہ حدیث صحیحین مین ہے اور اوسمین ذکر عمرے کا نہین اور یہ زیادت شاذ ہے اور اس باب مین اور حدیثین

لیکن سب ضعیف ہین اور نکالا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہین ہی کوئی شخص اللہ کی مخلوق سے مگر لازم ہی اوسپر حج اور عمرہ اور دونون واجب ہین جو شخص طاقت رکھے وہان جانے کی اور تعلیق کی اوسکی بخاری نے اور نکالا ابن عباس سے اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ فَرِيضَتَانِ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ إِلَّا أَهْلَ مَكَّةَ فَإِنَّ عُمْرَتَهُمْ طَوَافُهُمْ فَلْيَخْرُجُوا إِلَى التَّنْعِيمِ ثُمَّ لِيَدْخُلُوا الحدیث یعنی حج اور عمرہ دونون فرض ہین آخر حدیث تک اور کہا حاکم نے کہ یہ اوپر شرط مسلم کے ہی اور دلیل ہماری یہ ہی جو روایت کیا ترمذی نے حجاج بن ارطاة سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے سے کیا واجب ہی وہ فرمایا نہین مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہی کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ایسا ہی ہی ایک نسخے مین جامع ترمذی کے اور ایک نسخے مین ہی حدیث حسن اور وہ جو ذکر کیا بعضون نے کہ اسناد مین اسکی حجاج بن ارطاة ہی اور وہ ضعیف ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ نہین ہی کم حدیث اوسکی درجۂ حسن سے اور متفق ہوئین روایتین ترمذی سے اس بات پر کہ حسن کہا انھون نے اس حدیث کو اور روایت کیا اوسکو ابن جریج سے انھون نے محمد بن منکدر سے انھون نے جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کیا اوسکو طبرانی نے معجم صغیر مین اور دار قطنی نے اور طریقے سے اور اسناد مین اوسکی یحیی بن ابی حیہ ہی اور ضعیف کیا اوسکو اور روایت کیا عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور یہ بھی حجت ہی اور کہا ابن حزم نے کہ یہ مرسل ہی روایت کیا اسکو معاویہ بن اسحق نے امام حنفی سے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب اوسکا یہ ہی کہ ابن قانع نے رفع کیا اوسکو اور وہ بڑے حافظین حدیث مین سے ہی اور باقی اسناد مین سب راوی ثقہ ہین باوجود اس بات کے کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور ضعف کرنا امام کا صحیح نہین ہی کیونکہ توثیق کی اوسکی ابن معین نے اور روایت کیا اوس سے جماعت مشاہیر نے اور مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور اسناد مین اوسکی مجاہیل ہین اور روایت کیا ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے کہ انھون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے حج جہاد ہی اور عمرہ نفل ہی اور اسناد مین اوسکی عمرو بن قیس ہی کہا صاحب امام نے کلام کیا گیا ہی اوسمین اور بہر حال حدیث اوسکی درجۂ حسن سے کم نہین اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے حدیث ابو اسامہ سے انھون نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے ابو معشر سے انھون نے ابراہیم نخعی سے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ حج فرض ہی اور عمرہ نفل ہی اور کافی ہین عبد اللہ تقلید کے واسطے اور کلام اونکا حجت ہی ٭٭

فائدہ دوسرا اضحیہ کے بیان مین

درست ہی چھ مہینے کا دنبہ قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہین اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہین اور گائے دو برس یا زیادہ کی اور اوس سے کم کی درست نہین اور بکری جب ایک برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہی اور اس سے کم کی درست نہین اور اگر قربانی کا جانور منڈا ہووے یعنی بے سینگھ کا یا بدھیا ہووے یا دیوانہ ہووے یا کانا تو قربانی کرنا درست ہی اور اگر اندھا ہووے یا بہت دبلا ہووے کہ اوسکی ہڈیون مین مغز نرہا ہووے یا لنگڑا ہووے اسقدر کہ قربانی کرنے کی جاے تک نہ جاسکے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پانون کٹا ہووے یا اوسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اوسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اوسکا دم تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانورون کو قربانی کرنا درست نہین اور باقی ذکر اسکا کتاب الاضحیہ مین ہی

فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد الحرام کی فضیلت کے بیان مین

روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکے کے کیا اچھا شہر ہی تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہی اور اگر

ف حجاج بن ارطاة

ف یحیی بن ابی حیہ

ف عبد الباقی بن قانع

ف عمرو بن قیس

تیری قوم نے نہ نکالا ہوتا مجھکو تجھسے البتہ مین نہ رہتا اگر تجھمین اخراج کیا اوسکا ترمذی نے اور ایک حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا واللہ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللہِ وَلَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْکَ مَا خَرَجْتُ یعنی تو بہتر ہو اللہ کی زمین بھر مین اور اگر مین نہ نکالا جاتا تجھمین سے البتہ نہ نکلتا مین مروی ہی یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ مین اور فرمایا آپنے دن فتح مکہ شریف کے اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یَلْتَقِطُ لُقَطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ یعنی یہ شہر حرمت کیا اوسکی اللہ تعالی نے جسدن سے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو یہ حرمت دیا گیا ہی اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک اور نہین حلال ہوا اوسمین قتل کرنا کسیکو میرے پہلے سوا میرے اور میرے واسطے ہی ایک گھڑی بھر دن مین درست ہوا تو وہ حرمت دیا گیا اللہ کی حرمت سے دن قیامت تک توڑے کانٹا اوسکا اور نہ بھگاوے وہان کے صید کو اور نہ لے وہان کی پڑی چیز کو مگر وہ شخص جو اوسکو پہچنوائے اور نہ لے وہان کی گھانس سو کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر اذخر کو یعنی اذخر جو گھانس ہی وہان کی اوسکو لیا کرین کیونکہ وہ سلگاتے ہین اوسکو اور اپنے گھرون میں چھپر کرتے ہین سو فرمایا آپنے مگر اذخر کو یعنی اوسکا لینا درست کیا روایت کیا اوسکو بخاری مسلم نے اور روایت ہی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی یہ امت ساتھ بہتری کے جب تک عظمت اور حرمت خانہ کعبہ کی کریگے جو حق ہی اوسکی تعظیم کا پھر جب ضائع کرینگے اس تعظیم کو ہلاک ہو جاوینگے اخراج کیا اوسکا ابن ماجہ نے اور نماز پڑھنا خانہ کعبہ مین نہایت ثواب ہی حدیث شریف مین ہی کہ کعبے مین ایک نماز برابر ہی لاکھ نماز کے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی مین ایک نماز برابر ہی پچاس ہزار نماز کے واللہ اعلم

فائدہ چوتھا مدینہ شریف کی زیارت کے بیان مین

نزدیک ہمارے مشائخ کے زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل مستحبات سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ قریب واجب کے ہی بہر حال زیارت کرنا قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمان پر واجبات اور لوازمات سے ہی روایت کیا دارقطنی اور بزار نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اوسکے لیے شفاعت میری اور روایت کیا دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ یعنی جسنے حج کیا اور زیارت کی میری قبر کی بعد میری موت کے سو گویا کہ اوسنے زیارت کی میری زندگی مین سبحان اللہ جب کہ زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ درجہ ہوا کہ گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات مین زیارت کی تو کون سا مسلمان ایسا ہوگا کہ اس درجے سے محروم اور خائب رہیگا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہوگا اور حج اگر فرض ہو تو اولی یہ ہی کہ پہلے حج کرے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاوے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہی سو جب نیت کرے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ کی مسجد کی بھی زیارت کی نیت کرے اسواسطے کہ یہ مسجد اون مسجدون مین سے ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حق میں لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی یعنی نہ باندھے جاوین کجاوے مگر تین مسجدون کی طرف مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصی یعنی مسجد بیت المقدس کی اور اس حدیث

مطلب آپ کا یہ ہی کہ مسجدون کی زیارت کیواسطے جانا اور سفر کرنا اونکے لیے درست نہین مگر ان تین مسجدون کی طرف اور یہی
معنی اس حدیث کے ہمنے بیان کیے یہی صحیح ہین اور دلالت کرتا ہی اسپر کلام شیخ ابن الہمام کا بعد بیان کرنے اس حدیث کے وَالْاَوْلٰی
عِنْدَ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ تَجْرِیْدُ النِّیَّۃِ لِزِیَارَۃِ قَبْرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اولی نزدیک میرے یہ ہی کہ مجرد کرے
نیت کو واسطے زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا آگے جاکے لِاَنَّ فِیْ ذٰلِکَ زِیَادَۃَ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یعنی اسمین زیادتی تعظیم کی ہی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن لوگون نے یہ معنی اس حدیث کے لیے ہین کہ نہ سفر
کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کیواسطے مگر ان مسجدون کی طرف تو وہ معنی اس حدیث کے مستقیم نہین کیونکہ کلام شیخ ابن الہمام کا صریح
منافی ہی اوسکے علاوہ اسکے امام احمد نے روایت کیا اس حدیث کو اور اوسمین ہی کہ نہ سفر کیا جاوے طرف کسی مسجد کے مگر ان تین مسجدون
کی طرف اور وہ جو ضعف بیان کرتے ہین اس حدیث کا کہ اسناد مین اوسکی شہر بن حوشب ہی اور وہ راوی ضعیف ہی اور وہم کیا اوسنے
اس روایت مین تو جواب اوسکا یہ ہی کہ جسوقت توثیق ثابت کردیوین ہم شہر کی تو نسبت وہم کی اوسکی طرف غیر مقبول ہی اور کلام بلا دلیل ہی
اور اصول حدیث مین ثابت ہی کہ زیادتی ثقہ ضابط کی مقبول ہی لیکن توثیق شہر بن حوشب کی سو معلوم کیا چاہیے کہ نہین ضعیف کیا اوسکو
مگر ابن عون اور مسلم نے اور توثیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور یحیی بن معین اور بہت لوگون نے قَالَ اَحْمَدُ مَا اَحْسَنَ حَدِیْثَہٗ وَوَثَّقَہٗ
هُوَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْعِجْلِیُّ هُوَ تَابِعِیٌّ ثِقَۃٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَۃَ عَنْ یَحْیَی بْنِ مَعِیْنٍ هُوَ ثِقَۃٌ وَلَمْ یَذْکُرْ
ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَۃَ غَیْرَ هٰذَا وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَۃَ لَا بَاْسَ بِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ مُحَمَّدٌ یَعْنِی الْبُخَارِیَّ شَهْرٌ حَسَنُ
الْحَدِیْثِ وَقَوِیَ اَمْرُہٗ وَقَالَ اِنَّمَا تَکَلَّمَ فِیْہِ ابْنُ عَوْنٍ ثُمَّ رَوٰی عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ زَیْنَبَ عَنْ شَهْرٍ وَقَالَ
یَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ شَهْرٌ ثِقَۃٌ اور کہا صالح بن محمد نے شَهْرٌ رَوٰی عَنْہُ النَّاسُ مِنْ اَهْلِ الْکُوْفَۃِ وَالْبَصْرَۃِ وَاَهْلِ
الشَّامِ وَلَمْ یُوْقَفْ مِنْہُ عَلٰی کَذِبٍ یعنی شہر روایت کیا اوس سے اہل کوفہ اور اہل بصرہ اور اہل شام نے اور نہین معلوم ہوا کذب اوسکا
کسی طرح تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام متقدمین کا ہی شہر بن حوشب مین اور متاخرین کا کلام سن لینا لازم ہی کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
بَلْ وَثَّقَہٗ کَثِیْرُوْنَ مِنْ کِبَارِ اَئِمَّۃِ السَّلَفِ وَقَالَ اَیْضًا فَهٰذَا کَلَامُ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّۃِ عَلَی الثَّنَاءِ عَلَیْہِ
اور کہا حافظ ابن حجر نے شَهْرٌ صَدُوْقٌ اور کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین وَالصَّحِیْحُ فِیْ شَهْرٍ التَّوْثِیْقُ وَوَثَّقَہٗ
اَبُوْ زُرْعَۃَ وَاَحْمَدُ وَیَحْیٰی وَالْعِجْلِیُّ وَیَعْقُوْبُ بْنُ شَیْبَۃَ وَسِنَانُ بْنُ رَبِیْعَۃَ تو جب شہر کو امام احمد اور
یحیی بن معین اور احمد بن عبد اللہ اور ابن ابی خیثمہ اور ابو زرعہ اور بخاری اور ترمذی اور یعقوب اور صالح بن محمد اور سنان بن ربیعہ
اسقدر لوگ اجلہ علمای محدثین سے توثیق کرین تو پھر ضعف بیان کرنا اوسکا بسبب تضعیف مسلم اور ابن عون کے باوجودیکہ رجوع کیا ہو
ان دونون نے اوسکی تضعیف سے اور نہ قبول کرنا اوسکی زیادت کو نہایت بے انصافی ہی اور وہ جو طعن کی ہی لوگون نے کہ شہر نے ایک
تھیلی بیت المال سے چرالی تو کہا نووی نے قَدْ حَمَلَہُ الْعُلَمَاءُ عَلٰی مَحْمَلٍ صَحِیْحٍ یعنی حمل کیا اوسکو علما نے محمل صحیح پر اور
وہ جو طعن کرتے ہین کہ شہر نے سفر حج مین اپنے رفیق کی رسی چرالی غلط ہی اور کذب ہی کہا نووی نے غَیْرُ مَقْبُوْلٍ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ
یعنی یہ طعن غیر مقبول ہی نزدیک محققین کے اور بعد اوسکے جب علمای سلف سے توثیق اوسکی ثابت ہو اور شیخ ابن الہمام اور حافظ ابن حجر عسقلانی
اور امام نووی قائل اوسکی صحت کے ہین تو زیادتی اوسکی اس حدیث مین بلا شبہہ مقبول ہی اور اگر تسلیم بھی کرین تو بھی جب تصریح حدیث

ضعیف میں مروی ہو تو معنی اوسکے اوسکے موافق لیے جاتے ہین بہرحال ترجیح اسی مذہب کو ہی جسکو ہمنے ذکر کیا اور دوسرے کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری حدیث مین ذکر کیا اوسکو شیخ ابن الہمام نے لَا تُعْمَلُ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِي صریح دال ہی اس بات پر کہ مراد حدیث مذکور مین سفر مساجد کا ہی اور جب جاوے واسطے زیارت کے تو کثرت سے بھیجے درود اور سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ مین اور جب مدینہ شریف کے قریب پہونچے غسل کرے قبل داخل ہونے کے مدینہ طیبہ مین اور چاہے وضو کرے اور غسل افضل ہی اور اچھے کپڑے اپنے پہنے اور نئے کپڑے پہننا افضل ہی اور وہ جو لوگ جب مدینے کے قریب پہونچتے ہین تو سواری سے اوترکے پیدل مدینہ شریف مین جاتے ہین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ فعل اچھا ہی کہا انھون نے وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا یعنی جو فعل ادب کا ہووے تو وہ اچھا ہی اور جب مدینے مین داخل ہووے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَاَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ اور چاہیے کہ نہایت تواضع اور عاجزی اور خشوع اور خضوع سے چلے اور زبان پر ہر دم ہر درود شریف ہے اور دل مین خیال کرتا جاوے کہ یہ وہ شہر ہی جسمین ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی ہی اور اسی جگہ قرآن اور وحی کا نزول ہوا ہی اور یہ جگہ ہی ایمان اور احکام کی کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جتنے شہر ہین سب فتح ہوئے ہین تلوار سے مگر مدینہ کہ یہ فتح ہوا ہی رحم سے اللہ اور قرآن سے اور مستحب ہی کہ مدینہ شریف مین سوار ہو کے نہ چلے ہو اسواسطے کہ فرمایا حضرت امام مالک نے جب پوچھا ایک شخص نے کہ کیون نہین سوار ہوتے آپ مدینے مین کہ مین شرم کرتا ہون اللہ تعالی سے کہ روندون ایک جانور کے کھر سے اوس مٹی کو جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور جب مسجد نبوی مین داخل ہو داہنا پیر پہلے مسجد مین رکھے اور اندر جاوے اور کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد مین باب جبرئیل یا باب السلام سے داخل ہووے مگر باب جبرئیل سے جانا بہتر ہی اور یہ دعا بھی چاہیے پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتَكَ پھر درمیان منبر اور قبر شریف کے اس طرح پر کہ ستون منبر کا داہنے کندھے کے برابر پڑے سامنے محراب کے دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا کرے اور یہ مقام موقف ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور داخل ہی روضۂ اطہر مین اور سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمی کو پہونچا پھر آوے قبر شریف پاس اور موںھ کرے قبر کی دیوار کی طرف اور پیٹھ کرے طرف قبلے کے اور وہ جو فقیہ ابو اللیث سے مروی ہی کہ کھڑا ہووے موںھ کرکے طرف قبلے کے صحیح نہین ہی کیونکہ روایت کیا ابو حنیفہ نے مسند مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انھون نے سنت سے ہی یہ بات کہ آوے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس قبلے کی طرف سے اور پیٹھ کرے اپنی قبلے کی طرف پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ

وَكُشِفَتِ الْغُمَّةَ فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰى الْاَنْبِيَاءَ عَنْ اُمَّتِهِ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ سُبْحَانَكَ اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور مانگے اللہ تعالی سے اپنی حاجت کو بوسیلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوس جگہ حسن خاتمہ اور مغفرت کو مانگے پھر مانگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کو اور کہے يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ اور جو دعائیں طلب رحمت اور محبت کی ہون اونکو پڑھے اور دل مین خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہین اور میرے حاضر ہونے اور زیارت کو جانتے ہین اور میرے کلام کو سنتے ہین اور نہایت لحاظ اور آداب اور تمیز اور حضور قلب سے یہ دعا پڑھے اور ابو فدیک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سنا مینے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پونہچا ہمکو کہ جو شخص وقوف کرے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اور پھر کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ ستر بار تو ندا کریگا اوسکو ایک فرشتہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ یعنی رحمت بھیجی اللہ نے اوپر تیرے ای فلانے ذکر کیا اس حکایت کو شیخ ابن الہمام نے اور جس شخص نے اوسکو کہا ہو کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا تو اوسکا سلام پونہچا دے اور کہے اَلسَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اور فلان بن فلان کی جگہہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام لیوے یا اسطرح پر کہے فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ وصیت کرتے تھے لوگون کو کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونہچا دینا اور قاصد بھیجتے تھے اسی واسطے شام سے مدینہ شریف کو اور جسکو فرصت نہو سکے ان سب باتون کی تو بقدر طاقت کے بجا لاوے پھر ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر سامنے روے شریف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا پھر اسی طرح ایک ہاتھ اور ہٹکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا پھر منبر اور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے آکر دعا مانگے اور شفاعت طلب کرے اور اپنے والدین کیواسطے اور جسنے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیے اور تمام مسلمانون کے لیے دعاے خیر کرے اور بعد ختم دعا کے آمین کہے اور درود اور سلام بھیجے اور بعضون نے کہا ہے کہ پھر سرہانے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا صحابہ سے منقول نہین روایت کیا ابو داود نے کہ گئے قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاس اور کہا ای مان کھولو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی سو کھولین انھون نے میرے لیے تینون قبرین سو دیکھا مینے کہ وہ قبرین نہ بلند ہین اور نہ زمین سے ملی ہوئی ہین آخر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا اوسکو اور زیادہ کیا کہ دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے اور حضرت ابو بکر کو کہ سر اونکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھون کے درمیان تھا اور سر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا برابر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرون کے تھا اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آوے روضے میں اور بہت بھیجے درود اور سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت مکروہ نہو اور حدیث صحیح مین آیا ہے مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ درمیان گھر اور منبر میرے کے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے اور ایک روایت مین ہے مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ

یعنی درمیان قبر میری اور منبر میرے کے اور کھڑا ہو نزدیک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنْبَرِي عَلٰى
تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ منبر میرا ایک سیڑھی پر ہے سیڑھیوں جنت سے پھر مقام ستون حنانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور مستحب ہے
کہ روز جمعہ زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع میں جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لیجاتے تھے اور اوس جگہ مزار
صحابہ و تابعین اور اولیائے کبار مدفون ہیں کہ نام اونکے با تفصیل ہر ایک کے معلوم نہیں اور جب بقیع کے پاس جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَابِقُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ اور زیارت کرے مشہور قبروں کی مانند قبر حضرت عثمان کے اور قبر حضرت عباس کے اور ایک قبہ اہل بیت کا
جس میں امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور حضرت فاطمہ صحیح روایت میں اوسمیں مدفون ہیں اور
ایک قبہ ہے حضرت ابراہیم کا جو بیٹے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ پہلو میں عثمان بن مظعون کے مدفون ہیں اور عبد الرحمن بن عوف
اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بھی وہیں قبریں ہیں اسی طرح جتنے مقبرے ہیں اور جو مقامات متبرک اور مساجد کہ نماز پڑھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون میں مثل مسجد قبا وغیرہ جہاں تک ہو سکے اونکی زیارت کرے اور جب وہاں سے رجوع کا قصد کرے تو مستحب ہے اوسکے
واسطے کہ مسجد سے رخصت ہووے اور درود اور سلام پڑھے اور آوے قبر شریف پاس اور سلام بھیجے اور دعا مانگے اپنے والدین اور اقربا اور دوستوں
کے واسطے اور سوال کرے اللہ سے کہ پھر گھر اپنے پہنچاوے سلامتی اور صحت اور تندرستی سے بلیات دنیوی اور اخروی سے اور دعا مانگے اَللّٰهُمَّ
لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِهٖ وَحَرَمِهٖ وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ
وَالْوُقُوْفَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ
غَانِمِيْنَ اٰمِنِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور وقت رخصت کے نہایت مبالغہ کرے گریہ و زاری اور آنسو بہانے میں کہ یہ علامت
مقبولیت کی ہو اور پھر حسرت کرتا ہوا روتا ہوا اور پھر آنے کی دعا کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر نہایت غم کرتا ہوا مسجد سے
پھر آوے پاؤں اوس تعظیم سے پیچھے کو اٹھے پاؤں پھر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو لوگ پاس اور قریب رہتے ہیں اونکو کچھ نذر کرے اور وہ حاجت اون سے
متعلق نہ ہونگی بلکہ حال اونکا ہے اور مستحب ہے کہ مدینے سے تبرکاً کچھ خاک شفا اور پانی اون کنوؤں کا جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیا یا وضو کیا
اپنے لیتا آوے اور مدینہ سے مکہ سے پانی زمزم کا غیرہ بطور تبرک ساتھ لیوے اور جب اپنے گھر میں آوے تو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ
وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ اور پھر باقی عمر درود شریف اور تلاوت میں اور سوا اوسکے امور خیر میں مصروف رہے اور یہ علامت ہے حج مبرور کی فقط
اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَيَسِّرْ لَنَا وَزِيَارَةَ قَبْرِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سِرَاجِ
السَّالِكِيْنَ قُدْوَةِ الْعَابِدِيْنَ مَوْلَى الْعَالَمِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَخْلَافِهٖ
وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهٖ وَفُقَهَاءِ اُمَّتِهٖ وَشُهَدَاءِ اُمَّتِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

خاتمۃ الطبع شکر خدا کا کہ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ بحکم المتکل کالاکمل اواخر ربیع الآخر ۱۳۱۲ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور میں
باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان انیض علیہ سحائب الرحمۃ والرضوان سے چھپ کر طیار ہوا

صحیح نامہ نور الہدایہ یعنی ترجمہ اردو شرح وقایہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	اوانصاف	اورانصاف									۷۰	۱۶	بہی مذکور	یہی مذکور
۳	۲۶	اگر	اکثر	۳۱	۹	مالک کی	مالک کے	۵۲	۱۶	رہری	زُہری	۷۱	۲۴	نخعی نے	نخعی
〃	۲۶	فیمابین	فیمابین	۳۳	۱۶	حضرت رض	حضرت	۵۳	۸	ہذل	ہُذَلی	۷۳	۲۰	ابن رافعہ	ابن الرفعہ
〃	۲۷	اوس	اِس	۳۴	۲۰	نخفی	نخعی	۵۴	۱۰	کھینچتا	کھینچنا	۷۸	۱۱	زین نے	رزین نے
۴	۲	لے لیے	کے لیے	۳۶	۶	ڈھانپا	ڈھانپا	〃	۲۱	فَنِّ حَج	فَنِّ حَج	〃	۲۴	بدن سے	بدن
〃	۱۹	نتے	بنتے	۳۸	۲۷	کیا اسکو نانند	کیا انند	۵۵	۵	عرنیین	عُرَنِیّین	۷۹	۷	صحت	حجت
۶	۲۱	اوداخلی	اورداخلی	۳۹	۱۷	کہتے کہ	کہتے ہین کہ	〃	۱۴	روایت سے	روایت ہی	۸۰	۵	حدیث	حدث
〃	۲۴	اوصل	اوراصل	۴۳	۱۱	بھی	یہی	〃	۲۳	سرہ	سَبُرَہ	۸۲	۱۵	نقلِ امّ	نقل امّ
۸	۱۱	لین	کین	〃	۱۸	سعید سے کہا	سعید کہا	۵۷	۲۳	تھامین	نہ تھامین	۸۴	۵	پس	بس
〃	۱۶	کاغذ	کاغذ پر	۴۵	۳	عقیل	عقیلی	۵۸	۱	حَرَیث	حُرَیث	۸۵	۶	ضعیف	یاضعیف
〃	۲۶	کہی	لکھی	〃	۶	اختلاف سے اختلاف فی	اختلاف ہی	〃	〃	عیسی	عَبَسی	۸۶	۱۴	بن مجر	بن حجر
۹	۲۰	کیا ہی	کہا ہی	〃	۱۵	دوقلۃ	دوقلہ	〃	۴	کہ کہا	کہا	〃	۲۲	سرطان	سرحان
۱۰	۸	پسند	بسند	〃	۱۶	توسندو نمین	توسندو نمین	〃	۱۱	ابن لُہیعہ	ابن لَہیعہ	۸۷	۱	بن شیبہ	بن شعـ
۱۱	۱	مجتہدین مذہب	مذاہب مجتہدین	〃	۱۹	نجس نہو گا	نجس ہو گا	〃	۱۸	نفسا	نُفَسا	۸۸	۶	زُرَیع	زُرَیـ
۱۴	۲۶	کبھی	کسی	۴۶	۳	یصحح	لم یصحح	〃	۲۵	ثنی	مُثَنّیٰ	۹۰	۳	بن برید	بن یـ
۱۵	۱۱	طبرانی کی	طبرانی کے	۴۷	۱	ہمنے	ہمسے	۵۹	۱۱	مُحَرِّبُہ	مُرَبِّدُہ	〃	۶	اوریہی اونکے	ہی اور
۱۸	۵	ان شب	ان سب	〃	۳	المصیصی	المصیصی	۶۰	۹	روایت	روایت	۹۸	۷	ثِقَۃ	ثِقَ
۲۰	۴	پائون	پائون	〃	۱۱	تِسعُ	تَسعُ	〃	۱۹	فِتَلُ	قِتَلَ	〃	۸	تلولبا صففی	قتلو
۲۱	〃	چاہیے	چاہیے	۴۸	۲۲	ابن عمر	ابن ابی عمران	〃	〃	عَمَر	عُمَر	۱۰۰	۲۴	توثیق	توثیق
۲۲	۱۳	جبیر بن نشیر	جبیر بن نفیر	۴۹	۱۱	ایک رنگ مزہ	رنگ یا مزہ	۶۱	۱	طبیان	طبیان	۱۰۴	۱۰	اَبِن	اِبن
〃	۲۲	بن جلنل	بن حنبل	〃	۲۴	الحیض	الحَیض	〃	〃	معین قطان	معین اور قطان	〃	۱۴	عَکرمۃ	عِکر
۲۳	۹	عیدی	عَبدی	〃	۲۵	والنتن	والنتن	۶۲	۱۳	ابی ردو	الجارود	۱۰۵	۱۸	ابن الایاس	ابن ا
〃	۱۰	تقر	ثقہ	۵۰	۱۵	آٹھ	سات	۶۳	۱۸	ذلت نین	ذلت نہین	۱۱۱	۱۶	سنت ہوتا	سنت
〃	۲۰	اور روایت	روایت	۵۱	۱۰	دباعت	دباغت	〃	۲۷	قرض	فرض	۱۱۳	۵	الارزق	الاز
۲۴	۲۱	نسیط	لقیط	〃	۲۴	المحیق	المُحَبَّق	〃	〃	نقل	نفل	〃	۱۵	الضحان	الضّ
۲۶	۱۰	عادت	عادت ہو	〃	۲۷	دباغت مین	دباغت سے	۶۶	۲۳	مونہہ	منھ	۱۱۴	۴	رقع	
۳۰	۲۵	خمیر	حضیر	۵۲	۱۱	تمیل	تمیل	۶۸	۱۴	کرتا	کرتا ہون	〃	۱۰	مقسم	مق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۵	۱۶	العکوم	القوم	۱۲۶	۲۲	قرش	قزش	۱۸۱	۱۹	تنی ابن الصباح	مثنی بن الصباح	۲۲۳	۱۱	الطیب	الطیب
۱۱۹	۷	ابی مجلز	ابی مجلز	۱۲۷	۱۷	بن العزیز	بن عبدالعزیز	۱۸۴	۱۰	عتیری	عنبری	//	۲۴	تین میں	تین
//	۸	مسلم	مسلم	//	۱۸	میسی	منبئ	۱۸۶	۱۶	ہوا	ہوتا	۲۲۳	۲۱	کرہ	کرکہ
۱۱۷	۳	تمھارے	تمھارے	//	۲۵	ینی	یعنی	۱۸۸	۱	مجاج	حجاج	۲۲۴	۵	الحرزی	الجریری
//	۹	زلمنے	زلمنے	۱۵۳	۱۴	یعتیم	تقیم	//	//	المنہکل	المنہال	//	۹	مزدلفہ	مزدلفہ
۱۲۱	۲	کرو کسی	دو کسی	۱۵۷	۶	عیّاد	عباد	//	۳	رباج	رباح	۲۲۸	۱۵	الشلی	الشلمی
۱۲۷	۲۲	حجاج	حجاج	//	۲۲	زوذا	زورا	//	//	مھران	مہران	۲۲۹	۱	زدی	ازدی
۱۳۲	۸	سعد	سعید	۱۵۸	۵	مقسم	مقسم	//	۹	خدیقہ	حذیفہ	//	۹	توشہ کو	توکو شہر
//	۹	عبیداللہ	عبداللہ	۱۵۹	۲۶	عموتی	عمومتی	//	۱۸	المکاتب	المکاتب	//	۲۲	ترویج	ترویہ
//	۱۸	تین	تین	۱۶۱	۱	لھیعۃ	لھیعۃ	۱۸۹	۲۶	یا دمی ابی یا	یا ذمی ای	۲۳۴	۹	خسیف	خصیف
۱۳۳	۸	الجد	الجد	//	۲	الزھری	الزھری	۱۹۳	۱۳	نفر	نصر	//	۱۳	جراے	نہ جیراوے
//	۱۳	//	//	//.	//	//	//	۲۰۰	۱۱	ہوہ	ہودہ	۲۳۷	۲۷	قریب ہو	قریب ہووے
//	۲۶	ابن ابی شیبہ	ابن شیبہ	//	//	لھیعۃ	لھیعۃ	//	۱۳	معین	معین	۲۳۸	۲۲	حتذ فنا	حذفنا
۱۳۴	۴	حدیث	حدیث میں	۱۶۷	۵	مکویہ بن معویۃ	سعاویہ بن معاریہ	۲۰۱	۲۳	آئی	آئی	۲۴۱	۱۲	العجلی	العجلی
//	۱۶	قتیبہ	قتیبہ	//	۱۲	عمارۃ	عمارۃ	۲۰۲	۱۴	پانچے	پانچے	//	۱۴	زوی	زوی
//	۱۷	تودیکھا تودیکھا	تودیکھا	۱۷۰	۲۷	اردی	ازدی	۲۰۴	۲۷	اس حدیث کو کسی نے	روایت کیا	//	۱۸	الائمۃ	الائمۃ
//	۲۴	ابی سلمان	ابی سلیمان	۱۷۱	//	یہی	یہ بھی			معلوم نہیں ہوتا	اوسکو کسی سے	۲۴۲	۲	تعملہ	تعملہ
۱۴۱	۱۲	ابی البختری	ابی البختری	۱۷۲	۱۱	گذرا	مروی ہے			ہی اسکا حال	ابو ہریرہ رضی سے	//	۲۲	عمر سے	ابن عمر سے
۱۴۲	۱۳	سنے	سین	۱۷۴	۹	مغصل	مفضل	۲۱۰	۱۶	عروبہ	عروبہ	//	۲۶	وجل کا	وحل کا
۱۴۳	۱۰	شلا	شلا دو رکعت	//	۲۵	لشکری	یشکری	۲۱۱	۳	لاتحجن	لاتحجن	۲۴۳	۱۷	آمۃ	امۃ
//	۱۹	سسانید	مسانید	۱۷۵	۱۰	عائل	عاقل	۲۱۵	۷	کرتہ پہنے	کرتہ پہنے	۲۴۴	۵	الفرقد	الفرقد
۱۴۴	۲۰	صلوھما	لاتدعوھما	۱۷۷	۲۲	اختیاری	اختیاری	۲۱۹	۷	ہوتے	ہوئے	//	۸	مطعون	مظعون
//	//	طردکم	طردتکم	۱۷۸	۱۹	توچا	توچار	۲۱۷	۲۰	شریعت	شریف	//	۱۳	بنیک	بنیتک
۱۴۵	۴	طبیان	ظبیان	۱۷۹	۱۱	جریج	جریج	//	۲۱	کہ	تک	//	//	مسجکہ	مسجدہ
۱۴۶	۶	جابر	جابر	//	۱۴	یطلب	یتلک	//	//	اور مل	اور دل	//	//	حرمۃ	حرمیہ
//	۹	یذکرون	یذکرون اللہ	//	۲۶	سانے	سیلے	۲۲۱	۱۹	مخزمہ	مخرمہ	//	۲۲	ورق	ورق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد حمد خدا و نعت رسول مجتبی بندۂ عاجز کمترین جہانیان مسیح الزمان بانی مطبع مسیحائی لکھنوی ولد مولوی نور محمد
بہزاران عجز و نیاز بعد ادائے تحفۂ سلام خدمت عالمان باعز و تمکین و بزرگان باصدق و یقین ناظرین کتاب نور الہدایہ
بفحوائے مضمون فیض مشحون آیۂ شریف وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ شمۂ احوال برخوردار نور الابصار وحید الزمان مؤلف
اس کتاب کا بامید امداد دعا و مرحمت کریمانہ کے عرض گذار ہے کہ ایام طفولیت سے حق تعالی نے برخوردار ممدوح کو لہو لعب سے بچاکر رغبت
تحصیل علوم عطا فرمائی بارھوین برس بعد تحصیل کتب صرف نحو کے شرح وقایۂ عربی پڑھنا شروع کیا اور براہ ذہانت طبع جسقدر
پڑھا ترجمہ اوسکا روزمرہ زبان اردو مین لکھکر مرتب کیا بعض علمائے حق پرست نے اوسکو دیکھکر ہدایت و ارشاد فرمایا کہ یہ ترجمہ مثل اور
رسائل اردو کے عام فہم ہے نہ مفید خواص البتہ اگر ہر مسئلہ اس کتاب کا مدلل با حادیث و اسناد معتبرہ ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو
مطلوب بلکہ اکثر علمائے عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب و مرغوب ہوتا ہر چند کہ اوس ایام مین بہ غیبت عاجز مین بوجہ تلف ہوجانے
چھاپہ خانۂ ذاتی اور تمام جائداد کثیرۂ تجارت اور ہزارہا کتاب اقسام مختلفہ چھاپہ و قلمی کے صدمات کثیر اور ہجوم آلام سے زندگی
عیال و اطفال اس حقیر کی دشوار تھی لیکن توجہ دلی اوستادان شفیق سے حق تعالی نے موصی الیہ کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ چند عرصے
مین اکثر کتب احادیث شریف پڑھکر لکھنا اس کتاب کا پندرھوین برس کی عمر مین شروع کیا قریب ربع کے باقی رہا تھا کہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری
مین حسب الطلب اس عاجز کے بترک وطن و دیار شہر حیدرآباد دکھن مین آکر اتفاق سکونت ہوا چند ماہ بوجہ نہ میسر ہونے کتب ضرور کے
تکمیل کتاب مین توقف رہا من بعد ایک نسخہ کتاب فتح القدیر کا جناب مولانا و مقتدانا سیدی میر اشرف علی صاحب دام ف[illegible]
عنایت فرمایا کہ باعث تکمیل کتاب ہوا اور سبب چھپنے اور رواج پانے کتاب کا یہ ہوا کہ جب سے بتوجہ عنایت معتمد عدال[illegible]
نواب معلی القاب فلک اقتدار مختار الملک بہادر ادام اللہ اقبالہم سے برخوردار مذکور زمرۂ ملازمین مین شامل
اس کتاب کا جمیع حوائج ضروریۂ انسانی پر مقدم جانکر تمام ماہوار ذاتی اپنی فراہم کرکے پانچ سو نسخے مطبع عالی نظام
چھپواکر ہدیۃً جابجا ملکون مین واسطے ملاحظے بعض اکابر دیندار اور بزرگان عالی وقار کے بذریعۂ ڈاک روانہ کیے توقع [illegible]
بزرگانہ سے یہہ ہے کہ جس مقام پر غلطی اور نقصان نظر آوے اصلاح دیکر اطلاع فرماوین اور حسبۃً للہ توجہ دلی سے امداد فرماوین
کہ حق تعالی جل شانہ اپنی قدرت کاملہ سے استطاعت و سامان تکمیل بقیہ تینون جلدون شرح وقایہ اور ترویج کتب دینیہ کا بہ نیت ثواب
اخروی بوسیلۂ ہمم عالیہ بندگان فیض رسان اپنے کے عطا فرماوے اور رسید اس کتاب کی ہر ملک سے اس نشان پر عنایت ہو
کہ در شہر حیدرآباد دکھن قریب منڈی میر عالم مرحوم متصل مکان مرزا شہسوار بیگ صاحب تعلقدار رسید نزد وحید الزمان و مسیح الزمان برسد

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ